LL. B.

Roman Private Law.

by

R. W Leage

خصوصی قانون روما

ترجمہ

مولوی میر محبوب علی، بیرسٹر ایٹ لا۔

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

خصوصی قانون روما

ازمکتوبات گیس اور جسٹینین

تالیف

آر۔ ڈبلیو۔ لیج ایم۔ اے۔ بی۔ سی۔ ال۔

ترجمہ

مولوی محبوب علی صاحب مرحوم بی۔ اے (آکسفورڈ)

سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۶ھ م سنہ ۱۳۳۷ف م سنہ ۱۹۲۸ء

فہرست مضامین قانون روما

سلسلہ نشان	مضمون	از صفحہ	تا صفحہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

قانون روما

قانون روما کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے نہ صرف قانون کے مضمون کو ہی سمجھنا چاہئے بلکہ یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اس کے ماخذ کیا ہیں۔

کسی متمدن ملک کے ماخذ قانون حسب ذیل ہو سکتے ہیں :-

(۱) اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین۔ جیسے انگلستان میں شاہ بہ اجلاس پارلیمنٹ۔

(۲) کوئی شخص یا جماعت اشخاص جسکو اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین نے قانون وضع کرنیکا اختیار دیا ہو۔ جیسا کہ انگلستان میں بعض اوقات حکام عدالت بھی ماخذ قانون خیال کئے جاتے ہیں اگرچہ انکا یہ اختیار محض استنباطی ہے یعنی پارلیمنٹ کے کسی ایکٹ کی رو سے کبھی یہ اختیار صریحی طور پر نہیں دیا گیا۔ اور اصولاً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف موجودہ قانون کی تشریح و توضیح کرتے اور اسکی تعمیل کراتے ہیں۔ صریح عطائے اختیار کی مثالیں ان ضوابط و قوانین ضمنی سے ملتی ہیں جو لنڈن کونٹی کونسل (County Council)۔ مجلس ضلع اور گریٹ ویسٹرن ریلوے کمپنی وغیرہ نافذ کرتی ہیں۔

(۳) رواج۔ جیسا انگلستان کا قانون نافذہ (Common Law) کامن لا

گیس (Gaius) کا بیان ہے کہ قوانین اہل روما ذیل پر مشتمل ہیں :-

لیگس (الف) قانون موضوعۂ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین ؛ (Leges)

پلیبسکٹا (ب) قانون موضوعۂ مجلس عوام : (Plebisicta)

سیناٹس کنسلٹا (ج) تجاویز سینات : (Senatus Consulta)

امپیریل کانسٹی ٹیوشن (د) فرامین شاہنشاہی (Imperial Constitutions)

ایڈکٹ (ہ) مجسٹریٹ کے اعلانات جرائد (Edicts)

ریسپانسا پروڈنٹیم اور (و) فتاوائے مجتہدین[1] (Besponsa Prudentium)

انکے ساتھ جسٹینین نے رواج کا بھی اضافہ کیا ہے۔

اس فہرست میں قانون کے تینوں اقسام متذکرۂ صدر شامل ہیں یعنی قانون موضوعہ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین۔ قانون موضوعۂ مجلس عوام تجاویز سینات اور فرامین شاہی۔ یہ مثالیں ہیں ایسے قانون کی جن کو اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین نے وضع کیا ہے اور جسکو قانون موضوعہ کہہ سکتے ہیں۔

اعلانات اور فتاوائے مجتہدین مثالیں ہیں ایسے قوانین کی جن کو کسی ایسے حاکم نے بنایا ہو جسکو قانون وضع کرنیکا اختیار دیا گیا ہو۔

(یوزس (Usus) وہ غیر مکتوبی قانون ہے جسکو رواج نے قائم کیا ہو۔[2]

اس دیباچہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک ماخذ کو بتفصیل واضح کیا جائے۔ اسطرح کہ آغاز رواج کے ساتھ ہو جو سب سے قدیم ہے۔ اسکے بعد قانون موضوعہ سے بحث کی جائے۔ اور آگے چل کر "اعلانی حکمناجات" اور فتاوائے مجتہدین سے۔ اور خاتمہ پر جسٹینین کے اجتماع و تدوین قانون کا بھی ذکر کیا جائے۔ یعنی یہ بتلایا جائے کہ ان تمام ماخذ سے جو قانون وجود میں آیا اس نے کس طرح اس کی تنظیم و ترتیب کی۔ اور کس طرح اس کو ایک باقرینہ نظام کی شکل دیدی۔

دفعہ ۱ - رواج رسم یا (Usus)

رواج کی توضیح یوں کی جاسکتی ہے :—

---

[1] دیکھو گیئس (Gaius) دفتر اول فقرہ نمبر ۲

[2] دیکھو جسٹینین دفتر اول ۲ - ۹

جہاں کوئی کام ایک سے زیادہ طریقوں سے کیا جاسکتا ہے مگر تقریباً بلا اختلاف ہمیشہ وہ ایک ہی خاص طریقہ سے کیا جاتا ہے تو یہ کہا جائے گا کہ اس کام کو اس خاص طریقہ سے کرنے کا رواج ہے۔

رہا یہ امر کہ آیا یہ رواج قانون رواجی ہے جو رواج محض سے بالکل جدا ہے اسکا انحصار اس پر ہے کہ اگر اس کو عدالت میں پیش کیا جائے تو آیا وہ تسلیم کیا جائیگا۔ اگر رواج عام اور معقول ہے اور قانون کے کسی معین قاعدے کے خلاف بھی نہیں ہے تو وہ تقریباً ہمیشہ صحیح قانون مانا جائے گا۔ اور اس کی پابندی اجباری ہو جائے گی نہ کہ اختیاری۔ سر ہنری مین (Sir Henry maine) کی رائے میں قدیم ترین تخیلات قانونی کا پرتو (تھیمسٹس (Themistes) میں نظر آتا ہے جو شاہان قدیم کے الہامی فیصلے تھے۔ لیکن ہر حالت میں روما کے متعلق تو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ رواج ہی قدیم ترین قانون تھا جو غیر ارادی طور پر خود اہل شہر کی عادات اور طرز زندگی سے پیدا ہوا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ قانون رواجی ایسا معین ہوا کہ اس میں ردوبدل بالکل مشکل ہوگیا۔ جسکی بڑی وجہ شاید یہ ہو کہ کسی ابتدائی زمانہ میں اس کو مجلس وضع قوانین نے اس مجموعہ قوانین میں شریک کر دیا جس کو کہ اصحاب عشرہ (دکمویری Decemviri) نے بنایا تھا اور جو الواح عشر کے نام سے موسوم ہے اور جسکی روایتی تاریخ ۴۵۱ تا ۴۴۹ قبل از مسیح ہے[1] مگر یہ خیال کرنا غلط ہو گا کہ اس قدیم مجموعہ قوانین کے وجود میں آنیکے بعد رواج ماخذ قانون ہی نہیں رہا۔ کیونکہ پہلے تو یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ تمام موجودہ قانون رواجی اس مجموعہ میں شامل کر لیا گیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ایک ہزار سال بعد جسٹینین[2] صاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ "غیر تحریری قانون وہ ہے جسکو رواج منظور کرتا ہے کیونکہ قدیم رواجات کو جب ان کی پابندی کرنے والے قبول و منظور کرتے ہیں تو وہ مثل قانون موضوعہ کے ہو جاتے ہیں" انگلستان کے وکیل کیلئے اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اہل روما کے نزدیک یہ ممکن تھا کہ کوئی موجودہ قانون موضوعہ کسی

---

[1] اس پر دوسرے آراء کے لئے دیکھو (لیامبرٹ Lambert) کی تاریخ روایات الواح اثنا عشر۔

[2] (گیئس Gaius) کے زمانہ میں فقہا کی تصنیفات اور قانون موضوعہ کی وجہ سے رواج کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

"رواج مخالف" کے باعث خود بخود منسوخ ہو جائے۔ ہر ایک ریاست کے قانون ملک میں تغیر و تبدل یا تو عوام الناس کی معنوی مرضی سے یا کسی قانون کے متعاقب وضع ہونے سے ہوتا ہے[1]

ان قوانین کی مثالیں جو رواج پر مبنی ہیں اور جو الواح اثنا عشر کے زمانہ سے بھی پہلے کی ہیں وہ قواعد ہیں جو اختیار پدری (پیاٹریا پوٹسٹاس Patria Potestas) ہم جدی (سوئی ہیریڈس Sui Heredes)[2] اور قبیلہ[3] کے حق وراثت بعدم وصیت سے متعلق ہیں۔ اور اسکے کہیں بعد کے زمانہ میں امانت بذریعہ وصیت (فیڈیئی کامسا Fidei Commissa) اور ضمیمہ وصیت نامجات (کاڈیسل Codicils) اور غالباً رومی تحریری معاہدے کے قواعد کا بھی یہی ماخذ تصور کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ ۔ قانون موضوعہ۔ قانون موضوعہ اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین۔ قانون موضوعہ مجلس عوام۔ تجاویز سینات فرامین شاہی۔

ذیلی دفعہ ا۔

لکس (Lex) ایسی بسیط اصطلاح ہے جس میں نہ صرف قانون موضوعہ ہی تمام و کمال سما سکتا ہے بلکہ ہر قسم کا قانونی قاعدہ بھی اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

بہرکیف اگر اس کو متذکرۂ صدر معنی میں استعمال کیا جائے یعنی اس طرح کہ قانون موضوعہ مجلس عام۔ تجاویز سینات اور فرامین شاہنشاہی سے جدا سمجھا جائے تو

(۱) شاہان قدیم ۔ (The early Kings)

---

[1] (justinian) ا - ۲ - ۱۱ اور ڈائجسٹ (Digest) میں یہ ہے کہ "یہ صحیح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ قوانین نہ صرف قانون وضع کرنیوالوں کی رائے سے بلکہ ساکت مرضی استعمال نہ کرنیکی صورت میں منسوخ ہو جاتے ہیں"۔ مگر کسی بھی قانون موضوعہ میں تیں ازوقت اسکے اسطرح نہ منسوخ ہونیکے لئے انتظام ہوسکتے ہیں۔ دیکھو مائل (Moyle) صفحہ ۱۰۰

[2] (Sui heredes) وہ لوگ تھے جو کسی شخص کی وفات کے بعد خود مختار ہو جاتے تھے۔ یعنی یہ لوگ متوفی کے اختیار پدری میں ہونیکی وجہ سے اسکے سب سے پہلے وارث ہوتے تھے اور ان کا حق وراثت دوسروں پر مرجح ہوتا تھا۔ مترجم

[3] گینس (gens) رومی قبیلہ کو کہتے تھے۔ سسرو (Cicero) کے زمانہ تک اہل قبیلہ کا حق وراثت مانا جاتا تھا۔ مگر یہ اصول پاٹریشن (Patrician) خاندان تک محدود تھا۔ (مترجم)

(۲) مجلس عشریہ (The Comitia Curiata)

(۳) مجلس مائتہ (The Comitia Centuriata)

(۴) مجلس ٹریبیوٹا (ارضی) (The Comitia Tributa) کے قوانین اس کے تحت آجاتے ہیں۔

اس کے برخلاف قانون موضوعۂ مجلس عوام وہ قانون ہے جو مجلس عوام (The Concilium Plebis) سے جاری ہوتا تھا۔

(۱) قوانین شاہان قدیم (قوانین موضوعۂ شاہان)

تاریخ روما کے ابتدائی زمانہ میں اہل روما پر بادشاہوں کی حکومت تھی۔ اس زمانہ کے متعلق جو شہادت ملتی ہے وہ تقریباً تمام وکمال روایتی ہے۔ اس امر کا ثبوت کہ ایسا کوئی زمانہ ضرور تھا اس سے ملتا ہے کہ جمہوریت کے زمانہ میں بھی چند ایسے ادارات جیسے کہ کاہن شاہی (رکس سیا کرورم Rex sacrorum) اور فصل بادشاہی (انٹررکس[1] (Interrex) باقی رہ گئے تھے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریت سے پہلے شاہی حکومت کا دور ضرور تھا۔ کتاب ڈائجسٹ کی ایک مشہور و معروف عبارت کا حوالہ بعض اوقات اس امر کے ثبوت میں دیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ بذات خود قانون وضع کرتے تھے۔ اس یعنی رومیولس (Romulus) نے خود (کیوریا Curia) کے ذریعہ سے چند قوانین بنائے اور اس کے بعد کے بادشاہوں نے بھی ایسا ہی کیا یہ سب قوانین (سکسٹس پاپیرس Sextus Papirius) کی کتاب میں موجود ہیں جو کہ اسی زمانہ میں تھا۔

لیکن یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ان روایتی بادشاہوں نے جو قوانین وضع کئے تھے وہ فقط ایسے فیصلے تھے جن کو ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اور بلحاظ حالات حسب ضرورت صادر کئے جاتے تھے۔ اگرچہ ایک تالیف موجود ہے جسکا نام (جس کیویلے پاپیریانس Jus Civile Papirianum) ہے جسمیں بیشتر مذہبی امور کے متعلق قواعد لکھے ہوئے ہیں[2] جو غالباً دور شاہی کے زمانہ کی ہوگی لیکن ایسا پایا جاتا ہے کہ

---

[1] ایک بادشاہ کی وفات اور اسکے جانشین کی تخت نشینی کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں۔

[2] انھیں کا نام فاس (Fas) تھا۔ (مترجم)

ڈائجسٹ کی موڈ صدر عبارت کے برخلاف خود کتاب اسی زمانہ میں نہیں لکھی گئی جب کہ قوانین نافذ ہوئے تھے بلکہ آگسٹس (Augustus) کے زمانہ حکومت کے قریب قریب لکھی گئی تھی۔ قدیم دور شاہی میں حقیقی واضع قوانین بادشاہ کی تنہا ذات نہ تھی بلکہ بادشاہ کے ساتھ مجلس عشریہ اور سینات بھی ملکر کام کرتے تھے۔

(۲) مجلس عشریہ

ابتدا میں رومی آبادی تین گروہ ٹرائبس (Tribes) پر منقسم تھی۔ ہر گروہ میں دس دس جماعتیں قبائل (کیوریا Curiae) تھے اور ان جماعتوں کے تمام وہ مرد جو ہتھیار باندھ سکتے تھے مجلس عشریہ کے ارکان ہوتے تھے۔ اس مجلس کو وضع قوانین کے متعلق کوئی ابتدائی تحریک کرنیکا اختیار نہ تھا۔ یہ مجلس بادشاہ کے حکم پر منعقد ہوتی تھی اور اسکو فقط اتنا اختیار تھا کہ بادشاہ کی تجاویز سے اتفاق یا اختلاف کرے۔ اسکی حقیقی قوت اس امر میں مضمر تھی کہ کوئی تبدیلی جس سے قانون عام یا قانون خاص کے کسی اہم شعبہ پر اثر پڑتا ہو بغیر اسکی رضامندی کے نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر بادشاہ کوئی ایسا کام کرے جیسے کہ اعلان جنگ کرے یا صلحنامہ کو توڑنا چاہے تو اس کے لئے اس مجلس کی رضامندی حاصل کرنی ایسی ضروری تھی جیسا کہ کسی خانگی شخص کے لئے جب کہ وہ ازروئے تبنیت دخود مختاری (اڈریگاٹیو Adrogatio)[1] اپنا خاندان بدلنا چاہے یا وراثت (بعدم وصیت) کے قواعد کے خلاف کسی ایسے شخص کو وارث بنانا چاہے جو اس کا وارث نہ ہوتا ہو (ٹسٹامنٹم کیلیٹس کامیٹس (Testamentum Calatis Comitiis)[2] جب خانگی اشخاص کی ضرورت کے لئے مجلس عشریہ کا اجلاس جیسا کہ اوپر بیان کی ہوئی آخری دو صورتوں میں ہوتا تھا تو اس کو (کامیٹیا کیلاٹا Comitia Calata) کہتے تھے اور اسکے اختیار وضع قوانین میں سلب ہونیکے بعد بھی ایک مدت تک زمانہ جمہوریت میں اسی صورت میں یہ مجلس قائم رہی

---

[1] جب خود مختار اپنے کو دوسرے کی تبنیت میں دیتا تھا یا دوسرا شخص خود مختار کو اپنی تبنیت میں لیتا تھا تو اسکو اڈریگاٹیو (Adrogatio) کہتے تھے اور اگر خود مختار نہ ہوتا تھا تو اڈپٹیو (Adoptio) کہتے تھے (مترجم)

[2] دیکھو جیرارڈ (Girard) صفحہ ۱۴۔

سینات جسکا کار منصبی بادشاہ کو نامزد کرنا اور اسکو مشورہ دینا تھا مجلس عشریہ کی ایک اندرونی مجلس تھی جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسکی ترکیب رومی[1] قبائل کے اکابرین سے ہوئی تھی ۔ سینات کے نامزد کرنیکے بعد بادشاہ کا انتخاب مجلس عشریہ میں ہوتا تھا اور یہ مجلس ایک قانون موضوعۂ شاہی کی بنا پر اسکو اختیار شاہی عطا کرتی تھی ۔ یہ وہ معمول تھا جو دور شہنشاہی[2] میں از سر نو جاری کیا گیا ۔

(۳) مجلس مأتہ

روما کے ابتدائی زمانہ میں مجلس عشریہ ایک کافی مجلس وضع قوانین تھی لیکن جب سرزمین روما پر ایسی متعدد جماعتیں آکر بسنے لگیں جو رومی مدنی نہ تھیں تو یہ مجلس ضرورتوں کے لئے کافی نہیں رہی ۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ لوگ عوام پلبس (Plebs) کے نام سے موسوم ہوگئے ۔ ٹیکس کی ادائی اور فوجی خدمت[3] ان پر فرض کی گئی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے یہ خواہش کی کہ قوانین کے وضع کرنے میں انکی بھی رائے لیجائے اور چونکہ عوام رومی خاندان کے ارکان نہیں تھے اس لئے ان کو مجلس عشریہ میں رائے دینے کا حق حاصل نہیں تھا ۔ مگر ان اصلاحوں نے جو سرویس ٹلیس (Servius Tullius) سے منسوب کیجاتی ہیں دو نئی مجلسوں کو وجود میں لانیکی سبیل نکالی جس سے بہرحال ایک حد تک ان کی شکایت رفع ہوگئی ۔

پہلی مجلس جو قائم ہوئی وہ مجلس مأتہ تھی اگرچہ اصولاً یہ مجلس مبنی تھی اس انتظام پر جو فوجی نقطۂ نظر سے کیا گیا تھا ۔ مگر حقیقت میں اسکی تنظیم اصول دولت کے لحاظ سے ہوئی ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص عام ازیں کہ وہ شرفائے روما (پیاٹریشین Patrician) سے ہو

---

[1] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنس جو کہ ضمنی تقسیم عشر کی ہے ایک قسم کا قبیلہ ہوگا جو مرکب ہوتا ہوگا کئی خاندانوں سے جو خاص رومی قرابت کی بنا پر ایک قبیلہ متصور ہوئے ہوں ۔

[2] دیکھو (Justinian) کی کتاب اول ۱ - ۲ - ۶

[3] چند شارحین قانون روما کا خیال ہے کہ ابتدا میں عوام پر فوجی خدمت لازمی نہ تھی اور Servius کی مردم شماری کا منشاء یہ تھا کہ ان پر یہ خدمت مستوجب کیجائے ۔

یا عوام (پلیبین Plebian) سے اس مجلس میں شریک ہوسکتا تھا۔ بشرطیکہ اسکے پاس کافی دولت ہو۔ مگر اس مجلس کو وضع قانون کے متعلق کوئی ابتدائی تحریک کرنیکا اختیار نہ تھا۔ کیونکہ ایسی تحریک کو کوئی شخص بغیر قنصل کے پیش نہیں کرسکتا تھا اور خود قنصل سنیات کی منظوری پیش از وقت حاصل کئے بغیر کوئی تحریک پیش نہیں کرسکتا تھا اسکے علاوہ ایسی تمام تحریکات جو مذہبی منظوری کی محتاج ہوتی تھیں انکے لئے مجلس عشریہ کی منظوری بھی لازمی تھی۔ وضع قوانین کا اہم ترین کام جو مجلس اُتہ نے انجام دیا وہ الواح اثنا عشر کا قانون ہے۔ یہ وہ مشہور مجموعہ ہے جو قانون روما کا سنگ بنیاد ہے۔ اگرچہ مابعد کے زمانہ میں اس میں بیحد اصلاح کی گئی اور بہت ہی وسعت دی گئی تاہم اسکے بعد کے قوانین نے کبھی اسکو کلیتاً بدل نہیں دیا بلکہ اصولاً جسٹنین کے زمانہ تک اسی قدیم مبداء سے تمام قوانین نکلتے رہے[۱]

(۴) مجلس ٹریبیوٹا اور مجلس عوام

ایک دوسری مجلس جو سرویس ٹلیس (Servius Tullius) کی اصلاحات کا نتیجہ تھی وہ مجلس ٹریبیوٹا تھی۔ یہ مجلس عشریہ کی طرح قرابت کے تصور پر مبنی تھی اور نہ مجلس اُتہ کی طرح اصول جائداد پر اس کی تنظیم ہوئی تھی۔ بلکہ اہل روما کی اس تقسیم پر مبنی تھی جو اضلاع کے لحاظ سے کی گئی تھی۔ اور اس اصول پر مبنی ہونے کی وجہ سے

---

[۱] عوام کی خاص شکایتیں جو قانون الواح اثنا عشر کے وجود میں لانیکا باعث ہوئی تھیں حسب ذیل تھیں :-

(۱) وہ اراضی حاصل نہیں کرسکتے تھے جو کسی ملک کے فتح ہونیکے بعد روما کی ملک ہوجاتی تھی اور جس کو اراضی عام (ager publicus) کہتے تھے۔

(۲) انکے اور پیاٹرشین (Patricians) کے مابین ازدواج کی ممانعت۔

(۳) یہ امر کہ صرف مجتہدین ہی کو قانون سے واقفیت ہوتی تھی اور وہی اسکو استعمال کرسکتے تھے اور مجتہدین خود پیاٹرشین (Patricians) ہوتے تھے۔

(۴) حکام عدالت کا بے ضابطہ طور پر جابرانہ کرنیکا اختیار۔ گو الواح اثنا عشر نے صریحی طور پر ان شکایات کو رفع نہیں کیا مگر اس مجموعہ قوانین کا عظیم ترین فائدہ یہ تھا کہ اسکے بعد سے ان قوانین کے خاکہ سے واقفیت ہوگئی جو انکے اوپر عاید ہوتے تھے۔ الواح اثنا عشر کے احکامات کیلئے دیکھو ردیف وار فہرست الفاظ۔

اسمیں شرفائے روما (پیاٹرشین Patricians) اور عوام (پلی بینس Plebians) دونوں شامل تھے۔ بہت دنوں تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کی قرار دادیں قانون کا حکم نہیں رکھتی ہیں بلکہ عوام کی رائے کا محض یہ اظہار تھا کہ قانون کیسا ہونا چاہئے (پلیبسکٹا Plebiscita) اور یہ بھی قیاس کیا جاتا تھا کہ قوانین کے ایک سلسلہ نے جو ۲۸۷ قبل مسیح میں قانون ہارٹنسیا (Hortensia) پر ختم ہوا تھا اسکو قانون کا سا اثر بخشا۔ لیکن اس بیان کو قانون موضوعہ مجلس عوام (پلیبسکٹا Plebiscita) کی اس تعریف سے جو جسٹینین نے اپنے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں دی ہے مطابق کرنا نہایت مشکل ہے۔

جسٹنین نے اسکی تعریف اس طرح کی ہے[1]:-

"قانون موضوعہ مجلس عوام کا بنایا ہوا قانون ہے جو انکے مجسٹریٹ یا ٹرائی بیونس (Tribunes) کے استصواب (تحریک) پر بنایا جاتا تھا"

اور آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ پلبس (Plebs) عوام سے اسی طرح جدا ہیں جیسے کہ نوع جنس سے کیونکہ اصطلاح (Populus) (رعایا) کے مفہوم میں تمام ملکی مدنی شامل ہیں اور اصطلاح (Plebs) سے مراد فقط وہ مدنی ہیں جو شرفائے روما اور اراکین سنیات کے سوا تھے۔ اس لئے یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ جسٹنین کی مراد یہاں مجلس ٹریبیوٹا کی قراردادوں سے تھی۔ گو یہ ممکن ہے کہ شرفائے روما نے ابتدا میں اس مجلس میں حصہ نہ لیا ہو مگر حقیقت میں یہ مجلس مشتمل تھی تمام رعایا پر۔

اس لئے ماسن (Mommsen) کا یہ بیان قرین قیاس ہے کہ:-

(۱) جیسے ہی مجلس ٹریبیوٹا کو وضع قوانین کا اختیار حاصل ہوا یہ اختیار اس کو پورے طور پوری طرح مل گیا اور اسکے قوانین بمنزلۂ قانون موضوعہ ہو گئے۔

اور (۲) وہ مجلس جو پلیبسکٹا (Plebiscita) جاری کرتی تھی مجلس شورائے عوام کنسیلیم پلی بس کہلاتی تھی جس کی بابت یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس کا وجود مجلس ٹریبیوٹا سے علحدہ تھا اور یہ کہ وہ کلیتاً عوام کی جماعت تھی۔ اس نظریہ کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) نے مجلس ٹریبیوٹا کی قراردادوں کو

---

[1] دیکھو جسٹنین کتاب اول ۲ - ۴

قانون کی قوت نہیں دی کیونکہ اس مجلس کو اسکی ضرورت ہی نہ تھی بلکہ مجلس عوام کی بے ضابطہ قرار دادوں کو قانون کا اثر بخشا۔

پس یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد سے روما میں وضع قوانین کی تین خود مختار مجالس ہو گئیں: مجلس [illegible] (جن کو قانون وضع کرنیکا اختیار تھا) اور مجلس شورائے عوام جنکی تجاویز کو قانونی اصطلاح میں پلیبسکٹا (Plebiscita) کہلاتی تھیں جو قانون موضوعہ کو اس کے صحیح معنوں میں [illegible] تھی۔ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد پلیبسکٹا (Plebiscita) بمنزلۂ قانون موضوعہ قرار دئے گئے[1]

ان دونوں نظریوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانون ہارٹنسیا (Hortensia) کے نفاذ کے بعد عوام کی تمام سیاسی شکایتیں رفع ہو گئیں۔

ذیلی دفعہ ۲ تجاویز سینات[2]

جس طرح رفتہ رفتہ مجلس عشریہ کی جگہ مابعد کی قانونی مجلسوں نے لے لی اسی طرح جمہوریت کے اختتام کے زمانہ میں انکی بھی باری آگئی کہ وہ ایک نئی مجلس وضع قوانین کیلئے جگہ خالی کریں اور اس مجلس کا آخری قانون موضوعہ (لیکس Lex) جسکا داخلہ ملتا ہے نروا (Nerva) کے عہد میں جاری ہوا تھا۔ ان مجلسوں کے تنزل کا باعث کچھ تو یہ ہوا کہ وہ اس قدر بڑی[3] اور غیر منتظم ہو گئی تھیں کہ ان سے وضع قوانین کا سا نازک کام چل نہیں سکتا تھا اور کچھ یہ بھی بات تھی کہ آگسٹس (Augustus) کے زمانہ سے چل کر جمہوری ادارے نامعلوم طور پر فطرتاً معدوم ہونے لگے۔ زمانہ جمہوریت میں بھی جب کہ گیس (Gaius) کہتا ہے سینات کا اختیار وضع قانون مشتبہ تھا یہ دیکھا جاتا ہے کہ سینات کی تجاویز امور انتظامی کے متعلق

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب اول ۲ ـ ۴ (مترجم)

[2] اس کو مجلس اکابرین اس واسطے کہتے تھے کہ قنصل سینات کے غور کے لیۓ اپنی تجاویز پیش کر کے انکی رضامندی سے جاری کرتا تھا۔

[3] جسٹینینیہ ۱ ـ ۲ ـ ۵

ہوتی تھیں جن کو قانون صحیح سے ممیز کرنا دشوار ہے اور آگسٹس (Augustus) کے زمانہ تک سینات (Senate) کی ہر قانون کے لئے منظوری لابُدی متصور ہونے لگی۔ پس تھوڑے ہی عرصہ میں تجاویز سینات قانون کے تنہا ماخذ ہو گئے مگر جب شہنشاہ نے بلا واسطہ قانون وضع کرنا شروع کیا تو اسکے احکامات نے خود بخود تجاویز سینات کی جگہ لے لی۔ مگر یہ تبدیلی زیادہ تر ظاہری نہ کہ مادی تھی۔ کیونکہ سینات شہنشاہ کی محکوم تھی کہ اس کے لئے شہنشاہ کی مرضی کے مطابق عمل کرنیکے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ شہنشاہ جب کبھی کسی تجویز کی تحریک کرتا تو فصل سینات کا اجلاس منعقد کر کے پیش کرتا اور ان کی آرا لازمی طور پر اس تجویز کے موافق دیدی جاتیں۔

ذیلی دفعہ ۳ فرامین شاہی

اگرچہ شہنشاہان اسبق کے زمانہ میں بھی فرامین شاہنشاہی ہوا کرتے تھے مگر ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ میں پہلی مرتبہ قانون وضع کرنیکا معمولی طریقہ بن گئے۔ لفظ فرمان ایک حاوی لفظ ہے جسکے معنی میں حسب ذیل احکام شامل رہیں:-

(الف) ارٹشن (Oration) یعنی وہ تحریک جو شہنشاہ سینات کے غور کیلئے بھیجتا تھا۔

(ب) ایڈکٹم (Edictum) یعنی ایسا اعلان جسکو شہنشاہ اعلیٰ ترین مجسٹریٹ کی حیثیت سے جاری کرتا تھا (جیسے کہ جریدہ)

(ج) مانڈیٹم (Mandatum) یعنی وہ ہدایت جو کسی خاص شخص مثلاً کسی صوبہ دار کو کسی انتظامی دشواری کی نسبت دیجاتی تھی۔ ان ہدایات کا ذکر نہ تو (Gaius) نے کیا ہے اور نہ جسٹینین (Justinian) نے جسکی وجہ غالباً یہ ہو گی کہ انکا تعلق قانون عام سے تھا نہ کہ قانون خاص سے۔

(د) ڈکریٹم (Decretum) شہنشاہ کا وہ فیصلہ تھا جو ایک اعلیٰ ترین حاکم عدالت کی حیثیت سے کسی مقدمہ کے متعلق جو اسکے پاس پیش کیا جاتا تھا صادر ہوتا تھا۔

(ہ) رسکرپٹم (Rescriptum) یا ایپسٹولا (Epistola) جب کسی نزاع کے متعلق شہنشاہ کے پاس مرافعہ پیش ہوتا تو بذریعہ ڈکریٹم (Decretum) پورے مقدمہ کا فیصلہ کرنیکے عوض وہ فقط قانونی اصول بتا دیتا تھا جن کا اطلاق

باس مقدمہ میں ہوتا تھا ۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ کہاں تک رسکرپٹا (Rescripta) کو ماخذ قانون مانا جاسکتا ہے کیونکہ قانون کے جدید مفہوم میں قانون کوئی خاص حکم کسی خاص شخص کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ ایک عام حکم ہے جو تمام اہل شہر کیلئے ایک عام طریق عمل بتاتا ہے ۔

دفعہ ۳ ۔ قانون جو کوئی شخص یا جماعت اشخاص جسکو مجلس اعلیٰ وضع قانون نے اس خصوص میں اختیار عطا کیا ہو وضع کرتی ہے ۔

الف ۔ مجسٹریٹ کے اعلانات (The Edicts of the Magistrates)

ب ۔ فتاوائے مجتہدین ۔ (The Responsa Prudentium)

الف ۔ مجسٹریٹ کے اعلانات

ا ۔ اعلانات کس کو کہتے ہیں ۔

روما میں ہر اعلیٰ مجسٹریٹ کو اختیار اشاعت اعلان (جس ایڈیکنڈی Jus Edicendi) حاصل تھا یعنی یہ اختیار تھا کہ ایک اعلان کے ذریعہ سے ان اصول کی تعریف کرے جن کو وہ اپنی خدمت سے متعلقہ فرائض کے انجام دینے میں ملحوظ رکھے گا ۔ قانون دان کی حیثیت سے اہم ترین مجسٹریٹ دو پریٹر (Praetor) تھے ایک پریٹر بلدیہ (پریٹر اربانس Preator Urbanus) اور دوسرا پریٹر خارجہ (پریٹر پرگرینس Preator Peregrinus) اور اعلان کو ابتداً لکڑیوں کی تختیوں پر لکھوا کر اپنے سال خدمت کے آغاز پر وہ اپنی اپنی عدالت کے کمروں میں لٹکا دیا کرتے تھے ۔ اعلان کی اقسام حسب ذیل تھیں ۔

الف ۔ اعلان دوامی (ایڈکٹم پرپی ٹوام Edictum Perpetuum)

یعنی وہ اعلان جو ہر پریٹر اپنے سال کے آغاز پر جاری کرتا تھا ۔ اسکو دوامی شاید اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ وہ پریٹر اپنے پورے زمانہ خدمت میں اس اعلان کا پابند رہتا تھا ۔ اور اس سے بین انحراف کرنا آئین سلطنت کے خلاف سمجھا جاتا تھا ۔

ب ۔ اعلان اتفاقی (ایڈکٹم ریپنٹی نم Edictum Repentinum) یعنی وہ اعلان

جو سال خدمت کے دوران میں کسی اچانک یا غیر متوقع ضرورت کے
پیش آنے پر جاری ہوتا تھا۔

(ج) اعلان ماخوذہ (ایڈکٹم ٹرالاٹکیم Edictum Tralaticium) ہر پریٹر کیلئے
عموماً یہ ضروری نہ تھا کہ از سر تا پا ایک نیا اعلان شائع کرے۔ وہ صرف
اس پر اکتفا کرتا تھا کہ حکام ماسبق سے ہر وہ بات لے لی جائے جسکو رواج
نے قائم کیا ہو یا وہ بات اخذ کرلیجائے جو نئی ہونیکے باوجود حقیقتاً مفید
ثابت ہوئی ہو۔ اس حصہ کو جو اسی طرح اختیار کیا جاتا تھا ماخوذہ ٹرالاٹکیم
(Tralaticium) کہتے تھے اور یہ حصہ پریٹر کی خاص اختراع سے جو مقدار
میں بالکل کم ہوتی تھی بالکل جدا ہوتا تھا۔

(د) اعلان صوبہ جات (ایڈکٹم پراونشیالے Edictum Provinciale) صوبجات
میں پریٹر کے کارہائے منصبی کو مقامی صوبہ دار انجام دیتے تھے اور ان کے
اعلانات میں وہی قانونی قوت ہوتی تھی جو روما میں پریٹر کے اعلانات کو حاصل تھی۔[1]

(ھ) دی ایڈکٹس آف دی کیورولے ایڈیلیس (The Edicts of the Curule Aediles)
اختیار اشاعت اعلان پریٹر ہی کو حاصل نہ تھا بلکہ بیان متذکرہ صدر کے بہ موجب
ہر مجسٹریٹ اعلیٰ اسکا مجاز تھا۔ مگر اہم اعلانات فقط کیوروے ایڈیلس
(Curule Aediles) کے تھے جن کے اعلانات سے قانونی قواعد کے
ایک خاص مجموعہ کی نشوونما ہوئی۔ مثلاً وہ ضمنی معاہدۂ ذمہ داری جو قانون بیع
میں مستتر ہے۔ بیع وشریٰ (ایمپٹیو ونڈیٹیو Emptio-Venditio)

۲ - پریٹروں کا اثر قانون روما پر

پریٹروں کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب کہ پریٹر بلدیہ کا تقرر ۳۶۶ سنہ
قبل مسیح میں ہوا تھا۔ اسکا تقرر قانون میں کسی قسم کی اصلاح کرنیکے لئے نہیں بلکہ فقط روما
کی ایک مجسٹریٹ کی حیثیت سے ہوا تھا۔ جس قانون کی وہ پابندی کراتا وہ روما کا قانون

[1] یعنے ان کے علاقۂ اختیار سماعت کے اندر۔

ملک تھا جیسا کہ الواح اثنا عشر میں موجود تھا۔ یہ وہ قانون ہے جس سے فقط رومی مدنی مستفید ہوتے تھے۔ اور جو نہایت ہی ابتدائی اور محدود تھا کیونکہ عملاً وہ صرف ایسے حقوق کو تسلیم کرتا تھا جنکی تعمیل چند قلیل التعداد اور غیر بسیط قانونی کارروائیوں سے کرائی جاسکتی تھی جنکو لیگس ایکٹیونس (Legis Actiones) کہتے تھے۔ صرف ایک عدالتی حاکم کی حیثیت سے مقرر ہونیکے باعث یہ غیر اغلب ہے کہ اول اول پریٹر نے کوئی اعلان شائع کیا ہو۔ اسکا کام قانون روما کو مقدمات پیش شدہ میں صرف اسی طرح استعمال کرنا تھا جس طرح کہ وہ الواح اثنا عشر میں موجود تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پریٹر کو اصولاً یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر چاہے تو اعلان شائع کرے۔ اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ بادشاہ کے قدیم عدالتی اختیارات اسے حاصل ہیں۔ بہ الفاظ دیگر تاوقتیکہ وہ کسی قانون موضوعہ یا قدیم رواج سے مجبور نہ ہو ہر ایک مقدمہ کے فیصلہ میں اسکو ایک حد تک اختیار تمیزی حاصل تھا۔ اس سے یہ قیاس کرنا بیجا نہ ہوگا کہ نسبتاً ابتدائی زمانہ میں پریٹر بلدیہ نے اپنا اعلان ان اصول کی توضیح کے ساتھ شائع کرنا شروع کیا ہوگا جنکی پیروی وہ اپنے اختیار تمیزی یا اختیار شاہی امپیریم (Imperium) کے استعمال میں کریگا۔ بہرحال یہ فرض کرنا ناممکن ہے کہ اگر بات یہیں تک رہجاتی تو پریٹر کے اعلانات قدیم قانون ملک پر اپنا غیر مشتبہ اثر ڈال سکتے کیونکہ جب تک وہ طریقۂ ضابطہ رائج تھا جو نظام نالشات قانونی (لیگس ایکٹیو Legis Actio) کے نام سے موسوم تھا پریٹر زیادہ سے زیادہ یہی کرسکتا تھا کہ ایسے دعوے میں جو قانون ملک کے تحت میں آتا تھا مدعی کے غیر منصفانہ طرز عمل کے باعث اسکو روک دیتا تھا یا کسی ایسے نقصان رسیدہ شخص کی مدد جسکے لئے Legis Actio کی راہ کھلی نہیں تھی اس طرح کیا کرتا کہ بلحاظ استحقاق مقدمہ نقصان رسان کو اسپانسیو (Sponsio) باندھنے پر مجبور کرتا اور اسکے بعد معمولی طور پر اسکی سماعت ہوتی۔ اس لئے کہ جب کسی رقم مشخصہ کی بابت دعویٰ ہوتا تو لیگس ایکٹیو (Legis Actio) کا استعمال وہاں حقیقۃً ممکن تھا۔ اصلاحی ذریعہ کی حیثیت سے جو کامیابی پریٹر کے اعلانات کو حاصل ہوئی اسکا اصلی سبب کچھ تو یہ تھا کہ ۲۴۲ ق۔م میں پریٹر خارجیہ کا تقرر ہوا اور کچھ یہ کہ ۱۵۰ق۔م کے قریب قانون لیگس ایبوٹیا (Lex Aebutia) نافذ ہوا۔

قدیم ترین زمانہ سے روما کے قانونی ادارے کی ترقی میں سیاسی اسباب کا بہت دخل تھا

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے پیاٹریشن (Patricians) اور پلبس (Plebs) کے
مابین سیاسی نمایندگی کے متعلق جو اختلافات تھے انکا قطعی تصفیہ لیکس ہارٹنسیا سے کر دیا
اور قانون خاص کے متعلق پلبس (Plebs) کی حالت (وہ حالت جو ابتداً اتنی ہی
ناقابل اطمینان تھی جتنی انکی سیاسی حیثیت تھی) زیادہ تر الواح اثنا عشر اور لیکس کانیولا
(Lex Canuleia)[1] مصدرہ ۴۴۵ قبل مسیح سے ہارٹنسین لا (Hortensian Law)
کے نافذ ہونے تک تمام عملی اغراض کے لئے پیاٹریشن (Patricians) کی طرح ہو چکی تھی۔
یہ امتیاز جو رومی پاپولس[2] (Populus) اور عوام (پلبس Plebs) کے درمیان تھا
مابعد کے زمانہ میں اس کی مثال اس امتیاز میں پائی جاتی ہے جو رومی مدنی اور غیر ملکیوں میں
کیا جاتا تھا۔

ابتدائی زمانہ سے غیر ملکیوں کی موجودگی نے دشواری پیدا کر رکھی تھی۔ روما کے
قانون ملکی کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ وہ حق فقط رومی مدنیوں کا تھا اور سوائے مدنی
کے کوئی دوسرا شخص اسکی حمایت کا مستحق نہیں تھا۔ لہذا غیر ملکی کو کوئی شان قانونی حاصل
نہیں تھی۔ مثلاً اگر وہ مویشی خریدنا چاہتا تو فی الواقع وہ انکو خریدنے کا معاملہ کر سکتا تھا
انکی قیمت ادا کر کے انھیں گھر لیجا سکتا تھا مگر مویشی اس کی ملک نہیں ہو سکتے تھے۔ اور
مالک سابق دعویٰ کر کے ان کو پھر واپس لے سکتا تھا کیونکہ قانوناً حق ملکیت حاصل کرنیکا
جو طریقہ تھا وہ صرف یہ تھا کہ چند محض رسمی طریقوں بیع نقد (مانکیپاٹیو Mancipatio)
یا فرضی دعویٰ (ان جوری سیسیو Injure Cessio) کی تکمیل کی جائے اور کسی غیر ملکی کا
ان کارروائیوں سے نفع اوٹھانا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ اول اول یہ دشواری اس قدر
واضح نہ تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ قریباً تیسری صدی قبل از مسیح تک اہل روما کی یہ عادت تھی کہ
جو صلحنامے وہ غیر اقوام کے ساتھ کرتے تھے ان میں یہ فقرہ شرط بڑھا دیا جاتا تھا کہ ان اقوام
اور رومی مدنیوں کے درمیان جو نزاع پیدا ہو اس کی سماعت اور فیصلہ کے لئے

---

[1] جس سے ان دونوں جماعتوں کے مابین تزویج جائز قرار پائی تھی۔ (مترجم)

[2] ابتدا میں Populus سے مراد صرف Patricians یعنی رومی قبائل کے
ارکان سے تھی جن کو سہولت کے لئے شرفائے روما کہا گیا۔ (مترجم)

ایک خاص عدالت مقرر کیجاتی جسکے حکام کو ریکو پریٹو ریس (Recuperatores)
کہتے تھے ۔ لیکن جس قدر روما کی قوت بڑھتی گئی دوسروں کی پاسداری کم ہونے لگی اور
تیسری صدی زیر بحث کے وسط تک یہ طریقہ موقوف ہوگیا ۔ تاہم خود غیر ملکیوں کے مابین
یا غیر ملکیوں اور رومیوں کے درمیان نزاعوں کا ہونا لازمی تھا اور روما کی تجارتی قوت
کی ترقی کے ساتھ یہ نزاعیں اکثر واقع ہونے لگیں اور کوئی ریاست بھی خاصکر وہ جو ابھی
نشو ونما پا رہی ہو ایسی نزاعوں کو اپنی سرحد کی اندر قانون کے زیر اختیار لائے بغیر جاری رہنے
نہیں دے سکتی تھی ۔

نظر بریں حالت ۲۴۲ء قبل مسیح میں ایک دوسرا پریٹر جس کو پریٹر خارجیہ
(پریٹر پریگرنیس Preator Peregrinus) کہتے تھے مقرر ہوا تاکہ ان نزاعات کا فیصلہ
کرے جن میں غیر ملکیوں کا تعلق ہو ۔ چونکہ روما کے قانون ملک کا اطلاق ایسے معاملات پر
نہیں ہو سکتا تھا لہذا یہ سوال پیدا ہوا کہ کس قانون کی رو سے ان نزاعات کا فیصلہ
کیا جائے سر ہنری مین کی رائے ہے کہ جس قانون کی پابندی پریٹر خارجیہ کراتا تھا وہ
وہی قانون تھا جسکو اس نے اپنے مشاہدہ سے ان لوگوں میں عام طور پر رائج پایا جو روما کے
گرد نواح میں آباد تھے یا جو روما میں آکر بسے تھے اور جو روما کے قانون ملک کے مطابق
بھی تھا ۔ مثلاً قرب وجوار کے قبائل کے مشاہدے سے پریٹر کو یہ معلوم ہوا کہ
انتقال ملکیت جائداد میں امر لازمی شئے زیر بحث کی عملی حوالگی (ٹراڈیٹو Traditio) تھی یعنی
شئے زیر بحث فی الحقیقت دیدیجائے ۔ اور اسکے ساتھ حوالگی کے لئے معقول وجہ بھی ہو
جیسا کہ کوئی چیز فروخت ہوئی اور اسکی قیمت ادا کر دی گئی ۔ حوالگی اس خاص طریقہ انتقال کا
(بیع نقد) کا بھی ایک جزو تھی جو روما میں رائج تھا اور اس لئے سر ہنری مین کے بیان کے بموجب
پریٹر نے حق ملکیت کو حاصل کرنیکے لئے محض حوالگی ہی کو لازمی گردانا جو طریقہ قانون جمیع اقوام
(جس جنٹیم Jus Gentium) میں بھی عام طور پر رائج تھا ۔ اور جہاں دونوں غیر ملکی
یا ایک غیر ملکی اور ایک مدنی کا تعلق ہوتا تھا وہاں اس اصول پر جائداد کی ملکیت کا تصفیہ کیا جاتا تھا ۔
سر ہنری مین آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ اول اول اہل روما نے قانون ممالک جس جنٹیم
کو اس وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جو ایک زمانہ جدید کا فقیہ یا مقنن ان اصول دستور العمل
کے لئے محسوس کریگا جو تمام سوسائیٹوں میں پائے جاتے ہیں بلکہ ان کے خیال میں

وہ ایک ناگوار مصلحت تھی جو سیاسی ضرورت کی وجہ سے ان پر زبردستی عائد کی گئی تھی۔ اور جب یونان فتح ہوا تو انکے احساسات میں ایک تغیر اس طرح پیدا ہوا کہ اس کے بیان کے مطابق تہذیب یافتہ یا لائق رومیوں نے اور زیادہ تر خصوصیت سے رومی فقہا نے فلسفہ رواقیات (سٹوئیسزم Stoicism) کے اصول کو فوراً قبول کر لیا۔ اصول فلسفہ رواقیات کی تعلیم کا ملخص یہ ہے کہ "زندگی بہ لحاظ اصول قدرت" ہو۔ اور سر ہنری مین کی رائے کے بموجب اگرچہ فلسفہ رواقیات کی ایسی تفصیلی تشریح قانونی اداروں کے لحاظ سے نہیں کی گئی جس سے ایک مکمل مجموعہ قانون تیار ہو جاتا (قانون قدرت[1] جُس نیچرالے Jus Naturale) تاہم رومی فقہا جان گئے کہ اگر اسکو یوں وسعت دیجائیگی تو وہ قریباً ہر تفصیل میں قانون ممالک کے اصول سے منطبق ہو جائیگا اور یہی مراد ہے اسکے اس قضیہ سے کہ اگر قانون ممالک کو کسی خاص نظریہ یعنی فلسفہ رواقیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو وہ قانون قدرت بن جاتا ہے۔ جب قانون ممالک کے اصول نے اس طرح قبولیت حاصل کر لی تو سر ہنری مین کے بیان کے بموجب پریٹر ملدیہ اور پریٹر خارجیہ نے ایک نتیجۂ لازمی کے طور پر ان کو اختیار کر لیا اور اس طرح قانون قدیم کی اصلاح کسی نہ کسی وقت ضرور ہونیوالی تھی۔ سر ہنری مین کا نظریہ قابل اعتراض ہے۔ اول تو یہ بات ایک حد تک واضح ہے کہ فی الحقیقت ان مقدمات کے فیصلہ کیلئے جنمیں غیر ملکیوں کا تعلق تھا پریٹر خارجیہ نے اپنی رہبری کے لئے قانون کے ایک مجموعہ کو جسکا نام قانون ممالک تھا اختیار کیا تھا۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں کہ اس نے اس طرح ایک کو دوسرے کے ساتھ مناسبت دینے کا وہ طریقہ اختیار کیا ہو جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ہائل کے خیال کے بموجب یہ غلطی اس امر میں مضمر ہے کہ جدید علمی تصورات کو ایسی سوسائٹی کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے جس کو ہر طرح سے ابتدائی کہا جا سکتا ہے۔ وہ قانون ملک جسکی تعمیل پریٹر خارجیہ کراتا تھا ابتدا میں ان مخصوص غیر ملکیوں کے رواجات سے

---

[1] الپین (Ulpian) نے قانون کی یہ تعریف کی ہے کہ اس سے مراد وہ قواعد ہیں جو فطرت یا قدرت جمیع حیوانات کو بتلاتی ہے۔ مگر یہ تعریف اس وجہ سے نظر انداز کیجاسکتی ہے کیونکہ فقہا کا رجحان طبیعت اکثر غیر ضروری نکتہ چینیاں نکالنے کی طرف ہوتا ہے۔

شاید ہی کچھ زیادہ ہو جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ اس میں شک نہیں کہ جیسا جیسا زمانہ بڑھتا گیا پریٹر نے رواجات کا ایک بڑا مجموعہ اس طرح فراہم کر لیا اور یہ نہایت قرین قیاس ہے کہ جہاں دو رواجات میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ اس رواج کو ترجیح دیتا جو سب سے زیادہ رائج اور اس لئے سب سے زیادہ معقول ہوتا۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ اس نے قوانین کے اصول کے مقابلہ کی حد تک اس سے زاید کچھ کیا ہو۔ یہ بھی سچ ہے کہ آخر کار قانون ممالک کے سادہ اصول مدنیوں کے لئے بھی اختیار کر لئے گئے مگر یہ غیر اغلب ہے کہ اس تغیر و تبدل کا زمانہ وہی تھا جب کہ یونان فتح ہوا کیونکہ رومیوں کا فلسفۂ یونان کو فوراً قبول کرنا تو درکنار رومی اول اول اس سے نہایت نفرت کرتے تھے ۱۶۱ قبل مسیح میں اس فلسفہ کی تعلیم دینے والوں کو خارج البلد کر دیا گیا اور اسکائی وولا (Scaevola) کے زمانہ کے قریب تک جو ۹۵ سنہ ق.م میں قنصل ہوا تھا رومیوں پر فلسفۂ رواقیات کے اصول کا واقعی طور پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ حقیقت تو یہ پائی جاتی ہے کہ اس سے بھی نسبتہً ابتدائی زمانہ میں پریٹر بلدیہ نے قانون ممالک کے چند اصول کو انکی حقیقی واجبیت اور سادگی کی وجہ سے بہر حال اختیار کر لیا ہوگا اور Lex Aebutia کے نفاذ کے بعد اسکو اس کام کے کرنے میں اور بھی کم دقت پیش آئی ہوگی کیونکہ اس کے بعد سے نالشات منظورۂ قانون موضوعہ کا قدیم طریقہ رفتہ رفتہ متروک ہوتا گیا اور اسکی بجائے دوسرا طریقۂ ضابطہ جسکو "کارروائی بہ اتباع ہدایتی نمونہ پریٹر" (فارمولری سسٹم Formulary System) کہتے تھے رائج ہو گیا جس سے پریٹر کو عدالت گستری میں تا حد امکان آزادی مل گئی۔ اس میں شک نہیں کہ آخر کار قانون ممالک کو روما کے قدیم اور محدود مجموعۂ قانون پر فتح حاصل ہوئی۔ جب کہ قانون ممالک اور فلسفۂ رواقیات کے قانون قدرت میں یکرنگی کا تصور پیدا ہوا۔ مگر اغلب یہ ہے کہ فلسفۂ رواقیات کا اثر بہ نسبت پریٹروں کے اعلانات کے زیادہ تر ان فقہا (مقننین) کی تحریروں میں پایا جاتا ہے جنھوں نے پریٹروں کے آغاز کئے ہوئے کام کو انجام دیا۔

اس موقع پر مختصراً اس طریقہ کا ذکر کر دینا ضروری ہے جو پریٹروں نے اپنے اعلانات کے اجرا میں اختیار کیا تھا اور جس کے باعث رومی قانون کے نظام کی ترقی میں وہ شریک ہو سکے۔

روما میں ہر دعوی صاف طور پر دو حصوں میں منقسم تھا:-

ایک نوبت قانونی پریٹر کے اجلاس پر (ان جوری In Jure) اور دوسرا نوبت عدالتی

(یعنی بہ اجلاس حاکم عدالت In Judicio) - نوبت اول میں متنازعین پریٹر کے آگے اصالتاً حاضر ہوتے اور نزاع کے اصلی واقعات بیان کرتے تھے۔ ان کے بیان سے پریٹر امر متنازعہ فیہ یا اس قانونی سوال کو جو در اصل اس میں واقع ہوتا تھا اخذ کرتا اور پھر ہدایتی نمونہ (فارمولا Formula) یعنی اس حاکم کے لئے ہدایات تیار کرتا تھا جسکے پاس کارروائی تصفیہ آخر کے لئے پیش ہونیوالی تھی۔ یعنی یہ کہ تنقیحات قائم کرتا تھا ہدایتی نمونہ کی ترتیب میں اسکو بڑی آزادی تھی۔ جہاں واقعات پیش شدہ کی رو سے از روئے قانون ملک دعویٰ ممکن نہ ہوتا مگر انصاف کا مقتضا یہ ہوتا کہ مدعی دادرسی سے محروم نہ ہو تو پریٹر حاکم سماعت کنندہ دعویٰ کے لئے ہدایتیں اس طرح مرتب کرتا جس سے انصاف کا مقصد پورا ہوتا تھا۔ سب سے پہلے اس مقصد کے حصول کے لئے پریٹر نے جو طریقہ اختیار کرلیا وہ امر مفروضۂ امکانی کا استعمال تھا۔ وہ حاکم عدالت کو یہ ہدایت دیتا کہ (خلاف امر واقعی) یہ فرض کرے کہ عمرو زید ہے۔ عمرو اگر زید ہوتا تو از روئے قانون ملک دعویٰ ہو سکتا اور اس طرح سے جو منشا ایسی اصلاح کرنیکا تھا وہ آسانی کے ساتھ پورا ہو جاتا تھا - اور ایسا طریقہ اصلاح قدامت پسند طبیعتوں کے خلاف بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ابتدائی سوسائٹیاں از حد قدامت پسند ہوتی ہیں۔ جب دعویٰ نوبت عدالتی پر آجاتا تو حاکم عدالت جو اکثر ایک خانگی یا غیر سرکاری شخص ہوتا تھا اس امر مفروضۂ امکانی کو تسلیم کرلیتا اور اس لئے بظاہر وہ صرف اس امر کا تصفیہ کرتا کہ کسی حق میں قانوناً دست اندازی ہوئی یا نہیں۔ زمانہ مابعد میں پریٹر ایسے مقدموں میں کارروائی علی الاعلان کرنے لگا اور بلا استمداد امر مفروضۂ امکانی ایسے مقدمات میں جہاں بہ لحاظ قانون ملک کسی قسم کا کوئی حق نہ ہوتا تو وہ اپنے ہدایتی نمونے جاری کردیا کرتا تھا۔ قانون صرف حقوق کا مجموعہ ہے اور حق کی بہترین آزمایش اسکا چارۂ کار قانونی ہے۔ یہ اصطلاحیں در اصل مترادف ہیں اور اس اعتبار سے کہ پریٹر ایسے چارۂ کار قانونی ایجاد کرلیا کرتا تھا جنکا وجود اس سے پہلے نہیں تھا تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ساتھ ہی نئے حقوق بھی وجود میں لاتا تھا اور چونکہ قانون حقوق کا مجموعہ ہے اس لئے نئے قانون بھی وجود میں آجاتے تھے۔ Institutes کے مؤلفین اعلانات کا ماخذ قانون کو بتلاتے ہیں نہ کہ ہدایتی نمونوں کو کیونکہ اعلان ہی میں وہ اصول ظاہر کردیئے جاتے تھے جنکے لحاظ سے ہدایتی نمونوں کی ترتیب ہوئی تھی۔

یہ تصور کرنا غلط ہوگا کہ وہ اصلاحیں جو پریٹر کے اعلانات کی وجہ سے وجود میں آئیں غیر معمولی تعیں یا یہ کہ کوئی تبدیلی اس وقت واقع ہوئی جب کہ رائے عامہ اور اہل پیشہ کے احساسات اسکے لئے تیار نہیں تھے۔ کوئی پریٹر اصلاح کا کتنا ہی خواہشمند کیوں نہ ہوتا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پھر بھی وہ جماعت کا ایک رکن تھا اور اس جماعت کے اراکین کے اثر سے باہر نہیں تھا۔ کسی حالت میں بھی اگر اس سے کوئی نقصان پہنچ سکتا تو اسکا اثر اس کی خدمت کی مدت تک محدود ہوتا تھا کیونکہ اسکی پیدا کی ہوئی خرابی اسکے جانشین کی ایک جنبش قلم سے دور ہوسکتی تھی۔ مزید براں ایسا اتفاق تو نادر ہی ہوا ہوگا کہ پریٹر نے اپنے اعلان کو کلیتاً اپنی ہی ذمہ داری پر مرتب کیا ہو۔ اسکا ایک بڑا حصہ از روئے رواج اس کو اپنے پیشرو کے اعلان سے اخذ کرنا ہوتا تھا۔ (ماخوذہ) اور جو نئی باتیں اس میں ہوں اغلب ہے کہ اکثر صورتوں میں ان کو چند لائق فقہا سے مشورہ کرنیکے بعد درج کیا گیا ہو۔ آخر میں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ قانون Cornelia مصدرۂ ۶۷ سنہ ق۔م کی رو سے پریٹر کو اس کے اعلانات دوامی سے کسی قسم کا انحراف کرنیکی صریح ممانعت کی گئی تھی مگر ایسا انحراف ہمیشہ ہی سے خلاف آئین و دستور سلطنت تصور کیا جاتا تھا۔

بیجہٹ (Bagehot) کہتا ہے کہ کسی سوسائٹی کو بھی تنازع للبقا میں کامیابی حاصل کرنیکے لئے دو چیزیں درکار ہیں اول تو یہ کہ اس میں قانونی استحکام ہو۔ اسکا قانون معین ہو۔ چند قواعد موضوعہ ہوں چاہے وہ کتنے ہی ابتدائی کیوں نہ ہوں تاکہ اس سوسائٹی میں قوت ترکیبی یا اتحاد یا استحکام پیدا ہو۔ اس ضرورت کو رومیوں نے اس وقت پورا کر لیا جب کہ انھوں نے الواح اثناعشرہ کو سپرد قلم کیا اور اس طرح اس قانون رواجی کو اور بھی ناقابل تبدل بنا دیا۔ دوسرے یہ کہ جب تمدن زندگی کی روزافزوں پیچیدگیوں کے باعث یہ قانون ملک کے لئے حد سے زیادہ غیر اصلاح پذیر اور بیجا جدائی ثابت ہو تو ایسی حالت سے گریز کرنے یا بچنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے تاکہ جو چیز پہلے ناقابل تبدل تھی اس میں تبدل کی صلاحیت پیدا ہو اور جو چیز ابتدائی اور ناقص تھی اس کو اسی اعلیٰ حالت میں لایا جائے کہ اس سے اور بھی بڑھی ہوئی ضرورتیں پوری ہوسکیں۔ جیسا کہ متعاقب واضح ہوگا رومیوں نے ایک حد تک قانون کی سختیوں سے بچنے کا طریقہ اخبار اور فقہائے سلف کی تشریح و توضیح الواح اثناعشر سے نکال لیا لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ

آسانی پریٹروں کی تحریروں نے پیدا کردی تھی جس سے ایک دوسرا مجموعہ قواعد قانونی کا تیار ہوگیا جس کا سنگ بنیاد قانون ممالک تھا[1] اور جنھوں نے تدریجاً قانون ملک کے قواعد کے پہلو بہ پہلو نشو و نما پاکر اس پر اپنا انفعالی اثر ڈالا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ خونی رشتہ داری یا کاگنیٹیو (Cognatio) کا تصور قدیم قانونی رشتہ داری (ایگنیٹیو Agnatio) کے (یا جس کو فرضی رشتہ داری بھی کہا جاتا ہے) دوش بدوش ترقی پانے لگا اور کچھ عرصہ میں قریب قریب اسکی جگہ لے لی۔ قدرتی حق ملکیت کا تصور قانونی حق ملکیت کے متوازی بڑھنے لگا۔ یہ تصور بھی ترقی کرنے لگا کہ قبضہ کی حفاظت محض قبضہ کی حیثیت سے کیجانی چاہیئے۔ یعنی اگر قابض ازروئے قانون ملک مالک نہ بھی ہو تب بھی اس کے قبضہ کی حفاظت کیجاتی تھی۔ وارث بربنائے قانون ملک کے مقابل میں قابض وراثت بربنائے اصول معدلت کا تصور پیدا ہوا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ قانون معاہدہ کا ایک بڑا مجموعہ ایک ایسی قوم کی ضرورتوں کو پورا کرنیکے لئے پیدا ہوگیا جس کی تجارت روز افزوں تھی مگر جسکے محدود النظر مجموعہ قوانین میں کافی اور مناسب قواعد موجود نہیں تھے۔ جن سے ان پیچیدہ مسائل کا تصفیہ کیا جائے جو ان سے پیدا ہوں۔

یہ نیا مجموعۂ قوانین نافذ کردہ حکام (جس آنوریریم Jus Honorarium) جمہوریت کی آخری صدی تک قریب قریب اپنے عملاً اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو جہاں تک پریٹروں کے اعلانات کو اس سے تعلق تھا ترقی کا بہت کم موقع رہ گیا تھا۔ اعلانات کو بڑی تقویت اسی اختیار تمیزی سے حاصل ہوئی کہ جو قدیم جمہوری مجسٹریٹوں کو دیا گیا تھا اور جب شہنشاہوں کی قوت بڑھنے لگی تو ان کو وہ چیز ناگوار ہونے لگی جو اس کی حریف

---

[1] اس نام نہاد "دو تشنیت آئین" کی نظر متوازی وہ ہے جو پیاٹریشین (Patricians) اور پلبس (Plebs) کی ابتدائی معرکہ آرائیوں سے پیدا ہوئی۔ مثلاً Patricians کی ترویج یہ طریقہ کانفریٹیو (Confarreatio) اور پلبس (Plebs) کی بر طریقہ زوجہ بخش شوہر کو امپٹیو (Co Emptio) یا رواج ہوتی تھی اور ممکن ہے کہ جو وصیت بذریعہ مس و میزان کی جاتی تھی وہ ابتداً پلبس (Plebs) کے لئے تھی اور یہ وصیت پیاٹریشن (patricians) کی وصیت ٹسٹامنٹم کیلاٹس کامیٹس (Testamentum Calatis Comitiis) سے جدا تھی۔

نظر آتی تھی۔ جب ایک بار اعلان شائع ہوجائے تو اس سے انحراف از روئے لیکس کارنیلیا (Lex Cornelia) مصدرہ ۶۷ ق۔م۔ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے ناجائز قرار دیا گیا۔ تجاویز سنیات کے ایک سلسلہ نے متعدد پریٹران اسبق کے اعلانات کے مضامین کو معین کردیا اور شہنشاہ اپنے اختیار مداخلت (جس انٹرسیڈنڈی Jus Intercedeudi) کی بنا پر اسکا مجاز تھا کہ جس اصلاح کو وہ پسند نہ کرے اسکی اجازت نہ دے۔ اور جیسا کہ سام (Sohm) نے بتلایا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اعلانات ناقابل تبدل اور بے سود ہوگئے۔ اور بنابریں ہیڈرین (Hadrian) نے فیصلہ کردیا کہ مقتضائے وقت یہ ہے کہ پریٹروں کے اعلانات کے مضامین کو ہمیشہ کے لئے معین اور مقرر کردیا جائے پس اس نے سالویس جولیانس (Salvius Julianus) کو حکم دیا کہ پریٹر بلدیہ اور پریٹر خارجیہ کے تمام اعلانات اور کیورولے ایڈیلس (Curule Aediles) کے اعلانات کے چند حصوں کو صوبہ داروں کے اعلانات کے ساتھ مطالعہ کرکے ایک مجموعۂ قانون کی صورت میں جمع کرے۔ یہ نیا مجموعۂ قانون جو مرتب ہوا اسکو ایڈکٹم ہیڈریانم (Edictum Hadrianum) اور کبھی ایڈکٹم سالویانم (Edictum Salvianum) کہتے تھے۔ یہ مجموعۂ قانون سنیات سے منظور اور قریب قریب ۱۲۹ء کے نافذ ہوا اور اس وقت کے بعد سے یہ اعلانات ایک نئے مفہوم میں دوامی ہوگئے۔ یعنی یہ کہ اسکا منشا یہ تھا کہ وہ اعلان دواماً واجب التعمیل اور ناقابل تبدل ہوجاوے۔ پس اس وقت سے قانون روما میں اصلاح صرف اور ذرائع سے ہوسکتی تھی اور یہ ذرائع فقہائے مابعد کی تحریریں اور فرامین شاہنشاہی تھے جنکا ذیل میں ذکر ہوگا۔

ب۔ فتاوائے مجتہدین (ریسپانسا پروڈنٹیم۔ The Responsa prudentium)

رومی فقہا کی تین بڑی جماعتیں ہیں:۔

(۱) احبار اور فقہائے سلف (Lay Jurists) جن کا حقیقی کام تشریح و توضیح (انٹرپریٹاٹیو Interpretatio) تھا۔ (Pontiffs) = پانٹیفس

(۲) فقہا (جن کو یہاں سہولت کے لئے متقدمین (Veteres) کہہ سکتے ہیں) جن کا زمانہ قرن تشریح و توضیح کے بعد اور مستند اصول قانون سے پہلے کا ہے: جورسٹس (The jurists,

(۳) مستند مجتہدین (دی کلاسکل جورسٹس : The Classical jurists)

(۱) احبار کی تشریح و توضیح قانون

قانون اور مذہب میں جو قریبی رشتہ ہے اور جو ابتدائی سوسائٹی کی ایک خصوصیت ہے اس سے یہ بآسانی باور کر لیا جا سکتا ہے کہ ابتداً روما میں قانون کا علم و عمل کلیتہً کلیۂ احبار کے ہاتھ میں تھا جو اہل شہر کے تنازعات کی نگرانی کرنیکے لئے ہر سال اپنے اراکین میں سے کسی ایک کو مقرر کرتا تھا۔ مگر یہ بات حیرت انگیز ہے کہ الواح اثنا عشر کی اشاعت کے بعد بھی ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک یہ کام فقط اس کلیہ کے زیر اقتدار رہا۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک رومی قانون بجز غیر مکتوبی رواج کے اور کچھ نہ تھا اور اس مقدس کلیہ کا اسکو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھنا بھی ایک لازمی نتیجہ تھا گو الواح اثنا عشر کی اشاعت اور انکے طریقۂ استعمال کے صاف طور پر ظاہر ہو جانے سے ان کے آئندہ اخفا کا امکان باقی نہ رہا ہوگا۔ غالباً اس دشواری کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ قانون نظریہ کے اصول کا علم اور بات ہے اور ان کو مخصوص مقدمات میں استعمال کرنا دوسری بات ہے۔ مثلاً فی زمانہ انگلستان میں اکثر عامی یہ جانتے ہیں کہ قانون انگلستان کا یہ ایک قاعدہ ہے کہ کوئی شخص قید نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ معقول قانونی وجوہ نہ ہوں۔ نسبتہً کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس قاعدہ کی تعمیل ایک تحریری حکمنامہ ہیبیس کارپس (Habeus Corpus) کے ذریعہ سے کرائی جاتی ہے اور ان سے بھی بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ ناجائز طور پر قید کئے ہوئے شخص کو رہائی دلانیکے لئے کونسی عملی تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں۔ علاوہ بریں یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ قانون روما ایک عرصہ تک بالکل وہی رہا ہوگا جسکی تدوین اس کے ابتدائی مجموعۂ قوانین کی حدود کے اندر کی گئی تھی۔ حقیقت تو یہ پائی جاتی ہے کہ قریب قریب اس وقت اس میں اصلاح کے ساتھ وسعت دی گئی اور اصلاح کا قدم اولیں وہی تشریح و توضیح ہے جو الواح اثنا عشر کی کلیۂ احبار نے کی تھی۔

جب گیس (Gaius) اور جسٹینین (Justinian) فقہا کو واضعین قانون بتاتے ہیں تو جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا انکی مراد ایک بہت بعد کی جماعت قانون داں سے

ہوتی ہے جو دور شہنشاہیت میں تھی۔ مگر درحقیقت ابتدائی زمانہ کے یہ مذہبی مقنن بھی اس قابل ہیں کہ انکے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ انھوں نے بھی وضع قانون کے اختیار کو استعمال کیا تھا گو اصولاً یہ لوگ فقط قانون مندرجۂ الواح اثنا عشر کی تشریح کرتے تھے مگر درحقیقت انکی اس تشریح و توضیح سے بالکل نئے قانونی قواعد کا ایک بہت بڑا مجموعہ ترقی پاگیا تھا۔ انگلستان کا قانون نظائر بھی بہت کچھ ایسے ہی امر مفروضۂ امکان پر مبنی ہے جیسا کہ سر ہنری مین نے بتلایا ہے کوئی انگریزی حاکم عدالت اسکا ہرگز اعتراف نہیں کرتا کہ وہ قانون وضع کرتا ہے بلکہ یہ کہ واقعات کی مختلف اشکال میں فقط قواعد معلومہ کو استعمال کرتا ہے۔ لیکن جب کبھی وہ ایسے مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے جس پر کسی موجودہ رواج یا قانون موضوعہ یا نظیر کا اطلاق نہیں ہوسکتا تو وہ ایک نئی نظیر پیدا کرتا ہے جسکو اسی قسم کے واقعات کی صورت میں دوسرے حکام عدالت کے لئے تسلیم کرنا لازمی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مرافعہ میں منسوخ نہ ہوچکی ہو جو شاذ و نادر واقع ہوتا ہے اور اس طرح سے ایک نیا قانون وجود میں آجاتا ہے۔

تشریح و توضیح کے چند طریقوں پر تفصیل کے ساتھ غور کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اس قسم کی دو مثالیں ذیل میں دیجاتی ہیں[1]:-

الف۔ بیع نقد بیک دام Mancipatio nummo Uno (منکیپاٹیو نومو یونو)

روما میں انتقال جائداد کی قدیم ترین صورت (یعنی وہ ذریعہ جس سے عمرو کو اس جائداد کا مالک بنانا جو پہلے زید کی تھی) بیع نقد کی تھی۔ یہ طریقہ جو چند ہی اشیا کیلئے کارآمد تھا اور جو ابتدأً بیع نقد کی صورت میں استعمال ہوتا تھا حسب ذیل تھا:-

پانچ رومیوں اور ایک میزان بردار (لیبری پنس Libripens) کے مواجہ میں مشتری عمرو نے منتقل شدنی کو اپنے ہاتھ میں[2] لیکر چند مخصوص جملے زبان سے ادا کرتا تھا جسکو ننکوپاٹیو (Nuncupatio) کہتے تھے۔ گیس (Gaius) نے ننکوپاٹیو (Nuncupatio) کے جو الفاظ لکھے ہیں وہ اس بیع کے متعلق ہیں جہاں شے مبیعہ غلام ہو "میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ شخص قانوناً

---

[1] تشریح و توضیح کے عام مضمون کے لئے دیکھو سام صفحہ ۵۵ تا ۶۶۔

[2] "ہاتھ میں" ان مانو (In Manu) جس سے لفظ (منکیپاٹیو Mancipatio) مشتق ہے لیکن دیکھو میورہیڈ (Muirhead) صفحہ ۵۹۔

میری ملک ہے اور میں نے اسکو یہ تانبا اس ترازو کی تول سے قیمت میں دے کر خریدا ہے[۵۱] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد عمرو زرثمن کو جو اول اول مس غیر مسکوک ہوتا تھا (کیونکہ بیع نقد کا طریقہ اس قدیم زمانہ سے تعلق ہے جب کہ زرمسکوک کا وجود نہ تھا) ترازو میں رکھ دیتا اور میزان بردار اسکو تول کر زید کو جو بائع ہوتا دیدیتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ روما میں زرمسکوک کا رواج تقریباً الواح اثناعشر کے نفاذ کے قریب ہوا اور چونکہ زرمسکوک کا اس طرح تولنا جیسا کہ مس غیرمسکوک تولا جاتا تھا بے معنی ہوگیا تو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیمت ادا نہ کیجائے۔ اس لئے الواح اثناعشر میں یہ حکم تھا کہ بربنائے بیع نقد شئے مبیعہ کی ملکیت منتقل نہیں ہونی چاہئے تاوقتیکہ ادائی قیمت تمام وکمال نہ ہوئی ہو یا بہرحال اسکی کافی ضمانت نہ دی گئی ہو۔ پس الواح اثناعشر کے نفاذ کے بعد سے بیع نقد (جو انتقال جائداد کا ایک ہی ذریعہ تھا) جیسا کہ اپنی ابتدائی حالت میں تھا اسی طرح مشتری کو صرف اس صورت میں مالک بنا سکتا تھا جب کہ بیع بہ معاوضہ نقد زرثمن ہو۔ بہ الفاظ دیگر کسی جائداد کو بطور ہبہ یا رہن یا بطور تحویل امانتی یا کسی اور غرض سے کسی دوسرے شخص کو تفویض کرنیکا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔ مگر ایسا کرنا احبار کی تشریح و توضیح کے باعث ممکن ہوگیا۔ از روئے قانون الواح اثناعشر انتقال جائداد بذریعہ بیع نقد صرف اسی طرح عمل میں آتا تھا جیسا کہ Nuncupatio کے الفاظ میں بیان کیا جاتا تھا یعنی بلحاظ عمرو[۵۲] (منتقل الیہ) کے معینہ الفاظ کے۔ اس لئے احبار نے یہ تصفیہ کیا کہ الواح اثناعشر کی شرطوں کی تعمیل اس وقت ہوجاتی ہے جبکہ فریقین بیع نقد میں کچھ زرثمن (Nuncupatio نین کوپاٹیو) مقرر کردیں چاہے وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو اور وہ واقعی طور پر ادا بھی کردیا جائے۔ پس اسکے بعد سے گیئس (Gaius) کے[۵۳] الفاظ میں بیع نقد ایک فرضی بیع ہوگیا (اماجنیریا وینڈیٹو Imaginaria vendito)۔ فرض کرو زید ایک غلام کو عمرو کے ہاتھ ادھار بیچنا چاہتا ہے جب طریقہ متذکرۂ صدر

---

۵۱ دیکھو (Gaius) کتاب اول فقرہ ۱۱۹۔

۵۲ جب کوئی معاملہ ایکپیانیو کے ذریعہ سے کیا جائے تو وہ اسطرح نافذ ہوتا جسطرح کہ نکوپاٹیو میں بیان کیا گیا ہے۔

۵۳ اس بیع کو دوطرح سے فرض کیا جاسکتا ہے۔ وزن کرنا غیرضروری تھا اور کل زرثمن کی ادائی کی بھی ضرورت نہیں تھی۔

پانچ گواہ اور ایک میزان بردار کو بلاتا ہے۔ عمرو کہتا ہے "میں ایک ایس (as) (ایک سکہ کا نام ہے جو ہمارے دو پائی کے برابر ہے) دیکر اس غلام کو خریدلیتا ہوں" پھر اس سکہ کو ترازو سے چھوکر زید کو دیدیتا ہے۔ ملکیت منتقل ہوچکی مگر حقیقی قیمت کسی تاریخ مابعد پر ادا ہوتی تھی جسکو فریقین نے طے کرلیا تھا۔ اس طریقہ سے ابتدائی فقہا کی تشریح وتوضیح نے الواح اثنا عشر کے معنی کو الفاظ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کئے بغیر بدل ڈالا اور انتقال جائداد کا ایسا طریقہ اختراع کیا جو ہر قسم کے انتقال میں مستعمل ہوسکتا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ طریقہ بیع نقد بہ یک دام سے فائدہ نہ صرف ایسی صورتوں میں اٹھایا جائیگا کہ ادھار فروخت سے عمرو کو مالک بنادیا جائے بلکہ ایسی صورت میں بھی جیسے کسی کو موہوب لۂ بنادیا جائے جس صورت میں بیع نقد کی تکمیل کے بعد کوئی رقم ادا طلب نہیں رہتی یا کسی مرتہن کو جیسے کہ عمرو کو بربنائے بیع نقد بہ یک دام زید کی جائداد کی ملکیت اس رقم کی کفالت میں حاصل ہوجاتی ہے جو اس نے زید کو قرض دی ہے اور عمرو بذریعہ شرط امانتی یا اقرار امانت اس بات کا ذمہ لیتا ہے کہ جب زرقرضہ سود کے ساتھ ادا کردیا جائیگا تو مکرر بیع نقد (ری مانکپاٹیو Remancipatio) کے ذریعہ سے وہ زید کو اسکی جائداد کی ملکیت واپس دے دیگا۔

ب۔ خودمختاری ابن العائلہ

معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت الواح اثنا عشر مدون کئے گئے اس وقت کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا جس سے کوئی اب العائلہ اپنے ذاتی فعل سے اپنے بیٹے کو اپنے اختیار پدری (پاٹریا پوٹسٹاس Patria potestas) سے آزاد کردے۔ مگر الواح اثنا عشر میں شاید یہ قانون تعزیراً درج کیا گیا تھا کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو تین بار بطور غلام کے بیچے تو بیٹا باپ کے اختیار سے باہر ہوجائے۔ علما کی یہ رائے تھی کہ اگر کسی مشتری کے ہاتھ خانگی گفت وشنید کے ساتھ تین بار محض فرضی بیع ہوجائے تو قانون کی تکمیل ہوجاتی ہے اور Gaius کے بیان کے موجب اس توضیح پر رسم خودمختاری (یعنی باپ کے بیٹے کو اپنے اختیار پدری سے آزاد کرنا) کلیتہً مبنی تھی۔

ان دو مثالوں سے ٹھیک ٹھیک ظاہر ہوتا ہے کہ تشریح وتوضیح سے کس طرح کام لیا گیا۔

اور اسکے ساتھ ساتھ اس کے نقائص بھی پیش نظر آجاتے ہیں یعنی یہ کہ اسکا حصر حد سے زیادہ بے بنیاد قیاسات اور امور مفروضۂ امکانی پر تھا۔ گو یہ چیزیں عوام الناس کو ایسی اصلاح پر راضی کر لینے کے لئے کافی مفید تھیں جو ضروری ہونیکے باوجود بمشکل دلپذیر تھیں تاہم ظاہر ہے کہ انکی کوئی انتہا بھی ہوگی۔ یہی بات تھی کہ اس وقت کے آنے تک جبکہ پریٹرون کا اختیار سماعت کافی طور پر قائم ہو کر جو کام درپردہ کئے جاتے تھے علانیہ انجام پانے لگے تو قانون کا اس طریقہ سے ترقی پانا موقوف ہو گیا۔

۲۔ متقدمین (Veteres) ویٹرس

سنہ ۳۰۰ ق۔م کے قریب قریب اپیس کلاڈیس کائیکس (Appius claudius caecus) نے ضوابط کارروائی منظورۂ قانون موضوعہ کا ایک مجموعہ تالیف کیا جس کو فلاویس (Flavius) نے جو کسی عتیق کا بیٹا اور کلاڈیس (Claudius) کا معتمد تھا چرا کر جُس فلاویانم (Jus Flavianum) کے نام سے سنہ ۳۰۴ قبل مسیح میں شائع کیا۔ اسکے تقریباً پچاس سال بعد ٹیبریس کورن کینس (Tiberius coruncanius) جو جبر الاعظم پانٹی فکس میاکسیمس (Pontifex maximus) تھا قانون کی تشریح ان لوگوں کو علی الاعلان سنانے لگا جو اسکے خطبوں میں شریک ہونا چاہتے تھے (خطبے پبلکے پر افیٹیری (Publica profiteri)) سنہ ۲۰۴ ق۔م۔ میں نالشات کے جو قانونی نمونہ جات تھے ان کو سیکسٹس ایلیس (Sextus Aelius) نے بذریعہ جُس ایلیانم (Jus Aelianum) دوبارہ عام کر دیا۔ پس اس تاریخ سے اسکا علم کلیتہً احبار ہی کے اختیار میں نہ رہا بلکہ ہر شخص کے لئے قانون کا جاننا ممکن ہو گیا چاہے وہ کاہن ہو کہ عامی۔ اور تقریباً اسی وقت ابتدائی زمانہ کے ان فقہا کا مذہب پیدا ہو گیا جو کاہن پیشہ نہ تھے اور جن کو فقہائے مابعد (متاخرین) سے ممیز کرنیکے لئے متقدمین کہا جاتا تھا۔

ایک رومی فقیہ کے کام کو ان چار لفظوں میں مجملاً بیان کر دیا جا سکتا ہے:-

تحریر (Scriberi) اسکری بیرے

پیروکاری (Agere) ایگیرے

رائے دینا (Respondere) ریسپاندیرے

اور نگہداشت حقوق (Cavere) کیا ویرے

تحریر سے غالباً مراد قانونی رسالوں کی تالیف تھی۔ اگرچہ کروگر (Kruger) کا خیال ہے کہ اس سے مراد تحریری فتویٰ ہے جو خاص صورتوں میں دیا جاتا تھا۔

پیروکاری سے مراد عدالت میں دعویٰ کی پیروکاری تھی۔

رائے دینے سے مراد معاملات قانونی کے متعلق سوالات کا جواب دینا تھا۔

نگہداشت حقوق سے مراد کسی مقدمہ کے ابتدائی منازل میں کسی موکل کے مفاد کی نگہداشت کرنی تھی۔ بالخصوص ترتیب نمونہ جات قانونی میں۔

قرین قیاس یہ ہے کہ متقدمین کا تعلق بہ نسبت باقاعدہ تحریری تشریح کے زیادہ تر اس کام سے تھا جو آخرالذکر تین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ وکلا تھے نہ کہ فقہا۔ تاہم انکی نسبت یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے ادب فقہ پر تالیف و تصنیف کا آغاز کیا جسکو آگے چل کر انکے جانشین مستند فقہانے اس قدر کمال کو پہنچا دیا۔ فقہائے اقدم میں مشاہیر ذیل کا بھی شمار ہے۔

(۱) سیکسٹس ایلیس (Sextus Aelius)۔ جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اور جو ۱۹۸ ق م میں قنصل تھا۔

(۲) یم پارسیس کیٹو (M. Porcius cato) جو ۱۹۵ق م میں قنصل تھا۔

(۳) یم میانی لیس (M. Manilius) جو ۱۴۹ ق م میں قنصل تھا۔

(۴) کیٹو اصغر (Cato the younger)

(۵) یم جونیس بروٹس (M. Junius Brutus)

(۶) پی روٹی لیس رونس (P. Rutilius Rufus) جو ۱۰۵ ق م میں قنصل تھا۔ مگر یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ باقاعدہ قانونی تحریروں کا آغاز ٹھیک طور پر۔

(۷) کیو میوکیس اسکا وولا (Q. Mucius Scaevola) کے زمانہ سے پہلے ہوا ہو جو ۹۵ ق م میں قنصل مقرر ہوا تھا اور جسکی تصنیف قانون ملک جس کیولے یا سیولے (Jus Civila) کی اٹھارہ جلدوں میں اس امر کی حقیقی کوشش کی گئی کہ قانون روما کے اصول کی تشریح منطقی ترتیب اور انتظام سے کیجائے۔ اسکا وولا (Scaevola) کے بعد ایکوٹیس گیالس (Aquitius Gallus)

نے جو ۶۶ سنہ ق۔م میں پریٹر ہوا تھا کتاب استی پیولا ٹیو اکوی لیانا (Stipulatio Aquiliana) لکھی اور سرویس سلپی کیس (Servius sulpicius) نے جو ۵۱ سنہ ق۔م میں قنصل ہوا تھا پریٹر کے اعلانات پر پہلی شرح لکھی۔

آگسٹس (Augustus) کے عہد میں دو اہم باتیں نمودار ہوئیں۔ پہلی یہ کہ ازروئے اختیار رفقا (جس ریسپانڈنڈی Jus respondendi) زیادہ تر ممتاز فقہا کو اختیار رفقا دیکر فوقیت دیگئی[1] اور دوسری یہ کہ خود فقہا دو ہم پلہ مذاہب میں منقسم ہو گئے۔ ایک مذہب پراکیولینس (Proculians) کا تھا جنکا پیشوا لیابیو (Labeo) تھا اور دوسرا سیابی نینس (Sabinians) کا تھا جو کیاپیٹو Capito کے مقلد تھے۔

یہ تقسیم گیس (Gaius) کے وقت تک جاری رہی۔ اور گیس (Gaius) کو سیابی نینس (Sabinians) کا آخری پیرو کہتے ہیں۔ روبی[2] (Roby) کا خیال ہے کہ اس تقسیم کو کسی واضح اصول پر مبنی کرنا مشکل ہے۔ تحقیق کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا ان کا سلسلۂ جانشینی اصولی تھا یا جیسا کہ کہا گیا ہے اور جو خلاف قیاس نہیں ہے پروفیسروں وغیرہ کے عہدوں کی تفریق پر مبنی تھا کارلووا (Karlowa) کی یہ رائے کہ پراکیولینس (Proculians) شدت کے ساتھ قانون ملک کے قدیم ضوابط کی پیروی کرتے تھے اور سیابی نینس (Sabinians) ان ترمیمات کو جو قانون ممالک اور قانون قدرت کی بنا پر ممکن تھیں ترجیح دیتے تھے اس مواد کے خلاف ہے جو ان دونوں مذاہب کے تنازعات کے متعلق موجود ہے۔ بہرحال گیس (Gaius) کے بعد اس تنازع کا خاتمہ ہوگیا۔

۳۔ مستند اصول قانون کا زمانہ

رومی قانون کا مستند زمانہ عموماً ہیڈرین (Hadrian) کی حکومت کا آغاز مانا جاتا ہے لیکن یہ تاریخ کسی قدر اور آگے ہونی چاہئے اگر پی جووینٹیس کیلسس (P. Juventius Celsus) کو بھی مصنفین "عہد زریں" میں شامل کرلینا منظور ہے جو کوئی نامناسب بات نہیں معلوم ہوتی۔

---

[1] دیکھو بیان مابعد۔

[2] دیکھو روبی (Roby) کتاب اول صفحہ ۱۵۔

کیلسس (Celsus) نے جو ایک پراکولین (Proculian) تھا ڈامی ٹین (Domitian) کے خلاف جو سازش ۹۴ء میں ہوئی تھی اسمیں شریک تھا۔ وہ ۱۰۶ء میں پریٹر اور ۱۲۹ء میں قنصل ہوا۔ اسکی بڑی تصنیف ڈائجسٹ (Digest) ہے جسکے انتالیس حصے ہیں کیلسس (Celsus) کے بعد اینٹونائینس (Antoninus) کے دور میں سالویس جولیانس (Salvius julianus) اور گیس (Gaius) کا شمار ہے۔ اول الذکر کی شہرت اسکی تصنیف موسومہ بدوامی اعلانات ایڈکٹم پرپی ٹوام (Edictum perpetuun) اور اسکی ڈائی جسٹ (Digest) (جسکی نوے جلدیں ہیں) کے باعث ہے اور آخر الذکر کی ناموری زیادہ تر اس کے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) پر مبنی ہے جس نے تین صدیوں سے زاید مدت تک طلبائے قانون روما کی وہی خدمت ادا کی ہے جو بلاکسٹن (Blackstone) کی شرحوں نے مسلسل نسلوں یا پشتوں تک نوجوان انگریز وکلا کی خدمت کی ہے[1] ان کے بعد کیو کرویڈیس اسکاوولا (Q. Cervidus scaevola) قابل ذکر ہے جسکا شاگرد پاپی نین (Papinian) تھا اور جو تمام رومی فقہا میں اعلیٰ ترین پایہ کا تھا۔ اور جسکی اہم ترین تصنیفات میں انیس حصے لبری ریسپانسورم (Libri responsorum) کی اور سینتیس حصے کو اسٹیونم لبری (Quaestionum lebri) کی ہیں۔ کیاراکیلا (Caracalla) کے نوکروں نے اسکو قتل کر ڈالا۔

تین اور فقہا کا ذکر باقی رہ گیا ہے

(۱) ڈومی ٹیس الپیانس (Domitius ulpianus) جو پاپی نین (Papinian) کا معصر تھا اور جسکی تحریروں کا حوالہ جسٹینین (Justinian) کی ڈائی جسٹ (Digest) میں دیگر فقہا کی تحریروں سے کہیں زیادہ دیا گیا ہے[2]

(۲) جولس پالس (Julius Paulus) جو اسی کے زمانہ کا تھا اور جسکی بڑی تصنیف

---

[1] گیس (Gaius) کے حالات اور تصنیف انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے مسودہ کی دستیابی کے متعلق دیکھو نوٹ (۱)۔ اور فقہا کی تفصیل کے لئے دیکھو روبی (Roby) کی تصنیف انٹروڈکشن ٹو ڈائی جسٹ (Introduction to the Digest)

[2] کتاب ڈائی جسٹ (Digest) کا تقریباً ایک ثلث حصہ الپین (Ulpian) کی تحریروں کا اقتباس ہے۔

اعلانات کی شرح ہے جسکے (تصنیف کے) اسّی حصے ہیں۔

(۳) ماڈسٹی نس (Modestinus) جو الپین (Ulpian) کا شاگرد تھا اور ۲۴۴ء میں فوت ہوا ڈائجسٹ (Digest) میں اس شخص کی تحریروں کے تین سو چوالیس اقتباسات ہیں۔

پس مستند اصول قانون کا زمانہ دوسری صدی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے۔ الپین (Ulpian) کے زمانہ تک انتہائی کمال کو اور تیسری صدی کے وسط میں یکایک اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ ماڈسٹی نس (Modestinus) کے بعد رومی قانون کے ارتقا کا کام قریب قریب کلیتہً شاہی فرامین نے انجام دیا تھا۔

مستند فقہا کے اثر کو مجملاً یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ انکا کام چار نوعیتوں کا تھا۔

(۱) ابتدائی مذہبی وکلا کی تشریح و توضیح کے ختم ہو جانیکے بعد رومی قانون کی ترقی کا کام جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں زیادہ تر ان اصلاحات نے جو پریٹروں کے اعلانات سے ظہور میں آئیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ علم اصول قانون متقدمین (ویٹرس جورس پروڈنٹس (Veteres Jurisprudentis) نے بے شک قانون کو وسعت دی تاہم قرین قیاس یہ ہے کہ بہ نسبت ان کی تحریروں کے یہ کام زیادہ تر اس بالواسطہ اثر سے نکلا جو انھوں نے پریٹروں پر ڈالا تھا۔ بہر حال پریٹروں کے قانون کا نشو و نما ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ میں ایڈکٹم پرپی ٹوام (Edictum Perpetuum) کے ساتھ اختتام کو پہنچ گیا اور فقہائے ما بعد کا پہلا کام یہ تھا کہ اس قانون میں جو کہ پریٹر کے اعلانات میں پایا جاتا تھا اور جس نے رفتہ رفتہ نشو و نما پائی تھی۔ ایک قسم کی ترتیب اور تناسب پیدا کر دیا جائے۔

(۲) پریٹر کے اعلانات کے باعث قواعد میں دو شکلیں پیدا ہو گئیں۔ کسی معاملہ کے لئے یہ ممکن تھا کہ ایک ہی معاملہ بہ لحاظ قانون ملک ایک قسم کے قواعد سے تصفیہ پاسکے اور بہ لحاظ قانون نافذ کردہ حکام دوسری قسم کے قواعد کا ان پر اطلاق ہو۔ فقہائے مستند نے اس افتراق کو کسی طرح قطعاً تو نہیں بلکہ ایک حد تک مٹا کر دونوں میں باہم موافقت پیدا کر دی۔

(۴) اعلانات میں جو قانون درج تھا وہ مکمل نہیں تھا۔ قانون کو اس ذریعہ سے وسعت دینا سیاسی اسباب کے باعث ناممکن ہوگیا تھا مگر حل کرنے کے لئے نئے نئے قانونی مسائل موجود تھے۔ ان کو فقہا نے اس طریقہ سے حل کیا جسکو سام Sohm نے نہایت خوبی کے ساتھ "تشریح جدید" کہا ہے۔ جس طرح کہ زمانۂ قدیم میں الواح اثنا عشر کی تشریح کی احتیاج تھی اسی طرح پریٹر کے اعلانات کے واسطے بھی تشریح کی ضرورت درپیش ہوئی۔ اور اسکا مآل کار یہ ہوا کہ خاصکر وجوبات کے دائرہ میں فقہائے مستند نے قانون کا ایسا مجموعہ تیار کیا جو مادی اور صوری دونوں اعتبار سے ہر زمانہ کیلئے نمونہ بن سکے۔

فقہا کی تصنیفات بطور ماخذ قانون کے

زمانہ جمہوریت میں فقہا عموماً اپنی رائے اس وقت ظاہر کرتے تھے جب کہ انکے شاگرد کوئی فرضی مقدمہ پیش کرتے یا جب متنازعین یا حاکم عدالت حقیقی نزاعات میں مشورہ کرتے۔ عہد نمونہ ہدایتی میں تقریباً بلاتغیر حاکم عدالت ایک خانگی شخص ہوتا تھا جسکو فریقین متحدہ طور پر مقرر کرتے تھے اور جسکو کوئی خاص قانونی علم نہیں ہوتا تھا اگرچہ عند الطلب رائے دیدی جاتی تھی مگر اس سے کسی پر پابندی لازم نہیں ہوتی تھی۔ انکی رائے کی وقعت اتنی ہی تھی جو زمانۂ حال کے ایک انگریز بیرسٹر کی رائے کی ہے جس فقیہ سے مشورہ کیا جاتا اور اگر وہ بڑا فاضل اور ہوشیار ہوتا اور امور وقوعی کا اظہار ٹھیک ٹھیک کرتا اور وہ بخوبی سمجھ لئے جاتے تو اسکی رائے مقدمہ کی قانونی حالت کو واضح کر دیتی تھی۔ مگر یہ فقط احتمال ہے کیونکہ حاکم عدالت کو پوری آزادی حاصل تھی کہ اگر وہ بیجا سمجھے تو اسکے خلاف فیصلہ صادر کرے۔ اگسٹس (Augutus) کے زمانہ سے یہ طریقہ بدل گیا۔ اس نے یہ طریقہ قائم کیا جو شہنشاہان مابعد کے زمانہ تک جاری رہا کہ چند ممتاز تر فقہا کو گویا ایک قسم کی سند دی جاتی تھی جسکو اختیار رفتا جس ریسپانڈنڈی Jus Respondendi کہتے تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اگر مشورہ کے بعد کوئی فقیہ جسکو ایسا اختیار دیا گیا تھا اپنی تحریری رائے پر ثبت مہر دیتا تو ایسی رائے گویا شہنشاہ "کے حسب الحکم" (ایکس اکٹوری ٹاٹے Exauctoritate) متصور ہوتی تھی اور اس لئے اسکی پابندی حاکم عدالت پر لازم ہوتی تھی

تا وقتیکہ کوئی دوسرا فقیہ جسکو اس طرح کا خاص اختیار رفقا حاصل تھا اسکے خلاف رائے نہ دیتا۔ گو ممکن ہے کہ اپنے ہم پیشہ کی پاسداری کے باعث ایسا موقع اکثر آنے نہ پایا ہو۔ اختیار رفقا کے موضوع سے متعلق بڑی دشواری گیس (Gaius) کی ایک عبارت سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "فتاولے مجتہدین ان اشخاص کی آرا اور فیصلجات ہیں جن کو قانون کی تشریح کرنیکی اجازت دی گئی ہے۔ اتفاق کی صورت میں ان کا فیصلہ قانون کا حکم رکھتا ہے اور اختلاف کی صورت میں حاکم عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس رائے پر چاہے عمل کرے جیسا کہ ہیڈرین (Hadrian) کے فرمان سے ظاہر ہے۔" یہ ظاہر ہے کہ اس عبارت کے ساتھ اس امر کی بھی مطابقت ہوتی ہے کہ حاکم عدالت پر نہ صرف اس رائے کی پابندی عاید ہوتی تھی جو کسی زندہ فقیہ نے معاملۂ واقع شدہ میں دی تھی بلکہ اسی پران آرا (سین ٹن ٹی آئی Sententiae) کی بھی پابندی لازم تھی جو فقہا کی تصانیف میں پائی جاتی تھیں عام اس سے کہ وہ فقہا زندہ تھے یا متوفی۔ بہتر رائے تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہیڈرین (Hadrian) نے فقط موجودہ عملدرآمد معمول کو قائم رکھا یعنی یہ کہ حاکم عدالت فقط ان آرا کا پابند تھا جو زندہ فقہا نے کسی معاملہ میں نزاع واقعی کی صورت میں دی تھی۔

تیسری صدی کے ختم کے بعد اختیار رفقا کے عطا کرنیکا طریقہ موقوف ہوگیا اور ماڈسٹی نس (Modestinus) کے ساتھ اس قرن کے وسط میں مستند فقہا کا بھی یک بیک خاتمہ ہوگیا۔ گو بڑے بڑے فقہا مرچکے تھے مگر انکی تصنیفات زندہ تھیں اور تدریجاً یہ خیال ترقی کرتا گیا (غالباً قسطنطین کے زمانہ کے قریب) کہ چند اعلیٰ ترین فقہا کی تصنیفات خاص طور سے واجب الاحترام تھیں کیونکہ وہ ایسی مستند تھیں کہ ان کا حوالہ دئے جانے پر انکی پابندی لازم ہوجاتی تھی اور جب ان میں اختلاف ہوتا جیسا کہ بارہا ہوتا تھا تو یہ دشواری پیش آتی کہ کیا کیا جائے۔ اس مشکل کو ایک حد تک اس طرح حل کیا گیا کہ سنہ ۳۲۱ء میں پاپی نین (Papinian) پر جو شرحیں پالس (Paulus) اور الپین (Ulpian) نے لکھی تھیں ان کو قسطنطین نے منسوخ کردیا تاکہ پاپی نین (Papinian) بلا افراط و تفریط کے اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ پالس (Paulus) کے فیصلہ کا مستند ہونا بھی تسلیم کرلیا۔ اس کے قریب قریب ایک صدی بعد سنہ ۴۲۶ء میں

تھیوڈوسیس ثانی (Theodosius II) اور ویلنٹی نین سوم (Valentinian III) نے قانون حوالہ نظائر لاآف سائیٹیشن (Law of Citations) کی صورت میں ایک اس سے بھی زیادہ موثر تدبیر نکالی اور طریقۂ غلبۂ آراء کو رائج کیا۔ گیس (Gaius) الپین (Ulpian) پالس (Paulus) پاپی نین (Papinian) اور ماڈسٹی نس Modestinus وہ فقہا ہیں جنکا حوالہ دیا جاتا ہے (بشرطیکہ اصل سے عبارت کی تطبیق ہوسکے) اور جنکی تصانیف نہایت ہی مسلم الثبوت مانی جاتی ہیں۔ بصورت اتفاق حاکم عدالت پابند ہے لیکن اگران میں غیر مساوی اختلاف ہے تو غلبۂ آراء پر فیصلہ کا حصر ہے اور اگر اختلاف مساوی ہے تو پاپی نین (Papinian) کو فیصلہ کن رائے دینے کا اختیار ہے۔ اگر وہ ساکت ہے تو حاکم عدالت بلا استمداد فیصلہ صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ تدبیر تقریباً تاحد امکان مکمل تھی اور اس کے مکمل ہونے میں کوئی نقص اس وجہ سے عاید نہیں ہوتا کہ ماڈسٹی نس (Modestinus) کے بعد کا ہر فقیہ لازماً خارج کر دیا گیا۔

دفعہ ۱۴ جسٹینین کی تدوین قانون

جب ۵۲۷ء میں شہنشاہ جسٹینین سریر آرائے سلطنت ہوا تو رومی قانون میں قریب قریب وہی بے ترتیبی تھی جو آج کل قانون انگلستان میں ہے۔ (انگلستان میں اگر یہ بات دریافت طلب ہو کہ کسی معاملۂ دعوی پر کن کن قانونی قواعد کا اثر پڑتا ہے تو اسکے لئے شاید اس بات کی ضرورت ہو کہ کل قوانین موضوعۂ سلطنت کی جانچ فرداً فرداً نظام جاگیری (فیوڈل سسٹم Feudal System) کے زمانہ تک کیجائے اور بے شمار مقدمات اور کتب متداولہ کا سلسلہ وار مطالعہ کیا جائے کیونکہ گو قانونی کتابیں ہمارے نزدیک ماخذ قانون نہیں ہیں تاہم بعض اوقات ان میں کامن لا کے ایسے قواعد پائے جاسکتے ہیں جنکا اظہار کسی فیصلہ میں ابتک نہ کیا گیا ہو اور جو بلاشبہہ کامن لا کے قواعد ہیں۔ روما میں اس قسم کا ذخیرہ اس سے بھی زیادہ تر بسیط تھا۔ ایک طرف مختلف قسم کے قوانین موضوعہ۔ قانون موضوعۂ اعلیٰ ترین مجلس وضع آئین و قوانین۔ قانون موضوعۂ مجلس عوام۔ تجاویز سینیات اور فرامین شاہی عہد الواح اثنا عشر سے لیکر (Justinian) کے زمانہ تک تھے اور دوسری طرف پریٹروں کے اعلانات اور ادب فقہ کا پورا ذخیرہ تھا۔

اُس سے پہلے بھی تدوین قانون کی کوششیں ہوچکی تھیں کیونکہ جیسا کہ سطور سابق میں ذکر ہوچکا ہے Hadrian کے فرمان سے اعلانات منتظم ہوچکے تھے اور قانون حوالۂ نظائر کی بدولت ہوشیار وکلا کے ہاتھ ایک ذریعہ آگیا جس سے بے شمار فتاوی مجتہدین کو ایک دوسرے کے ساتھ مطابق کیا جائے۔ اس لئے بھی قانون موضوعہ کی پیچیدگیوں کو دور کرنیکی مختلف کوششیں کی گئیں جنکے منجملہ جو نہایت اہم ہیں حسب ذیل ہیں :-

(۱) مجموعۂ قانون مولفۂ گرگوری (دی کوڈیکس گرگوریانس The Codex Gregorianus)

یہ ایک خانگی تالیف تھی جو ۳۰۰ء میں شائع ہوئی۔ اس تالیف میں ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ سے ۲۹۴ء تک جو شاہی فرامین جاری ہوئے تھے جمع کئے گئے تھے۔

(۲) مجموعۂ قانون مولفۂ ہرموجی نین (دی کوڈکس ہرموجی نیانس The Codex Hermogenianus)

اسکی تاریخ غیر تعیینی ہے۔ یہ بھی ان شاہی فرامین کا ایک خانگی مجموعہ ہے جو ۲۹۴ء سے ۳۲۴ء تک جاری ہوئے۔

اور (۳) مجموعۂ قانون مولفۂ تھیوڈوسس (دی کوڈکس تھیوڈوسیانس The Codex Theodosianus)

یہ مجموعہ تھیوڈوسس ثانی نے ۴۳۸ء میں شائع کیا جس میں قسطنطین اول (۳۰۶ء سے ۳۳۷ء تک) اور اسکے جانشینوں کے فرامین درج ہیں۔

جسٹینین کو اسکی تخت نشینی کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ تمام قانون روما کو دو حصوں میں جمع کرنا چاہئے۔ ایک حصہ قانون موضوعہ لیکس (Lex) ہو اور دوسرا حصہ قانون غیر موضوعہ جس (Jus) ہو۔ اور ۵۲۸ء میں ہدایات نافذ کیں کہ تمام موجودہ قانون موضوعہ کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اگر اس کام کو بہ خوش اسلوبی انجام دینا تھا تو اصولاً اس بات کی ضرورت تھی کہ شاہان روما اور مجلس عشریہ سے لیکر خود جسٹینین کے زمانۂ وضع قوانین تک مختلف جماعت ہائے وضع قوانین کے نافذ کردہ تمام قوانین کا مطالعہ کیا جاتا۔ مگر حقیقت میں یہ دیکھا جائیگا کہ شاہی فرامین کے قبل کے تمام قوانین موضوعہ جسٹینین کا زمانہ آنے تک یا تو بالکل متروک ہوگئے تھے یا شاہی فرامین مابعد یا فقہا کی تحریرات میں داخل ہوگئے تھے اور جو مجموعۂ قوانین (کوڈیکس Codex) جسٹینین کی ہدایات سے وجود میں آیا وہ محض تین قوانین کے مجموعوں پر مبنی تھا جنکا ذکر اس سے پہلے ہوچکا ہے۔ بالخصوص مجموعۂ قانون مولفۂ تھیوڈوسس

(کوڈکس تھیوڈوسیانس Codex Theodosianus) اور فرامین شاہی جو تھیوڈوسیس کے بعد صادر ہوئے یعنی فرامین نو ما بعد تھیوڈوسیس پوسٹ تھوڈوسین ناولس (Post-Theodosian Novels) یہ کام دس اشخاص کی کمیشن نے (بشمول تھیافی لس) جو قسطنطنیہ میں علامۂ قانون تھا اور ترائی بنین انجام دیا۔ اور جسٹینین نے انھیں یہ اختیار دیا تھا کہ نہ فقط فضول چیزوں کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ ان قوانین کو بھی جو متناقض معلوم ہوں باہم مطابق کر دیا جائے۔ یہ مجموعہ دوسرے سال یعنی ۵۲۹ء میں اختتام کو پہنچا اور شہنشاہ نے فرامین سابقہ کو عام ازیں کہ ان کا تصور منفرداً کیا جائے یا تالیفات متذکرۂ صدر میں۔ مسترد و منسوخ کر کے اس مجموعہ کو بعد منظوری قانون موضوعہ کے طور پر نافذ کر دیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کا منشا یہ تھا کہ یہ مجموعہ قانون کوڈکس جسٹی نیانس Codex Justinianus تمام زمانہ کے لئے رومی قانون موضوعہ کا تنہا ماخذ رہے۔

Justinian کا دوسرا کام قانون غیر موضوعہ (Jus) کی تنظیم تھی جس سے مراد اس زمانہ میں صرف فقہا کی تحریریں تھیں جنھوں نے اپنی شرحوں میں ابتدائی قانون موضوعہ اور قانونی اعلانات کے اہم حصوں کو شریک کر لیا تھا۔ پس دسمبر ۵۳۰ء میں ایک دوسری مجلس بہ صدر نشینی ترائی بونین (Tribonian) منعقد ہوئی جسکا مقصد یہ تھا کہ فقہا کی تالیفات و تصنیفات کو باقاعدہ طور پر ایک ڈائی جسٹ (Digest) میں جمع کیا جائے جس طرح کہ قوانین موضوعہ کی تنظیم ایک مجموعہ قانون میں کی گئی تھی۔ اور چونکہ مستند فقہا کی مساعی کے باوجود فقہا میں اختلافات موجود تھے جو پراکیولینیس (Proculians) اور سیابی نینس (Sabinians) کے زمانہ سے چلے آرہے تھے تو ابتدائی تدبیر کے طور پر ایسے تنازعات کے تصفیہ کے لئے جسٹینین (Justinian) نے پنجاہ فیصلہ جات (کوینکواگنٹا ڈیسی سیونس Quinquaginta decisiones) صادر کئے۔ ڈائی جسٹ (Digest) جسکو بعض اوقات پنڈکٹائی (Pandectae) بھی کہتے ہیں شائع ہو کر دسمبر ۵۳۳ء میں قانون بن گیا۔ جن فقہا کی تحریرات کے اقتباسات اس میں درج ہیں وہ وہی فقہا نہیں ہیں جنکا ذکر قانون حوالہ منظائر (لا آف سائیٹشن Law of Citations) میں ہوا ہے بلکہ ان کی تعداد انتالیس ہے۔ تقریباً آدھی کتاب تو الپین (Ulpian) اور پالس (Paulus) کی تحریریں ہیں۔ اسکے بعد سے ڈائی جسٹ (Digest) ہی

قانون غیر موضوعہ کا واحد ماخذ رہا۔ جس طرح مجموعۂ قوانین کوڈکس (Codox) احکام نافذ کردۂ مجلس وضع قوانین کا تھا اس غرض کو مدنظر رکھ کر Justinian نے ممانعت کردی تھی کہ عبارت کے ابہامات کو دور کرنے کے لئے بھی ان فقہا کی اصلی تصانیف کا حوالہ تک نہ دیا جائے۔

جس سال ڈائی جسٹ (Digest) شائع ہوئی اسی سال جسٹنین (Justinian) کی ہدایت کی تعمیل میں ترائی بونین (Tribonian) و تھیافلس (Theophilus) اور ڈوروتھیس (Dorotheus) نے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کو مرتب کیا۔ انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کی تصنیف جو گیس (Gaius) کی قدیم تصنیف پر مبنی ہے فی الحقیقت کوئی اصل تصنیف نہیں ہے بلکہ (Gaius) کی کتاب کی طبع جدید ہے۔ یہ ایک ابتدائی کتاب تھی جسکی غرض یہ تھی کہ طلبہ کو رومی قانون خاص کے اصول سے متعارف کرایا جائے جسکا مطالعہ ڈائی جسٹ (Digest) کے اہم کام کی تمہید ہو۔

ڈائی جسٹ (Digest) اور انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کی تکمیل تک ظاہر تھا کہ مجموعۂ قانون کوڈکس Codex جو ان کتابوں سے چار سال آگے شائع ہوا تھا ناتکمل تھا کیونکہ اس وقفہ کے دوران میں جسٹنین نے ان پنجاہ فیصلہ جات کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے چند نئے فرامین بھی صادر کئے تھے اس لئے ترائی بونین کو یہ کام دیا گیا کہ اس مجموعۂ قانون پر نظر ثانی کرکے اسکو ضروریات وقت کے لحاظ سے مکمل کردیا جائے۔ ۵۳۴ء کے ختم پر یہ نیا مجموعہ جس کو کوڈکس ریپی ٹی ٹائی پرائی لیکٹیونس (Codex repetitae Praelectionis) کہتے تھے شائع ہوا اور یہی مجموعہ آج تک موجود ہے۔ اس مجموعہ میں یہ توضیح کردی گئی تھی کہ آیندہ وضع قانون سے متعلق جو تجویزیں عمل میں لائی جائیں ان کو فرامین جدید (نو ویلائی کانسٹیٹیونس۔ ناولس) (Novellae Constitutiones-Novels) کی طرح شائع کیا جائے اور اس کے متعاقب قریباً ایسے ایک سو ستر ناولس Novels صادر ہوئے مگر پایا جاتا ہے کہ جسٹنین (Justinian) کے ارادہ کے مطابق انکو کوئی باضابطہ شکل نہیں دی گئی۔

زمانۂ جدید میں جسٹنین (Justinian) کی مختلف تالیفات کو مجموعی طور پر مجموعۂ قوانین ملک (کارپس جورس کیولس (Corpus Juris Civilis) اور کارپس (Corpus)

ایک واحد تصنیف مانی جاتی ہے جس میں انسٹی ٹیوٹس (Institutes) ، ڈائی جسٹ (Digest) کوڈکس ریپی ٹی ٹائی پرائی لکٹیونس Codex repetitae Praelectionis اور ناولس (Novels) شامل ہیں۔

دفعہ ۵ انسٹی ٹیوٹس INSTITUTES کی ترتیب کا خاکہ

قانون عام ہوتا ہے یا خاص۔ جب عدالت میں کوئی نزاع پیش ہو جس میں فریقین معمولی رعیت ہیں تو وہاں قانون خاص کا سوال پیدا ہوتا ہے اور جب ایک فریق ریاست یا اسکا کوئی شعبہ ہے تو وہاں قانون عام کا سوال ہوتا ہے۔ اس فرق کو جسٹنین ظاہر کرتا ہے " قانون عام متعلق ہے ریاست روما کی بہبودی سے اور قانون خاص کا تعلق افراد رعیت کی ذاتی فلاح سے ہے "[1] انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا قریب قریب پورا حصہ قانون عام سے نہیں بلکہ قانون خاص سے متعلق ہے اگرچہ چوتھی کتاب کے اخیر عنوان کے تحت میں جسٹنین نے فوجداری کارروائیوں کو مختصر طور سے بیان کیا ہے (ڈی پبلکس جوڈی کس de publicis Judicus) جو اس میں شک نہیں کہ قانون عام (جُس پبلیکم Jus Publicum) کا ایک حصہ ہے۔ گیئس (Gaius) اور جسٹنین نے قانون خاص کی تقسیم یوں کی ہے کہ قانون جسکا تعلق (۱) اشخاص (۲) اشیا اور (۳) نالشات سے ہو۔

کسی ملک کا قانون خاص ان حقوق کے مجموعہ سے نہ زیادہ ہے اور نہ کم جو اس ملک کی عدالتیں نافذ اور تعمیل کرانیکے لئے آمادہ ہیں۔ یہ حقوق بدلتے رہتے ہیں بہ لحاظ شان قانونی حقدار یا شخص مستوجب الفرض کے مثلاً ایک نابالغ اور مجنون میں وہی قانونی اہلیت موجود نہیں ہے جو ایک معمولی رعیت میں ہے۔ اس لئے قانون خاص کے ایک حصہ میں یہ تبلایا جائیگا کہ نامکمل اہلیت کا اثر حقوق پر کیا ہوتا ہے اور جسکو بغرض سہولت قانون اشخاص نامکمل اہلیت کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان حقوق کا ذکر کیا جائے گا جن سے مکمل اہلیت کے مدنی استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ایسے حقوق چاہے عوارض ہوں

---

[1] دیکھو جسٹنین کتاب اول ۱ - ۴

کسی جائداد کی ملکیت یا قبضہ کے (جیسے کہ یہ حق کہ کوئی غیر کسی کی زمین پر مداخلت بیجا نہ کرے) یا اس طرح عوارض نہ ہوں (جیسے کہ وہ حق جو ہر شخص کو حاصل ہے کہ عوام الناس میں اسکی توہین نہ کیجائے اور نہ اسکی زدوکوب کیجائے) اس لئے قانون خاص کے کسی دوسرے حصہ میں ان حقوق کا بیان ہونا چاہئے جن سے کمل اہلیت کے اشخاص متمتع ہوتے ہیں اور یہ کہ وہ کس طرح حاصل ہوتے اور تلف ہوجاتے ہیں۔ خاتمہ پر یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ اگر کسی کے حق میں دست اندازی کیجائے تو مرتکب خلاف ورزی کو نقصان کا معاوضہ کس طرح ادا کرنا چاہئے۔ یعنی قانون ضابطہ کارروائی۔

جس ترتیب کو گیس (Gaius) اور جسٹینین Justinian نے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں مدنظر رکھا وہ سرسری طور پر حسب ذیل ہے:[1]

قانون متعلق بہ اشخاص (گیس Gaius اور جسٹینین Justinian کی کتاب اول) جو عمومی طور پر قانون اشخاص نا کمل اہلیت کے مطابق ہوتا ہے۔

قانون متعلق بہ اشیا۔ (گیس Gaius کی کتاب دوم وسوم اور جسٹینین Justinian کتاب دوم وسوم وچہارم) ان تمام حقوق کا بیان ہے (چاہے وہ جائداد کے عوارض ہوں یا نہ ہوں) جن سے ایک مدنی متمتع ہوتا ہے اور ان ذرائع کا بھی جن سے حقوق پیدا منتقل اور تلف ہوتے ہیں۔

قانون جو نالشات سے متعلق ہے۔ گیس Gaius کی کتاب چہارم اور جسٹینین Justinian کی کتاب چہارم ۶ - ۱۷) قانون ضابطہ کارروائی کے متعلق ہے۔

نوٹ اول

گیس Gaius کے انسٹی ٹیوٹس (INSTITUTES) کی دستیابی

اگرچہ قانون روما کے طلبہ کو یہ بات ہمیشہ سے معلوم تھی کہ ایک فقیہ نے جسکا نام گیس (Gaius) تھا انٹونائینس (Antonines) کے زمانہ میں قانون روما پر

[1] اس قید کی وجہ متعاقب معلوم ہوگی۔

ایک ابتدائی کتاب لکھی ہے لیکن انیسویں صدی کے شروع ہونے تک اس کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۱۶ء میں مورخ نیبھر (Niebuhr) کو سفر ویرونا (Verona) کے زمانہ میں معبد کنیسہ کے کتب خانہ میں ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ جو ایسی جھلی پر لکھا ہوا تھا جس پر سے کہ پہلی تحریر مٹادی گئی تھی (پالمسسٹ Palimpsest) جسکو بغور معائنہ کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ سینٹ جروم (Saint Jerome) کی بعض تحریروں اور بعض مقامات پر دیگر درمیانی تحریروں کے تلے ایک قانونی رسالہ ہے۔ ساوینی (Savigny) سے مشورہ کرنیکے بعد یہ طے پایا کہ رسالۂ زیر بحث کو گیس (Gaius) کی انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا ایک نسخہ ہے۔ سال مابعد میں اس کو نقل کرنیکا کام شروع ہوا اور نتیجہ سنہ ۱۸۲۰ء میں شائع ہوا۔

جو کتاب اس طرح شائع ہوئی وہ مکمل نہ تھی جسکی وجہ کچھ تو یہ ہوئی کہ تین فولیو (Folio) بالکل دستیاب نہیں ہوئے تھے اور کچھ یہ بھی بات تھی کہ گیس (Gaius) کے اصلی نسخہ کو جھانویں کے پتھر سے مٹا دیا گیا تھا۔ اور اسکے بعد جھلی کی سطح سینٹ جروم (St. Jerome) کی تصنیف کے لئے تیار ہوگئی تھی۔ قریب قریب کتاب کے دسویں حصہ کا پتا نہ تھا لیکن چونکہ اسکا ایک حصہ جسٹینین کی انسٹی ٹیوٹس سے فراہم ہوسکتا تھا قریباً تیرھواں حصہ ہنوز مفقود ہے جسکے نصف حصہ کا تعلق کتاب چہارم سے ہے۔ سنہ ۱۸۲۰ء کی اشاعت اولیں بعد سے کئی ممتاز المانی علما کی مستقل جفاکشی نے عبارت کو صاف کرنے میں بہت کام کیا۔ اور سٹڈمنڈ (Stude mund) نے سنہ ۱۸۷۴ء میں ویرونا (Verona) میں جو نسخہ دستیاب ہوا تھا اسکی نقل بجنسہٖ شائع کی۔

گیئس Gaius کا زمانہ

گیس (Gaius) کی ولادت اور وفات کی صحیح تاریخ نامعلوم ہے۔ وہ خود ذکر کرتا ہے کہ وہ ہیڈرین (Hadrian) (سنہ ۱۱۷ء تا سنہ ۱۳۸ء) کے زمانہ میں موجود تھا۔ اور بلحاظ اس امر کے کہ تجاویز سینات پر[1] جو کموڈس (Commodus) کے زمانہ میں

[1] سینات آرفی ٹیانم (Orphitianum)۔

جاری ہوئی تھیں اس نے ایک کتاب لکھی تھی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اس شہنشاہ کے زمانہ تک وہ زندہ رہا - اندرونی شہادت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کا ایک جزو انطونائی نس پیس (Antoninus Pius) (۱۳۸ء تا ۱۶۱ء) کے اور دوسرا جزو مارکس اریلیس (Marcus Aurelius) (۱۶۱ء تا ۱۸۰ء) کے زمانہ میں لکھا گیا تھا -

گیس (Gaius) کی زندگی اور اسکی تصانیف[1]

اسکے ذاتی معاملات کے متعلق بہ مشکل کوئی مواد موجود ہے - اور اسکے اسم العائلہ (کاگنومن Cognomen) اور اسم القبیلہ (نومن Nomen) دونوں کا پتہ نہیں چلتا - البتہ گیس (Gaius) فقط ایک اسم شخص (پرائی نومن Preanomen) ہے - اس نام کا تلفظ اس طرح کیا جاتا تھا کہ گویا اس میں تین اور کبھی اس طرح کہ گویا دو جزو لفظ ہیں - یہ یقینی ہے کہ وہ ایک فقیہ اس لفظ کے وسیع معنی میں تھا - یہ کہ اس نے اپنی پوری زندگی قانون کے لئے وقف کر دی تھی اور اس میں بھی شک نہیں کہ سیابی نینس (Sabinians) اور پراکیولینس (Proculians) کے دو مذاہب کے منجملہ اسکا تعلق اول سے تھا - یہ امر نہایت ہی مشتبہ ہے کہ آیا اسکو اپنی زندگی میں اختیار رفقا ملا تھا - لیکن بہر حال ویالینٹائین (Valentine) کے قانون حوالہ نظائر کے باعث اس کی تحریروں کو اس کی وفات کے کئی سال بعد بڑی عظمت حاصل ہوئی - انسٹی ٹیوٹس (Institutes) اور ایک دوسرے رسالہ کے علاوہ جو تجاویز سینات آرفی ٹیانم (Orphitianum) پر لکھا گیا تھا - گیس (Gaius) نے اور بہت سی کتابیں لکھی تھیں - مثلاً اس نے ایک رسالہ تجاویز سینات ٹرٹلیانم (Tertullianum) پر - دوسرا رسالہ جسکا نام ریس کوٹوڈیانائی (Res Quotadianae) تھا اور ایک تیسرا رسالہ ایڈکٹم اربیکم (Edictum Urbicum) پر لکھا - اسکے علاوہ اس نے کوئنٹس میوکیس (Quintus Mucius) کی تصنیفات اور الواح اثنا عشر پر شرحیں لکھیں -

---

[1] پورے بیان کیلئے دیکھو روبی (Roby) کی تصنیف انٹروڈکشن ٹو دی ڈائی جسٹ (Introduction to the Digest) صفحہ ۱۷۴

حصہ اوّل

قانون جو اشخاص سے متعلق ہے

جدید قانون میں اشخاص ناممکل اہلیت کی جو تقسیم ہے اس میں اور رومنی قانون متعلق اشخاص میں پوری پوری مطابقت نہیں پائی جاتی - اگر مطابقت ہوتی تو ایک طرف ناممکل اہلیت کے اشخاص کے حقوق کا پورا ذکر ہوتا اور دوسری طرف ان حقوق کو جو مکمل اہلیت کے مدنیوں کو حاصل ہوتے ہیں کلیتہً خارج کر دیا جاتا۔ رومنی تقسیم ان دونوں توقعات کے پورا کرنے میں قاصر ہے۔ کیونکہ چند ایسے امور انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے دوسرے حصوں کے لئے چھوڑ دئے گئے جو اشخاص ناممکل اہلیت سے متعلق ہیں۔ (چنانچہ کسی غلام اور دیگر اشخاص ناممکل اہلیت کے اکتساب جائداد کا ذکر قانون متعلق بہ اشیا میں کیا گیا ہے۔ دیکھو جسٹینین (Justinian دفتر دوم نقرہ ۹- اور گیس (Gaius) دفتر دوم نقرہ ۸۶ اور مابعد)۔ دفتر اول میں جہاں اشخاص کی ناقابلیتوں سے بحث کی گئی ہے جیسے کہ غلام کی ناقابلیتوں کا ذکر آقا کے مقابل میں اور بیٹے کا ذکر اب العایلہ (کرتا) کے مقابل میں تو مولفین انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے لئے یہ ناممکن تھا کہ آقا اور باپ کے حقوق متقابل کا ذکر بالکل ترک کر دیتے یہی مکمل اہلیت کے مدنیوں کے حقوق جنکا تعلق منطقی سلسلہ کے لحاظ سے قانون متعلق بہ اشیا سے ہے۔[۱] یہی دو باتیں قابل لحاظ ہیں ورنہ ہر طرح سے انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کے پہلے دفتر میں ایسے اشخاص کی صراحت کی گئی ہے جو بہ لحاظ قانون روما کسی نہ کسی ذاتی ناقابلیت کی وجہ سے مکمل قانونی اہلیت نہیں رکھتے تھے یعنی جنکی اہلیت الاداح اور اہلیت الوجوب ناممکل ہوتی تھی جسٹینین (Justinian) کہتا ہے کہ " قانون کا جاننا بے فایدہ ہو جاتا ہے اگر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کیسے اشخاص تھے جنکے لئے یہ قانون مقرر کیا گیا"۔

---

[۱] مثلاً گیس (Gaius) دفتر اول فقرہ (۵۲) اور جسٹینین (Justinian) دفتر اول ۸ - ۱

اور جب اشخاص ناکمل اہلیت کی فہرست پوری ہو جائے تو صرف کمل اہلیت کے مدنی رہ جاتے ہیں۔ جن کے غیر محدود حقوق کا ذکر قانون متعلق بہ اشیا میں ملیگا[1]۔

روما میں ہر شخص کی قانونی اہلیت ذیل کے چار سوالات سے معلوم ہو سکتی تھی۔

(۱) آیا حر ہے یا غلام۔

(۲) آیا شخص مدنی ہے یا غیر مدنی۔

(۳) آیا وہ خود مختار ہے یا غیر مختار۔

(۴) باوصف اسکے کہ شرائط صدر پوری ہوتی ہوں آیا وہ زیر ولایت ہے کہ نہیں۔

صرف وہی شخص کمل حیثیت قانونی رکھتا تھا جو حر۔ مدنی۔ اور خود مختار ہوتا اور کسی کی ولایت میں نہ ہوتا۔ جدید مصنفین قانون روما اول الذکر تین سوالات پر بحث ذیل کے تین عنوان کے تحت کرتے ہیں :- حریت۔ مدنیت اور عایلہ۔

دفعہ ۱ حریت

اس عنوان کے تحت امور ذیل قابل غور ہیں :-

ذیلی دفعہ ۱۔ غلامی کے اسباب۔

ذیلی دفعہ ۲۔ غلام کی حیثیت قانونی۔

ذیلی دفعہ ۳۔ وہ طریقے جن سے غلام کا عتق ممکن تھا۔

ذیلی دفعہ ۱ غلامی کے اسباب

الف۔ ولادت یعنی اگر غلام پیدا ہو۔

ب۔ واقعۂ مابعد یعنی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جسکی وجہ سے وہ شخص غلام قرار دیا جائے۔

الف۔ ولادت | قانون ملک کے بموجب بچہ کی حالت کا انحصار کلیتہً ماں کی حالت پر تھا[2]

[1] بعض اوقات قانون متعلق بہ اشخاص کا ذکر (خاصکر ساوینی Savigny کے مقلدین) اسطرح کیا جاتا ہے کہ وہ قانون متعلق بہ عایلہ ہے مگر اس پر کئی اعتراضات ہو سکتے ہیں چنانچہ یہ بات معقولیت سے خالی ہے کہ عایلہ کا بیان کرتے ہوئے یہ ذکر کیا جائے کہ مدنیت کسطرح حاصل ہو سکتی ہے۔

[2] تاوقتیکہ تزویج بنا ئے تزویج صحیح کے نہ ہو۔ دیکھو بیان مابعد۔

پس اگر بوقت ولادت ماں جاریہ تھی تو بچہ غلام ہوتا تھا۔ وقت ولادت کو اس قدر اہمیت دیجاتی تھی کہ ماں کا بوقت استقرار حمل یا استقرار حمل اور ولادت کے درمیان کسی وقت بھی حرہ ہونا کوئی فرق نہیں پیدا کرتا تھا۔ چند ہی دنوں میں اس قانون کی یہ سختی باقی نہیں رہی۔ اور جسٹینین (Justinian) کا زمانہ آنے تک یہ بات تسلیم کرلی گئی تھی کہ اگر ماں استقرار حمل کے وقت سے لیکر ولادت تک کسی وقت بھی حرہ ہوتی تو مولود حرہ ہوتا۔

"اس بچہ کو جو ابھی رحم میں ہے (یعنی جنین) اسکی ماں کی بدقسمتی سے نقصان نہیں پہنچنا چاہئیے" اصل قانون کی سختی دفع ہونے سے پہلے از روئے اسٹاٹیوٹ کلاڈیانم (Senatus Consulta Claudianum) ذیل کی اشکال کو قانون متذکرۂ صدر سے مستثنی کر دیا تھا۔

۱۔ اگر کوئی حر کسی جاریہ کو حرہ سمجھے اور اس سے اسکو اولاد ہو تو ایسا مولود حر متصور ہوتا تھا۔ ویسپے سین (Vespasian) نے اس قاعدہ کو منسوخ کردیا۔

۲۔ اگر کوئی حرہ کسی غلام سے اس کے آقا کی مرضی سے مباشرت کرے تو اس کے بچے غلام ہوتے۔ اس قانون کو ہیڈرین (Hadrian) نے منسوخ کردیا۔

۳۔ اگر کوئی حرہ کسی غیر شخص کے غلام سے مباشرت کرے اور اگر اس غلام کا آقا اس پر اعتراض کرے اور مجسٹریٹ کے آگے تین بار اس عورت کی بدچلنی کی شکایت کرے تو وہ عورت اور جو بچے اس کے پیدا ہوں وہ سب آقائے غلام کی ملک قرار دئے جاتے اور اس عورت کی کل جائداد بھی اس آقا کو ملجاتی تھی۔ جسٹینین (Justinian) کے وقت تک اسکی تنسیخ نہیں ہوئی۔

ب۔ واقعۂ مابعد یعنی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جسکی وجہ سے وہ شخص غلام قرار دیا جائے	حر ذیل کی صورتوں میں غلام بن سکتا تھا:۔ جسٹینین کے زمانہ میں:۔

(۱) جنگ میں اسیر ہونے سے۔ یہ اصول مبنی تھا قانون ممالک پر نہ قانون ملک پر۔

(۲) سازشی فروخت سے۔ یعنی جیسے کہ کوئی شخص قیمت میں حصہ لینے کی غرض سے اپنے کو غلام کی طرح فروخت کرادے اور بعد میں مشتری پر اپنی اصلی حیثیت قانونی ظاہر کر کے آزاد ہوجائے لیکن ابتدا ہی سے

پریٹر نے ایسے اشخاص کو اعلان حریت (یعنی Proclamatio Libertatem) دینے سے انکار کرنا شروع کیا (بشرطیکہ اس کی عمر سن تمیز کی یعنی بیس سال سے زاید ہو) اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ غلام ہی رہتا تھا۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ سینات کی تجویز مابعد نے پریٹر کے اس قاعدہ کی توثیق کردی۔

(۳) وہ اشخاص جنکو موت یا معادن میں مشقت کرنے یا شمشیرزنوں یا جنگلی جانوروں سے لڑنے کی سزا دیجاتی تعزیری غلام (Servi Poenae) کہلاتے تھے۔

اور (۴) اگر کوئی عتیق اپنے آقائے سابق کے ساتھ سخت احسان فراموشی کا مرتکب ہوتا تو وہ پھر غلام بنا دیا جاسکتا تھا (ریووکاٹس ان سرویٹوٹم Revocatus in Servitutem) رجعت بہ عبدیت یعنی پھر غلام ہوجانا۔

قدیم قانون کی روسے رعایا سے جو مردم شماری یا فوجی خدمت سے گریز کرتے وہ بہ عبور دریائے تائبر غلام کی طرح بیچ دئے جاتے تھے اور وہ مدیون جنکی ذات پہ جائداد کے نہ ہونے کی وجہ سے ڈگری کی تعمیل کرائی جاتی تھی (مینائس انجکشیو Manusinjectio = گرفتاری بہ عدم ادائی قرضہ) جب بالآخر دینے سے اسکو عاجز پایا جاتا تو وہ غلام بن جاتا تھا۔ اس طرح سے سارق بھی غلام بنا دیا جاتا تھا جو بوقت سرقہ گرفتار کیا گیا ہو[1] (سارق ظاہر شدہ Furmanifestum)۔ اسیا ثبوت کلاڈیا نم کی روسے حسب بیان مندرجہ فقرہ الف (۲) حرہ بھی جاریہ بنا دی جاتی تھی۔

ذیلی دفعہ ۲ غلام کی حیثیت قانونی

ازروئے قانون ملک غلام شئے متصور ہوتا تھا نہ کہ شخص۔ کسی دوسری شئے کی طرح غلام ایک یا ایک سے زیادہ آقا کی ملک ہوسکتا تھا یا یہ کہ ایک آقا کو کسی غلام کی بابت حق عین حیات (حق منفعت) ہوتا تھا اور اس پر کسی دوسرے آقا کا حق کامل (ملکیت یعنی Dominium) باقی رہتا تھا۔

---

[1] دیکھو گیئس (Gaius) کتاب سوم فقرہ ۱۸۹

شئے ہونیکے لحاظ سے غلام کو کسی قسم کا حق نہ تھا[ل] اس کے ساتھ مالک جو سلوک چاہتا
کر سکتا تھا۔ چاہے مار ڈالے یا جس قسم سے چاہے ایذا پہنچائے۔ وہ نہ کسی قسم کی جائداد
رکھ سکتا تھا اور نہ قانوناً اس پر وجوبات عاید ہو سکتے تھے اور نہ وہ دوسروں پر وجوبات عاید
کر سکتا تھا۔ مگر ذیل کے اصول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانون ملک کی رو سے بھی غلام کی حالت
بالکل جانوروں کی سی نہیں تھی۔

(۱) آقا غلام پر اختیار آقا (پوٹسٹاس Potestas) استعمال کرتا تھا اور پوٹسٹاس
ایسی اصطلاح ہے جو صرف انسانوں کے متعلق استعمال کیجاتی تھی۔ کیونکہ اشیا
کیلئے ملکیت (Dominium) کی اصطلاح استعمال کیجاتی تھی۔

(۲) غلام مناسب طریقوں سے آزادی حاصل کر سکتا تھا۔

(۳) غلام اپنے آقا کے کارندہ کی حیثیت سے کاروبار انجام دے سکتا تھا یعنی یہ کہ
ان جدید معنوں میں نہیں کہ وہ اپنے آقا پر ذمہ داری عاید کرے بلکہ اسی طرح آقا
اپنے غلام کے ذریعہ سے حقوق مالکانہ حاصل کرکے فایدہ اوٹھا سکتا تھا یا اپنے
غلام کے معاہدوں سے جو نفع حاصل ہو وہ اسکو آپ لے سکتا تھا۔ "ہم اپنے
غلاموں کے ذریعہ سے اپنی حالت بہتر کر سکتے ہیں مگر ابتر نہیں کر سکتے" رفتہ رفتہ
اس نظریہ کی سختی بہت کچھ رفع کی گئی۔

اگرچہ ابتداءً آقا کو اپنے غلام کے جسم و جان پر حقوق مطلق (اختیار حیات و ممات)
حاصل تھے۔ مگر یہ فرض کرنا ممکن ہے کہ روما کے ابتدائی زمانہ میں ان حقوق کا یا ان چھوٹے حقوق
کا جو ان میں مضمر تھے جائز یا ناجائز استعمال عام طور پر ہوتا تھا۔ غلام قلیل التعداد تھے۔ وہ غلام
اس لفظ کے جدید مفہوم میں نہ تھے بلکہ انکی حیثیت زیادہ تر وہی تھی جو ہمارے خانگی ملازم اور کھیت
کے مزدوروں کی ہے۔ اور غالباً انکے آقا انکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ لیکن جب روما
کی عالمگیر قوت کو روز افزوں ترقی ہونے لگی تو غلامی کا تصور بدل گیا۔ جمہوریت کے دور آخر
اور عہد شہنشاہیت میں غلاموں کی تعداد بے انتہا بڑھ گئی تھی جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ میں بہت سے

ل "چاہے غلاموں کی معاشری حالت میں کتنا ہی بڑا فرق کیوں نہ ہو اور اس زمانہ میں تھا بھی بہت زیادہ۔ مثلاً مقرب یا منظور نظر
خانگی غلام اور تعزیری غلام میں۔ تاہم قانون کی نظر میں سب ایک تھے اور ان میں استعداد صرف آزاد ہونیکی ہوتی تھی۔

قیدی ہاتھ آئے تھے اور ہوریس (Horace) کے زمانہ میں کسی معمولی رعیت کی ملک میں دو سو غلام کا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ آقا اور ملازم کا تصور باقی نہ رہا۔ اور دولتمندی اور سامان عیش و عشرت کی فراوانی کے ساتھ بدکاری اور بے حسی لازمی طور سے پیدا ہوگئی اور اس طرح آقا اپنے سخت حقوق سے ناجائز فائدہ اٹھانے لگے۔ دورِ شہنشاہیت میں غلاموں کی حمایت کے لئے قانون وضع کرنیکی سخت ضرورت درپیش ہوئی۔ از روئے قانون پٹرونیا (Petronia) جو ۶۱ء سے کچھ پہلے نافذ ہوا غلاموں کو کسی مجسٹریٹ کا حکم لئے بغیر جانوروں کے حوالے کرنے سے آقا (موالی) کو ممانعت کر دی گئی کلاڈیس (Claudius) کے ایک اعلان کی رو سے ان غلاموں کو آزادی ملجاتی تھی جن کو پیرو نا کارہ ہونے کے باعث انکے آقا چھوڑ دیتے تھے۔ سزائے موت کے لئے ہر صورت میں ہیڈرین (Hadrian) نے مجسٹریٹ کی منظوری لازمی کر دی۔ اینٹونائینس پیس (Antoninus Pius) نے آقا کو جس پر سخت بدسلوکی کا الزام عاید ہوتا اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے غلاموں کو کسی رحمدل شخص کے ہاتھ بیچ دیں۔ اور اسی شہنشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ قانون کارنیلیا ڈی سکاریس (Cornelia de Sicariis) مصدرۂ ۸۱ ق۔م کے احکام کو جنکی رو سے کسی غیر شخص کے غلام کو مار ڈالنا قتل انسان مستلزم سزا تھا ایسی حالت کے متعلق بھی وسعت دیجائے جب کہ کسی شخص نے بلا وجہ اپنے ہی غلام کو مار ڈالا ہو۔ "اس شخص کو جس نے اپنے غلام کو مار ڈالا ہو اس شخص سے کم سزا نہ دینی چاہئے جس نے غیر شخص کے غلام کو بلا وجہ مار ڈالا ہو"

اگرچہ غلام کو یہ حق حاصل ہوگیا تھا کہ نہ تو وہ مار ڈالا جائے اور نہ اس کے ساتھ سخت بدسلوکی کیجائے تاہم وہ بذات خود کبھی بھی ان حقوق یا دوسرے حقوق کا دعوے نہیں کرسکتا تھا۔ کیونکہ گو بالکل ابتدائی زمانہ سے یہ بات مسلمہ تھی کہ غلام کچھ اثاثہ پکولیم (Peculium) بہ صورت لباس و فرنیچر رکھ سکتا تھا اور اس سے بالذات متمتع ہوسکتا تھا تاہم یہ تمتع فقط واقعاتی تھا نہ کہ قانونی جسکا سبب یہ تھا کہ جس طرح غلام قانوناً آقا کی ملک تھا اسی طرح اسکا اثاثہ بھی آقا کا مال تھا۔ جس پر وہ کسی وقت بھی قبضہ کرسکتا تھا دورِ شہنشاہیت میں غلام کے اثاثہ کے مفہوم میں اسکی کمائی اور جو انعام اس کو ملے ہوں وہ سب داخل تھے۔ اس طرح غلام بڑی بڑی رقوم پیدا کرسکتا تھا اور وہ تمام قانوناً آقا کی ملک تھیں۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ عام طور پر آقا اپنے اس طرح سے قبضہ کرنے کے حق کو بکثرت استعمال نہیں کرتے تھے۔

اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ غلام اپنے اس اثاثہ سے آزادی خرید کیا کرتے تھے۔ آزاد ہو جانے پر غلام اپنا اثاثہ آپ لے لیتا تھا تاوقتیکہ اسکے خلاف کوئی صریح قرارداد نہ ہو۔ جو کچھ غلام کماتا تھا وہ اپنے آقا کے واسطے کماتا تھا۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کو ایک طرح کا اخلاقی حق اپنے اثاثہ پر ہوتا تھا۔ پس تمثیلاً اگر بعد فروخت کوئی گھوڑا یا زمین زید کے غلام کو قانوناً منتقل ہو جائے تو اس پر زید کو فوراً حق ملکیت حاصل ہو جاتا ہے۔[۱] "اس طرح جو کچھ تمھارا غلام کماتا ہے وہ تمھارے لئے کماتا ہے اور وہ تمھارا ہو جاتا ہے گو تمھیں اس کا علم نہ ہو اور وہ تمھاری مرضی کے خلاف کیوں نہ ہو" اور اس اصول کا اطلاق ان اشیا پر ہوتا تھا جنکی ملکیت منتقل کیجاتی تھی جیسا کہ بذریعۂ بیع بلکہ اسکا اطلاق اس وقت بھی ہوتا تھا جب کہ اشیا محض اسکے قبضہ میں ہوتی تھیں۔ اگر اسکا ایسا قبضہ ازروئے قواعد قدامت قبضہ[۱] یوزوکیاپیو (Usucapio) بمنزلۂ ملکیت ہو جائے تو ایسے قبضۂ محض کا فائدہ آقا کو ملتا تھا۔

اس صورت میں جب کہ غلام ایک آقا کو استحقاق ملکیت ازروئے قانون ہو اور دوسرے کو بربنائے قواعد نصفت تو فائدہ صرف آخر الذکر کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی آقا کو اپنے غلام پر فقط حق منفعت یا حق حین حیات (یوزوفرکٹ Usufruct) حاصل ہو تو اس صورت میں غلام جو کچھ اپنے آقا کی اشیا یا اپنی ذاتی محنت سے کماتا ہے وہ آقا کی ملک ہو جاتی ہے[۲] مثلاً اگر زید کو کسی غلام پر حق منفعت یا حق حین حیات اور بکر کو حق ملکیت یا حق عود حاصل ہو اور عمرو اس غلام کو کوئی شئے ہبہ بالوصیت کرے تو شئے موہوبہ بکر کو ملتی نہ کہ زید کو کیونکہ غلام کو یہ ہبہ بالوصیت کسی ایسی چیز سے حاصل نہیں ہوا جو زید کی ملک تھی اور نہ خود غلام کی ذاتی محنت سے۔

غلام چونکہ انسان ہے وہ عملاً اپنے آقا یا کسی تیسرے شخص کے ساتھ اقرار کرسکتا ہے مگر کسی صورت میں بھی یہ اقرار (اسکے پورے معنوں میں) بمنزلۂ معاہدہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کی بنا پر نہ غلام دعوے کرسکتا اور نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا تھا مگر۔

---

[۱] دیکھو بیان مابعد۔

[۲] غلامان نیک نیت (بونافائیڈی سروینس Bonafide Serviens) اور ایسے غلام غیر ہیں جسکی بابت بھی اسکے آقا کا خیال تھا کہ وہ اسی کی ملک ہے اس قاعدہ کا استعمال ہوتا تھا۔

(۱) جب ایسا اقرار وہ کسی تیسرے شخص کے ساتھ کرے تو آخر الذکر پر قانونی وجوب عاید ہوتا ہے جسکی تعمیل غلام کا آقا کرا سکتا اور اس طرح اس اقرار سے استفادہ حاصل کر سکتا تھا۔

(۲) چند صورتوں میں آقا پر ایسے معاہدہ کی ذمہ داری عاید ہوسکتی ہے یعنی بذریعہ نالش بر بنائے معاہدہ نائب[1] (ایڈجکٹیٹائی کوالی ٹیاٹس Adjectitiae qualitatis) اور

(۳) بہرحال غلام کے معاہدہ سے اخلاقی وجوبات پیدا ہوتے تھے جو انگلستان کے معاہدات نامکمل وجوبات کی طرح گو قانوناً واجب التعمیل نہیں تھے تاہم قانونی نتیجہ سے خالی نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً فرض کرو کہ آقا نے اپنے غلام سے معاہدہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر یہ وجوب عاید ہوا کہ اپنے غلام کو کوئی دین ادا کرے۔ ایسی ادائی کی ذمہ داری اخلاقی ہے اور اس لئے دعوے نہیں ہوسکتا لیکن اگر آقا غلام کو آزاد کر دیتا اور اسکے بعد قرض ادا کرتا اور اس ادائی کے بعد چھپا کر رقم واپس لینے کی کوشش کرتا تو یہ اخلاقی ذمہ داری اس کو ناکام کرنیکے لئے کافی تھی۔ اور اگر اس دین کے متعلق کوئی تیسرا شخص معاہدہ کرتا اور رقم بھی ادا کرتا تب بھی نتیجہ یہی ہوتا۔

مضرت یا جنایات (ڈی لکٹس Delicts) کے متعلق کسی غلام کو اس کے آقا یا تیسرے شخص سے مضرت پہنچ سکتی تھی۔ اگر مالک سے پہنچی ہو تو اسکو کوئی چارہ کار قانونی حاصل نہیں تھا۔ گو یہ اور بات تھی کہ بر بنائے وضع قانون متذکرۂ صدر سرکار مداخلت کرے اور اور اسکی طرف سے آقا کو سزا دے۔ اگر کسی تیسرے شخص کا فعل ہو تو غلام بذات خود کوئی چارہ جوئی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مضرت کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اسکے مالک کو پہنچائی گئی تھی۔ چنانچہ اگر اسکا نتیجہ یہ ہو کہ کوئی واقعی نقصان غلام کو پہنچے تو قانون (ایکویلیا Aquilia) کے تحت آقا دعوی کر سکتا تھا[2] اس کے برعکس اس فعل کی اصلی غرض آقا کی توہین ہوتی تو وہ از روئے نالش ازالہ حیثیت عرفی (ایکٹیو انجوریارم Actio injuriarum) لاسکتا تھا۔ یہ امر کہ مضرت کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ کلیتہً آقا کو پہنچتا تھا اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ جب غلام کو جو دو یا دو سے زاید آقا کی مشترکہ ملک ہو مضرت پہنچتی تو ہرجہ کا اندازہ ان حصوں کی شرح سے نہیں کیا جاتا تھا جو انھیں اس غلام میں حاصل ہوتے تھے۔ بلکہ انکی ذاتی وقعت و عزت

---

[1] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۹۵۔

[2] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۳۱۔

کے لحاظ سے (آقا کی حیثیتوں کے لحاظ سے کیونکہ مضرت خود انکو پہنچتی ہے) اور اگر غلام عمداً مار ڈالا جاتا تو ملزم کے خلاف آقا از روئے قانون (کارنیلیا ڈی سکاریس Cornelia de Sicarus) استغاثہ پیش کر سکتا تھا۔ اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے اس قسم کا مقدمہ از روئے فرمان اینٹونائینس خود آقا کے خلاف بھی دائر کیا جا سکتا تھا یعنی جب کہ خود اس نے قتل کیا ہو۔

اگر غلام اپنے آقا کو نقصان پہنچاتا تو اس سے کوئی قانونی وجوب پیدا نہیں ہوتا تھا اگرچہ آقا کو اپنے ہاتھ میں لے کر آپ ہی حاکم اور آپ ہی جلاد بن سکتا تھا۔ گو کہ ایسا اختیار ان قوانین سے محدود تھا جو غلام کی حمایت میں وضع کئے گئے تھے۔ اگر غلام کسی تیسرے شخص کو مضرت پہنچاتا تو ابتداً میں آقا اس بات پر مجبور تھا کہ غلام کو ضرر رسیدہ شخص کے حوالے کر دے تاکہ وہ اس سے انتقام لے۔ مگر بعد میں اس کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو غلام کو حوالہ کرنیکے عوض ہرجانہ ادا کرے۔

ذیلی دفعہ ۳ غلام کے آزاد ہونیکا طریقہ

ذیل کے کسی ایک طریقہ سے بھی غلام آزاد ہو سکتا تھا:۔

۱۔ بر بنائے مسئلہ واپسی بہ وطن (پاسٹ لیمینیم Postliminium)

اگر کوئی رومنی مدنی جنگ میں غنیم کے ہاتھ گرفتار ہو جاتا تو وہ غلام بنجاتا تھا۔ اور اسکے تمام حقوق قانونی زائل ہو جاتے تھے۔ اگر کسی طرح وہ غنیم کے پاس سے فرار ہو کر روما واپس پہنچ جاتا تو وہ پھر نہ صرف حر ہوتا بلکہ پاسٹ لیمینیم کے امر مفروضہ امکانی کی بنا پر اس کی آزادی تاریخ گرفتاری سے متصور ہوتی تھی۔ اس طرح کہ چند قیود کے ساتھ اس کو اسکی قدیم حیثیت اور حقوق قانونی دوبارہ ملجاتے تھے گویا کہ وہ کبھی روما کے باہر گیا ہی نہ تھا۔

۲۔ بر بنائے قانون موضوعہ یعنی بر بنائے اعلان کلاڈیانم

۳۔ عتاق۔ (میانومشن Manumission) یعنی آقا کا غلام کو آزاد کرنا۔ یہ طریقہ آزادی عام ترین ہونیکے علاوہ اہم ترین بھی تھا۔ ابتدا میں آزادی کا فقط ایک طریقہ فرضی دعوے قانونی (ان جوری سیسیو Injure Cessio) جس کو عتاق بالعصا (میانومسیو ونڈکٹا Manumissio Vindicta) کہتے تھے۔ ازمنۂ ابتدائی میں

کوئی بات اتنی ناپسندیدہ نہیں سمجھی جاتی تھی جتنی کہ تبدیلی حیثیت قانونی تھی۔ اور یہ امر قریب یقینی ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہوگا جب کہ جو شخص غلام پیدا ہوا ہو وہ ضرورتاً تادم مرگ اسی حالت میں رہا ہو۔ اور یہ تصور بھی ناممکن تھا کہ کوئی غلام کبھی آزاد ہوگا۔ لیکن کچھ دنوں بعد یہ تسلیم کر لیا گیا ہوگا کہ تاوقتیکہ لوگوں کو اپنی حالت کو بہتر کرنیکی اجازت استثناءً ہی سہی نہ دیجائے سوسائٹی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب یہ خیال پیدا ہوا تو ایک تدبیر اختیار کی گئی جس سے اصلاح اس طرح عمل میں آئی کہ اس سے قدامت پسند طبایع کو کسی قسم کا اختلاف نہ رہا یعنی طرز کارروائی سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ کسی قسم کا تغیر کیا گیا۔ عتاق بالعصا کی کارروائی حسب ذیل کی جاتی تھی :-

آقا اور اسکا ایک دوست جو اس کارروائی میں مدعی بنتا تھا اور جسکو مدعی آزادی (لبرٹاٹس Libertatis) کہتے تھے اور غلام یہ تینوں اشخاص پریٹر کے اجلاس پر حاضر ہوتے اور مدعی آزادی ایک عصا (ونڈکٹا Vindicta) جو اس نالش کی وجہ تسمیہ بن گیا) اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے دعوے پیش کرتا نہ اس امر کا کہ اس غلام کو آزاد کر دینا چاہئے بلکہ یہ کہ وہ آزاد ہے اور ہمیشہ سے آزاد رہا ہے ("یہ شخص از روئے قانون ملک ہمیشہ سے آزاد رہا ہے") اسکے بعد وہ شخص غلام کے جسم کو عصا سے چھوتا۔ آقا اسکے خلاف کوئی عذرداری پیش نہ کرتا۔ بلکہ اغلب یہ ہے کہ غلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھر اسی وقت چھوڑ دیتا تھا (مینومیٹرے Manumittere ؛ دست برداری) اور اس طرح اسکی حریت تسلیم کر لیتا۔ اسکے بعد پریٹر اپنا فیصلہ سناتا تھا۔ "چونکہ آقا کوئی جواب دعوے پیش نہیں کرتا ہے لہذا یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ شخص از روئے قانون ملک ہمیشہ سے آزاد تھا"[1] کچھ دنوں بعد ان کارروائیوں میں آسانی پیدا کر دی گئی۔ اول تو یہ کہ مدعی آزادی جو کام کرتا تھا اسکو پریٹر کے نقیب (لکٹر Lictor) انجام دینے لگے۔ اور آقا کا جو تھوڑا سا حصہ اس لغو اور مضحکہ خیز کارروائی میں تھا وہ بھی موقوف ہوگیا۔ اور بالآخر نقیب کے حاضر رہنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اور اغلب یہ ہے کہ عہد جسٹینین سے پہلے ہی یہ ہوگیا تھا کہ اگر آقا بلا ضابطہ ہی سہی اور عدالت کے باہر بھی کسی مجسٹریٹ کے آگے اپنا ارادہ ظاہر کرتا (کہ غلام آزاد ہونا چاہئے) تو ایسی آزادی جائز مانی جاتی تھی۔ "عموماً آقا اپنے غلاموں کو کسی وقت بھی یعنی جب حاکم عدالت مثلاً پاس سے گزرا ہو مثلاً جبکہ پریٹر

---

[1] یہ بیان متذکرۂ صدر بہت کچھ قیاسی ہے۔ دیکھو روبی (Roby) کتاب اول صفحہ ۲۶ نوٹ

یا نائب قنصل یا کوئی صوبہ دار حمام یا ناچ گھر جا رہا ہو" آزاد کرتے تھے۔
لیکن اگرچہ عتاق بالعصا قدیم ترین طریقہ تھا تاہم کچھ ہی دن بعد ہمیں آزادی کے دو اور موثر طریقے نظر آتے ہیں یعنی عتق بنبائے مردم شماری (میانومیسیو سنسو Manumissio Censu) اور عتق تدبیری (ٹسٹامنٹو Testamento) ان دو طریقوں کے ساتھ عتق بالعصا کو ملا کر اس مجموعہ کو بعض اوقات عتق ہائے جائز (میانومیسیانس لیجیٹائی Manumissiones Legitimae) کہتے تھے۔
عتق بربنائے مردم شماری کا حصر اس شکل کی طرح جو اس سے بھی قدیم تھی ایک امر مفروضہ امکانی پر تھا۔ آقا کی رضامندی سے غلام کا نام آزاد مدنیوں کی فہرست میں لکھا جاتا تھا۔ نہ اس فرض کی بنا پر کہ وہ آزاد کیا جا رہا ہے بلکہ گویا اس طرح کہ وہ آزاد ہے۔ شہنشاہیت کے دور میں جب مردم شماری کا عملدرآمد باقی نہ رہا تو یہ طریقہ آزادی بھی متروک ہو گیا۔
اس صورت کو عتق تدبیری کہتے تھے جب کہ آزادی آقا کی آخر وصیت کی بنا پر دیجاتی تھی۔ آقا اپنے غلام کو آزادی بلا واسطہ دے سکتا تھا۔ (جس صورت میں کہ غلام کو عتیق متوفی (لبرٹاٹس آرکینس Libertatis orcinus) کہتے تھے کیونکہ آزاد کنندہ فوت ہو چکا ہوتا) یا اپنے وارث یا موہوب لہ کو اس امر کی ہدایت[۱] دیکر بالواسطہ آزاد کرتا تھا۔ اس صورت میں غلام کو عتیق متوفی کہنے کے بجائے عتیق وارث یا موہوب لہ (جیسی کی صورت ہو) کہتے تھے۔
قانون ملک کے بموجب بھی تین جائز طریقے تھے جن سے غلام آزاد ہو کر مدنی بن سکتا تھا۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی لازم تھا کہ آقا آزاد کنندہ کو غلام پر پوری پوری ملکیت بلحاظ قانون ملک حاصل ہو[۲]۔
بہر حال جمہوریت کے اختتام سے پہلے عتق کی مختلف شکلیں رواج پا چکی تھیں جن میں ضابطہ کی پابندی کی اس قدر ضرورت نہیں تھی اور جو خانگی طور پر بھی انجام پا سکتی تھیں۔ انکا نام

---

[۱] اگر وہ آزاد کرنے سے انکار کرتے تو پریٹر انھیں مجبور کرتا۔
[۲] اگر غلام متعدد آقاؤں کی ملک ہوتا اور اسکو فقط ایک آقا دوسرے آقا کی رضامندی لئے بغیر آزاد کرتا تو وہ غلام بدستور غلام رہتا اور آقا آزاد کنندہ کا حصہ دوسرے آقاؤں کو منتقل ہو جاتا تھا۔ جسٹینین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ جو آقا راضی نہ ہوں انھیں مجبور کیا جائے کہ اپنے اپنے حصہ کی قیمت لیکر اس غلام کو آزاد کر دیں۔

عتق بلاضابطہ (میانو میسیانس مائنس سالیمنس Manumissiones Minus Solemnes رکھا گیا تھا۔ اس طرح کہ آقا اپنے احباب کے مواجہہ میں اپنے غلام کی آزادی کا اعلان کرکے (انٹر امیکاس Inter amicas ۔ دوستوں کے روبرو) یا اسکو دعوت دیکر یا خط کے ذریعہ سے آزاد کرسکتا تھا۔ لیکن جو غلام اس طرح آزاد ہوتے تھے (ان غلاموں کے مانند جن کی آزادی تو باضابطہ ہوتی تھی مگر جن آقاؤں کی حیثیت ایسی ہوتی تھی جیسی کہ مالک از روئے ایکوسٹی کی ہوا کرتی تھی) قانوناً ہنوز غلام غلام ہی رہتے تھے لیکن وہ اشخاص بہ حالت آزادی" (ان لبرٹاٹی In Libertati) کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اس لئے کہ پریٹر ایسے آقا کو مدد دینے سے انکار کردیتا تھا جو اپنے غلام کو ایک بار اس طرح آزاد کرچکنے کے بعد پھر اس سے انحراف کرنا چاہتے تھے۔

عتق کے متعلق سن عیسویہ کے آغاز میں تین اہم احکام جاری ہوئے تھے۔ یعنی

(۱) قانون ایلیا سینٹیا Aelia sentia مصدرہ ۴ ئہ

(۲) قانون فوفیا کیانینا Fufia canina مصدرہ ۸ ئہ

(۳) قانون جونیا نربانا Junia narbana مصدرہ ۱۹ ئہ

پہلے دو احکام ایسے تھے کہ ان سے ترقی ہونیکے برخلاف غلاموں کی حالت میں اور ابتری پیدا ہوتی تھی کیونکہ غلاموں کے آزاد کئے جانے کے متعلق سہولتیں پیدا کرنیکے عوض ان پر قیود لگا دی گئیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ قوانین زیر بحث کے وضع کرنیکے تین بڑے اسباب یہ تھے :۔

الف۔ دائنین کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے یہ لازمی تھا کہ آقا کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ دائنین کو فریب دینے کی غرض سے اپنی قیمتی جائداد یعنی غلاموں کو آزاد کردے۔

ب۔ عتق تدبیری کی صورت میں ورثا کے حقوق کی نگہداشت لازمی تھی اور ریاست کی مصلحت بھی یہی تھی کہ غلام بہ کثرت آزاد نہ کئے جائیں کیونکہ ایسے لوگ اکثر ایک مخدوش گروہ کی صورت اختیار کررہے تھے۔ قوانین متذکرۂ صدر کے منجملہ پہلے قانون ایلیا سینٹیا کے احکامات حسب ذیل تھے :۔

(۱) دائنین کو فریب دینے کی غرض سے اگر غلاموں کو آزادی دیجاتی تو ایسی آزادی کالعدم متصور ہوتی تھی اور عتق اس وقت فریب دہ متصور ہوتا تھا جب کہ آقا بوقت عتاق نادار ہو یا بوجہ عتاق نادار ہوجائے۔

مگر الف۔ یہ بھی ثابت کرنا لازمی تھا کہ آقا کی نیت فریب دینے کی تھی۔

ب۔ باوجود ان احکامات کے وہ موصی جو دوالیہ ہو اگر چاہے تو اپنے غلام کو بذریعہ وصیت وارث بناکر آزادی دے سکتا تھا "تاکہ دائنین ورثا کو غلام کے نام سے بیچ دیں اس طرح کہ متوفی کو کوئی ذلت نہ پہنچے" (دیکھو جسٹینین کتاب اول ۶-۱

(۲) اگر غلام کی عمر تیس سال سے کم ہو تو وہ صرف بہ طریقہ ونڈکٹا آزاد ہونے کی صورت میں مدنی بن سکتا تھا اور یہ بھی اس وقت جب کہ اس کی آزادی کیلئے معقول قانونی وجہ ہو۔ (مثلاً کسی جاریہ سے بیاہ کرنا چاہتا ہے) اور یہ قانونی وجہ کونسل کے روبرو پیش کی گئی ہو۔ روما میں کونسل میں پانچ (ایکوئیاس Equites) اور پانچ اراکین سینات اور مفصلات میں بیس (ریکو پریٹرس (Recuperatores) پر مشتمل تھی۔ تیس سال سے کم عمر کے غلام کو اگر کسی اور طرح آزادی دیجاتی تو اسکی حیثیت اس شخص کی سی ہوتی جو (ان لبرٹاٹی In Libertate) یعنی بہ حالت آزادی ہوتا تھا لیکن قانون ایلیا سنٹیا کسی طرح سے اس حکم کی تردید نہیں کرتا جس کی رو سے ایک نادار آقا اپنے غلام کو بذریعہ وصیت وارث بناکر آزادی دے سکتا تھا۔

(۳) اگر آقا کی عمر بیس سال سے کم ہو تو وہ بھی اپنے غلاموں کو صرف متذکرۂ صدر طریقہ سے آزاد کرسکتا تھا یعنی بہ طریقۂ عتق بالعصا بعد اظہار وجہ معقول بہ اجلاس کونسل۔ (وجوہ معقول = کازا پروبیاٹو (Causae probatio) ایسا آقا کسی اور طریقہ سے آزادی دیتا تو وہ کالعدم متصور ہوتی تھی۔

(۴) ان غلاموں کو جنھیں آزاد ہونے سے پہلے ذلیل ترین سزائیں دیگئی تھیں (مثلاً جن کے جسم پر داغ دیئے گئے تھے یا جو اکھاڑے میں وحشی جانوروں سے لڑنے پر مجبور کئے گئے تھے) آزادی حاصل ہونے پر ایک خاص حیثیت قانونی دی جاتی تھی یعنی ایسے دشمن کی سی جس نے بہ صوابدید اپنے آپ کو حوالہ کردیا ہو۔ (ڈیڈیٹیکی (Dediticii) حوالگی خویش) جو شخص اپنے آپ کو اس طرح حوالہ کردیتا تھا اس کو مدنیت کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا تھا اگرچہ وہ آزاد تھا نہ غلام۔ وہ اپنی حالت کو کسی طرح بھی بہتر نہیں کرسکتا تھا یعنی مدنی نہیں بن سکتا تھا اور اس کو شہر روما سے ایک سو میل کے اندر رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر وہ حکم آخر الذکر کی خلاف ورزی کرتا تو وہ پھر غلام بن جاتا

اوراگر اسکے بعد وہ آزاد کیا بھی جاتا تو اسکا آزاد بننا تو درکنار وہ پھر عتیق درجہ اسفل (ڈیڈیٹی کس Deditıcıus) بھی نہیں بن سکتا تھا۔" ان کا درجہ آزادی کے تمام درجوں میں اسفل ہے"

(۵) اگر تیس سال سے کم عمر میں معقول وجہ (کازا پروباٹیو Causae probatio) کے ساتھ عتق بالعصا کے عوض کسی اور طریقہ سے آزاد کیا جائے تو ایسے غلام کو رومنی مدنی بنانیکے لئے ایک تدبیر نکالی گئی جسکو بعض اوقات ثبوت یا وجہ یک سالہ (اینی کیولی پروباٹیو Anniculı probatıo) بھی کہتے تھے۔ وہ تدبیر حسب ذیل تھی:۔

اگر کوئی غلام جو اس طرح ناتکمل طریقہ سے آزاد کیا گیا تھا سات رومنی بالغ مدنیوں کے مواجہہ میں ایسی عورت سے بیاہ کرے جو مدنیہ ہو۔ لاطینی نوآبادی کی ساکن ہو یا خود اسی کے طبقہ کی ہو اور اس ازدواج سے اس کے لڑکا پیدا ہووے اور وہ ایک سال کا ہو جائے (ایک سال = اینی کیولس Annıculus) تو ان واقعات کو روما میں پریٹر یا ضلع میں کسی صوبہ دار کے اجلاس پر ثابت کرنیکے بعد وہ غلام اسکی زوجہ (اگر وہ پہلے سے مدنیہ نہ ہو) اور وہ بچہ[۱] سب کے سب رومنی مدنی ہو جاتے تھے۔

اس سلسلہ کا دوسرا قانون یعنی قانون فیوفیا کینینا مصدرہ ۸ء ق م اس لئے نافذ ہوا کہ ازروئے وصیت بے شمار غلام جو آزاد کئے جاتے تھے اس کا انسداد کیا جائے کیونکہ موصی عموماً اپنے غلاموں کو کثیر تعداد میں آزاد کیا کرتے تھے تاکہ انکے جنازہ کے ساتھ انکی عنایات کے زندہ شاہد ہیں۔ ازروئے قانون جدید وہ آقا جسکے پاس دو سے لیکر دس غلام تک ہوں صرف نصف تعداد آزاد کرسکتا تھا۔ دس سے تیس تک ایک ثلث اور علیٰ ہذا یہ ضروری تھا کہ جن غلاموں کو آزاد کرنا مقصود ہوتا ان کے نام صاف صاف بتا دئے جائیں اور کسی صورت میں بھی ایک سو سے زائد غلام آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔

اس سلسلہ کے اخیر قانون جونیا نربانا مصدرہ ۱۹ء کی رو سے بھی قانون ایلیا سنٹیا کی طرح ایک نئی شان قانونی پیدا کی گئی۔ اس کے نفاذ کے وقت اشخاص عتیق کی (جو ان غلاموں سے جدا تھے جنھوں نے اپنے تئیں حوالہ کر دیا تھا یعنی ڈیڈیٹیکی) دو قسمیں تھیں:۔

---

[۱] ممکن تھا کہ ستثنیٰ طور پر بچہ پہلے سے ہی مدنی ہو (دیکھو گیئس کتاب اول فقرہ ۸۰)

(۱) وہ اشخاص جنکو آزادی بہ طریقہ عتق باضابطہ اور بہ تعمیل احکام قانون سنٹیا دیگئی تھی۔ یا
(۲) وہ اشخاص جو محض بہ حالت آزادی (ان لبرٹاٹی) تھے۔ یعنی جو ہنوز قانوناً غلام تصور کئے جاتے تھے مگر جنکی حمایت پریٹر کرتا تھا ایسے اشخاص حسب ذیل تھے:-
(الف) وہ اشخاص جنکو بے ضابطہ طریقوں سے آزادی دی گئی تھی جیسا کہ دوستوں کے سواجہہ میں (بہ مجلس احباب: انٹرامیکاس Inter amicos)
(ب) وہ اشخاص جنکو ایسے آقا نے آزاد کیا تھا جسکی ملکیت محض نصفتی تھی۔ یا
(ج) وہ غلام جنکی عمر تیس سال سے کم تھی اور جو معقول وجہ کی بنا پر بہ طریقۂ عتق بالعصا آزاد نہیں کئے گئے تھے۔

ان تمام اشخاص کو جنکی حیثیت ابتک "بہ حالت آزادی" کی تھی ایک نئی اور معین حیثیت قانونی دیگئی اور اسوقت سے انکو (لیاٹینی جونیانی Latini juniani) کا نام دیا گیا اور انکی حیثیت اس حیثیت کے مماثل کر دی گئی جو چند لاطینی مستعمرات کے باشندوں کو حاصل تھی۔ (لیاٹینس جونیا (Latinus Junianus) کو عام قانون میں کوئی حق حاصل نہ تھا اور نہ اسکو حق ازدواج[1] (کنیا نوبیم Connubium) ل تھا گو ایک حد تک اسکو قابلیت تجارت (کمرشیم Commercium) دیگئی تھی۔ یعنی یہ کہ اسکو حق مالکانہ کے ساتھ چند دیگر حقوق بین الحیاتین حاصل تھے نہ کہ بربنائے وصیت (مارٹس کازا Mortis Causa) پس لیاٹینس جونیانس اس لئے کوئی چیز وصیتہً نہ لے سکتا تھا۔ (الا بہ طریقہ امانت[2] فائیڈی کمیسیم (Fidei Commissum) اور نہ چھوڑ سکتا تھا۔ اور اسکی وفات کے بعد اس کی تمام جائداد اس کے آقائے سابق (یا مربی) کو وراثتاً پہنچ جاتی تھی گویا کہ وہ ہمیشہ سے غلام تھا۔ "آخری سانس کے ساتھ جان اور آزادی دونوں چھوڑ دیتے تھے"

لیکن اگر ان قانونی نااہلیتوں سے قطع نظر کیا جائے تو لیاٹینس جونیانس آزاد تھا۔ اور اسکے بچے گو مدنیوں کی طرح اس کے اختیار پدری میں نہ تھے تاہم پورے پورے مدنی تھے۔ عتیق درجہ اسفل کے برخلاف لیاٹینس جونیانس اپنی حالت کو درست کر سکتا تھا اور کئی طریقوں سے

---

[1] یعنی ایسے ازدواج کا حق جس سے اسکے بچوں پر اسکو اختیار پدری حاصل ہو۔
[2] دیکھو صفحہ ۳۲۴۔

جنکی مثالیں ذیل میں دیجاتی ہیں وہ مدنی بن سکتا تھا ۔

الف ۔ (ائی ٹراٹیو (Iteratio) = تکرار ۔ یعنی پہلا طریقۂ آزادی ناقص ہونیکے باعث دوبارہ پورے پورے قانونی طریقہ سے آزاد ہونا ۔

ب ۔ بربنائے فرمان شاہنشاہی ۔

ج ۔ قانون ایلیا سنٹیا کے طریقۂ اینی کیولی پروباٹیو کی بنا پر اگرچہ قانون متذکرہ کی رو سے یہ طریقہ ان غلاموں کے لئے مفید تھا جنکی عمر تیس سال سے کم تھی اور جو نامکمل طور سے آزاد ہوئے تھے ۔ لیکن بعد میں چل کر اس کا فایدہ ان اشخاص کو بھی دیا گیا جو ۱۹ سنہ سے پہلے بہ حالت آزادی کہلاتے تھے اور جو بعد میں لیاٹینی جونیانی بن گئے ۔

د ۔ غلط فہمی وجہ ثابت شدنی (ایرورس کازا پروباٹیو (Erroris causae probatio) یعنی ایک لیاٹینی جونیانس طریقہ اینی کیولی پروبیٹیو کا استفادہ حاصل کرنیکی غرض سے دھوکے میں ایک غیر ملکی عورت سے ازدواج کرتا ہے ۔ اگر وہ شخص یہ غلطی (ازدواج اور بچہ کا ایک سالہ ہونا) ثابت کردے تو غلطی[1] کے باوجود قانون ایلیا سنٹیا کے احکام سے فائدہ اٹھا سکتا تھا ۔

ھ ۔ اگر عورت ہو تو اسکے تین بچے ہو نیکے بعد ۔

و ۔ سپہگری ۔ (ملیشیا Militia) سے یعنی فوجی خدمات انجام دینے سے ۔ (دیکھو گیتس دفتر اول فقرہ ۳۲) جہازسازی (ناوی Nave) یعنی جہاز بنانے اور چھ سال تک غلہ درآمد کرنے سے (دیکھو گیتس دفتر اول فقرہ ۳۲) ۔ تعمیر (ایڈی فیسیو Aedificio) یعنی عمارت بنانے سے ۔ (دیکھو گیتس دفتر اول فقرہ ۳۳) ۔ خبازت یا نان پزی (پسٹرنیو Pistrino) یعنی نان بائی کی دوکان لگانے سے

---

[1] ایرورس کازا پروباٹیو کے اصول کا استعمال اور صورتوں میں بھی ہوتا تھا مثلاً کوئی مدنی دھوکے سے کسی لاطینی کے ساتھ ازدواج کرے ۔ دیکھو گیتس دفتر اول فقرہ ۶۷ ۔

(دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۳۴ ۔)

قانون جونیا نربانا کے نفاذ کے بعد جب قانون اشخاص نے اشخاص کی تقسیم آزاد اور غلام میں کر دی تو اس لحاظ سے اشخاص کی جماعتیں حسب ذیل پائی جاتی ہیں :—

(۱) احرار (انجینیوس Ingenuus) یعنی وہ لوگ جو پیدائشی احرار تھے ۔

(۲) اشخاص آزاد شدہ (لبرٹنی Libertini) یعنی غلامان سابق جو آزاد ہو کر مدنی بن گئے تھے ۔

(۳) (لیاٹینی جونیانی Latini Juniani) جو ۱۹ء سے پہلے بحالت آزادی تھے ۔ یعنی وہ غلامان سابق جو آزاد ہونیکے بعد طریقۂ آزادی میں نقص ہونیکے باعث پورے مدنی سے کمتر درجہ کے تھے ۔

(۴) ویڈیٹیکی ۔ عتاق درجہ اسفل یعنی وہ غلامان سابق جو جرائم کے ارتکاب کی پاداش میں ذلیل ترین سزا بھگت چکتے تھے اور آزادی پانے پر بربنائے قانون ملک ان کی آزادی ادنیٰ درجہ کی متصور ہوتی تھی (آزادی اسفل = پیسیما لبرٹاس Pessima Libertas)

(۵) غلامان صحیح ۔

تیسری ، چوتھی ۔ اور پانچویں جماعتوں کی حالت کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے ۔

حر ۔ (انجینیوس Ingenuus) وہ مدنی ہیں جن کو پورے یا معمولی (نارمل Normal) حقوق حاصل تھے ۔ اس لئے اب فقط یہ دیکھنا باقی رہ گیا ہے کہ شخص آزاد شدہ[۱] لبرٹینس اور حر (انجینیوس) کی حالت میں کیا فرق تھا ۔ اپنے آقا کے مقابل میں جو فرائض اور وجوبات اس پر عاید ہوتے تھے بیشتر[۲] انہی کے باعث شخص "آزاد شدہ" کی اور حر کی حالت میں فرق پیدا ہو گیا تھا ۔ ان وجوبات کی تین قسمیں تھیں جو مربی کی وفات کے بعد اس کے بچوں کو پہنچتے تھے ۔

---

[۱] اشخاص "بحالت آزادی" کے بچے احرار ہوتے تھے ۔

[۲] ابتداء میں شخص "بحالت آزادی" کا ازدواج حر سے نہیں ہو سکتا تھا مگر بعد میں اس قید کی عملی سختی کم ہو گئی اور ممانعت فقط ایسے اشخاص کے ساتھ ازدواج کرنے کی رہ گئی جو اکابر ملک سے ہوں ۔ جسٹینین نے اس قید کو بھی منسوخ کر دیا ۔

(۱) ولائے عتاقہ (بانا Bona) یعنی اگر شخص آزاد شدہ لاولد فوت ہو جائے تو وصیت کی عدم موجودگی میں اسکے مربی کو چند حقوق وراثت حاصل تھے۔

(۲) تعظیم وتکریم (آبسیکوم Obsequium) ہر عتیق پر لازم تھا کہ اپنے آقائے سابق کی وہی عزت کرے جو بچہ اپنے باپ کی کرتا ہے۔ پریٹر کی اجازت لئے بغیر وہ اپنے آقائے سابق پر نالش نہیں کرسکتا تھا۔ اگر مربی یا اسکا خاندان نادار ہو جائے تو عتیق پر لازم تھا کہ اونکے خورو نوش کا انتظام کرے۔ جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں اگر عتیق سخت احسان فراموشی کا مرتکب ہوتا (بحصول رضامندی توہین کی نالش بھی داخل احسان فراموشی تھی) تو وہ پھر سے غلام بنا دیا جاتا (ان سروٹیوڈنم ریوکاٹس In servitudinem revocatus رجعت بہ عبدیت)

(۳) خدمت گزاری (آپرے ری Operae) اپنے مربی کے لئے چند معقول خدمات (آپرے ری آفیشیالس Operae officiales) انجام دینا ہر عتیق کا اخلاقی فرض تھا۔ یہ وہ اخلاقی فرض تھا جس کی مزید توثیق حلف سے (حلف بہ وقت آزادی: جوراٹا پرامیسیو لبرٹی Jurata promissio Liberti) کرائی جاتی تھی۔ جو ہر عتیق کو بوقت آزادی اٹھانا پڑتا تھا۔

مربی کے یہ حقوق مربیانہ (جورا پٹروناٹس (Jura patronatus) خود اسی کے فعل سے تلف ہو سکتے تھے۔ جیسے اگر بلا وجہ معقول کسی عتیق پر ایسے الزام لگائے جن کی سزا موت ہو یا شہنشاہ کے فرمان سے جسکو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ چاہے کہ کسی شخص آزاد شدہ کو اس کی ناقابلیتیں[1] دور کر کے وہی حیثیت قانونی عطا کرے جو حر کو حاصل تھی یعنی یہ کہ اس کے مربی کے مقابل میں اور قانون عام میں "آزاد شدہ" کی حالت کو بالکل حر کیطرح کر دیا جائے۔ لیکن شہنشاہ "آزاد شدہ" کو خاتم زر پہننے کا حق (جس اینولورم اوریورم Jus anulorum aureorum) دیتا تو "آزاد شدہ" کی ناقابلیتیں قانون عام کی حد تک رفع ہو جاتیں۔ مگر اسکا کوئی اثر مربی کے حقوق پر نہیں ہوتا تھا۔

قانون حریت میں جسٹینین نے جو تبدیلیاں کیں منجملہ انکے جو خاص تھیں وہ حسب ذیل ہیں:-

[1] مثلاً نہ وہ مجسٹریٹ اور نہ رکن مجلس سناٹ بن سکتا تھا۔

(۱) لاٹنی جو نیانی اور عتیق درجہ اسفل (ڈیڈٹیکس) کی جماعتیں غیر مسلمہ قرار دی گئیں اور جتنے عتیق تھے ان کو رومنی مدنی بنا دیا ۔

(۲) قانون فوفیا کیا نینیا کو کلیۃً منسوخ کر دیا ۔

(۳) تیس سال سے کم عمر کے غلاموں کی آزادی کے متعلق جو احکام ایلیا سنٹیا میں درج تھے ان کو منسوخ کر دیا ۔

(۴) قانون عولۂ صدر کے اس حکم کو اس نے بحال رکھا کہ وہ آقا جسکی عمر بیس سال سے کم ہو معقول وجہ (کازا پروبیٹو) بنا نے پر طریقۂ عتق بالعصا کے ذریعہ سے آزاد کر سکتا تھا ۔ مگر اس میں اتنی ترمیم کر دی کہ ایسا آقا جسکی عمر ۱۸ سال کی ہو عتق تدبیری کا مجاز ہے ۔ اور بعد میں اپنے ایک فرمان جدید کے ذریعہ سے (۱۸) کے عوض عمر کی حد (۱۴) سال مقرر کر دی ۔

(۵) قانون ایلیا سنٹیا کے اس حکم کو بحال رکھا جس سے دائنین کو فریب دینے کی غرض سے غلام کو آزاد کرنا کالعدم متصور ہوتا تھا ۔

(۶) جو غلام وارث بنایا جاتا اسکو آزادی استنباطی حاصل ہوتی تھی [1] محض اسکو وارث قرار دینا کافی ہے " Exipsa scriptura institutiones " عام ازیں کہ اسکا آقا نادار ہو کہ نہ ہو ۔

(۷) قانونی ملکیت (کویریٹری Quiritary) اور ملکیت بربنائے اصول ایکویٹی (بانیٹری Bonitary) میں جو فرق تھا وہ منسوخ کر دیا گیا ۔

(۸) جائز طور پر آزادی دینے کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ عتق باضابطہ ہو بلکہ نیت کا اظہار چاہے خواہ کتنا ہی بے ضابطہ طور پر کیا گیا ہو عملاً کافی ہے ۔

(۹) جتنے عتیق تھے ان سب کو جسٹینین نے اپنے اٹھترویں فرمان جدید کی رو سے پیدائشی حر کہلانے کا حق (ریسٹیٹوٹو ناٹالم Restituto natalum) اور سونے کی انگوٹھی پہننے کا حق (جس اینولورم اوریورم Jus anulorum aureorum)

---

[1] جسٹینین کے زمانہ سے پہلے عتاق رسمی (میانومیسیو ان ایکلیزیس Manumissio in ecclesiis) کو مذہبی پیشواؤں نے عتاق کا ذریعہ جائز قرار دیا تھا اور اسکو قسطنطین نے منظور کر لیا تھا ۔

عطا کر دیا اگر یہ شرط لگا دی کہ اس سے مربی کی رضامندی کے بغیر حقوق آقائے آزاد کنندہ پر کوئی برا اثر نہیں پڑیگا۔ پس انکی حالت بجز مربی کے پوری پوری احرار کے برابر ہوگئی۔

قبل اسکے کہ اشخاص کی یہ تقسیم ختم کر دی جائے جو غلام اور آزادمیں کی گئی ہے اشخاص ذیل کی قانونی حالت جو کم وبیش غلامی کے مماثل ہے توجہ طلب ہے :-

(۱) مدبر (اسٹاٹیولائبر Statu liber) وہ غلام تھا جسکو بربنائے وصیت آزادی ملی تھی مگر وہ آزاد نہیں ہوسکتا تھا تاوقتیکہ شرط کا ایفا نہ ہو مثلاً "میرا غلام مسمی زید آزاد ہوگا اگر وہ میرے وارث کو ایک سو آری Auri (ایک سونے کا سکہ) دے" جب تک کہ اس شرط کا ایفا نہ ہو وہ موصی کے وارث کا غلام ہوتا تھا۔ اگر وارث اس کو کسی شخص غیر کے ہاتھ بیچ دیتا یا اگر کوئی شخص ثالث اس غلام پر قابض ہوتا اور اسکے بعد بربنائے حق قدامت (یوزوکیپیو Usu capio) اس پر ملکیت حاصل کر لیتا تو بھی غلام کا یہ حق قایم رہتا کہ ایفائے شرط کر کے آزادی حاصل کرے۔

(۲) کلائنس یعنی وابستگان (Cliens) سے مراد وہ پلیبیس (Plebians) ہیں جو روما کے ابتدائی زمانہ میں جب کہ (پلیبس Plebs) جزو ملکیت نہیں ہوئے تھے کسی پیٹریشین (Patrician) سے جو انکا مربی کہلاتا تھا وابستہ ہوگئے تھے اور ان دونوں میں بالکل اس قسم کا تعلق تھا جو ابن العایلہ اور رب العایلہ میں ہوتا۔ مگر وہ صرف مذہبی تہدید کی حمایت میں ہوتا تھا تاکہ اس کا مربی اپنا اختیار مربیانہ کا استعمال حد سے زاید سختی کے ساتھ نہ کرے۔ "اگر مربی اپنے کلائنس کے ساتھ فریب کرتا ہے تو گناہ کرتا ہے" (الواح اثنا عشر)

(۳) کالونی یعنی اسامی (Coloni)۔ شہنشاہیت[1] کے دور مابعد کے اسامیاں تھے جو کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ قانون کی نظر میں وہ آزاد تھے مگر اراضی سے اس طرح وابستہ تھے کہ اس سے علیحدہ نہیں ہوسکتے تھے۔ اراضی سے وابستہ

---

[1] دیکھو سام (Sohm) صفحہ ۱۷۹۔

یا وابستہ اراضی (گلے بے ای ایڈسکرپٹی Glebae adscripti) اور بغیر اپنے آقا کی رضامندی کے اراضی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اور کئی اعتبارات سے انکی حیثیت غلاموں کی سی تھی۔

(۴) بونا فائیڈی سرونیس Bona-fide serviens) وہ آزاد مرد ہیں جو اپنی حیثیت کے متعلق درحقیقت غلط فہمی میں رہکر اپنے آقا کی خدمت غلام کی طرح کرتے تھے۔ جب تک وہ اس حالت میں رہتے ہر وہ چیز جو وہ اپنی محنت (ذاتی محنت اِکس آپریس سوئی Exoperis suis) سے یا اپنے فرضی آقا کے سامان کے ذریعہ سے بناتے وہ آقا کی ملک ہوتی۔

(۵) آکٹوراٹی (Auctorati) وہ آزاد مرد تھے جو اجرت پر شمشیرزنی کا کام کرتے تھے۔ انکی آزادی تو قایم تھی لیکن غلاموں کی طرح رہتے تھے اس لئے کہ اگر کوئی شخص ان کو ترغیب دیکر بھگالے جائے تو ان پر اجرت دینے والا نالش سرقہ (ایکٹیو فرٹی Actio furti) دائر کرسکتا تھا۔

(۶) ریڈمپٹی (Redempti) یہ اسیران جنگ تھے جو آزادی اس شرط پر حاصل کرتے تھے کہ زرفدیہ ادا کیا جائے۔ مگر اس شرط کے پورے ہونے تک اسیرکنندۂ سابق کا حق استحصال رقم کے لئے ان اشخاص پر باقی رہتا تھا۔

(۷) جوڈیکاٹی اور نیکسی Judicati and nexi) از روئے قانون قدیم جس شخص نے بہ عدم استطاعت ادائی قرضہ (یا مفلسی) اپنے تئیں حوالہ داین کر دیا ہو (جوڈیکاٹی اس لئے کہ عدالت نے بطور مدیون کے قرار دیدیا تھا اور نیکسس یعنی غلام بہ پاداش عدم ادائی قرضہ بنایا گیا تھا۔ یعنی معاہدہ کی بناپر اس کارروائی کا مستوجب ہوا تھا) اسکو حاکم عدالت داین کے سپرد کرسکتا تھا جسکو ساٹھ روز کے ختم ہونے اور چند رسمی کارروائیوں کے بعد بطور غلام کے بہ عبور دریائے ٹائبر (Tiber) فروخت کرنیکا حق حاصل تھا۔ داین کے سپرد ہونیکے بعد اور فروخت سے پہلے تک ایسے شخص کی حیثیت واقعی غلام کی سی ہوتی تھی۔ جیسا کہ اس بات سے ثابت ہے کہ وہ چرایا بھی جاسکتا تھا۔ مگر قانوناً وہ ہنوز آزاد تھا۔ اور اس وجہ سے اپنے داین کے ساتھ جایز قانونی معاملہ کرسکتا تھا۔ یعنی بہ ذریعہ ذاتی مشقت سے زر قرضہ

ادا کرسکتا تھا۔

(۸) اشخاص بہ حالت شئے مبیعہ (ان مینسیپی کازا (In mancipu causa) دیکھو بیان مابعد عایلہ۔

دفعہ ۲ - مدنیت

اگرچہ رومی قانون کے جدید مصنفین (یا اساتذہ) اس تقسیم کو اختیار کرتے ہیں مگر اس تقسیم کو صاف طور سے نہ گیس نے اور نہ جسٹنین نے اختیار کیا ہے۔ اگر جسٹنین نے ایسا نہیں کیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اسکے زمانہ میں حق مدنیت صرف اہل روما کا امتیاز تھا جسکو اس وقت تک بھی وہ بہت عزیز رکھتے تھے اور بہت سے غیر ملکی تھے جنکی حیثیت قانونی رومنی مدنیوں سے بالکل جدا تھی۔ اس لئے اس بات کی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ بیان کرنیکے بعد کہ تمام اشخاص غلام تھے یا آزاد وہ آگے چل کر کہیگا کہ "تمام اشخاص، مدنی ہیں یا غیر مدنی" مگر حقیقت یہ ہے کہ مدنیت پر گیس بالواسطہ بحث کرتا ہے۔ مثلاً وہ مختلف طریقے بیان کرتا ہے جس سے لیاٹنس جونیانس کو وہ مرتبہ حاصل ہوسکتا تھا۔

روما کے ابتدائی زمانہ میں کسی شخص کے حقوق عام اور حقوق خاص یا خانگی کا حصر تمام تر اس امر پر تھا کہ آیا وہ شخص مدنی ہے یا نہیں۔ اور جب کہ غیر ملکیوں کے معاملات کا تصفیہ پریٹر خارجہ نے قانون ممالک کی روسے کرنا شروع کیا تو ان کو گو کہ قانون کی نظر میں ایک قسم کی حیثیت مل گئی تھی مگر باوجود اس کے از روئے قانون ملک ان کیلئے ایک معاملہ بھی قانوناً کرنا ممکن نہ تھا۔ اسکے برخلاف مدنی کو حق رائے (جس سفیر یجی Jus suffragii) اور حق حصول خدمات عامہ (جس آنورم Jus honorum) جیسا کہ مجسٹریٹ کا عہدہ۔ حاصل ہونیکی وجہ سے ان کو نہ صرف حقوق عام حاصل تھے بلکہ اور حقوق بھی حاصل تھے جیسے (جس کیا نوبی Jus connubii) حق ازدواج۔ جس سے اپنے بچوں پر اختیار پدری پیدا ہوتا ہے اور حق تجارت بھی حاصل تھا۔ یعنی وہ حق جسکی بنا پر ازدواج کے سوائے اپنے قانونی تعلقات کو از روئے قانون ملک واضع اور نافذ کرے۔ مثلاً اسکی یہ قابلیت کہ جائداد حاصل کرے۔ معاہدہ کرے۔ اور بربنائے وصیت جائداد حاصل کرے یا چھوڑ جائے۔

مدنی اور غیر ملکی کے درمیان لاطینی طبقہ وسطی تھا۔ اور قوانین رجولیا Julia) اور پلا ٹیا پاپیریا Plautia papiria) کی رو سے جنکا نفاذ جنگ معاشرتی کے اختتام پر ہوا تھا۔ اصطلاح (لیاٹینیٹاس Latinitas) سے مراد شہر (لیاٹینم Latinum) یا چند رومنی مستعمرات کے باشندوں کی حیثیت قانونی تھی۔ اگرچہ ان لوگوں کو قانون عام میں کچھ حقوق حاصل نہیں تھے تاہم انھیں حق تجارت (جُس کمرشیائی Jus commercii) اور بعض صورتوں میں حق ازدواج بھی حاصل تھا۔ قوانین موخر الذکر نے تمام باشندگان ایطالیہ کو کامل مدنیت عطا کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے اصطلاح لاطینیت (لیاٹیٹاس Latinitas) کا جغرافئی مفہوم متروک ہوکر وہ ایک قانونی اصطلاح بن گئی جسکا اطلاق لیاٹینی جونیانی پر ہوتا تھا جسکی حیثیت قانونی کا مدار اس پر تھا۔ (گو حسب بیان متذکرہ صدر ان کا حق تجارت فقط بین حیاتین تک محدود تھا) یا ان باشندوں پر جو روما کے باہر قصبوں یا دیہات میں آباد تھے۔ (لاطینی مستعمرات لاٹینی کالونیاری Latini coloniaru)

مدنیت کی اہمیت اس وقت سے گھٹنے لگی جب کہ مارکس آریلیس کے زمانہ میں اسکے متعلق استفسار فقط بیع و شرہی کے وقت کیا جاتا تھا۔ اور کیراکیلا کے عہد کے بعد اس کی اہمیت تقریباً [illegible] جاتی رہی۔ کیونکہ شہنشاہ مذکور نے وہ حق نہ صرف لاطینی مستعمرات تک محدود رکھا بلکہ تمام غیر ملکیوں کو [illegible] حکومت رومانی رعیت [illegible] عطا کیا۔ اس طرح کہ اسوقت سے صرف لاٹینی جونیانی اور عتقائے درجہ اسفل ہی وہ آزاد اشخاص تھے جو حق مدنیت سے محروم رہ گئے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے جسٹینین کے زمانہ سے یہ دونوں طبقات باقی نہیں رہے اور اس لئے اس کے زمانہ میں مملکت روما کا ہر آزاد رعیت لازماً مدنی بھی تھا۔

دفعہ - عائلہ[1]

قانون اشخاص کی یہ تقسیم اس امر پر مبنی ہے کہ تمام اشخاص خود مختار (سوئی جورس

---

[1] بعض اوقات کسی شخص کا عائلہ اسکے (پیکیونیا Pecunia) کا نقیض ہوتا تھا۔ اگر اسکے یہ معنی لئے جائیں تو یہ سمجھنے کے لئے وجہ ہے کہ اسکے اندر ہر وہ چیز داخل ہے جسکو وہ بذریعہ طریقہ بیع نقد فروخت کرسکے۔ یعنی ابتدا میں اسکے مفہوم میں زن و فرزندان زیر اختیار اور وہ احرار جو بعلت مغفرت شخصی حوالگی میں اسکو ملے تھے بحالت شئے مبیعہ

(Sui juris) ہوتے ہیں۔ یعنی کسی دوسرے خانگی شخص کے اختیار میں نہیں ہوتے یا غیر مختار (الینی جورس Alieni juris) یعنی جو ایسے اختیار کے تابع ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ غلام غیر مختار ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کے اختیار مالکانہ (ڈامینکا پوٹسٹاس Dominica potestas) میں ہے۔ چونکہ حریت کے عنوان کے تحت غلامی پر بحث ہو چکی ہے لہذا اس مقام پر (انسٹی ٹیوٹس Institutes) میں فقط ایسے احرار سے بحث کی گئی ہے جو زیر اختیار ہوں۔

چونکہ اس شعبۂ قانون کا سنگ بنیاد وہ ہم جدی یا حکمی رشتہ داری ہے جسکو اگنا ٹیو (Agnatio) کہتے ہیں لہذا یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قانون عایلہ (فیا میلیا Familia) کی توضیح کرنے سے پہلے یہ بیان کردیا جائے کہ وہ رشتہ کیا ہے۔

رشتہ داری کے جدید تصور کو رومنی (کاگنا ٹیو Cognatio) یعنی خونی یا حقیقی رشتہ داری کی اصطلاح سے تعبیر کرتے تھے۔ وہ ایک قدرتی خونی رشتہ ہے۔ کسی شخص کو اپنے بھائی۔ بہن۔ باپ۔ چچی اور رشتہ کے بھائی بہنوں وغیرہ کے ساتھ جو تعلق ہوتا ہے۔ وہ اس رشتہ کے سوائے اور کسی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اور شاید اسکا اہم ترین قانونی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے رشتہ دار کے بلا وصیت جائز فوت ہونے پر رشتہ داری کے باعث جانشینی کے چند حقوق حاصل ہوسکتے ہیں۔ روما میں جس رشتہ داری کو قانون کلیۃً تسلیم کرتا ہے اور جو ابتدا میں وہی ایک مسلمہ رشتہ داری تھی اسکو رومنی اگناٹیو یعنی ہم جدی یا حکمی رشتہ داری کی اصطلاح سے تعبیر کرتے تھے۔ کوئی شخص کسی کا قانونی رشتہ دار محض کاگنا ٹی (خونی رشتہ دار) ہونیکی وجہ سے نہیں بلکہ اگناٹی (ہم جدی یا حکمی رشتہ دار) ہونیکی بنا پر ہوتا تھا۔ اگناٹس (ہم جدی حکمی رشتہ داران) وہ اشخاص ہیں جو رشتہ دار اس وجہ سے سمجھے جاتے ہیں کہ وہ ایک مورث اعلیٰ کے زیر اختیار ہیں یا اس وجہ سے کہ اگر وہ مورث اعلیٰ زندہ رہتا تو وہ سب اسی کے زیر اختیار ہوتے۔[1] رومنی قانون خاص اس تصور پر مبنی ہے کہ ہر ایک خاندان میں ایک سرپرست خاندان ہوتا ہے اور وہ سرپرست وہ مورث اکبر ہے

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ (ان میانکیپی کازا In mancipiicausa) اور وہ اشیا بھی داخل تھیں جن کو انکی نوعیت کی خصوصیت کے باعث اشیائے قابل بیع کہتے تھے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲۰)

[1] مقابلہ کرو (مین Maine) کی کتاب "قانون قدیم" (Ancient law) سے صفحہ ۱۴۹

جو زندہ اور از قسم ذکور ہو۔ اسکے اختیار میں اسکی آل و اولاد اور اسکی آل و اولاد کی آل و اولاد ہوتی تھی۔ اس طرح کہ اگر یہ دادا اتفاقاً بقید حیات ہو تو ساٹھ سال کا دادا اس طرح ابن العایلہ اور زیر اختیار ہوتا جس طرح کہ اس خاندان کا ایک طفل اصغر۔

وہ تمام اشخاص جو اس کے اختیار میں ہوں ایک دوسرے کے ایگناٹس (ہم جدی رشتہ داران حکمی) کہلاتے تھے۔ اور یہ رشتہ داری مورث اعلیٰ کے فوت ہونیکے بعد بھی قائم رہتی۔ چونکہ صرف مرد ہی ایسے اختیار کو استعمال کرتے تھے اور چونکہ اکثر لوگ اس وجہ سے زیر اختیار ہوتے تھے کہ انکی ولادت اس اختیار کے اندر واقع ہوئی ہے۔ لہذا کتاب النسٹی ٹیوٹس میں ایگناٹس یعنی ہم جدی رشتہ داران حکمی کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "وہ کاگناٹس (خونی رشتہ دار) جو ہم جدی ہوں" مگر یہ تعریف غیر صحیح ہے۔ اسوجہ سے کہ اگرچہ اولاً ایگناٹس ایسے کاگناٹس ہیں جو ہم جدی ہوں تاہم وہ خاندان جو اگناٹیو Agnatio (ہم جدی یا حکمی رشتہ داری) پر مبنی تھا مصنوعی طور پر گھٹ بڑھ سکتا تھا۔ گھٹنے کی صورتیں یہ تھیں کہ لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ دیا جائے۔ یا سرپرست کسی بچہ کو اپنے اختیار سے آزاد کردے۔ یا سرپرست کسی بچہ کو جو اسکے زیر اختیار ہو غیر کفو میں بغرض تبنیت دیدے۔ اسکے برعکس خاندان بڑھنا یوں تھا کہ کوئی عورت بر بنائے ازدواج داخل خاندان ہو اور کوئی شخص بذریعہ تبنیت غیر مختار یا تبنیت خود مختار شریک خاندان کرلیا جائے۔ پس ایگناٹس یعنی ہم جدی رشتہ داران حکمی کی توضیح خصوصیت کے ساتھ یوں کیجا سکتی ہے کہ

الف۔ وہ خونی رشتہ دار کاگناٹی ہیں جنکا سلسلۂ نسل ذکور سے شمار ہوتا ہے باستثناء ان کاگناٹی (خونی رشتہ داروں) کے جو آزاد یا کسی اور طرح سے خاندان سے خارج ہو چکے ہوں۔ اور ان خونی رشتہ داروں کے علاوہ

ب۔ ایسے اشخاص جن سے کوئی رشتہ داری نہ ہو بلکہ تبنیت یا کسی مصنوعی طریقہ سے داخل خاندان ہو گئے ہوں[1]۔ جو قانون اس تقسیم سے متعلق ہے وہ تین عنوانات پر

---

[1] رومنوں میں اور قسم کی جو رشتہ داریاں رایج تھیں انکا مجمل بیان تحریر ہے جنٹی لیٹاس (Gentilitas یعنی ہم قبیلگی وہ رشتہ داری تھی جو ایک ہی قبیلہ کے ارکین کے مابین ہو۔ جینس (Gens: قبیلہ) ان تمام حکمی ہم جدی خاندانوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو ایک ہی نام سے پکارے جاتے ہوں۔ اگر کوئی شخص بلا وصیت

مشتمل ہے۔ اب العایلہ یا (کرتا) کے زیر اختیار اشخاص مصرحۂ ذیل تھے:۔

(۱) ایسی تمام اولاد جو ذکور کے سلسلہ سے ہو۔ (اختیار پدری)

(۲) آزاد اشخاص جن کی حیثیت غلام کی ہو۔ (بحالت شئے مبیعہ)

(۳) اس کی زوجہ (اختیار زوج)

ذیلی دفعہ ۱۔ اختیار پدری

اختیار پدری پر تین پہلو سے بحث کیجاسکتی ہے:۔

الف۔ اس کی ابتدا

ب۔ اس کا اثر

ج۔ اس کا اختتام

الف۔ اختیار پدری کی ابتدا۔ اختیار پدری حسب ذیل صورتوں میں پیدا ہوتا ہے:۔

(۱) ازدواج جائز

(۲) تصحیح النسب یعنی غیر صحیح النسب کو صحیح النسب قرار دینا

(۳) تبنیت غیر مختار

(۴) تبنیت خود مختار (کرتی)

(۱) ازدواج جایز:۔ ازدواج قانونی سے جو بچے پیدا ہوں وہ اپنے باپ کے زیر اختیار ہوتے ہیں۔ (" ہمارے اختیار میں وہ بچے ہیں جو جایز ازدواج سے پیدا ہوتے ہوں"[۱]) بشرطیکہ وہ خود ابن العایلہ نہ ہو۔ اور اگر ہو تو بچے اس شخص کے اختیار میں ہوتے ہیں جس کے اختیار میں خود انکا باپ ہوتا ہے۔ اس شخص کے اختیار میں نہ صرف وہی بچے ہوتے ہیں

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ فوت ہوجائے تو ابتدا میں اسکی جائداد کے وارث اس کے ہم قبیلہ ہوتے تھے۔ اور اگر اسکے کوئی ذاتی و لازمی ورثا (سوئی ہیریڈس Sui Heredes) نہ ہوں تو تدوین الواح اثنا عشر کے بعد اس کے "ہم جدی مکمی رشتہ داران اقرب" وارث ہوتے تھے۔ فریقین ازدواج کے خونی رشتہ دار آپس میں (الفینس Affines) کہلاتے تھے (مقابلہ کرو انگریزی رشتہ داری "برادر نسبتی" سے)

[۱] دیکھو جسٹنین دفعہ اول نوٹ ۳۔

جو ازدواج سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ وہ تمام نسل بعید بھی جو ذکور سے پیدا ہو۔ اس طرح کہ اگر زید جو کسی کے زیر اختیار نہیں ہے بیاہ کرے اور اسکے ایک لڑکا عمر اور ایک لڑکی ہندہ پیدا ہو تو یہ دونوں اس کے زیر اختیار ہوں گے اگر عمر بیاہ کرے اور اسکے بچے پیدا ہوں تو وہ تمام بچے زید کے زیر اختیار ہوں گے۔ لیکن اگر ہندہ بیاہ کرے تو اسکے بچے زید کے زیر اختیار نہیں بلکہ اس کے شوہر کے زیر اختیار ہوں گے بشرطیکہ ازدواج یا حق اختیار زوج (ان میانم In manum) ہوا ہو ورنہ اسکے خاندان کے سرپرست کے زیر اختیار ہوں گے۔ اگر کسی عورت کے بچے اسی حالت میں پیدا ہوں جب کہ وہ نہ زیر اختیار پدری اور نہ زیر اختیار زوج تھی تو اس صورت میں بھی بچے اسکے زیر اختیار متصور نہیں ہوتے تھے۔ اور اس طرح سے اسکے خاندان کا خاتمہ اسکی ذات پر ہوجاتا تھا۔ "عورت کا خاندان اسی پر ختم ہوجاتا ہے") ازدواج جایز کے لئے جو امور لازمی تھے ان کے لئے دیکھو اختیار زوج (میانس Manus) جسکا ذکر بعد میں آئیگا۔

(۲) تصحیح النسب۔ (بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو بچے اختیار پدری میں پیدا نہیں ہوتے وہ بعد میں اختیار پدری میں لائے جاتے ہیں)[۱] غیر صحیح النسب کو صحیح النسب تسلیم کرنے کا رواج سنہ مسیحی سے شروع ہوا۔ اس رواج کی جو بڑی بڑی مثالیں گیئس نے دی ہیں انکا تعلق اینی کیولی پر دبیٹیو اور ایروس کا زا پر وبیٹیو سے ہے۔ جسٹنین کے زمانہ میں جو بچہ ازدواج جایز سے نہیں پیدا ہوتا تھا اسکو ذیل کے تین طریقوں کے منجملہ کسی ایک طریقہ سے صحیح النسب بناکر زیر اختیار پدری کر دیا جاتا تھا۔

الف۔ آبلاٹیو کیوری ای (Oblatio curiae) تھیوڈیسس اور ویالنٹی نین نے یہ احکام جاری کئے کہ مدنی اپنی اولاد غیر صحیح النسب کو مجلس عشریہ کے (یعنی وہ طبقہ جس سے صوبہ جاتی قصبوں میں حکام عدالت کا انتخاب ہوتا تھا) اراکین نبادیں تو وہ صحیح النسب ہوجائیں گے۔ اس غیر معمولی قانون وضع کرنیکی وجہ یہ تھی کہ مجلس عشریہ کا رکن بننا ایک ایسا امتیاز تھا جس کے مصارف کثیر تھے اور عام طور پر مدنی ان مصارف کا بوجھ اٹھانیکے لئے آمادہ نہ ہونیکے باعث

---

[۱] دیکھو جسٹنین دفتر اول ۱۰-۱۳۔

اس طبقہ کے نابود ہو جانیکا خوف تھا۔ اس طریقہ سے صحیح النسب بنانیکا اثر ایک حد تک وہی ہوتا تھا جو ذیل کے دو طریقوں سے بنانیکا ہوتا تھا۔ ان تینوں طریقوں سے بچہ صحیح النسب ہوتا اور زیر اختیار پدری آتا اور اسکو اپنے باپ کا جانشین بننے کا حق بھی حاصل ہوتا تھا۔ لیکن فرق اتنا تھا کہ دوسرے دو طریقوں سے جو بچے صحیح النسب بنائے جاتے وہ تمام اغراض کیلئے اپنے باپ کے خاندان میں داخل ہوتے۔ اور اس طرح دیگر اراکین خاندان کے بھی جانشین بن سکتے تھے۔ لیکن جو بچہ بہ طریقہ آبلاٹیو کیورے ای صحیح النسب بنایا جاتا اس کو اپنے والد کے سوائے کسی اور رکن خاندان کی جانشینی کا حق نہیں ہوتا تھا۔

ب۔ بذریعہ ازدواج مابعد۔ (پر سبسیکوینس میاٹریمونیم Per subsequens matrimonium) معلوم یہ ہوتا ہے کہ والدین کے ازدواج مابعد سے بچہ کے صحیح النسب بنائے جانیکا طریقہ سب سے پہلے قسطنطین نے ایجاد کیا۔ جسٹینین کے ترقی یافتہ قانون میں تین شرطیں لگائی گئی تھیں :-

(۱) بوقت یا بہ زمانہ استقرار نطفہ ازدواج ممکن ہونا چاہئے۔ (اور اس لئے جو بچے زنا یا محرمات یا حرام کاری یا مدنی اور مملوک کی مباشرت سے پیدا ہوں انکی حالت فریقین کے ازدواج مابعد سے بہتر نہیں ہوسکتی تھی)۔

(۲) کوئی مناسب تملیک ازدواجی ہونی چاہئے۔ اور

(۳) بچہ کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

اس شرط موخر الذکر کی وجہ یہ تھی کہ بچہ غیر صحیح النسب ہونے کے باعث آپ خود مختار ہوتا اور کسی کے زیر اختیار نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے اسکی مرضی کے خلاف اسکو کسی کے اختیار کے تحت لاکر غیر مختار بنانا درست نہ تھا۔

ج۔ از روئے تحریری فرامین شاہنشاہی۔ (امپیریل ریسکرپٹس Imperial rescripts) جسٹینین کا حکم تھا کہ اگر ازدواج مابعد سے صحیح النسب ہونا ممکن نہ ہو (جیسے کہ ماں فوت ہو چکی ہو یا کسی اور شخص سے بیاہ کر لیا ہو) اور اگر کوئی صحیح النسب اولاد موجود نہ ہو تو فرامین یا تحریری جوابات شاہنشاہی کی

بنا پر جو اسی کے باپ کی درخواست پر یا اسکی وفات کے بعد دیا گیا ہو بچہ کو ایسی حیثیت قانونی دیجا سکتی تھی گویا کہ وہ صحیح النسب پیدا ہوا تھا۔

(۳۴) تبنیت غیر خود مختار (کرتا)۔ (ایڈاپٹیو Adoptio)۔ گیس اور جسٹینین دونوں لفظ تبنیت ایڈاپٹیو کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ اس میں تبنیت غیر خود مختار اور تبنیت خود مختار (کرتی) (ایروگاٹیو Arrogatio) دونوں داخل ہیں مگر یہاں مراد اول الذکر سے ہے۔

جب کوئی شخص ایک اختیار سے دوسرے اختیار میں دیدیا جاتا تھا تو اسکو تبنیت کہتے تھے۔ اس لئے یہ دو کارروائیوں پر مشتمل تھی یعنی یہ کہ اصلی[1] خاندان کے ساتھ جو ہم جدی یا حکمی رشتہ داری تھی اس کو ساقط کرنا اور خاندان مکسوبہ کے ساتھ قانونی (یا حکمی) رشتہ داری پیدا کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں تبنیت ویسی ہی ناممکن سمجھی جاتی تھی جیسے کہ غلام کی آزادی۔ تبنیت کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ فقہا نے الواح اثنا عشر کی جو تشریح و توضیح کی تھی اسکی رو سے یہ ممکن العمل ہوئی اور اس تشریح و توضیح کا مقصد یہ تھا کہ نہایت سنگ دل باپ کو سزا دیجائے۔ حسب بیان متذکرۂ صدر مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو تین بار بیچے تو باپ کا اختیار پدری ایسے بیٹے پر سے ہمیشہ کیلئے اٹھ جائے۔ اور یہی بنیاد رسم تبنیت کے اس حصہ اول کی ہے جسکا ذکر گیس کرتا ہے اور جسکا مقصد قدیم قانونی رشتہ داری کو توڑنا تھا جو تین بار فروخت کرنے اور دوبارہ قانونی نالش کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ طریقہ عمل حسب ذیل ہے:۔

زید جو حقیقی باپ ہے اپنے بیٹے عمر (جسکو وہ تبنیت میں دیتا ہے) کے ساتھ پانچ بالغ رومنی مدنیوں ایک میزان بردار اور اپنے ایک دوست بکر کو بلاتا۔ مخصوص الفاظ اور ضوابط کے ساتھ بکر عمر کو زید سے ایک فرضی رقم کے بدل میں خرید لیتا اور اسکے بعد عمر کی حالت بکر کے بمقابل میں "بہ حالت شئے مبیعہ" کی ہو جاتی۔ اس کے بعد زید عمر اور بکر پریٹر کے اجلاس پر حاضر ہوتے۔ زید مطالبہ کرتا کہ عمر درحقیقت آزاد شخص ہے اور بکر اس سے انکار نہ کرتا۔ پس پریٹر فیصلہ کرتا کہ عمر آزاد ہے۔ بہ الفاظ دیگر بکر عمر کو بہ طریق عتاق بالعصا (ونڈکٹا Vindicta) آزاد کر دیتا۔ اس کے بعد عمر پھر زید کے اختیار میں دے دیا جاتا

[1] کارروائی عتاق میں اسی ایک چیز کی ضرورت تھی اور عتاق اور تبنیت کے حصہ اول میں جو مشابہت ہے اسکی یہی وجہ ہے۔

کیونکہ بیٹے پر جو اختیار پدری[1] ہوتا ہے وہ تین بار فروخت کرنے سے زائل ہوجاتا ہے۔
پھر اسی طرح عمر فروخت کیا جاتا اور اسی طرح فرضی دعوے کیا جاتا اور دوبارہ عمر بکر کے
مقابل میں بہ حالت شئے بیعہ رہ چکنے کے بعد پھر زید کے اختیار میں آجاتا۔ ظاہر ہے کہ ایک
ادنے نتیجہ کیلئے اتنی بڑی زحمت برداشت کی گئی کیونکہ عمر ابتدا ہی سے زید کے زیر اختیار تھا۔
پھر تیسری بار عمر بکر کے ہاتھ فروخت کیا جاتا اور تیسری بار عمر بکر کے مقابلہ میں بحالت شئے بیعہ
آجاتا۔ لیکن چونکہ یہ کارروائی احکام مندرجہ الواح اثنا عشرہ پر مبنی تھی اس لئے زید کا اختیار پدری
اور وہ قدیم ہم جدی حکمی رشتہ داری جو نہ صرف زید اور عمر میں تھی بلکہ جو ایک طرف
زید اور اس کے خاندان کے کل اراکین اور دوسری طرف عمر کے فی مابین تھی ہمیشہ کے لئے
اٹھ گئی۔ اور رسم تبنیت کا حصہ اول مکمل ہوگیا۔
کارروائی کے دوسرے نصف حصہ کا مقصد یعنی عمر اور خالد (جو تبنیت میں لینا چاہتا ہے)
کے مابین ایک نئی قانونی رشتہ داری کا پیدا کرنا تھا۔ خالد کو یہ مقصد اس طرح سے حاصل
ہوسکتا تھا کہ خالد ایک فرضی نالش کے ذریعہ سے دعوے کرتا کہ عمر جس کی نسبت بکر کہتا ہے کہ
وہ اسکے مقابل میں "بحالت شئے بیعہ" ہے درحقیقت خالد کا (یا ابنا) بچہ ہے۔ اور اسوقت
بکر کوئی عذرداری پیش نہ کرتا۔ مگر عموماً بکر عمر کو پھر زید کے ہاتھ بیچ دیتا جو اسکا باپ تھا۔ مگر اب
عمر کی حالت زید کے مقابل میں بیٹے کی نہیں ہوتی تھی بلکہ "شئے بیعہ" کی اور جب کارروائی
اس نوبت پر پہنچتی تو خالد ایک فرضی دعوے کرتا۔ جس میں زید کوئی عذرداری پیش نہ کرتا۔
اور عمر کی نسبت یہ فیصلہ سنا دیا جاتا کہ وہ خالد کا ابن العایلہ ہے۔ باپ کے ہاتھ دوبارہ
فروخت کرنیکا سبب غالباً یہ ہوگا کہ اس کے احساسات کا لحاظ کیا جائے یعنی یہ کہ اخیر وقت
تک بچہ اپنے حقیقی باپ کے ساتھ رہے۔
تبنیت کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ بچہ کا تعلق اس کے اصل خاندان سے ہر طرح ٹوٹ
جاتا تھا بالخصوص وہ تمام حقوق جو اس کے باپ کے بلاوصیت وفات پانے پر جانشینی کی
بابت اسے حاصل تھے زایل ہوجاتے۔ مگر اسکو اپنے پدر متبنی کی جانشینی کا حق ملجاتا تھا۔
جسٹینین کے زمانہ میں تبنیت کی کارروائی میں دو اہم تبدیلیاں ہوئیں:-

---

[1] بیٹی یا پوتے کے لئے ایک بار فروخت کرنا کافی تھا۔

الف۔ تکمیل ضابطہ کے لئے جو کچھ ضروری تھا وہ یہ کہ پدر حقیقی پدر متبنیٰ اور پسر متبنیٰ حاکم عدالت کے اجلاس پر حاضر ہوکر اپنا بیان قلمبند کرا دیں جس کا داخلہ عدالت کے دفتر میں رکھ لیا جاتا۔

ب۔ جسٹنین نے تبنیت کمل (ایڈاپٹیو پلینا Adoptio plena) اور تبنیت غیر کمل (ایڈاپٹیو مائنس پلینا Adoptio minus plena) میں فرق پیدا کیا۔ تبنیت کمل اس وقت واقع ہوتی جب کہ پدر متبنیٰ اجداد سے ہوتا تھا مثلاً نانا۔ اور ایسی صورت میں نتیجہ وہی ہوتا جو قانون قدیم میں ہوتا تھا۔ اور ہر دوسری صورت میں (جب کہ پدر متبنیٰ غیر ہو یا کوئی دوسرا شخص اجداد کے سوا ہو) تو تبنیت ناکمل ہوتی تھی۔ کیونکہ گو لڑکا واقعۃً پدر متبنیٰ کے اختیار جسمانی میں آجاتا تھا تاہم قانوناً وہ اپنے اصلی ہم جدی خاندان کا رکن حسب سابق رہتا تھا۔ لیکن ایسی تبنیت کا قانونی نتیجہ صرف یہ تھا کہ لڑکے کو اپنے پدر متبنیٰ کی وفات بلاوصیت پر اسکی جانشینی کا ایک موقعہ ملجاتا تھا۔[1]

(۲) تبنیت شخص خود مختارہ (دکرتی) (ایروگیشن Arrogation)۔ اس وقت واقع ہوتی تھی جب کہ ایک خود مختار شخص اپنے تئیں کسی دوسرے مدنی کے اختیار میں دیکر آپ غیر خود مختار بن جاتا۔ اور چونکہ اس کارروائی سے ایک رومنی خاندان مفقود ہوجاتا تھا لہٰذا اعلیٰ ترین مجلس وضع قوانین کا حکم لینا ضروری تھا۔ کارروائی ابتداً کمیٹیا کلاٹا (Comitia calata) میں پیش ہوتی تھی جہاں اس عمل کے قرین مصلحت ہونیکے متعلق احبار کی تحقیقات ختم ہونیکے بعد پدر متبنیٰ۔ پسر متبنیٰ اور جو مدنی حاضر ہوں ان سب سے علی الترتیب سوال کیا جاتا تھا کہ آیا وہ اس تبنیت سے اتفاق کرتے ہیں۔ اگر وہ اتفاق کرلیں تو حکم نافذ کیا جاتا جسکی رو سے پسر متبنیٰ اپنے نئے خاندان کا رکن بن جاتا اور اس کے اصلی خاندان سے اسکا تعلق منقطع ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے پدر متبنیٰ کے اختیار میں چلا جاتا تھا جسکے مقابل میں اسکا تعلق ابن العایلہ کا ہوتا تھا اور اوس کی

---

[1] اس برائے نام تبنیت از روئے وصیت سے بظاہر غرض یہ تھی کہ وارث اس شرط کے ساتھ مقرر کیا جائے کہ وہ مورث کا نام اختیار کرے لیکن دیکھو گرارڈ (Girard) صفحہ ۱۷۱ - ۱۷۲ -

قدیم مذہبی رسوم بھی متروک ہو جاتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ اسکے نئے اختیار اسکی اولاد یا وارث (اگر کوئی ہوں) اور اسکی تمام جائداد (یعنی تمام جائداد مادی اور حقوق) بھی چلے جاتے تھے۔ الّا ایسے خاص شخصی حقوق[1] جو اس تنزل حیثیت قانونی[2] (کیپا پٹیو ڈیمینیٹیو Captio Deminutio) سے زائل ہو جاتے تھے۔ کیونکہ اس کارروائی سے تنزل حیثیت قانونی واقع ہوتا تھا۔ لیکن پسر تبنّی کے ذمہ جو وجوبات ہوں ان میں یہ تفریق کی گئی کہ اگر وہ اس پر اس وجہ سے عاید ہوتے تھے کہ وہ کسی تیسرے شخص متوفی کا وارث تھا تو وہ وجوبات پدر تبنّی پر منتقل ہو جاتے تھے۔ اور انکی پابندی اس پر لازمی ہوتی تھی۔ اگر وہ محض شخصی تھے تو قانوناً سراسر منسوخ ہو جاتے تھے۔ زمانہ مابعد میں پریٹر نے دائنین کو یہ حق عطا کیا کہ وہ اس جائداد سے اپنا قرضہ بیباق کریں جو تبنیت واقع نہ ہونیکی صورت میں پسر تبنّی کی ملک ہوتی (دیکھو گیئس دفتر سوم فقرہ ۸۴) مجلس عشریہ کا اختیار وضع قانون زایل ہونیکے بعد جب ربیوں کی نمایندگی تیس چوبدار (لکٹرس Lictors) کرنے لگے تو اس وقت بھی مجلس مذکورہ میں شخص خود مختار کی تبنیت کی کارروائی ہوتی تھی۔ لیکن یہ کارروائی کچھ محض تکمیل ضابطہ کی غرض سے نہیں کیجاتی تھی۔ کیونکہ اس وقت بھی عدالتی تحقیقات کیجاتی تھی اور فریقین کی رضامندی بھی پہلے کی طرح ضروری تھی (ڈایکلیٹین Diocletian) کے زمانہ تک ضابطہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ مگر اسکے بعد مجلس عشریہ کے حکم کے بجائے شہنشاہ کا فرمان لازمی قرار دیا گیا۔ شہنشاہ مذکور نے صرف اتنی تبدیلی کی کہ پدر تبنّی کے حق کو پسر تبنّی کی جائداد میں فقط عین حیات منفعت (یوزوفرکٹ Usufruct) تک محدود کردیا[3]۔

---

[1] مثلاً وہ خدمات جو عتیق کو اس کے مقابل میں انجام دینی تھیں۔ سابق میں ان خدمات میں حق منفعت (یوزوفرکٹ Usufruct) اور استعمال (یوسس Usus) بھی داخل تھے لیکن جسٹینین نے اس خصوص میں قانون میں ترمیم کردی۔

[2] دیکھو لیع صفحہ ۱۱۳۔

[3] سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے کہ گیئس اور جسٹینین دونوں اصطلاح تبنیت (ایڈاپٹیو Adoptio)

ابتداً چونکہ کارروائی مجلس عشریہ میں ہوا کرتی تھی اس لئے تبنیت خود مختار فقط روما میں ہو سکتی تھی عورت تبنیت میں نہیں لیجا سکتی تھی اور نہ وہ کسی کو متبنّیٰ لے سکتی تھی۔ نابالغ بھی اس قسم سے تبنیت میں نہیں لیا جا سکتا تھا۔ قید موخر الذکر کی وجہ یہ تھی کہ اگر کوئی شخص ایک چھوٹے لڑکے کو آج متبنّیٰ بنا لے اور کل آزاد کر دے تو اس شخص پر کسی قسم کے وجوبات عاید نہیں ہوتے تھے لہٰذا اس شخص کو اس لڑکے کی تمام جائداد ملجاتی اور اسکے قبضہ میں بحال رہ جاتی جب مجلس عشریہ کے عوض شہنشاہ کے فرامین لازمی قرار دئے گئے تو صوبہ جات میں خود مختار اشخاص کی تبنیت ممکن ہو گئی (ڈائیوکلیشن Diocletian) کے زمانہ میں یہ تسلیم کیا گیا کہ عورتیں بھی متبنّیٰ لے سکتی ہیں اور اینٹونینس کے زمانہ میں نابالغ کی تبنیت بھی چند سخت شرائط کے ساتھ ممکن کر دی گئی۔ فریقین کی عمریں، تبنیت سے جن اشخاص کا تعلق ہو انکے اغراض۔ وہ امکان جو سکے خاندان کو نقصان پہنچنے کا ہو اور فریق ثانی کے فواید۔ غرض ان سب امور کے دریافت کرنے کے علاوہ چند اور شرطیں بھی تکمیل طلب ہوتی تھیں مثلاً۔

(۱) اس قسم کی تبنیت میں متبنّیٰ کو اکثر یہ اختیار دیا جاتا کہ اسکی عمر ۱۴ سال کی ہونیکے بعد اگر وہ چاہے تو تبنیت کو منسوخ کر دے۔

(۲) پدر متبنّیٰ کو ضمانت دینی پڑتی تھی کہ اگر معقول وجہ کی بنا پر لڑکے کو ۱۴ سال کی عمر سے پہلے آزاد کر دے یا اگر وہ لڑکا اس عمر کو پہنچنے سے پہلے مر جائے تو پہلی صورت میں جائداد لڑکے کو اور دوسری صورت میں اس کے ورثا کو واپس دے دیگا۔

(۳) اس کے علاوہ اس امر کی بھی ضمانت لیجاتی تھی کہ اگر وہ لڑکے کو محروم الارث کرے یا اسکی عمر ۱۴ سال کی ہونے سے پہلے بغیر معقول وجوہ کے آزاد کر دے تو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کو تبنیت "خود مختار" (ایروگاشیو) اور تبنیت غیر خود مختار (ایڈاپشیو) کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ دونوں مصنفین تبنیت غیر خود مختار کو اسکے صحیح معنوں میں بطور (ایڈاپشیو امپیریو مجسٹریٹس Adoptio Imperio magistratus) کے استعمال کرتے ہیں گیس تبنیت خود مختار کو (ایڈاپشیو پاپیولی اکٹوریٹاٹی Adoptio populi Auctoritate) اور جسٹینین (پرنسپی ریسکرپٹو Principi rescripto) کہتا ہے

وہ نہ صرف لڑکے کی جائداد واپس دیدیگا بلکہ اپنی ذاتی جائداد کا [illegible] حصہ بھی دیگا جسکو (کوارٹا انٹونانیا یا کوارٹا ڈیوی پیا Quarta Antonina or Quarta Divi Pii) بھی کہتے تھے۔

تبنیت غیر خود مختار اور تبنیت خود مختار خصوصہائے ذیل میں ایک دوسرے کے [illegible] ہیں:-

(۱) ہر صورت میں (بجز جسٹینین کی تبنیت ناممکل کے) اس شخص کا خاندان بدل جاتا تھا۔

(۲) اس اصول پر کہ "تبنیت قدرت کی نقل کرتی ہے" لازم تھا کہ پدر متبنی کی عمر دوسرے شخص سے کم سے کم (۱۸) سال زاید ہو اور اگر متبنی خصی ہو تو وہ کسی قسم کی تبنیت کا مجاز نہیں تھا۔

(۳) چونکہ "خاندان عورت پر ختم ہوتا ہے" لہذا عورت کسی قسم کی تبنیت کی مجاز نہ تھی اگرچہ زمانہ مابعد میں ازراہ مراحم شاہنشاہی عورت کو اس بنا پر کہ اس کے بچے مر گئے ہیں تسکین خاطر کے لئے ایسی تبنیت کی اجازت دی گئی۔ جو ہم شکل تبنیت ہو یعنی جس سے اختیار پدری حاصل نہ ہوتا ہو۔

تبنیت خود مختار اور تبنیت غیر خود مختار میں حسب ذیل اختلافات ہیں:-

(۱) تبنیت غیر خود مختار میں ایک شخص غیر مختار اور تبنیت خود مختار میں ایک شخص خود مختار کا خاندان بدل جاتا تھا۔

(۲) تبنیت خود مختار میں نہ صرف وہ متبنی جو قبل ازیں خود مختار تھا بلکہ اسکی اولاد و ورثا بھی متبنی کے اختیار میں آجاتے تھے۔

(۳) جب تک کہ تبنیت خود مختار عوام کے حکم سے ہوتی تھی اسکی کارروائی صرف روما میں ہوسکتی تھی۔

(۴) از روئے تبنیت غیر خود مختار عورتیں ہمیشہ تبنیت میں لیجا سکتی تھیں۔ ڈایکلیشین کا زمانہ آنے تک انکی تبنیت از روئے تبنیت خود مختار ممکن نہ تھی۔

(۵) از روئے تبنیت غیر خود مختار نابالغ ہمیشہ متبنی کیا جاسکتا تھا مگر حسب بیان متذکرہ صدر اسکو از روئے تبنیت خود مختار متبنی کرنا[1] اینٹونائنس پیس کے زمانہ کے بعد ممکن ہوا۔

---

[1] بجز اس صورت کے کہ شہنشاہ بطور خاص اجازت دے۔

ب ۔ اختیار پدری کا اثر

قانون ملک (جُس سیول Jus civile) کے سخت نظریہ کے بہ موجب اب العایلہ اپنے بچوں کو یا اولاد کو جو اسکے اختیار میں ہوں گھر سے نکال سکتا ۔ سزا دے سکتا ۔ غلاموں کی طرح بیچ سکتا یا قتل کرسکتا تھا ۔ اگر وہ کسی بچہ کو بہ عبور دریائے تایبر بطور غلام کے بیچ دے تو اس بچہ کی حالت محض غلام کی سی ہوجاتی ۔ اگر روما میں بیچے تو مشتری کے مقابلہ میں وہ "بہ حالت شئے بیعہ" ہوتا تھا ۔ اگر مشتری اسکو آزاد کردے تو وہ پھر اپنے باپ کے اختیار میں آجاتا اور اس لحاظ سے اس کی حالت غلام صحیح سے بھی بدتر ہوتی تھی کیونکہ عتاق کے بعد غلام کی حالت آزاد شخص کی ہوجاتی تھی ۔ حقوق پدری کے حقیقی استعمال کے نظایر کے منجملہ یہ بھی ہیں :-

الف ۔ (یل۔ جونیس بروٹس L Junius Brutus) نے اپنے بیٹوں کو مارڈالا ۔

ب ۔ اغسٹس نے اپنی بیٹی کو بدچلنی کی پاداش میں خارج البلد کردیا ۔

از منۂ ابتدائی میں ایسے اختیار کے استعمال بیجا کی روک تھام کے لئے جو قانونی احکام تھے وہ وہی تھے جو الواح اثنا عشر میں بیع کے متعلق مندرج تھے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے ۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ شہنشاہیت کا دور آنے تک اختیار مالکانہ (ڈامینیکا پوٹسٹاس Dominica potestas) کی طرح اختیار پدری کے بھی ناجایز استعمال کا احتمال ہونے لگا ۔ بنابریں باپ کا جو اختیار بیٹے پر تھا اسکو صریح وضع قانون کے ذریعہ سے کم کردیا گیا ۔ اور قسطنطین نے بچوں کے مار ڈالنے کو ویسا ہی جرم قرار دیا جیسا کہ جرم پدرکشی تھا ۔ فقہائے مستند کے زمانہ میں بچوں کو بطور غلام کے بیچنا عملاً متروک تھا ۔ اگرچہ جسٹینین کے زمانہ میں بھی انتہائی عسرت کی حالت میں باپ اگر چاہے تو اپنے نومولود اطفال (سانگونیالانٹی Sanguinolenti) کو بیچ سکتا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسٹینین کے زمانہ میں بھی چند حقوق اس عظیم حق سے بچ رہے تھے جو باپ کو اپنے لڑکوں کی جان و مال پر حاصل تھا یعنی یہ کہ وہ اپنے نومولود اطفال کو بیچ سکتا ۔ بچوں کو تادیباً سزا دے سکتا ۔ اور بچوں کے ازدواج کو نامنظور کرسکتا تھا ۔

ابتدا میں ابن العایلہ کسی جائداد کا مالک نہیں ہوسکتا تھا ۔ کیونکہ غلام کی طرح جو کچھ وہ حاصل کرتا وہ اپنے اب العایلہ کے لئے حاصل کرتا تھا اور دور شہنشاہیت تک

اگر ابن العایلہ کسی جائداد کا مالک ہوسکتا تھا وہ صرف اسکا اثاثہ (پیکولیم Peculium تھا جسکو (پروفکٹی کم Profecticium) کہتے تھے۔ یا وہ جائداد جس کے استعمال کی اجازت اسکے باپ نے دی ہو لیکن جسکو باپ کسی وقت بھی واپس لے سکتا تھا۔ شہنشاہیت کے اوایل میں تبدیلیوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور ابن العایلہ کو وہی متمایز حالت مالکانہ حاصل ہوئی جو انگلستان میں کتخدا عورتوں کو جائداد جداگانہ کے اصول کے لحاظ سے حاصل ہے۔

اگسٹس نے (پیکولیم کاسٹرانسی Peculium castrense) اثاثۂ حاصل جنگ رایج کیا جس میں وہ تمام مال شامل تھا جو ابن العایلہ کو جنگی خدمت سے ملا ہو۔ اثاثہ کو اختیار پدری سے خارج کرلیا گیا اور ابن العایلہ اس مال کو حین حیات یا بذریعہ وصیت نامہ اس طرح منتقل کرسکتا تھا گویا کہ وہ آپ خود مختار تھا۔ اگرچہ ہیڈرین کا زمانہ آنے تک جائداد کے وصیت کرنیکے لئے لازم تھا کہ ابن العایلہ میدان جنگ میں ہو۔ صرف اس صورت میں جب کہ اپنے باپ کی زندگی میں اپنے اثاثہ کو منتقل کئے بغیر مرجائے تو باپ اس اثاثہ کو اس طرح لے لیتا تھا گویا وہ اسی کی جائداد تھی (جیوری پیکیولی آئی Jure peculii) جسٹینین کے وضع قانون کے بعد وہ اس کو وراثتاً لے لیتا تھا (جوری ہیریڈیٹاریو Jure Hereditario قسطنطین کے زمانہ میں اثاثہ ہمشکل اثاثہ حاصل جنگ (اپیکیولیم کویسا کاسٹرانسی Peculium quasi castrense) کا رواج ہوا۔ بیٹا جو کچھ ملکی ملازمت میں کمائے وہ اسی کی ذاتی ملک متصور ہوتی مگر وہ اسکو بذریعہ وصیت نامہ منتقل نہیں کرسکتا تھا۔ یہ رعایت صرف جسٹینین نے عطا کی۔ زمانہ مابعد میں اس اثاثہ کے اندر ہر وہ چیز داخل ہوگئی جو بیٹے نے بہ حیثیت ملازم ملکی کمائی ہو۔ قسطنطین کے زمانہ میں پیکولیم ایڈونٹیکیم کا بھی رواج ہوا۔ بچہ کو اپنی ماں کے وارث ہونیکی وجہ سے جو کچھ بھی ملتا (جائداد مادری بانامیاٹرنا Bonamaterna) وہ اس اثاثہ میں داخل ہوتا تھا۔ اور باپ کو اس پر صرف حق حین حیات (یوزوفرکٹ Usufruct) حاصل تھا۔ ملکیت یا حق عود لڑکے کو حاصل رہتا تھا۔ پھر اس اثاثہ کو اس قدر وسعت دی گئی کہ اس میں وہ تمام جائداد شامل ہوگئی جو بچہ کو اس کے سلسلہ مادری سے ملی تھی۔ (جائداد سلسلہ مادری بانامیاٹرنا جنرس Bonamaterna Generis) اور وہ جائداد جو ازدواج سے حاصل ہوئی تھی

(جائداد حاصل از ازدواج = لیوکرا نپٹیالا Lucra Nuptialia) جسٹینین نے اس میں ہر قسم کی جائداد کو داخل کر دیا۔ مگر بہ استثنائے اثاثۂ حاصل جنگ اور اثاثۂ ہمشکل اثاثۂ حاصل جنگ و (پکیولیم پفیشی کیم Peculium Protectitium) کے جو اس کو باپ سے حاصل ہوا تھا (جائداد عطا کردۂ پدری = ایکس ری پاٹریا Ex re patris) گیئس کے زمانہ میں اگر باپ اپنے بیٹے کو آزاد کرے تو اول الذکر کو یہ حق حاصل تھا کہ (پکیولیم ایڈونیٹیکیم Peculium adventicium) کا قطعی ایک ثلث اپنے لئے رکھ لے۔ جسٹینین نے اس قانون کو بدل دیا۔ اس اثاثہ کے نصف حصہ پر باپ کو حق حین حیات دیا گیا اور اسطرح بچہ کو مالکی انصف حصہ سے باپ کے زمانۂ زندگی میں آمدنی ملتی تھی۔ اور باپ کے مرنے پر پوری جائداد پر ملکیت حاصل ہو جاتی تھی۔

اگر اب العایلہ اور ابن العایلہ کے مابین کوئی معاہدہ ہو تو اس سے صرف ایک اخلاقی وجوب پیدا ہوتا تھا۔ لیکن برخلاف غلام کے معاہدہ کے اگر بیٹا کسی شخص ثالث سے معاہدہ کرے تو اس سے ایک قانونی وجوب وجود میں آتا تھا۔ (یعنی قانون کی رو سے بیٹا اور شخص ثالث دونوں پر پابندی عاید ہوتی تھی) اگرچہ ابتداً جو فائدہ ایسے معاہدہ سے ہوتا وہ اب العایلہ کو حاصل ہوتا تھا مگر ایسے معاہدہ سے جو نقصان ہو اسکا اثر اب العایلہ پر نہیں ہو سکتا تھا۔ حقیقت الامری یہ ہے کہ گو اصولاً ابن العایلہ قانوناً جتنے معاہدے چاہتا کر سکتا تھا مگر یہ قرین قیاس نہیں کہ بجز دو صورتوں کے لوگ اس سے معاملہ کرنیکے لئے آمادہ ہوتے ہوں گے۔

(۱) جہاں کہ خود اپنے نام سے اس اثاثہ کے متعلق معاہدہ کر رہا ہو جو کہ اس کو شہنشاہیت کے زمانہ میں ملا تھا۔

(۲) جب کہ بیٹا اپنے باپ کے کارندہ کی حیثیت سے کام کر رہا ہو اور اس میں معقول امید [illegible] ہو کہ بذریعہ نالش بر بنائے معاہدۂ نایب (ایکٹیو ایڈجکٹی ٹیائی [illegible] Actio Adjectitiae qualitatis) باپ کو ذمہ دار کر سکے [illegible] (دیکھو فقرہ ۳۹۵ لیح)

[illegible] جب اب ابن العایلہ کو اس کے باپ سے کوئی مضرت پہنچی ہو تو اسکو کوئی قانونی [illegible] سکتا تھا۔ بجز اسکے جہاں کہ صحیح طور پر کوئی قانون موضوعہ

اسکی حمایت کیلئے موجود نہ ہو۔ اگر کسی شخص ثالث نے مضرت پہنچائی ہو تو عموماً نالش کرنیکا مجاز اب العایلہ تھا نہ کہ ابن العایلہ۔ اگرچہ ابن العایلہ نالش مضرت (ایکٹیو انجوریارم Actio in jurarum) دائر کرسکتا اور اپنے نام سے (انٹرڈکٹم کوا ڈوی اَنٹ کلام Interdictum quod vi aut clam) کیلئے درخواست دے سکتا تھا۔

اگر بیٹے نے باپ کو مضرت پہنچائی ہو تو آخر الذکر جیسی سزا چاہتا دے سکتا تھا۔ گو رومنی قانون کے زمانہ مابعد میں سنگین سزا کا حکم صرف حاکم عدالت دے سکتا تھا اگر مضرت کسی شخص ثالث کو پہنچائی گئی ہو تو ابتدا میں جس طرح غلام حوالہ کیا جاتا تھا اسی طرح اب العایلہ مجبور تھا کہ ابن العایلہ کو مثل ملزم کے (" بہ حالت شئے بیعہ ") اس دوسرے شخص کے حوالہ کردے تاکہ وہ شخص اپنا انتقام لے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسکو یہ اجازت دی گئی کہ اسکو اس طرح سے بطور غلام کے حوالہ کرنیکے عوض ہرجانہ ادا کرے اور لڈ سیا پلی نین " کا زمانہ آنے تک۔ اگرچہ لڑکا اس طرح حوالہ کردیا جاتا مگر سابق کی طرح دو اگر شخص متضرر کے مقابلہ میں ملزم کی حالت میں نہیں رہتا تھا۔ بلکہ صرف اسوقت تک رہتا تھا کہ اسکی محنت سے زر معاوضہ ادا ہو جائے۔ بالآخر جسٹینین نے شخصی جوابدہی (نوکسے ای ڈیڈیٹیو Noxae deditio) کو یک لخت موقوف کردیا۔

نالش مضرت اور انٹرڈکٹم کوا ڈوی اَنٹ Interdictum quod vi aut clam کے علاوہ ابن العایلہ اپنے نام سے ذیل کی نالشیں دایر کرسکتا تھا:۔

نالش ایسی وصیت کی بنا پر جس میں حقوق کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو۔ (کویریلا ان آفیکیوسی ٹسٹامینٹی (Querela inofficiosi testamenti)

نالش ودیعت (ایکٹیو ڈپازیٹی Actio depositi)

اور نالش نسبت معاہدہ عاریت[1] (ایکٹیو کموڈاٹی Actio commodati) غالباً اس کو نالشات (ان فیاکٹم In factum) کی نسبت بھی اجازت تھی یعنی ایسے معاہدوں کو نافذ کرانیکے لئے جو اس نے اپنی آزادانہ حالت کے لحاظ سے کئے ہوں۔ جو اس کو اثاثہ حاصل جنگ اور اثاثہ مستعمل اثاثہ حاصل جنگ کے باعث حاصل ہوئی تھی۔

اختیار پدری کا اطلاق قانون عام پر نہیں ہوتا تھا۔

---

[1] دیکھو رپوسٹی (Poste) صفحہ ۴۱ تا ۴۳ بیچ۔

ابن العایلہ کو حق رائے حاصل تھا۔ وہ خدمات عامہ حاصل کرسکتا تھا مثلاً حاکم عدالت یا ولی بن سکتا) اور حاکم عدالت کی حیثیت سے اپنی ہی تبنیت غیر خود مختار کی کارروائی میں صدر نشین بن سکتا تھا۔ عوارض اختیار پدری سے قانون عام کا متاثر نہ ہونا اور اسکے ساتھ مختلف اثاثوں کا نشوونما پانا۔ ابن العایلہ پر باپ کے حق جان و مال کا محدود ہونا غالباً یہی وجوہات ہیں کہ قانون روما کے ہر ایک زمانہ میں اختیار پدری کا تصور مسلسل پایا جاتا ہے ۔

ج ۔ اختیار پدری حسب ذیل صورتوں میں باقی نہیں رہتا تھا :۔

(۱) جب کہ فریقین سے کوئی ایک فوت ہوجائے بشرطیکہ اس شخص کی وفات سے جسکے اختیار میں ابن العایلہ تھا وہ اپنے آبا میں سے کسی اور شخص کے اختیار میں نہ آجاتا ہو۔ مثلاً زید جو دادا ہے اسکے اختیار میں اس کا بیٹا عمر اور پوتا بکر ہے ۔ زید کی وفات سے بکر خود مختار نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنے باپ عمر کے اختیار میں آجاتا ہے ۔

(۲) تبنیت سے بشرطیکہ جسٹنین کے زمانہ میں وہ تبنیت مکمل ہو۔

(۳) عورتیں اختیار پدری سے خارج ہوجاتی تھیں جب کہ ازروئے ازدواج یا حق شوہر وہ دوسرے خاندان میں دیدی جاتی تھیں۔(جب تک کہ یہ طریقہ رائج رہا)۔

(۴) جب کہ بچہ کو کوئی نمایاں امتیاز عام حاصل ہوا ہو۔ مثلاً گیس کے زمانہ میں فلیمن ڈیالس (Flamen Dialis) یعنی پرستار مشتری یا وسٹل ورجن یعنی دوشیزہ خادمہ مشتری (Vestal virgin) جسٹنین کے زمانہ میں اسقف یا سول یا فوجی افسر (پریفکٹ Prefect) بننا ۔

(۵) قانون مابعد کے زمانہ میں جب کہ باپ اپنے بچہ کو گھر سے نکال دیتا یا اپنی بیٹی کو کسبی بناتا تو اسکا اختیار پدری باقی نہیں رہتا تھا ۔

(۶) باپ یا بچہ کے غلام بننے یا حق[1] ابنیت کے زائل ہوجانے سے ۔

[1] لیکن پاسٹی لیمنیم کے امر مفروضہ امکانی کی بنا پر حقوق پدری پھر حاصل ہوجاتے تھے ۔

(۷) جب کہ باپ کسی دوسرے مدنی کی تبنیت خودمختار میں چلا جائے مگر جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے آخرالذکر کو اول الذکر کے بچوں پر بھی اختیار پدری حاصل ہوتا تھا۔

(۸) بچہ کو بطور غلام کے بیچنے سے۔ مگر لڑکا صرف تین بار فروخت کئے جانیکے بعد اختیار پدری سے نکل جاتا تھا۔

(۹) اختیار پدری کے ختم ہونیکا عام ترین طریقہ یہ تھا کہ لڑکے کو آزاد کر دیا جائے یعنی یہ کہ باپ اپنی مرضی سے لڑکے کو آزاد کر دے۔ گیئس کے زمانہ میں لڑکے کو آزاد کرنیکا طریقہ حسب ذیل تھا:۔

چونکہ غرض یہ ہوتی تھی کہ تبنیت کی منزل اول کی طرح قانونی رشتہ داری کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے رسم عتاق کا حصہ اول بالکل وہی ہوتا تھا جو تبنیت میں ہوتا تھا۔ یعنی بچہ کو (اگر وہ لڑکا ہو) فرضی بیع کے ذریعہ سے تین بار ایک شخص غیر کے ہاتھ بیچ دیا جاتا اور بیع اول و دوم کے بعد بہ طریقۂ عتاق بالعصا آزاد کر دیا جاتا (مینومیٹو وِنڈکٹا = Manumitto vindicta) (اگر وہ بچہ لڑکا نہ ہو بلکہ لڑکی یا پوتا ہو تو ایک بار فروخت کرنا کافی تھا) بچہ کی حیثیت مشتری کے مقابلہ میں "بہ حالت شئے مبیعہ" کی ہوتی تھی۔ اور بیع نقد کی [illegible] دوم۔ تھی کہ اسکو اسی حالت سے جو غلامی کی حالت کی ہمشکل تھی آزاد کر دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف وہ باپ کے اختیار سے باہر ہو جائے بلکہ ایک آزاد شخص بن جائے۔ ظاہر ہے کہ اگر مشتری بچہ کو جو اسکے مقابل میں غلام کی حالت میں تھا بذریعۂ عتاق بالعصا آزاد کر دیتا تو یہ مقصد بہ آسانی حاصل ہو جاتا۔ لیکن یہ عام طریقہ نہیں تھا کیونکہ ایسی صورت میں مشتری کے معتق غیر (اکسٹرینیس مینومیسر = Extraneus manumissor) ہونیکے باعث اسکو اس بچہ کی جانشینی کا حق حاصل ہو جاتا۔ جو درحقیقت اسکے باپ کا حق تھا۔ اسلئے عموماً تیسری بیع بالوفا کہا جاتا (فائڈکیا = Fiduoia)[1] یعنی یہ کہ

---

[1] قانون ترقی یافتہ میں اگرکوئی بیع بیع بالوفا نہ ہونے پر بھی مشتری آزاد کر دیا کرتا تھا تاہم حقوق جانشینی کیلئے مشتری باپ کا ہی مقلد ہوتا تھا۔

مشتری اسکو دوبارہ اسکے باپ کے ہاتھ بیچدے جو بعد میں بچہ کو آزاد کر دیتا تھا۔ اور اسی طرح بطور پدر معتق (پیرنس مانو میسر Parens manumissor) کے اسکو جانشینی کے حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔

ضابطہ عتاق کو سب سے پہلے (اناسٹیسیس (Anastasius) نے اسی طرح آسان کیا کہ تحریری جواب شاہنشاہی (امپیریل رسکرپٹس Imperial rescripts) کی بنا پر آزادی کو ممکن کر دیا۔ اس طریقہ کو ایمانسی پاٹیو اناسٹیسیانا (Emancipatio Anastasiana) کہتے تھے۔ یہ طریقہ عموماً اس وقت اختیار کیا جاتا تھا جب کہ بچہ وطن سے دور ہو اور اس لئے معمولی رسم کی ادائی ممکن نہ ہو۔ بالآخر جسٹینین کے زمانہ میں باپ اور بیٹا اگر دونوں محکمہ عدالت کے اجلاس پر اپنا بیان قلمبند کرا دیتے تو آزادی عمل میں آجاتی تھی جسکو عتاق جسٹینین (ایمانسی پاٹیو جسٹینیانا Emancipatio Justiniana) کہتے تھے۔

ذیلی دفعہ ۲۔ وہ اشخاص جو بیع بندگی کی وجہ سے حالت شئے مبیعہ میں آجاتے تھے اور جنکو اشخاص "بہ حالت غلامی" بھی کہتے تھے۔

اس حالت میں ایک آزاد شخص حسب ذیل صورتوں میں آجاتا تھا :-

(۱) قانون قدیم کی رو سے اگر رب العایلہ اپنے لڑکے کو روما میں بطور غلام کے بیچدے۔ اور اگر بہ عبور دریائے ٹائبر بیچے تو اسکی حالت غلام صحیح کی ہوتی تھی کیونکہ یہ حیثیت قانونی جس کو بہ حالت شئے مبیعہ کہتے تھے صرف روما کیلئے مخصوص تھی۔

(۲) اگر تبنیت یا عتاق کی کارروائی کے دوران میں وہ فرضی طور پر بیچدیا جائے۔

(۳) اگر شخصی حوالگی بر بنائے مضرت (نوکسے ایڈیڈیٹیو Noxae deditio) کی بنا پر رب العایلہ اس کو حوالہ کر دے۔

(۴) اگر کسی عورت کا شوہر جس نے اس کو خریدا کیا ہو فرضی بیع کے ذریعہ سے اس کو فروخت کر دے مثلاً طلاق کی تمہید کے طور پر (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۸ اور تحریر ذیل جو بیع زوجہ بالحق شوہر (کوایمپٹیو Coemptio) کے بیان میں ہے۔

غلام صحیح اور ایسے شخص میں جو بہ حالت غلامی تصور کیا جائے حسب ذیل فرق تھا:۔
(۱) آخر الذکر کے حقوق ملک و حق تجارت پورے بحال رہتے تھے۔ اگرچہ یہ بحالی صریح طور پر ظاہر نہ ہو۔
(۲) عتاق سے وہ حر ہو جاتا تھا گر عتیق (لبرٹینس Libertinus) نہیں بنتا تھا۔
(۳) ایسے شخص کی آزادی پر قیود نہ تو قانون "ایلیا سنٹیا" اور نہ قانون "فوفیا کیا نینا" نے عاید کئے۔
(۴) گیئس کے زمانہ میں اگر آقا کسی ایسے شخص کے ساتھ جو بہ حالت غلامی ہو ذلت آمیز سلوک کرتا تو وہ نالش "مضرت" کا مستوجب ہوتا۔
اسکے برخلاف شخص "بہ حالت غلامی" اور غلام میں اس وجہ سے مشابہت تھی کہ:۔
(۱) وہ قانوناً خود پر وجوبات عاید نہیں کر سکتا تھا۔
(۲) وہ جو کچھ حاصل کرتا اسکے آقا کی ملک ہوتی تھی۔
(۳) غالباً زمانہ قدیم میں اسکے بچوں کی حالت بھی مشکل غلامی کی تھی۔ اگرچہ اس خصوص میں[۱] گیئس کا زمانہ آنے تک قانون میں ترمیم ہو چکی تھی۔
(۴) اسکا آقا اسکو کسی دوسرے شخص کے پاس بہ حالت مشکل غلامی بیں حیاتین (انٹرویوس Inter vivos) یا بمیتہ (مارٹس کازا Mortis Causa) منتقل کر سکتا تھا۔ اور اگر ایسا شخص جو بہ حالت شئے مبیعہ ہو اسکے آقا سے خلاف قانون لے لیا جائے تو وہ بذریعہ نالش (ونڈیکاٹیو Vindicatio) جو ایک نالش بہ مقابلہ شئے تھی (یعنی Real action) اسکی واپسی کا دعویٰ کر سکتا

[۱] گیئس کہتا ہے کہ کسی لڑکے کا بچہ جو بیع اول یا ثانی کے بعد رحم میں قرار پائے اگرچہ وہ فی الواقع بیع ثالث کے بعد تک پیدا نہ ہوا ہو وہ اپنے دادا کے زیر اختیار رہتا تھا۔ لیکن اگر بیع ثالث کے بعد قرار پائے تو دادا کے اختیار میں نہیں ہوتا تھا۔ لابو (Labeo) کے قول کے بموجب بچہ اپنے باپ کے آقا کے مقابل میں بہ حالت شئے مبیعہ ہوتا تھا۔ لیکن گیئس کہتا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب باپ کی حالت شئے مبیعہ کی ہوتی ہے تو بچہ کی حیثیت معلق رہتی ہے۔ اگر باپ آزاد ہو جائے تو بچہ اسکے اختیار میں آجاتا ہے۔ اگر باپ بحالت شئے مبیعہ فوت ہو جائے تو بچہ خود مختار ہو جاتا ہے۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۳۵)

اور جہاں سرقہ ہوا ہو وہاں نالش سرقہ (ایکٹیو فرٹی Actio furti) دائر کرسکتا تھا ۔ اور

(۵) اسکو آزاد کرنیکے لئے انہی طریقوں کی ضرورت ہوتی تھی جو غلام صحیح کیلئے ضروری تھے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ گیئس کے زمانہ میں ایسی حیثیت قانونی صرف ذیل کی اشکال میں اہمیت رکھتی تھی۔

الف ۔ جب کہ بچہ نے کسی دوسرے کو مضرت پہنچائی ہو اور بہ پاداش مضرت سپرد کردیا گیا ہو ۔

ب ۔ جب کہ باپ نے اپنے لڑکے کو اس شرط امانتی کے ساتھ بیچا ہو کہ وہ دوبارہ اس کے ہاتھ بیچا جائے ۔ کیونکہ گیئس کہتا ہے کہ بجز ان صورتوں کے وہ شخص "بہ حالت شے بیعہ یا غلامی" اپنے آقا کی مرضی کے خلاف بھی آزادی حاصل کرسکتا تھا ۔ اگر وہ اپنا نام رجسٹر مردم شماری میں درج کرادے ۔ جسٹینین کے زمانہ سے بہت پہلے آبا کو جو حقوق اپنے بچوں کو غلام بنانیکے لئے بیچنے کے حاصل تھے وہ زائل ہو چکے تھے ۔ اور اس کے زمانہ میں تبنیت اور اسکے مماثل اغراض کیلئے جو بیع فرضی طور پر ہوا کرتی تھی وہ مروج نہ رہی ۔ پس جب کہ جسٹینین نے آزاد اشخاص کی شخصی حوالگی (ناکسل سرنڈر Noxal surrender) کو موقوف کردیا تو ان اشخاص "بہ حالت شے بیعہ یا غلامی" کی قانونی حیثیت کلیتہً مفقود ہوگئی ۔

ذیلی دفعہ ۳ ۔ اختیار زوج (میانس Manus)

ازدواج جایز (جسٹے ای نپٹیائی Justae Nuptiae)

از روئے قانون قدیم اختیار زوج شوہر اور زوجہ کے مابین وہ رشتہ یا تعلق تھا جسکی وجہ سے ازدواج کے بعد زوجہ کی ہم جدی رشتہ داری اس کے اصلی خاندان کے ساتھ ٹوٹ جاتی ۔ اور وہ اپنے شوہر کے ہم جدی خاندان کی ایک رکن بنتی تھی ۔ اسطرح کہ اس خاندان کے سردار یا اب العایلہ کے زیر اختیار ہو جاتی تھی اور اس طرح اس کے شوہر کے مقابل میں اگر وہی بزرگ خاندان ہو تو اسکی وہی حالت ہوتی تھی جو بیٹی کی ہوتی ۔ پس چونکہ اختیار زوج ازدواج سے وجود میں آتا ہے اس لئے اسکا ذکر اس عنوان کے تحت سہولت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے ۔

الف ۔ ازدواج جایز :۔

کسی ازدواج کو جایز ہونے کے لئے اسکا ایسا ہونا ضروری ہے جس سے بچوں اور ایسے ازدواج کی اولاد نرینہ سے جو دوسری نسل سے پیدا ہوں اختیار پدری حاصل ہو اسکے لئے شرائط ذیل کی تکمیل لازمی تھی :۔

(۱) یہ لازمی تھا کہ فریقین ازدواج کو نافذ کرنیکے مجاز ہوں۔ ورنہ یہ ازدواج زیادہ سے زیادہ ازدواج بہ موجب قانون ممالک (میاٹریمونیم جورے گنٹیم Matrimonium jure gentium) سمجھا جاتا تھا۔ بچے صحیح النسب تو ہوتے مگر زیر اختیار پدری نہ ہوتے۔ اس شرط کی اہمیت اسوقت مطلقاً جاتی رہی جب کہ کیاراکیلا (Caracella) نے تمام آزاد رعایائے مملکت کو مدنیت عطا کر دی کیونکہ حقوق مدنیت میں حق ازدواج بھی شامل تھا۔

(۲) بعض اشخاص قطعاً ازدواج جایز نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً متاہل۔ مملوک اور خصی۔ بعض لوگ صرف بعض صورتوں میں ازدواج درست نہیں کر سکتے تھے۔ مثلاً کوئی رکن سنیات کسی عتیقہ یا رقاصہ سے ازدواج نہیں کر سکتا تھا۔

(۳) فریقین میں قریب کی رشتہ داری نہیں ہونی چاہیئے خواہ وہ رشتہ داری قدرتی ہو کہ مصنوعی (یعنی از روئے تبنیت) دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۵۸۵-۶۴- اور جسٹینین دفتر اول ۱۰ تا ۱۱۔

(۴) ہر فریق کی رضامندی ضروری تھی۔

(۵) اگر کوئی فریق غیر خود مختار ہے تو اب العایلہ کا اذن لازمی تھا۔

(۶) فریقین بالغ ہوں۔ یعنی مرد کی عمر ۱۴ سال اور عورت کی عمر ۱۲ سال ہو۔

(۷) از روئے قانون قدیم صرف وہ ازدواج ازدواج جایز تسلیم کیا جاتا تھا جس سے اختیار زوج پیدا ہوتا تھا۔ اور اختیار زوج صرف اس صورت میں پیدا ہوتا تھا جب کہ ازدواج بہ طریقہ کنفریٹیو (Conferreatio) یا کوایمپٹیو (Coemptio) یا بربنائے یوسس (Usus) ہوا ہو۔

کنفریٹیو ایک مذہبی طریقہ ازدواج تھا جو مذہبی رسومات پر مبنی تھا۔ اور ابتداءً صرف پٹریشین اس طریقہ سے ازدواج کر سکتے تھے۔ پنڈ بناکر مشتری کی پوجا کی جاتی تھی۔[۵۱]

---

[۵۱] دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۲۔

اور چند مذہبی معینہ الفاظ دس گواہوں کے مواجہ میں کہے جاتے تھے۔ ادائے رسم میں اجر اعظم اور خدام مشتری (فلامنس ڈیالس Flamens dialis) سے مدد لی جاتی تھی۔

بیع زوجہ باحق شوہر (کوایمپٹیو Coemptio)۔ یہ ازدواج ازروئے قانون ملک تھا اور پلی بین Plebian کا ازدواج اسی طریقہ سے ہوتا تھا۔ یہ ایک بیع فرضی پر مبنی تھا۔ جو پانچ رومنی مدنی گواہوں اور ایک میزان بردار کے مواجہ میں ہوتا تھا۔ "بذریعہ انکی پاٹیو یعنی بذریعہ فرضی بیع"

گیس کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شوہر زوجہ کو اسکے اب العایلہ یا ولی سے خریدتا تھا۔ ("بیچی جاتی ہے وہ عورت جو اختیار زوج میں آتی ہے۔ یعنی بیع سے اختیار زوج حاصل ہوتا ہے") مگر اس بیان کے خلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو خرید کرتے تھے۔

ازدواج بربنائے تصرف (یوسس Usus) وہ طریقہ تھا جس سے زوجہ بربنائے قبضہ حاصل کیجاتی تھی۔ اور اس کو طریقہ "بیع زوجہ باحق شوہر" کے ساتھ وہی تعلق تھا جو حق قدامت (یوزوکیاپیو Usucapio) کو بیع نقد (مانکی پاٹیو Mancipatio) سے تھا۔ ایک رومنی مدنی جس نے جائداد کی قسم سے کوئی چیز خرید کی اور اس پر قبضہ حاصل کیا مگر ملکیت اس وجہ سے حاصل نہ ہوسکی کہ قانون ملک کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ کی تکمیل سے غفلت کی گئی تو بربنائے حق قدامت یعنی مرور زمانہ وہ مالک بن سکتا تھا۔ اس طرح کہ اگر وہ مال منقولہ ہو تو ایک سال کے مسلسل قبضہ کے بعد وہ اسکا مالک (ڈامینس Dominus) ہو جاتا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ رہتا جس سے وہ زوجہ کا سلوک کرتا رہا ہو مگر اس سے ازدواج نہ بہ طریقہ "بیع زوجہ باحق شوہر" اور نہ بہ ادائے رسوم مذہبی کیا اور عورت ایک سال تک بلافصل زوجہ کی حیثیت سے اسکے ساتھ رہی ہو تو مدت مقررہ کے انقضا کے بعد اس شخص کو اس عورت پر بطور زوجہ کے ملکیت حاصل ہو جاتی تھی۔ اور وہ عورت اس شخص کے اختیار زوج میں داخل ہو جاتی۔ اور اس ازدواج کو ازدواج جایز مان لیا جاتا تھا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ازمنۂ ابتدائی میں صرف وہی ازدواج ازدواج صحیح مانا جاتا تھا جو متذکرۂ صدر تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے انجام پاتا اور جس سے اختیار زوج

پیدا ہوتا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ الواح اثنا عشر کے زمانہ سے ہی ایک بے ضابطہ طریقۂ ازدواج ممکن ہوگیا تھا کیونکہ قانون مذکور کا منشا دراصل یہ تھا کہ گو کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ سال بھر رہے اور اسکے ساتھ وہ زوجہ کا برتاؤ کرتا رہا ہو تاہم اختیار زوج نہیں پیدا ہوتا تھا اگر وہ زوجہ مسلسل تین شب گھر سے غیر حاضر رہے۔ (غیر حاضری سہ شب = ٹری ناکٹی ابسنٹیا = Trinocta absentia) یہ غیر اغلب ہے کہ اس اصول کو تسلیم کرنے میں واضعان الواح اثنا عشر کا یہ منشا ہو کہ کسی نئی اختراع کو رواج دیا جائے کیونکہ حق قدامت کا جزو اصلی ہمیشہ سے یہی مانا گیا تھا کہ قبضہ میں کوئی فصل (مداخلت = یوزرپاٹیو = Usurpatio) واقع نہ ہو۔ یعنی یہ کہ وہ بلا فصل ہونا چاہیئے۔ واضح ہوگا کہ الواح اثنا عشر نے وضاحت کے ساتھ یہ قطعی تصفیہ کردیا تھا کہ فصل کس چیز سے واقع ہوتا ہے۔ اور چونکہ مدت کی تعیین نہیں ہوئی تھی اس لئے جلد یا دیر کوئی نہ کوئی مدت معین کرنی چاہیئے تھی۔ ورنہ یہ بحث ضرور پیش ہوتی کہ بازار جانیکے لئے عورت کا مکان سے غیر حاضر رہنا فصل میں داخل ہے۔ لیکن قطع نظر اسکے کہ الواح اثنا عشر کی یہ شرط جدید اختراع سمجھی جائے یا نہ سمجھی جائے یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کے اختیار میں نہ جانا چاہے تو اس کے لئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری تھا کہ ہر سال کے دوران میں مدت مقررہ کے لئے اپنے شوہر کے گھر سے غیر حاضر رہے۔ اور ایسی صورت میں وہ عورت حسب سابق اس شخص کے اختیار میں رہتی یا اگر خود مختار ہو تو اس شخص کی ولایت میں رہتی جسکے تحت وہ ازدواج سے پہلے تھی۔ اس قسم کے بلاضابطہ ازدواج کا نام ازدواج بموجب قانون مالک پڑگیا۔ اور ایسا ازدواج غیر ملکی بھی کرسکتے تھے۔ مگر ایسی زوجہ کو صرف عورت یا زوجہ (اکسر Uxor) کہتے تھے نہ کہ ام العایلہ جیسا کہ ازدواج جایز میں کہا جاتا تھا۔ اور بچے ماں کی پیروی کرتے تھے۔ یعنی وہ اپنے باپ کے اختیار میں نہیں ہوتے تھے حالانکہ درحقیقت اسی کے بچے تھے۔

گیئس کہتا ہے کہ ازدواج بربنائے تصرف اور غیر حاضری سہ شب کے متعلق جو قانون تھا وہ اسکے زمانہ میں متروک ہوگیا تھا۔ "یہ کارروائی جزاً قانون موضوعہ سے منسوخ ہوگئی اور جزاً بے رواجی سے مٹ گئی" (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۱) وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مذہبی ازدواج موجود تھا۔ "اور یہ رسم ہنوز رائج ہے" (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۲)

اور جب وہ طریقہ بیع زوجہ باحق شوہر کا ذکر کرتا ہے تو زمانۂ حال استعمال کرتا ہے " طریقہ بیع زوجہ باحق شوہر میں مرد کو عورت پر اختیار زوج حاصل ہوتا ہے " (دیکھو گیس دفتر اول فقرہ ۱۱۳) لیکن گیس کے زمانہ میں مذہبی ازدواج صرف ایک خاص غرض کے لئے استعمال ہوتا تھا اور اسکا اثر بھی محدود تھا۔ وہ خاص غرض یہ تھی کہ کوئی شخص کاہن شاہی (ریکس سیا کرورم Rex sacrorum) یا صدر خادم مشتری (فلامنس Flamens) بننے کا اہل ہوسکے۔ کیونکہ یہ خدمات ان اشخاص کو دیجاتی تھیں جن کے والدین کا بیاہ (کنفری ایٹی پیرنٹس Conferreati Parentis) اس طریقہ سے ہوا ہو۔ اور لازم تھا کہ انکا بیاہ بھی اس رسم کے ساتھ ہو۔ اور اسکا اثر اس لئے محدود تھا کہ سنیات کی ایک تجویز کی رو سے (تائیبیریس Tiberias) نے مذہبی ازدواج کے دائرہ عمل کو محدود کر دیا۔ تاکہ لوگوں کو ایسی اہلیت پیدا کرنیکی ترغیب دیجائے۔ آیندہ اس سے اختیار زوج پیدا کرنا مقصود نہ تھا بجز اسکے کہ عورت کو اس کے شوہر کے طریقہ پرستش کے مقدس حقوق (سیاکرا Sacra) دیدئے جائیں۔ تمام دنیوی اغراض کے لئے عورت علیٰ حالہ اپنی اصلی ہم جدی خاندان کی رکن رہتی تھی۔ گیس کے زمانہ میں ازدواج بربنائے تصرف متروک ہوگیا تھا اور مذہبی ازدواج کا استعمال نہایت کم تھا۔ اور اختیار زوج پیدا کرنیکا واحد ذریعہ بیع زوجہ باحق شوہر رہ گیا تھا اگر عملاً اسکا بھی متروک ہونا قرین قیاس ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گیس کی تحریر کے زمانہ میں اختیار زوج عملاً متروک تھا۔ تدریجی اور نامعلوم ارتقا کے ذریعہ سے جسکی تکمیل غالباً سسرو (Cicero) کا زمانہ آنے تک ہوچکی تھی یہ بلاضابطہ ازدواج جس سے اختیار زوج پیدا نہ ہوتا تھا اور جس کو ازدواج بموجب قانون ممالک کہتے تھے نہ صرف معمولی طریقۂ ازدواج بن گیا بلکہ جایز اور قانونی ازدواج (جسٹوین میاٹری مونیم Justuin matrimonium) بھی تسلیم کرلیا گیا۔ جس سے گو زوجہ اپنے شوہر کے زیر اختیار نہیں آتی تھی تاہم اسکے بچے اور اولاد نرینہ سے جو نسل پیدا ہو وہ سب زیر اختیار آجاتے تھے۔

اس لئے جسٹینین کے زمانہ میں اور اس کے صدیوں پیشتر سے رضامندی کا اظہار چاہے وہ کسی شکل میں کیا گیا ہو قانونی ازدواج کے لئے کافی تھا۔ (" رضامندی سے ازدواج ہوتا ہے ") البتہ اس شرط کے ساتھ کہ شرایط ۱-۲-۳-۵ و ۶ جن کا ذکر

اوپر ہو چکا ہے پوری ہو چکی ہوں۔ اور نیز یہ کہ فریقین کا ارادہ اسی وقت سے تعلقات زناشوئی قائم کرنیکا ہو۔ اور یہ ارادہ عموماً (رسم خانہ آوری: ڈیڈکٹیوان ڈومم = Deductio in domum) کے عمل سے ظاہر ہوتا تھا۔ یعنی یہ کہ شوہر اپنی دلہن کو اس کے باپ کے گھر سے اپنے گھر لاتا۔

خواصی۔ (کنکوبی نیٹس Concubinatus) وہ اصطلاح تھی جسکا اطلاق اس دوامی تعلق بلا ازدواج پر ہوتا تھا جو ایک حر اور حرہ میں ہوتا تھا۔ اور جو ازدواج جایز سے بالکل جدا تھا۔ ایسی خواص کو نہ زوجہ (اکسر Uxor) کہتے تھے اور نہ ایسے ازدواج سے جو نسل پیدا ہوتی تھی وہ خاوند کے اختیار پدری میں ہوتی تھی۔

کنٹوبرنیم (Contubernium) سے مراد غلاموں کا ازدواج تھا جو کہ کوئی قانونی نتیجہ نہیں رکھتا تھا۔ ازدواج بموجب قانون ممالک وہ اصطلاح تھی جس سے مراد

الف۔ بلحاظ قانون قدیم ایسا بیاہ جس سے اختیار زوج نہیں پیدا ہوتا تھا کیونکہ اسکا انعقاد متذکرۂ صدر تین طریقوں میں سے کسی طریقہ سے بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور

ب۔ زمانہ مابعد میں اس سے مراد ایسے اشخاص کا قانونی بیاہ تھا جنکو حق ازدواج حاصل نہ تھا۔ ایسے ازدواج سے اختیار پدری پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس طریقۂ ازدواج اور ازدواج درست میں جو فرق تھا وہ بیشتر "کیاراکیلا" کے اعلان کے باعث جسٹینین کے زمانہ میں عملاً متروک ہو گیا۔

ب۔ ازدواج کا اثر شوہر اور زوجہ پر

(۱) ازدواج بہ اختیار زوج۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے ایسے ازدواج سے زوجہ کا تعلق اسکے اصلی خاندان سے منقطع ہو جاتا تھا۔ اور تاوقتیکہ وہ اس شخص کے اختیار میں نہ آجائے جسکے اختیار میں اسکا شوہر تھا وہ اپنے شوہر کے اختیار پدری یا اختیار زوج میں بیٹی کی طرح آجاتی تھی۔ اور باعتبار عام اسکے شوہر کو اس پر وہی اختیار حاصل ہوتا تھا جو باپ کو ابن العایلہ پر تھا[1]۔ از روئے حق وراثت یا خلافت مجموعی

---

[1] مگر پایا جاتا ہے کہ اسکو سنگین سزا دینے سے پہلے مجلس عائلیہ یا خاندان (یا کل اراکین خاندان) سے مشورہ کرنا واجباً ضروری تھا۔

(سکسیسیو پر یونیوسٹاٹم Successio per universitatum) عورت کے ساتھ اسکی تمام جائداد بھی منتقل ہو جاتی تھی۔ (خود مختار ہونیکی صورت میں اگر اسکے پاس کچھ جائداد تھی اور غیر مختار ہونیکی صورت میں اگر اسکے رب العایلہ نے کچھ جہیز دیا تھا۔) اور زمانہ ازدواج میں جو کچھ وہ حاصل کرتی وہ اس شخص کا مال ہوتا جسکے اختیار زوج میں وہ ہوتی تھی جو وجوبات اس پر ازدواج سے پہلے عاید ہوئے تھے انکی نسبت نہ شوہر اور نہ اب وجد مستوجب ہوتے تھے۔ اور نہ ابتدأً خود عورت ہوتی تھی۔ لیکن پریٹروں نے جو اصلاحیں کیں ان میں سے ایک اصلاح کی رو سے یہ اجازت مل گئی کہ عورت کے خلاف کارروائی کیجائے اور اسکی جو جائداد بربنائے ازدواج اسکے شوہر کو ملی تھی وہ تصفیہ مطالبہ میں لے لیجائے۔

(۲) ازدواج بلا اختیار زوج۔ اس صورت میں نتائج بالکل مغایر ہوتے تھے۔ اگر بوقت ازدواج وہ عورت کسی کے اختیار میں تھی تو بعد از ازدواج بھی قانون کی نظر میں وہ اسی شخص کے اختیار میں قائم رہتی تھی۔ اگر وہ خود مختار تھی (مثلاً تمام اسلاف ذکور فوت ہو چکے تھے) لیکن زیر ولایت تھی تو وہ اسی حالت میں قائم رہتی تاوقتیکہ وہ ولایت دوامی (ٹیوٹلا پرپٹوا Tutela perpetua) ختم نہ ہو جائے۔ اس ولایت کے ختم ہونیکے بعد اس عورت کو گو وہ کتخدا ہو اسکو ایک مکمل حیثیت قانونی ملجاتی تھی اور وہ جائداد بھی حاصل کرسکتی تھی۔ ایسے معاملات بھی کرسکتی تھی جن سے وجوبات پیدا ہوں۔ اور بالکل مرد کی طرح نالشات دایر کرنیکی مجاز ہو جاتی تھی۔ یہ آزاد شخصیت حاصل ہو جانیکے بعد اسکی جائداد ایسی ہو جاتی تھی جیسے کہ قانون انگلستان کی رو سے عورتوں کی جائداد جداگانہ ہے۔ اور اس جائداد پر شوہر کو کوئی حق حاصل نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی خانگی اقرار ہوتا تو اس کی صورت دوسری ہوتی۔ اس امر واقعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تملیک لغز دواجی (ڈاس Dos) کا دستور جاری ہوا جسکا ذکر اسکے متقابل بوجہ ازدواج (ڈونیٹیو پراپٹر نپٹیاسس = Donatio propter nuptias) کے ساتھ اس موقعہ پر مجملاً کیا جاسکتا ہے۔

جہیز (ڈاس Dos) وہ جائداد تھی جو شوہر کو اس لئے منتقل کیجاتی تھی کہ ازدواج کی وجہ سے نئے اخراجات کا جو بار پڑے اس میں مدد دیجائے۔ (بار ازدواج = آنرا میاٹریمونیم Onera matrimonium) جب تک ازدواج قائم رہے وہ اس کی آمدنی سے متمتع ہوتا۔ اور قانونی اصطلاح میں پورے جہیز کا بشمول آمدنی مالک متصور ہوتا تھا

جائداد کے اس حصہ کو جو بوقت ازدواج تملیک ازدواجی میں شریک نہیں کیا جاتا تھا زیورات وغیرہ (پیارفرنا Parapherna) کہتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس کے متعلق شوہر کو کسی قسم کا حق نہ تھا۔

جہیز کی تین قسمیں تھیں:—

(۱) جہیز استخراجی۔ (ڈاس پرافک ٹیکیا Dos Profecticia) وہ جہیز تھا جو اسکے باپ یا اجداد نے جن پر اس عورت کو جہیز دینا قانوناً فرض تھا دیا ہو۔

(۲) ڈاس ایڈون ٹیکیا (Dos adventicia) جو کسی دوسرے ذریعہ سے ملتا تھا۔ ("سوائے باپ کی جائداد کے کسی اور ذریعہ سے")

(۳) جہیز قابل استرداد (ڈاس ریسپٹیکیا Dos Recepticia) یہ جہیز ڈاس ایڈون ٹیکیا کی ایک نوع تھا جو اس سمجھوتے پر دیا جاتا تھا کہ زوجہ کی وفات پر معطی کو واپس کر دیا جائے گا۔

جہیز تین طرح سے دیا جاسکتا تھا:[۱]—

(۱) معجل (آوٹ ڈاٹور Aut Datur) وہ جہیز تھا جو بروقت عقد دیا جاتا تھا۔

(۲) موعودہ۔ (آوٹ ڈکی ٹور Aut dicitur) یہ معاہدۂ زبانی کا ایک قدیم الایام ضابطہ تھا جو متروک ہوگیا جسکے ذریعہ سے خود دلہن یا اسکے اب وجد یا اسکا مدیون جہیز دینے کا بے ضابطہ وعدہ کرسکتا تھا۔

(۳) مؤجل (آوٹ پرامی ٹیٹور Aut promittitur) یہ معمولی طریقہ تھا جب کہ جہیز فی الحقیقت اسی وقت نہیں دیا جاتا تھا۔ جو شخص دینے کے لئے راضی ہوتا تھا وہ بذریعہ اقرار صالح (یعنی معمولی زبانی معاہدہ جسکا بیان متعاقب آئیگا) اپنے تئیں پابند کرتا تھا اور تھیوڈوسس اور والنٹی نین کے زمانہ سے جہیز دینے کا وعدہ محض (گو اقرار زبانی یا کسی اور طرح سے نہ کیا گیا ہو مگر قانوناً تعمیل طلب تھا) اقرار قانونی (پیاکٹم لیجی ٹیمم Pactum Legitimum) کی طرح قابل ارجاع نالش ہوگیا۔

---

[۱] یہ وہ طریقے ہیں جو رواج سے قائم ہوگئے مگر کل طریقے یہی نہیں تھے بمثلاً جہیز بذریعہ ایکسپٹی ٹاٹیو (Acceptitatio) بھی دیا جاسکتا تھا۔

چونکہ شوہر پورے جہیز کا قانونی مالک تھا اس لئے اسکو نہ صرف یہ حق حاصل تھا کہ انتظام کرے اور اسکی آمدنی سے متمتع ہو بلکہ وہ اصل مال کو منتقل بھی کر سکتا تھا۔ اس غرض سے کہ شوہر جائداد کو بیجا طور پر فروخت وغیرہ نہ کرے ۱۸ سنہ ق۔م میں بذریعہ قانون جولیا نسبت جائداد جہیز حکم دیا گیا کہ کوئی شوہر ملک اٹالیہ کے اندر جائداد غیر منقولہ جو جزو جہیز ہو اپنی زوجہ کی رضامندی کے بغیر فروخت نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کی رضامندی سے رہن کر سکتا ہے۔ اور اس حکم کو جسٹینین نے ایسی وسعت دی کہ جہیز کے کسی حصۂ غیر منقولہ کی نسبت ہر قسم کے انتقال کی ممانعت کر دی گئی حالانکہ وہ جائداد ملک اٹالیہ میں نہ ہو۔ بلکہ صوبہ جات میں ہو۔ اور زوجہ راضی بھی ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جائداد جہیز (فنڈس ڈوٹالس Fundus dotalis) منجملہ ان چیزوں کے تھی جنکی نسبت حق قدامت سے ملکیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔

جہیز بوقت اختتام ازدواج۔ اگر جہیز قابل استرداد ہو یعنی اگر معطی نے بوقت ازدواج شوہر سے کوئی زبانی معاہدہ یا اقرار واپسی جہیز کی بابت لے لیا تھا تو معطی یا اس کے وارث شوہر کو ختم ازدواج پر جہیز کی واپسی پر مجبور کر سکتے تھے۔ اگر کوئی ایسا اقرار نہ ہوا ہو تو قانون ملک کی سخت نظر میں شوہر کو حق حاصل تھا کہ پورا جہیز آپ لیلے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اسکی بازیابی کے لئے زوجہ کو اخلاقی حق حاصل تھا۔ جو اکثر یا عموماً تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ مگر تقریباً سنہ ۲ ق۔م ایک نئی نالش بنام ایکٹیو ری ای اکسوری اے ای (Actio rei Uxoriae) یعنی نالش جائداد زن ایجاد ہوئی جو ختم رشتۂ زناشوئی پر بازیابی جہیز کے لئے کیجا سکتی تھی۔ اگرچہ اسکی نسبت کوئی اقرار صریح ہوا بھی نہ ہو۔ یہ نالش نالش بربنائے اقرار (ایکٹیو اکس اسٹی پولاٹیو Actio ex Stipulatio) سے جو بربنائے اقرار صریح ہوتی تھی دو بڑی خصوصیات میں متمائز ہے۔

الف۔ جہاں کہ نالش بربنائے اقرار بالکل قانونی تھی تو نالش منجانب زوجہ (ایکٹیو ری ای اکسوری اے ای Actio rei uxoriae) صرف نیک نیتی پر مبنی تھی۔ بہ الفاظ دیگر جس حاکم عدالت کے اجلاس پر یہ مقدمہ پیش ہوتا وہ اس بات کا بلا شرط پابند نہ تھا کہ جہیز کی واپسی کا حکم دیدے بلکہ اسکو پورا پورا اختیار تمیزی حاصل تھا کہ ایسے دو عادلانہ مطالبات"

کی تعمیل کرائے جن کو وہ مناسب سمجھے۔ مثلاً جائداد پر جو خرچ ہوا ہو اس کی بابت شوہر کو کچھ معاوضہ دلائے یا اگر ختم رشتہ زناشوئی کا سبب عورت کی زناکاری تھی تو جو جہیز شوہر کو واپس دینا پڑتا تھا اس میں تخفیف کردے[1]۔ (پراپٹر مورس گریویورس Propter mores graviores) اس کے بالعکس اگر ختم رشتہ زناشوئی کا باعث مرد کی بدچلنی تھی تو عورت ابتدائی رقم تملیک سے بھی زاید رقم کا مطالبہ کرسکتی تھی۔

ب۔ نالش بربنائے اقرار کے برخلاف نالش منجانب زوجہ وارث نہیں لاسکتا تھا اور اس لئے اگر زوجہ پہلے مرجائے اور زن و شوہر کے درمیان استرداد جہیز کے متعلق کوئی اقرار (کاؤٹیوری ای اکسوری اے ری Cautio Rei uxoriae) بھی نہ ہوا ہو تو زمانہ ابتدائی کی طرح شوہر کو تمام جہیز رکھ لینے کا حق باستثناء جہیز استخراجی کے جسکی بازیابی کے لئے اگر زوجہ شوہر کے آگے مرجائے تو بربنائے نالش منجانب زوجہ دعوے کرنیکا حق اسکے باپ یا کسی ایسے دوسرے جد کو جس نے ابتدا میں جہیز دیا تھا مستثنیٰ طور پر حاصل تھا۔ جسٹنین نے اس قانون کو بالکل بدلدیا اور بجز اس صورت کے کہ زوجہ کو بدکاری کے پاداش میں طلاق دی گئی ہو باقی ہر صورت میں شوہر جہیز واپس کرنے پر مجبور تھا۔ اور جہاں شوہر کو یہ حق تھا کہ جائداد جہیز کی حفاظت کے لئے جو صرفہ بلحاظ ضرورت فی الواقع ہوا ہو اسکی بابت کمی کا مطالبہ کرے تو وہاں یہ بھی تھا کہ اگر اس نے کسی جائداد منقولہ کو منتقل کردیا ہو یا اسکی غفلت سے جہیز کو کوئی نقصان پہنچا ہو تو اسکی تلافی کرنے پر وہ مجبور تھا۔ اور رعایت مزید کے طور پر جسٹنین نے عورت کو اسکے شوہر کی کل جائداد کا حق رہن معنوی (ٹیاسیٹا ہائی پاتھیکا Tacita hypotheca) دیدیا۔ اس لئے جسٹنین کے زمانہ میں اگر کسی کا شوہر زوجہ کے آگے مرگیا ہو یا طلاق بجز اسکی بدکاری کے اور کسی وجہ سے دی گئی ہو تو عورت کو پورا جہیز لینے کا حق حاصل تھا۔ تاوقتیکہ

---

[1] یا وضعات (پراپٹر لبراس Propter Liberos) ہوسکتی تھی یعنی فی بچہ چھٹا حصہ۔

اس کے خلاف ابتدائی قرارداد تملیک میں کوئی صریح اقرار نہ ہوا ہو۔ اگر عورت اپنے شوہر کی زندگی میں مرجائے تو از روئے نالش بربنائے اقرار[1] اس کا وارث جہیز ناجی (ڈاس اڈا وینٹیکیا Dos adventitia) واپس لے سکتا تھا۔ گر جہیز استخراجی اس کو ہر وقت واپس نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اگر اسکو باپ یا اجداد سے کسی کی جانب سے وہ جہیز دیا جاتا اور اس عورت کی وفات کے بعد وہ زندہ رہتا تو بازیابی کے متعلق اس شخص کا حق وارث کے حق پر مرجح تھا۔

ہبہ بربنائے ازدواج۔ (ڈونیٹیو پراپٹر نپٹیاس Donatio propter nuptias) ایک عطیہ تھا منجانب شوہر جو جہیز کا بدل مساوی ہوتا تھا۔ اول اول اسکو ہبہ قبل ازدواج (ڈونیٹیو انٹی نپٹیاس Donatio Ante nuptias) کہتے تھے اور وہ صرف ازدواج سے پہلے دیا جا سکتا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ یہ بات رومی قانون ملک کی حکمت عملی کے منافی تھی کہ شوہر اور زوجہ کے مابین طریقۂ ہبہ کو جائز رکھا جائے لیکن جسٹینین اول نے حکم دیا کہ بعد ازدواج اس عطیہ میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور جسٹینین کے قانون کی رو سے یہ ہبہ بعد ازدواج بھی ہو سکتا تھا جس کے باعث اسکا قدیم نام قبل ازدواج (اینٹی نپٹیاس Ante nuptias) ناموزوں ہو گیا اور اس کے عوض (پراپٹر نپٹیاس Propter nuptias) کا نام دیا گیا۔ اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر زوجہ شوہر کے بعد زندہ رہے یا شوہر کی بدچلنی کی وجہ سے بذریعہ طلاق رشتۂ زناشوئی ختم ہو جائے تو اس سے زوجہ کی آیندہ بسر برد کا انتظام کیا جائے۔ آخر میں چل کر شوہر کے اب وجد پر قانون موضوعہ کے ذریعہ سے اس ہبہ کے انتظام کی اتنی ہی ذمہ داری عاید کی گئی جو دلہن کے اب وجد پر انتظام جہیز کے متعلق تھی۔ اور جسٹینین کے ایک قانون کی رو سے ہبہ کی مالیت وہی ہونی چاہئے تھی جو اس قسم کے ہبہ کی ہوتی تھی اور جسکو شوہر لے لیتا تھا۔ اس عطیہ کا

[1] بہ تنسیخ نالش منجانب زوجہ جسٹینین نے یہ حکم دیا کہ تمام صورتوں میں نالش بربنائے اقرار کا استعمال کیا جائے اور یہ کہ جب یہ نالش اس خصوص میں پیش ہو تو چاہئے کہ وہ نیک نیتی پر مبنی ہو دیکھو سام (Sohm) صفحہ ۴۰۰ تا ۴۱۹ -

حقیقی انتظام و نگرانی قیام ازدواج تک شوہر سے متعلق تھی۔ مگر جسٹینین کے زمانہ میں اس جائداد کے حصہ غیر منقولہ کو شوہر اپنی زوجہ کی رضامندی سے بھی منتقل نہیں کرسکتا تھا۔ اور زوجہ کو اسکی جائداد کی حفاظت کے لئے اس پر رہن معنوی کا حق مل گیا تھا۔ شوہر کی وفات یا اسکی بدچلنی کی وجہ سے اگر رشتۂ زناشوئی ختم ہوجائے تو اولاد ہونیکی صورت میں زوجہ کو جائداد میں منفعت تاحیات حاصل ہوتی اور ملکیت میں وہ اپنے بچوں کی شریک ہوتی تھی۔

ج۔ اختتام رشتۂ زناشوئی۔ ازدواج ساقط ہوجاتا تھا

(۱) کسی فریق کی موت سے[1]

(۲) کسی فریق کے غلام بننے یا مدنیت کے زائل ہونے سے۔

(۳) اگر ازدواج بموجب قانون قدیم کے اور باختیار زوج ہوا تھا تو کسی فریق کی حیثیت قانونی میں قلّ تنزل (کیاپیٹیو ڈمنٹیو منیما Captio Dminitio minima) کے واقع ہونے سے۔

(۴) طلاق سے۔ قانون قدیم کے بموجب جو ازدواج مذہبی طریقہ سے ہوا تھا تو وہ اس قسم کی ایک باضابطہ کارروائی سے ساقط ہوسکتا تھا یعنی ڈفری ریٹیو (Differeatio) سے یعنی احبار کی موجودگی میں دیوتائے مشتری پر چڑھاوا۔ پہلے بوقت ازدواج جو الفاظ کہے گئے تھے اب انکے متضاد الفاظ (کانٹریریا وربا (Contraria verba) کہہ کر قربانی دیجاتی تھی۔ اگر ازدواج بطریق بیع زوجہ بحق شوہر یا بربنائے تصرف ہوا تھا تو زوجہ کو آزاد کردینے سے ازدواج ساقط ہوجاتا تھا۔ اور اگرچہ زوجہ کی حالت شوہر کے مقابل میں بنت العایلہ ہونیکے باعث فقط ایک بار بیچ دینا اس رشتہ کو توڑ دینے کیلئے کافی تھا۔ ازدواج باختیار زوج (ان مانم (In Manum) کے متروک ہونیکے بعد بیاہ جسکی بنیاد رضامندی پر تھی فریقین کی رضامندی سے

---

[1] انسٹس سوپرونینس (Incestus superviniens) کے لئے مایل (Moyle) صفحہ ۱۲۹ دیکھو۔

(ڈائیورٹم Divortuum = طلاق) یا کسی فریق کے اسکے متعلق نوٹس دیدینے ریپیوڈیم (Repudium)[له] سے ساقط ہوجاتا تھا۔ طلاق کی نسبت جو آزادی حاصل تھی اسکو عیسائی شہنشاہیت کے زمانہ کے وضع قوانین نے منسوخ نہیں کیا۔ گوکہ یہ بات ہوتی کہ اگر کوئی فریق دوسرے کو بلاوجہ معقول طلاق دیتا تو اس کو رتمی معنی میں سزا دی جاتی تھی۔ یعنی اگر زوجہ نے ایسا کیا ہو تو اسکے اپنے جہیز کے متعلق حقوق زایل کردئے جاتے تھے۔

دفعہ ۳ ولایت

ٹیوٹلا اور کیورا (Tutela and Cura)

کسی شخص کے باوجود ایک آزاد مدنی اور خودمختار ہونے کے یہ ممکن تھا کہ اسکی قابلیت قانونی مکمل نہ ہو یعنی وہ نہایت کم سنی کے باعث کسی ولی کے یا مثلاً جنون کی وجہ سے کسی کیوریٹر (Curator) کے تحت ہو۔ قانون متعلق بہ اشخاص کی تکمیل کے لئے ان دونوں طریقوں میں سے ہر ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

ذیلی دفعہ ۱۔ ولایت

الف۔ ولایت نابالغ۔ (ٹیوٹلا امپیوبرم Tutela Impuberum)

ب۔ دوامی ولایت اناث۔ (ٹیوٹلا پرپیٹوا میولیرم Tutela perpetua mulierum)

الف۔ ولایت نابالغ۔ ہر لڑکے اور لڑکی کو جو خودمختار اور نابالغ ہو ولی کی ضرورت تھی جس کی اجازت۔ (آکٹوریٹاس Auctoritas) اس نابالغ کی قانونی ناقابلیت کو مکمل کر دیتی تھی اور اس لئے ولایت کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ "وہ حق اور اختیار ہے جو ایک شخص نابالغ پر اسکی حفاظت کی غرض سے حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ وہ شخص اپنی کم عمری کے باعث اپنی آپ حفاظت نہ کر سکتا ہو" (دیکھو جسٹنین کتاب اول صفحہ ۱۳ نشان)

له ازروئے لیکس جولیا اڈلٹریس (Lex julia adulteriis) سات گواہوں کی موجودگی ضروری تھی۔

اس موضوع پر تین عنوانوں کے تحت بحث کی جا سکتی ہے۔ ابتدا[۱] وسعت[۲]۔ اختتام[۳]۔

(۱) ولایت کی ابتدا:۔ ولایت وصیتی: (ٹیوٹلا ٹسٹمنٹیریا Tutela testamentaria) کسی خود مختار گرنا بالغ شخص کا ولی معمولی طور پر وہ شخص ہوتا تھا جس کو اب العایلہ جسکی وفات سے وہ لڑکا یا لڑکی خود مختار ہوئی تھی بذریعہ وصیت نامہ ولی مقرر کرتا تھا۔ پس دادا اپنے وصیت نامہ سے پوتے کیلئے ولی اس وقت مقرر کر سکتا تھا جب کہ اسکا باپ فوت ہوچکا ہو یا اسکی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہوتا تھا۔ کیونکہ اگر پوتا اپنے دادا کی وفات سے اپنے باپ کے زیر اختیار آجاتا تو اسوقت کسی ولی کی ضرورت نہ ہوتی۔ اس لئے کہ لڑکا خود مختار نہیں بلکہ غیر خود مختار ہوتا معمولی صورتوں میں اگر کوئی شخص بذریعہ وصیت ولی مقرر کیا جائے تو موصی کی وفات پر خود بخود ولی ہوجاتا۔ لیکن بعض مستثنیٰ صورتوں میں مجسٹریٹ کی توثیق کی ضرورت ہوتی تھی۔ مثلاً اگر وہ لڑکا جسکے لئے ولی مقرر کیا گیا ہو آزاد شدہ ہو۔ کوئی موصی کسی شخص کو بھی جسکو اختیار وصیت ہو (ٹسٹامنٹی فیاکٹیو Testamenti factio)[۴] ولی مقرر کرسکتا تھا۔ اور چونکہ ولایت ایک خدمت عام متصور ہوتی تھی اسلئے کوئی ابن العایلہ (فی لیس فیامیلیاس Filius familias)[۵] بھی اس خدمت پر مامور ہوسکتا تھا۔ کوئی موصی اپنے غلام کو آزادی دیکر ولی مقرر کرسکتا تھا۔ اور جسٹینین کے زمانہ میں محض ولی بنا دینے سے آزادی ملجاتی تھی۔ اور اگر موصی نے اپنے غلام کو یہ کہکر ولی نہ بنایا ہو کہ "جب وہ آزاد ہوجائے" تو تقرر کالعدم ہوجاتا تھا۔ کیونکہ موصی نے

---

[۵۱] دیکھو لیج صفحہ ۲۳۲۔ اجانب۔ اناث اور وہ اشخاص جو خود بھی زیر ولایت تھے کسی طرح سے ولی نہیں بن سکتے تھے۔ اگرچہ آخرالامر بیوہ کی صورت میں استثناءً اجازت دیگئی کہ وہ اپنے نابالغ بیٹے کی ولیہ ہوسکتی ہے۔

[۵۲] لیکن اگر اسکی عمر ۲۵ سال سے کم تھی تو اس عمر کو پہنچنے تک وہ کام نہیں کرسکتا تھا۔

ان الفاظ کے استعمال سے ظاہر کر دیا کہ اگرچہ اس غلام کو آزاد کرنیکا اسے اختیار تھا مگر اسکا ارادہ آزاد کرنیکا نہ تھا۔ اس کے برخلاف کسی شخص غیر کے غلام کو باشرط ولی بنانا جائز تھا۔ جائز اُس وقت ہوتا جب کہ یہ شرط لگائی جاتی کہ "جب وہ آزاد ہوگا" اور اگر ممکن ہو تو وارث پر واجب تھا کہ اس غلام کو خرید کر آزاد کر دے۔ اور جب تک کہ اس غیر کے غلام (سروس ایلیانس Servus Alienus) کو اسطرح یا کسی اور طریقہ سے آزادی حاصل نہ ہو ولی نہیں ہوسکتا تھا۔

(۲) ولایت قانونی ٹیوٹلا لیجی ٹما (Tutela Legitima)

کسی نابالغ کے لئے کوئی ولی ازروئے وصیت نامہ مقرر نہ ہوا ہو تو اسکے لئے عموماً (ولی ازروئے قانون موضوعہ) ایک قانونی ولی مقرر کیا جاتا تھا۔ قانون موضوعہ زیر بحث قانون الواح اثناعشر کی وہ توضیح و تشریح ہے جو فقہا نے کی تھی۔ ولایت قانونی یا تو ہم جدی۔ مربی یا ابوی ہوتی ہے۔

(أ) ہم جدی رشتہ داروں کی ولایت: لیجی ٹما ایگناٹورم ٹیوٹلا (Tutela Legitima agnatorum) اگر کوئی شخص سن بلوغ کو پہنچنے سے خود مختار ہوجائے اور اسکے لئے کوئی ولی وصیتی مقرر نہ ہو تو بربنائے احکام الواح اثناعشر کے اسکا قانونی ولی اس کے قریب ترین ہم جدی حکمی رشتہ دار ہوتے تھے یا اگر کسی درجہ کے کئی رشتہ دار ہوں تو وہ سب کے سب ولی ہوتے تھے۔ ازروئے الواح اثناعشر ان کے ولی مقرر ہونیکی وجہ یہ تھی کہ اگر وہ نابالغ بلاوصیت و لاولد مرجائے تو بحیثیت ورثہ وہی لوگ اس کے جانشین ہونیوالے تھے۔ "اور جسکو قایم مقامی کا فائدہ ملتا ہو اسکو ولایت پر بار بھی اوٹھانا چاہئے" اگر ہم جدی سے کوئی موجود نہ ہوتے تو جائداد کی طرح ولایت بھی سب سے قریب کے ہم قبیلہ کو ملتی تھی۔ جسٹینین کے ۱۱۸ ویں جدید فرمان سے ولایت قریب ترین حکمی ہم جدی رشتہ دار کے بجائے قریب ترین خونی رشتہ دار پر منتقل ہوتی تھی جنھیں ولایت کی استعداد ہو۔

سلہ دیکھو ج کتاب اول ۱۴-۱

(ii) قانونی ولایت مربی۔ لیجی ٹماپیاٹرونورم ٹیوٹلا (Legitima patronorum tutela)

اگر کوئی آقا اپنے نابالغ غلام کو آزاد کردے تو وہ آقا (اور اسکی وفات کے بعد اسکے بچے) اسی غلام کا مربی اور قانونی ولی ہوتا تھا۔ قانونی اس لئے نہیں کہ قانون الواح اثنا عشر نے ایسی ولایت مربی یا اس کے بچوں کو صریح طور سے دی بلکہ فقہا کی توضیح و تشریح کی وجہ سے جنکی رائے یہ تھی کہ چونکہ شخص آزاد شدہ کی جانشینی کی بابت بعض حقوق مربی اور اسکے بچوں کو حاصل تھے ("انتفاع قایم مقامی") لہذا اس فائدہ یا حقوق کے ساتھ ساتھ بار ولایت کا عائد کیا جانا معقول ہوگا۔

(iii) قانونی ولایت ابوی۔ لیجی ٹماپیرنٹم ٹیوٹلا (Legitimaparentum tutela)

اسی قیاس کی بنیاد پر اب العایلہ کو جس نے کسی نابالغ شخص کو جو اسکے زیر اختیار تھا آزاد کر دیا ہو نہ صرف اسکی جانشینی کا حق حاصل ہوتا تھا بلکہ وہ اسکا قانونی ولی بھی ہوتا تھا۔

(۳) ولایت اعتمادی ٹیوٹلا فائیڈوکیاریا (Tutela Fiduciaria)

گیئس کے زمانہ میں اس اصطلاح سے مراد ولایت کی دو قسمیں تھیں :-

الف۔ وہ قسم جو جسٹنین کے زمانہ تک باقی رہی۔

ب۔ دوسری وہ قسم جو اس طرح پیدا ہوئی کہ جب ایک نابالغ آزاد ہونے کے وقت سب سے اخیر میں اس کو ایک عتق غیر نے آزاد کیا ہو جو اس بنا پر بچے کا ولی اعتمادی ہوجاتا تھا۔

جسٹنین کے زمانہ میں ایسی ولایت متروک تھی۔ اور ولایت اعتمادی صرف اسوقت پیدا ہوتی تھی جب کہ اب العایلہ کسی شخص کو جو اسکے زیر اختیار اور نابالغ ہو آزادی دیدے اور اسکے بعد فوت ہوجائے۔ اس وقت متوفی کی ایسی اولاد ذرینہ جن کو متوفی نے آزاد نہ کیا ہو اور وقت وفات اسکے زیر اختیار ہوں ان لوگوں کے ولی اعتمادی ہوتے تھے جن کو متوفی نے آزاد کر دیا ہو مثلاً زید کے دو لڑکے عمرو اور بکر ہیں جو اسکے زیر اختیار ہیں۔ وہ عمرو کو جسکی عمر (۱۱) سال ہو آزاد کر دیتا ہے اور اسکے بعد عمرو کا قانونی ولی بن جاتا ہے جب صدر اگر زید مر جائے بکر اپنے بھائی کا ولی اعتمادی ہوتا تاوقتیکہ اسکی عمر چودہ سال کی نہ ہو[1]۔

[1] لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی مربی کی وفات پر جو اپنے نابالغ عتیق کا ولی ہے تو

ولایت عدالتی ٹیوٹلا ڈاٹیوا (Tutela Dativa)

کسی اور ولی کی عدم موجودگی میں عدالت ولی کا تقرر کرسکتی تھی (ولی مقرر کردۂ عدالت) سابق میں ایسا تقرر ازروئے قانون (لیکس اٹی لیا (Lex Atilia) روما میں پریٹر مدنی اور پلیبس، کی عدالتوں کی نصف سے زیادہ تعداد کے حکم سے ہوتا تھا۔ اور صوبہ جات میں صوبہ دار (پرے ای سی ڈس = (Praesides)) بربنائے قانون (لیکس جولیا ٹائیٹیا (Lex Julia Titea)) مصدرہ ۳۱ سنہ ق.م کرتے تھے۔ لیکن جسٹینین کے زمانہ سے پہلے ر لیوں کا تقرر موقوف ہوچکا تھا۔ کیونکہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بات بھی تھی کہ قوانین مذکور میں کوئی شرط ایسی نہ تھی جس سے اسکی کفالت ہوسکے کہ ولی نابالغ کی جائداد میں اتلاف نہیں کرینگے۔ اور اسکے زمانہ میں ایسا تقرر بعد دریافت روما میں شیخ القریٰ (پرے ای فکٹس اربی (Praefectus urbi) یا پریٹر۔ اور صوبہ جات میں صوبہ دار کرتے تھے یا اگر نابالغ کی جائداد کی مالیت پانسو سیالیڈی (Salidi) سے زیادہ نہ ہوتو محافظین شہر (ڈفنسورس آف دی سٹی (Defensores of the city) بہ شرکت اسقف یا دیگر عہدہ دار سرکاری ولی کا تقرر کرتے تھے۔

ب۔ ولایت کا اثر

ولی کے فرائض سہ گونہ تھے :-

(۱) نابالغ کی تعلیم اور بہبودی کی نگرانی۔

(۲) جائداد کا انتظام بہترین اسلوب سے کرنا۔ (انتظام جائداد = ریم گیری (Rem Gere) اور وہ نہ صرف فریب کی علت (فریب = ڈولس = (Dolus) میں وہ ماخوذ ہوتا تھا بلکہ اس صورت میں بھی کہ جس احتیاط سے اپنا ذاتی کاروبار چلاتا اتنی ہی احتیاط سے یہاں بھی کام کرنے میں غفلت کرے۔ یعنی بہ بنائے غفلت (" اس احتیاط کے برابر جو اپنے ذاتی کاروبار میں کیجاتی ہے") اور

اذن (اکٹوریٹاٹم انٹرپونیری (Auctoritatem interponere)) تاکہ نابالغ کی قانونی ناقابلیت یعنی جبھر وقع ہو جب کہ کوئی قانونی کارروائی کرنے کی ضرورت ہوتی تھی،

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ ولایت مربی کے بچوں کو پہنچتی ہے اور وہ ولی قانونی بنتے ہیں۔ وجہ کیلئے دیکھو جے۔ کتاب اول ۱۹۔

اور ولایت کا یہ آخر الذکر پہلو ہی اسکا جزو اصلی تھا۔ اس خصوص میں نابالغ کی جو حالت تھی اس کو مجملاً یوں بیان کر دیا جاسکتا ہے کہ بغیر اپنے ولی کی اجازت کے وہ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا جسکا مضر اثر اس کی ذات پر پڑتا۔" یہ قانوناً مسلم ہے کہ ایسے معاملہ کیلئے جس سے مجور فایدہ اٹھاتا ہے ولی کے اذن کی ضرورت نہیں مگر ایسے معاملات کے لئے جس سے اسکو نقصان پہنچتا ہے ولی کا اذن لازمی ہے" (دیکھو جسٹینین کتاب اول صفحہ ۲۱) پس کوئی نابالغ قانوناً کسی متروکہ پر داخل ہو سکتا تھا اور نہ اسکو قبول کر سکتا تھا۔ (کیونکہ ممکن ہے کہ ورثہ بالکل نادار یعنی اسکے دیون اسکی جائداد سے بڑھے ہوئے ہوں (ڈیامنوسا (Damnosa) اور نہ حق قبضہ معدلتی کی درخواست کر سکتا اور نہ کوئی معاہدہ منعقد کر سکتا جس سے اس پر ذمہ داریاں عاید ہوتی ہوں۔ اسکے یہ معنی نہیں تھے کہ نابالغ اپنی ایسی حالت سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ مثلاً کسی نابالغ کو کچھ رقم واجب الوصول تھی اور اسکے وصول ہونے پر اس نے رسید بغیر اجازت (اکٹوریٹاس) کے دیدی تو قانوناً وہ رسید ناقابل قبول ہوگی۔ کیونکہ اس سے نابالغ کی حالت بہتر نہیں ہوتی لیکن اگر نابالغ نے رقم رکھ لی اور پھر قرض کا دعوے کیا تو بر بنائے معدلت فریب کے عذر پر اسکو شکست ہوسکتی تھی (اکسپٹیو ڈولی (Acceptio doli) عذر دغا) دیکھو جسٹینین کتاب دوم صفحہ ۸ نشان[1]۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے اذن کے ذریعہ سے ولی صرف نابالغ کے ذاتی فعل کی تکمیل کرتا تھا۔ پس اگر نابالغ اپنی ذات سے کسی کام کے کرنیکی قابلیت نہیں رکھتا تھا (مثلاً بچہ جسکی عمر سات سال سے کم ہو) اور اگر اسکا تعلق قانون ملک سے (ایکٹس لیجی ٹیمس (Actus Legitimus) یعنی فعل قانونی) جسکو دوسرا شخص آپ نہیں کر سکتا تھا تو فعل زیر بحث کیا ہی نہیں جاتا تھا۔

چونکہ یہ ممکن تھا کہ ولی اپنے وسیع اختیارات کا ناجایز استعمال کرے اس لئے نابالغ کے حقوق کی حفاظت حسب ذیل طریقوں سے کیجاتی تھی :۔

(۱) از روئے قانون جسٹینین ولی کا عمل شروع ہونے سے پہلے نابالغ کے تمام سامان کی

[1] لیکن قانون ترقی یافتہ میں اس اصول کی سختی کو کم کر دیا گیا مثلاً تھیوڈوسیس اور ویلنٹی نین نے اجازت دیدی تھی کہ ولی نابالغ کے نام سے متروکہ پر دخل یاب ہوسکتا ہے۔

فہرست مرتب کرنا لازمی تھا۔

(۲) خدمت پر مامور ہونیکے بعد عصبی ولی اور اس ولی کو جس کا تقرر ایک ادنئے درجہ کے مجسٹریٹ[۱] نے کیا ہو ضمانت (اسٹاڈسڈاٹیو (Stadisdatio) دینی ہوتی تھی۔ اور وہ ضمانت کہ جائداد نابالغ کو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اور ضمانت اس طرح دیجاتی تھی کہ تین شخص بربنائے معاہدہ زبانی ضامن ہوتے تھے۔

(۳) جیساکہ الواح اثناعشرہ میں بیان کیا گیا ہے بربنائے نالش (اکیوزاٹیو سسپکٹی Accusatio suspecti) کسی ولی کو بعلت بدچلنی خدمت سے علٰحدہ کردیا جاسکتا تھا اور اگر دغا ثابت ہوجاتی تو اسکی تشہیر بدچلنی ہولی۔

(۴) اگر نابالغ کی جائداد کے انتظام میں اس قسم کی احتیاط محفوظ نہیں رکھتا جو اپنے ذاتی کاروبار میں کرتا ہے تو اسکو ہرجہ ادا کرنا پڑتا تھا کیونکہ نابالغ کے اور اسکے مابین جو تعلق تھا وہ ہم شکل معاہدہ تھا۔

(۵) اگر ولی نابالغ کی جائداد کو اپنے تصرف بیجا میں لے آتا تو وہ دوگنے ہرجہ کے لئے نالش (اکٹیو ریشنی بس ڈسٹراہنڈس Actio rationibus distrahendis) لاتا۔ یہ وہ نالش ہے جو زمانہ الواح اثناعشر سے چلی آرہی ہے۔

(۶) زمانہ ولایت کے اختتام پر نابالغ اپنے ولی کو از روئے نالش ولایت (اکٹیو ٹیوٹلے ای ڈایرکٹا Actio Tutelae directa)[۲] مجبور کرسکتا تھا کہ اسکو حساب سمجھائے اور جائداد تفویض کرے اور اگر اس مقدمہ میں ولی کو سزا ملتی تو اس سے اسکی تشہیر بدچلنی ہوتی۔

(۷) (سیویرس ہفتم (Severus VII) کے حکم کے بموجب بجز مجسٹریٹ کی اجازت کے ولی کو اراضیات اضلاع و مضافات شہر کو جو نابالغ کی ملک ہو منتقل کرنیکی ممانعت تھی۔

---

[۱] جس طرح کوئی سلف یا مربی ضمانت دینے سے عموماً مستثنیٰ تھے اسی طرح ولی از روئے وصیت اور ولی مقرر کردۂ مجسٹریٹ درجہ اعلیٰ کو بھی ضمانت دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

[۲] ولی کو نالش (اکٹیو ٹیوٹلے ای کنٹریرس (Actio tutelae contrarius) کا حق حاصل تھا کہ اخراجات ضروری کا معاوضہ ادا کرنے پر اپنے نابالغ سابق کو مجبور کرے۔

زمانہ مابعد میں اس قانون کے تحت ایسی تمام جائداد آگئی جو زیادہ قیمت کی ہو۔

(۸) قسطنطین کے ایک فرمان سے نابالغ کو اپنے ولی کی جائداد پر اس صورت میں کہ ولی پر اسکا کچھ مطالبہ ہو رہن قانونی (اسٹاٹوٹری مارگیج Statutory mortgage) یا رہن معنوی حاصل تھا۔ ولی کے خلاف چارہ کار قانونی حاصل ہونیکے علاوہ نابالغ نقصان عاید شدہ کی بابت اس مجسٹریٹ پر بھی (اکٹیو سبسی ڈیاریا Subsidiaria actio) کر سکتا تھا جس نے ولی سے اسکے تقرر کے وقت ضمانت نہ لی ہو یا لی ہو تو کافی نہ لی ہو۔

ج۔ ولایت نابالغ کا اختتام

ولایت نابالغ کا اختتام حسب ذیل صورتوں میں ہوتا تھا:۔

(۱) جب کہ منجانب عدالت ولی اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ نالش بربنائے اتہام ولی (اکیوزاٹیو سسپکٹی) ایک طرح کی عام نالش تھی ایک عنبر یا عورت بھی دایر کر سکتی تھی۔ یہ نالش ہر قسم کے ولی کے خلاف لائی جا سکتی تھی بلا سے وہ سفری ہو یا قانونی۔ مگر اس صورت میں کہ ولی مربی ہو کوئی کارروائی اسکے خلاف ایسی نہیں کیجاتی تھی جس سے اسکی عزت ریزی ہو ("یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مربی کی عزت ریزی نہیں ہونی چاہئے") دیکھو جسٹینین دفتر اول ۲۶-۲) اس طرح کہ اس کی علٰحدگی کے وجوہ عام نہیں کئے جاتے تھے۔

(۲) نابالغ یا ولی کی وفات سے۔

(۳) نابالغ کے سن بلوغ کو پہنچنے سے۔

(۴) ولی کے اپنی خدمت سے دست بردار ہو جانے سے (ترک ولایت = ابڈیکاٹیو ٹوٹیلای Abdicatio tutelae) لیکن ابتدا ہی سے ولایت کی خدمت سے انکار کرنے یا بعد میں اس خدمت سے دست بردار ہونیکے لئے یہ ضروری تھا کہ کوئی خاص وجہ جسکو قانون تسلیم کرے[۱] پیش کیجائے مثلاً عمر ستر سال سے تجاوز کر گئی ہے یا ولی بیمار ہے (دیکھو جسٹینین دفتر اول فقرہ ۲۵)

(۵) جب کہ کسی ولی کا تقرر کسی شرط کی تکمیل تک یا کسی مدت معینہ (سرٹم ٹمپس-

---

[۱] فقط ولی مقرری ہی اپنی خدمت سے مستعفی ہو سکتا تھا۔

کیلئے کیا گیا ہو تو تکمیل شرط یا ختم مدت کے ساتھ (Certum tempus) ولایت بھی ختم ہو جاتی تھی۔

(۶) نابالغ کی حالت میں تنزل واقع ہونے سے۔

(۷) ولی کی حالت میں تنزل غایتی یا وسطی (کیاپی ٹس ڈیمنیٹیو میکسیما آر میڈیا Capitis diminitio maxima or media) واقع ہونے سے۔ اور قانونی ولی کی صورت میں تنزل اعلیٰ یا ادنیٰ (کیاپی ٹس ڈیمنیٹیو مینما Capitis diminitio minima) واقع ہونے سے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ حالت کے تنزل ادنیٰ کے معنی جیسا کہ متعاقب ظاہر ہوگا حکمی ہم جدی رشتہ داری کا ٹوٹنا تھا اور اس رشتہ پر قانونی ولایت کا انحصار تھا۔ (کم سے کم حکمی ہم جدی رشتہ داری اور ابوی ولایت اس پر مبنی تھی)

ب۔ دوامی ولایت اناث: پرپیٹوا ٹوٹلا میولیرم (perpetua tutela mulierum)

جسٹنین صرف ولایت نابالغین کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اسکے زمانہ میں اسی ایک قسم کی ولایت باقی تھی۔ لیکن گیئس کے زمانہ میں ایک اور قسم کی ولایت تھی اگرچہ اس وقت بھی اسکا رواج تقریباً متروک تھا یعنی ولایت اناث آزاد (یا حرہ) خواہ وہ کسی بھی عمر کی ہوں (یعنی گو وہ سن بلوغ سے زاید ہوں) خواہ وہ پیدائشی حرہ ہوں یا عتیقہ۔ قانون قدیم کا نظریہ یہ تھا کہ عورت کبھی بھی کلیۃً خود مختار نہیں تھی۔ وہ یا تو غیر خود مختار تصور کیجاتی تھی یعنی اپنے اب وجد کے زیر اختیار یا اپنے شوہر کے زیر اختیار زوج یا شوہر کے بزرگ خاندان کے زیر اختیار یا اگر خود مختار تھی تو ولایت دوامی میں۔ اناث کے ولی حسب ذیل اقسام کے ہوتے تھے:—

(۱) ولی مقرری (ٹسٹامینٹیری؛ Testamentari) یعنی وہ ولی جسکو اس کے باپ یا شوہر نے از روئے وصیت نامہ مقرر کیا ہو۔ کسی شخص خاص کو ولی مقرر کرنیکے عوض اسکا شوہر اپنی بیوی کو حق انتخاب دے سکتا تھا اور اس صورت میں ولی کا ایک خاص نام ہوتا تھا (انتخابی = آپٹیوس (Optivus)

(۲) قانونی ولی: (لیجی ٹیما ٹیوٹورس؛ Legitima tutores) از روئے قانون الواح اثنا عشر یا اسکی تشریح و توضیح کی بنا پر عورت کا قانونی ولی۔

الف۔ اسکا والد معتق یا

ب۔ اسکے ہم جدی قانونی رشتہ دار یعنی اگر کوئی ولی مقرر نہ ہو یا
ج۔ اگر وہ عتیقہ ہو تو اسکا مربی یا مربی کے بچے ہو سکتے تھے

(۳) ولی اماتی: فائیڈوکیاری ٹیوٹورس (Fiduciarii tutores) عورتوں نے اپنے ہم جدی قانونی رشتہ داروں کے اختیار سے بچنے کیلئے جو تدبیر غالباً اسکی رضامندی سے ایجاد کی تھی اس سے ولی کی یہ نئی قسم پیدا ہوئی۔ عورت اپنے تئیں ایک فرضی ازدواج میں (جسکو بیع بغرض امانت[1]: کوایمپٹیو فائیڈوکیائی کازا (Coemptio fiduciae causa) کہتے تھے اور جو بیع بغرض ازدواج: (کوایمپٹیو میاٹریمونی کازا Coemptio matrimoni causa سے جدا تھی) ایک فرضی شوہر کے ہاتھ بیچ دیتی تھی اس امانت کے ساتھ کہ وہ اسکو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ جسکو وہ عورت پسند کرے بیچدے جس کے مقابل میں اس عورت کی حالت شے مبیعہ کی ہوتی تھی۔ یہ اخیر شخص اس کو آزاد کر دیتا اور اس طرح خود اسکا ولی اماتی (ٹیوٹر فائیڈوکیاریس۔ (Tutor) (fiduciarius) بن جاتا تھا۔

(۴) ولی تفویضی: سیسی سی ٹیوٹورس (Cessicii tutores) ایک فرضی نالش کے ذریعہ سے قانونی ولی اپنی ولایت کو کسی دوسرے شخص پر منتقل کرسکتا تھا اس نئے ولی کو ولی تفویضی (ٹیوٹر سیسی سیس (Tutor cessicius)) کہتے تھے۔ اس شخص کے مرنے یا کسی اور طرح سے اسکی ولایت ختم ہونے سے (جیساکہ تنزل حیثیت قانونی) ولایت ولی سابق کی طرف عود کرتی تھی (دیکھو گیئس دفتر اول فقرات ۱۶۸ ۔ ۱۷۰)

(۵) ولی عدالتی: ایٹی لیانی آر ڈاٹیوی (Atiliani or Dativi) وہ ولی تھے جو کسی اور قسم کے ولی کی عدم موجودگی میں از روئے قانون ایٹیلیا یا کسی اور قانون موضوعہ کی

---

[1] بیع بغرض امانت (یا بیع بالوفا زوجہ بحق شوہر) کی تین اقسام تھیں: (۱) ٹیوٹلا ایوی ٹانڈے ای کازا (Tutela Evitandae causa) جیساکہ یہاں اس صورت میں ہے۔ (۲) ٹیوٹلا فیسینڈی کازا: (Tutela Fasciendi causa) دیکھو مابعد۔ (۳) انٹر میانڈورم سیاکرورم کازا: (Intermandorum Sacrorum Causa) دیکھو سیسرو ۱۲-۲۷)

بنا پر بنیابت عدالت مقرر ہوتے تھے۔

ولی کے اختیارات کی وسعت

کسی بالغہ عورت کے ولی کا کام یہ نہیں تھا کہ اسکی جائداد کا انتظام (ریم گیریری Rem Gerere) نابالغ کی جائداد کی طرح کرے بلکہ یہ کہ چند صورتوں میں اسکو معاملات کرنیکی اجازت دے یا ان میں جواز پیدا کرے۔ (اجازت: اکٹوریٹاٹم انٹرپونرے Auctoritatum interponere) مثلاً اگر عورت کو کوئی نالش منظورۂ قانون موضوعہ (لیگس ایکٹیو Legis actio) لانی پڑتی تھی یا کسی جایز قانونی کارروائی میں ایک فریق ہوتی یا کسی شے قابل بیع (رس میانکیپی Res mancipi) کو منتقل یا غلام کو آزاد کوئی ذمہ داری اپنے پر عاید کرنا چاہتی یا کسی شے غیر قابل بیع (رس نک میانکیپی Resnec mancipi) کو منتقل اور کوئی ایسا معاہدہ کرنا چاہے جس سے کسی قسم کا بھی انتفاع ہوتا ہو تو اسکو اپنے ولی کی رضامندی حاصل کرنیکی ضرورت نہیں تھی۔ وہ رقم قرض دے سکتی تھی اور وصول کرسکتی تھی۔ جیسے (میوٹوام Mutuum) کے طریقہ پر ہوتا تھا۔ اگر اس کا مدیون زر واجب الادا دیتا تو وہ اسکو ایک باضابطہ رسید دے سکتی تھی۔ لیکن اگر رقم وصول کئے بغیر قرضہ بخش دیتی (اکسپٹی لاٹیو Acceptilatio) جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ اگر مرد ایسا کرتا تو قرض ساقط ہو جاتا تو اس سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔

کوئی عورت جو خود مختار ہو مگر زیر ولایت ہو تو وہ وصیت کرنیکی مجاز تھی مگر دو قیود کے ساتھ ایک تو یہ کہ اسکے ولی کی اجازت حاصل کرنی پڑتی اور دوسرے یہ کہ اس کو اپنا ہم جدی خاندان بدلنا پڑتا تھا۔ پس زمانہ قدیم میں عورت کو اپنے کسی دوست کا انتخاب کرکے اس سے وعدہ لینا پڑتا تھا کہ اگر وہ اسکا ولی بنے اور یہ کہ وہ اسکا ولی بنے تو اسکے وصیت کرنیکے متعلق وہ اپنی رضامندی ظاہر کرے اسکے بعد اپنے ولی سابق کی رضا سے بذریعہ بیع زوجہ یا حق شوہر (کوایمپٹیو Coemptio)[۱] کسی فرضی شوہر کے ہاتھ بک جاتی اس اقرار اماتنی پر کہ وہ شخص اسکو اسکے دوست زیر بحث کے ہاتھ پھر فروخت کرے اور یہ دوست اسکو خرید کرکے آزاد کردیتا تھا اور اس طرح اسکا ولی بالامانت (ولی اماتی)

---

[۱] دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۱۵ الف۔

بنکر حسب اقرار اسکے وصیت کرنیکے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرتا تھا۔

گیئس کا زمانہ آنے تک بالغ عورتوں کی ولایت کی (جس سے مذہبی کنواریاں ہمیشہ مستثنیٰ رہی ہیں) اہمیت بہت کم ہوگئی تھی از روئے قانون (جولیا پیاپیا پپیا Julia etpapia pappea) وہ عورتیں جنھیں (جُس لبروم Jus liberorum[1]) یعنی حق آزادی حاصل تھا ولایت دوامی سے بالکل آزاد کردی گئیں۔ قانون کلاڈیا مصدرہ ۴۵ء کی رو سے قانون ولایت ہم جدی رشتہ داران قانونی (لیجی ٹیما ٹیوٹلا ایگناٹورم Legitima tutela agnatorum) جو بلا شبہہ سب سے زیادہ عام اور اہم ولایت تھی منسوخ ہوگئی اور ہیڈرین نے بیع زوجہ باحق شوہر بہ غرض وصیت (کوایمپٹیو ٹسٹمنٹی فیاسینڈی کازا Coemptio testamenti fasciendi causa) کو غیر ضروری قرار دیا۔ نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گیئس کی تحریر کے زمانہ میں گو ولی کی اجازت ہنوز تکمیل ضابطہ کے لئے ضروری سمجھی جاتی تھی تاہم وہ اپنی اجازت دینے پر مجبور کئے جاسکتے تھے تاوقتیکہ وہ ولایت کسی قانونی مربی یا پدر معتق کی نہ ہو۔ اور ان صورتوں میں بھی رضامندی سے انکار صرف اس وقت کیا جاسکتا تھا جب کہ عورت (الف) اشیائے قابل بیع فروخت کرنا چاہتی تھی یا (ب) کوئی ایسا معاملہ کرنا چاہتی تھی جس سے وجوب عائد ہوتا ہے۔ یا (ج) وہ وصیت کرنا چاہتی تھی۔ (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۹۲[2]) اس میں شک نہیں کہ مربی اور پدر معتق کو رضامندی دینے سے انکار کرنیکی اجازت اس لئے دیگئی تھی کہ اگر عورت (یا زن) مجبوراً اپنی زندگی میں یا بذریعہ وصیت اپنی جائداد کسی کو منتقل نہ کرے تو یہی اشخاص اسکے وارث تھے اور اس حیثیت سے اس عورت کی جائداد کے یہی مالک ہوتے تھے۔

اسی لئے گیئس کہتا ہے کہ بالغ عورتیں اپنا کاروبار[3] آپ چلاتی ہیں۔ چند صورتوں میں

---

[1] وہ عورت جو پیدائشی حرہ ہو اور جسکے تین بچے ہوں اور وہ عورت جو عتیقہ ہو اور جسکے چار بچے ہوں ولایت سے آزاد تھیں۔

[2] صورتہائے (الف) و (ب) میں مربی یا والد بطور مستثنیٰ رضامندی دینے پر مجبور کئے جاسکتے تھے بشرطیکہ کوئی زبردست وجہ ہو (دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۹۲)

[3] یہ صورت ہمیشہ سے رہی۔ بالغ عورت کے ولی کو عورت کی طرف سے اس کی جائداد کا انتظام (رم گیریرے Rem Grere) کرنیکا حق کبھی بھی حاصل نہ تھا۔

ولی کی اجازت محض ضابطہ کی تکمیل ہے۔ اور اکثر وہ اجازت دینے پر مجبور کیا جاتا خواہ وہ چاہے کہ نہ چاہے۔ اور نیز یہ کہ یہی وجہ ہے کہ ختم زمانہ ولایت کے بعد عورت کو اپنے ولی سابق کے مقابل میں حق نالش بہ خلاف ولایت حاصل نہیں ہوتا تھا۔ گیئس آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ "وصیت کرنیکے متعلق عورتوں کی حالت مردوں کے مقابلہ میں بہتر ہے کیونکہ وہ بارہ سال کی عمر میں وصیت کرسکتی ہیں درانحالیکہ لڑکے کو چودہ سال تک انتظار کرنا پڑتا ہے" مگر یہ بیان محتاج ترمیم ہے۔ کیونکہ (الف) برنبائے نظریہ عورتوں کو چاہے وہ کسی قسم کی بھی ولایت میں ہوں وصیت کرنیکے لئے انکے ولی کی اجازت لازمی تھی۔ اور بغیر اس کے اذن کے ازروئے قانون ملک وصیت ناجائز تھی۔ اگرچہ پریٹر کو اختیار تھا کہ ایسی وصیت کی بنا پر قبضہ برنبائے اصول (ایکویٹی بونرم پوزیسیو Bonorum possessio) عطا کرے۔ (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۱۲۲) اور (ب) جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے عورت (یا زن) مجبور کی وصیت کے جواز کے لئے مربی یا پدر معتق کی رضا قطعاً لابدی تھی۔ اور ایسے وصیت نامہ بلا اذن ولی میں جو شخص وارث قرار دیا گیا ہو وہ نہ ازروئے قانون ملک وارث ہوسکتا تھا اور نہ پریٹر اسکو قبضہ برنبائے اصول ایکویٹی (بونرم پوزیسیو) دے سکتا تھا۔ ("کسی باپ یا مربی کو ایک غیر مستند وصیت نامہ کے ذریعہ سے یقیناً محروم الارث نہیں کیا جا سکتا") دیکھو گیئس فقرہ محولہ صدر۔

ایسا پایا جاتا ہے کہ گیئس کے زمانہ کے بعد ولایت دوامی بتدریج آزوال پذیر ہونے لگی۔ بہرحال ڈایکلیشین کے زمانہ تک اسکا وجود محض اصولاً رہا مگر اسکا ذکر نہ تو مجموعہ قوانین تھیوڈوسیس میں ہے اور نہ تالیفات جسٹنین میں۔

ذیلی دفعہ ۲ ولایت نیابتی یا مختاری عام

رومنی قانون میں ولایت کی ایک نوع کے لحاظ سے ولایت نیابتی یا مختاری عام (کیورا Cura) کی چار بڑی قسمیں ہیں:۔

(۱) ولایت نیابتی یا مختاری عام سفیہ (فیوریوسی Furiosi)

(۲) مسرف (پراڈیجی Prodigi) کی نیابت

(۳) مراہق (ایڈولیسینٹس Adolescentes) کی نیابت

(۴) گونگوں کی نیابت

اور یہ اخیر قسم وہ ہے جو زمانہ مابعد میں اس اصول کو مدنظر رکھ کر شامل کر لی گئی۔

الواح اثنا عشر کے زمانہ سے سفیہ اور مسرف کی ولایت نیابتی مسلمہ تھی۔ اور سفیہ کو اسکے قریب ترین ہم جدی قانونی رشتہ داروں کی ولایت میں دیا جاتا تھا۔ (قانونی ولایت نیابتی = (کیورا لیجی ٹیما Cura Legitima) اور اگر کوئی ہم جدی قانونی رشتہ دار موجود نہ ہوتے تو اسکا کوئی ہم قبیلہ اسکا ولی نیابتی ہوتا تھا۔ لیکن مسرف کی نسبت حاکم عدالت کو اختیار تھا کہ اسکے اقربا کی درخواست پر اسکے کاروبار کا انتظام کسی شخص کے سپرد کرے جسکو وہ بطور ولی نیابتی کے مقرر کرتا جو عموماً اسکے رشتہ داروں ہی سے ایک شخص ہوتا تھا اور اس کے ساتھ مسرف کو اسکی جائداد کے انتظام کی بابت ممانعت کر دی جاتی تھی۔ کچھ ہی دنوں میں ولایت نیابتی کی ایک نئی قسم پیدا ہو گئی جو دو اقسام متذکرۂ صدر کیطرح قدیم الایام نہیں تھی یعنی ان اشخاص کی ولایت نیابتی (مراہق) جو خود مختار تھے اور سن بلوغ کو پہنچ چکے تھے لیکن جنکی عمر پچیس سال کے اندر ہونیکی وجہ سے ہنوز محتاج نیابت سمجھے جاتے تھے۔ قانون ملک کے سخت نظریہ کے بموجب ایسے لوگوں کو پوری پوری قانونی قابلیت حاصل تھی اور جسٹینین کے زمانہ تک بھی انھیں قانوناً کوئی ولی نیابتی (کیوریٹر Curator) رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بجز ایک صورت کے یعنی جب کہ وہ کسی قانونی نالش میں ایک فریق ہوں ("کوئی مراہق بغیر ولی نیابتی کے قانونی کارروائی نہیں کر سکتا" دیکھو جسٹینین دفتر اول ۲۳ - ۲[1]) لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اکثر نابالغوں[2] کو انکے مفاد کی نگہداشت کے لئے ولی نیابتی رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی اور یہ ضرورت کچھ تو بوجہ قانون پلی ٹوریا (جس کی تاریخ غیر متیقن ہے مگر جسکا ذکر پلاٹس (Plautus) نے کیا ہے) اور کچھ پریٹر کے عملدرآمد کی وجہ سے پیش ہوتی تھی کہ وہ (ان انٹگرم ریسٹی ٹیوٹی او (In integrem Restitutio

---

[1] بعض اوقات نابالغ (امپیوبس Impubes) کو بھی ولی نیابتی رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ تاکہ کسی قانونی نالش میں اس کی جانب سے کارروائی کرے۔ یعنی جب کہ اسکے اور اسکے ولی کے مابین نزاع واقع ہو اور ایسی صورت میں ولی اسکی نمایندگی نہیں کر سکتا۔

[2] یہاں نابالغ (مائنر Minor) اختصاراً اور مرادف مراہق کا ہے۔

یعنی حالت سابقہ کو بحال کر دینا) عطا کرتا تھا۔ قانون (پریٹوریا Praetoria) کی رو سے اس شخص کو چالان فوجداری کیا جاتا تھا (جس میں تاوان کے ساتھ تشہیر بدچلنی بھی تھی) جسکے خلاف یہ ثابت کر دیا جاتا کہ ایک نابالغ کی حالت سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھایا تھا اور اسکے بعد ایک عذر داری (اکسپٹیو Exceptio) یا عذر داری بربنائے ایکوٹی) قانون موضوعہ پر وضع کی گئی (عذر داری بربنائے قانون پلی اے ٹوری اے ای) جسکی رو سے نابالغ کامیابی کے ساتھ اس نالش کی جوابدہی کر سکتا تھا جو ایسے معاملہ کی تعمیل کرانیکے لئے کی گئی ہو جو اس نابالغ نے فریق ثانی کے داب ناجایز کے باعث کیا ہو۔ اتنا ہی نہیں بلکہ پریٹر یہ بھی کرتا تھا کہ نابالغ کی درخواست پر بشرطیکہ وہ درخواست ایک سال کے اندر پیش کیجائے محض اسکی نابالغی کی بنا پر اس معاملہ کو کالعدم کر دیتا تھا جس سے اسکو نقصان پہنچا ہو (حالت سابقہ کو بحال کر دینا) یعنی گو فریب یا داب ناجایز ثابت بھی نہ کیا گیا ہو۔ اور اس طرح اسکو سخت چارہ کار قانونی حاصل ہو جاتا تھا۔ برخلاف اسکے قانون انگلیشیہ میں جہاں معاملہ کسی عمر رسیدہ اور تجربہ کار اور ایک نوجوان کے مابین ہوا ہو اور داب ناجایز کا احتمال یا قیاس پیدا ہوتا ہو تو اسکی تردید ہوسکتی ہے۔ چونکہ روما میں ایسا قیاس ناقابل تردید تھا اس لئے لازمی طور پر تجاران "خاصان قانون" سے معاملہ کرنیکے لئے پس وپیش کرتے تھے تاوقتیکہ ان نابالغوں کی طرف سے کوئی عمر رسیدہ نائب اپنی رضامندی ظاہر نہ کرے کیونکہ نائب کی رضامندی کے بعد تجار کے حقوق کی پوری حفاظت ہو جاتی تھی۔ اگر کوئی نالش انکے خلاف لائی جاتی تو نائب کا معاملہ میں راضی ہونا ان کے لئے کافی جواب دعوی ہوتا یہی اسباب تھے کہ ان نابالغوں کو جو تجارتی تعلقات پیدا کرنا چاہتے تھے مجبوراً نیابتی ولی رکھنا پڑتا تھا۔ اور (مارکس اریلیس (Marcus aurelius) نے یہ حکم جاری کیا کہ کسی مجسٹریٹ کے پاس محض درخواست پیش کرنے پر کسی نابالغ کو اسکی جائداد کے لئے ایک مستقل ولی نیابتی مل سکتا ہے۔ اگر کسی نابالغ کی جائداد اسکے ولی نیابتی کی رضامندی سے بھی منتقل کرنی ہو تو ایسے انتقال کے لئے بربنائے قانون موضوعہ خاص شرطیں لازم کر دی گئیں اور اکثر صورتوں میں مجسٹریٹ کی اجازت ضروری قرار دی گئی۔

چونکہ نوجوان کو (قانون موضوعہ کے خاص احکام کے قطع نظر) پوری پوری قانونی قابلیت حاصل تھی اس لئے وہ کوئی تصرف قانونی بھی بغیر اپنے ولی نیابتی کی

رضامندی کے انجام دے سکتا تھا۔ مگر اس نابالغ کو جو ولایت میں ہو نہ صرف اسکی رضامندی لینی پڑتی تھی بلکہ اسکی اجازت کی بھی ضرورت تھی۔ اور جب ولی نیابتی کی رضامندی کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف اس لئے کہ جو کام بادی النظر میں جائز تھا کہیں ممکن الانفساخ نہ ہو جائے اور اس طرح پر بطور کہیں اسکو کالعدم نہ کردے یا یہ کہ بربنائے عذر داری (اکسپٹیو لیگس پلے ای ٹوری اے ای Exceptio legis plaetoriae) بے اثر تصور نہ ہو۔

جسٹینین کا زمانہ آنے تک اور دوسرے قسم کے اشخاص کو بھی انکی درخواست پر ولی نیابتی مل سکتا تھا یعنی خاص معذوری کی بنا پر (مثلاً جب کہ درخواست گزار ضعیف الدماغ یا بہرا یا گونگا۔ یا کسی اور مرض لاعلاج میں مبتلا ہونیکی وجہ سے) ایسا طریقہ اختیار کرنا قرین مصلحت سمجھا گیا۔

حقیقت میں ولایت اور ولایت نیابتی کا تصور اساسی یہی ہے کہ ان اشخاص کے حقوق کی حفاظت کیجائے جو باوجود خود مختار ہونیکے جسمانی یا دماغی نقایص کے باعث اپنے ذاتی مفاد کی نگہداشت کرنیکے ناقابل ہیں۔ اور جسٹینین کے زمانہ میں یہ دو قسم کی ولایتیں امور ذیل میں ایک دوسرے سے مشابہہ تھیں۔

(۱) ولی نیابتی اور ولی کو ایک ہی مجسٹریٹ مقرر کرتا تھا[1]۔

(۲) خدمت پر مامور ہونیکے بعد سامان کی فہرست مرتب کرنا دونوں پر لازم تھا۔

(۳) خدمت قبول کرنا اور اس پر کارگزار رہنا دونوں پر واجب تھا تاوقتیکہ معقول عذر پیش نہ ہو۔

(۴) ولی کی طرح چند صورتوں میں ولی نیابتی کو بھی ضمانت دینی پڑتی تھی (مثلاً قانونی ولی نیابتی۔ مگر اس شخص کے لئے ضمانت دینے کی ضرورت نہیں تھی جس کا تقرر کافی تحقیقات کے بعد عمل میں آیا ہو۔)

(۵) ازروئے نالش بربنائے اتہام ولی اور ولی نیابتی دونوں بدچلنی کی علت میں خدمت سے علٰحدہ کئے جاسکتے تھے۔

---

[1] قانوناً ولی نیابتی کا تقرر بربنائے وصیت نامہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اگر درحقیقت ایسا تقرر کیا بھی جائے تو اسکی توثیق مجسٹریٹ کے اختیار تمیزی پر موقوف تھی۔

(۶) غفلت یا بداحتیاطی کے لئے ولی نیابتی پر نالش[1] لائی جاسکتی تھی۔ علاوہ بریں ایک اور نالش موسوم بہ اکٹیو سلبی ڈیاریا اس مجسٹریٹ پر لائی جاسکتی تھی جس نے لازمی ضمانت لئے بغیر تقرر کیا ہو۔ اور

(۷) مجسٹریٹ کی اجازت لئے بغیر ولی نیابتی کو اختیار نہیں تھا کہ نابالغ کی کسی جائداد کو جو قیمتی ہو منتقل کرے اور ولی کی طرح اسکی جائداد بھی زیر رہن قانونی تھی۔

لیکن ان دونوں میں حسب ذیل فرق تھا:۔

(۱) ولی اور ولی نیابتی کا تقرر جدا جدا قسم کے اشخاص کی محافظت کیلئے ہوتا تھا۔

(۲) ان دونوں کے اختیارات میں فرق تھا۔

(۳) ولی سے متعلق نہ صرف نابالغ کے مالکانہ حقوق کی حفاظت تھی بلکہ اس پر نابالغ کی ہر طرح کی نگہداشت لازم تھی۔ برخلاف اسکے ولی نیابتی کا تعلق صرف اپنے زیر ولایت شخص کے حقوق مالکانہ سے ہوتا تھا۔

(۴) ولی کا تقرر لازماً نابالغ کی نابالغی کے پورے زمانہ کے لئے ہوتا تھا گر ولی نیابتی کا تقرر صرف کسی ایک مخصوص کام کے لئے ہوسکتا تھا جیسے کسی نوجوان اور اسکے ولی سابق کے مابین ولایت کے اختتام پر حسابات کی جانچ پڑتال کے وقت نوجوان کے مفاد کی نگہداشت کیلئے اور

(۵) جیسا کہ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں کسی صورت میں بھی ولی نیابتی کا تقرر وصیتہً جائز نہیں ہوسکتا تھا

نوٹ ۲

ازالۂ حیثیت قانونی کیاپی ٹس ڈیمی نی ٹیو (Capitis Diminitio)

کتاب (انسٹی ٹیوٹس (Institutes) میں ازالۂ حیثیت قانونی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ ایک تبدیلی ہے جو حیثیت قانونی میں پیدا ہوتی ہے "ازالۂ حیثیت قانونی سے معنی حیثیت سابقہ کا بدل جانا ہے" (دیکھو جسٹینین دفتر اول ۱۶ اور مقابلہ کرو گیئس کے دفتر اول فقرہ ۱۵۹ سے) پس ازالۂ حیثیت قانونی میں یہ معنی مضمر ہیں کہ جس شخص پر

[1] اس نالش کا نام (اکٹیو نیگوٹیورم گسٹورم Actio negotiorum Gestorum) تھا۔

یہ حالت واقع ہوتی ہے اسکی قانونی شخصیت و استعداد یعنی وہ حالت سابقہ جو قانون کی نظر میں تھی کلیۃً بدل جاتی ہے اور اسکا ایک بالکل نیا قانونی وجود شروع ہوتا ہے۔

ازالۂ حیثیت قانونی کی تین قسمیں تھیں :-

(۱) انتہائی (میاکسیما Maxima)

(۲) وسطی (میڈیا: Media)

(۳) اقلی (مینیما: Minima)

(۱) ازالۂ انتہائی اُس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ حُریت جاتی رہے (لبرٹاس Libertas) اور حقوق مدنیت (کیویٹاس Civitas) زائل ہو جائیں اور عائلہ (فیامیلیا Familia) بدل جائے۔ جیسے حر یا آزاد شدہ (عتیق) کے غلام بن جانے سے۔ جسٹنین کے زمانہ میں اسکے وقوع کی صورت یہ تھی کہ کوئی حر از راہ بیع سازشی اپنے تئیں بطور غلام کے بیچ ڈالے یا یہ کہ ایک آزاد شدہ شخص (عتیق) اپنے مربی کے ساتھ احسان فراموشی کرنیکی پاداش میں غلام بنایا جائے۔

(۲) ازالۂ وسطی اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ مدنیت کے حقوق زائل ہو جائیں یا عائلہ بدل جائے گو حریت باقی رہے۔ اور اس کے وقوع کی صورت یہ تھی کہ کسی شخص کو بہ سزائے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کسی جزیرہ میں بھیجدیا جاتا تھا۔ (لیکن محض جلا وطنی بلا ازالۂ حقوق ملکی (ریلیگاٹس Relegatus) سے ازالہ لاحق نہیں ہوتا تھا۔

(۳) جب صرف عائلہ بدل جائے اور مدنیت اور حریت بدستور باقی رہے تو وہ صورت اقل کی ہوتی تھی[1]۔ یہ ازالہ حسب ذیل صورتوں میں واقع ہوتا تھا :-

(۱) جب کہ کوئی عورت بربنائے ازدواج اپنے شوہر کے اختیار (میانم Manum) میں چلی جائے

(۲) جب کوئی عورت اپنے کو بغرض امانت اختیار زوج (کوایمپٹیو فائیشیا ڈکی اے ای کا زا Coemptio fiduciae causa) میں فروخت کرے۔

---

[1] یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ ازالۂ حیثیت قانونی کی وجہ سے جو ہم بدی قانونی رشتہ داری عائلہ کے ساتھ تھی وہ ٹوٹ جاتی تھی تاہم جو قدرتی رشتہ داری خونی قرابت داری کی بنا پر پیدا ہوئی تھی وہ علی حالہ قائم رہتی تھی گو کہ اس رشتہ داری کا بھی خاتمہ دونوں اقسام متذکرۂ صدر میں ہوجاتا تھا (دیکھو جسٹنین دفتر اول ۱۶-۶)

(۳) کوئی شخص جو زیر اختیار پدری تھا تبنیت غیر مختار میں دیدیا جائے مگر جسٹینین کے زمانہ میں تبنیت کامل (پلی نا Plena) ہونا لازمی تھا۔
(۴) قرضہ یا ہرجہ کے عوض میں کسی شخص کی جو زیر اختیار پدری ہو شخصی حوالگی کیجائے۔
(۵) جب کوئی خود مختار اپنے کو دوسرے کی تبنیت میں دیکر غیر خود مختار بن جائے یا ازروئے کارروائی تصحیح النسبی دوسرے کے اختیار پدری میں چلا جائے۔ لیکن یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا جو شخص اس طرح تبنیت غیر خود مختار میں چلا جائے یا صحیح النسب بنایا جائے اسکے ساتھ اسکے بچوں کی حیثیت قانونی میں بھی کوئی ازالہ واقع ہوتا تھا۔
(۶) کوئی غیر خود مختار بذریعہ عتق خود مختار ہوجائے اور اسطرح سے اپنا عائلہ چھوڑ دے[۱]۔

نوٹ ۳ تنزل وقعت (اکزسٹی میٹیانس مائینیوٹو Existimationes minutio)

تشہیر بدچلنی = ان فیمیا (Infamia)

تنزل وقعت سے مراد اصطلاح میں چند حقوق کا زائل ہوجانا ہے جس سے پھر معمولی مدنی متمتع ہوتا تھا اور یہ اس وقت وقوع میں آتا تھا جب کہ شخص زیر بحث نے کسی کام میں بدنیتی یا بد دیانتی ظاہر کی ہو (خواہ وہ فعل خلاف قانون ہو یا نہ ہو) اس قسم کی کوئی قدیم ترین مثال جو قانون موضوعہ پر مبنی ہو الواح اثنا عشر میں پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنزل وقعت کا تصور کسی مجلس وضع قوانین کا نہیں بلکہ محتسب (سنسر Censor) کا پیدا کیا ہوا ہے۔ جس نے مدنیوں کے نام درج رجسٹر کرنیکے وقت ایسے اشخاص کو خدمات عامہ اور بعض حقوق عامہ سے محروم کردیا تھا جنکے اطوار شرمناک ہے۔ یا جو کوئی شرمناک کام کرتے تھے۔ ایسی صورتوں میں محتسب ایسے اشخاص کے ناموں پر چلیپا (×) کا نشان کردیا کرتا تھا۔ زمانہ مابعد میں یہ اصول پریٹر نے اختیار کیا کہ اپنے اعلان میں ان اشخاص کی فہرست شامل کردیتا تھا جن کو

---

[۱] جسٹینین کا یہ بیان بعید مبہم ہے کہ ازالہ حیثیت قانونی اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ کوئی غیر مختار خود مختار ہو جائے۔ (جسٹینین دفتر اول ۱۶-۳) جب کوئی لڑکا اپنے سلف کی وفات پر خود مختار ہو جائے تو اس سے اسکا عائلہ بدلتا اور نہ اسکی حیثیت قانونی کا ازالہ ہوتا۔ ساوینی کی اس رائے پر کہ اصلی ازالہ حیثیت قانونی کا نتیجہ محض تبدیلی عائلہ ہی نہیں بلکہ کچھ اور بھی تھا جو تنقید کی گئی ہے اسکے لئے دیکھو (میورہیڈ Muirhead) صفحات ۱۲۳ اور ۴۲۲۔

بعض شرمناک اطوار کے باعث عدالتی کارروائیوں میں چند حقوق سے اس نے محروم کردیا تھا۔ (مثلاً یہ حق کہ کسی شخص کی کارندگی کرے) اوران لوگوں کو اشخاص مشتہر کہتے تھے۔ اور ایسی تشہیر یا تو فوراً ہوسکتی تھی جیسے اگر کوئی شخص نقال بنے یا بدچلنی کی پاداش میں فوجی خدمت سے برطرف کیا جائے یا فیصلہ کے بعد اور اس قسم کی تشہیر نہ صرف ارتکاب جرم کی وجہ سے بلکہ بعض اوقات دیوانی مقدمات کی وجہ سے جیسے اگر نالش اکٹیو پرو ساکیو اور نالش ٹیوٹلائی لائی جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قانون ترقی یافتہ میں تنزل وقعت کے ساتھ نہ صرف تشہیر بدچلنی شامل تھی بلکہ (ٹرپی ٹیوڈو Turpitudo) بھی شامل تھا۔ اور ''ٹرپی ٹیوڈو اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ حاکم عدالت اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں کسی قسم سے اپنی ناخوشی یا نفرت کا اظہار کرتا مثلاً اس بددیانت شخص (ٹرپس Turpis) کو ولی بنانے سے انکار کرے گو کوئی ذلیل طریقۂ عمل از روئے قانون موضوعہ اور نہ کسی اعلان میں صریحاً بہ منزلہ تشہیر بدچلنی قرار دیا گیا ہو۔

جسٹینین کے زمانے سے پہلے تشہیر بدچلنی کے نتائج حسب ذیل تھے:۔

(۱) شخص مشتہر کا حق رائے (جُس سفریجی Jus sufferagii) اورحق حصول خدمات عامہ (جُس آنورم Jus honorum) زایل ہوجاتا تھا۔

(۲) اسکے حق ازدواج پر از روئے قانون جولیا ایٹ پیاپیا پپیا مصدرہ سنہ ۹ ء قیود عاید کردی گئیں۔

(۳) شخص مشتہر کا حق استنصاف (جُس پاسٹولنڈی Jus postulandi) بھی (یعنی عدالت[1] میں درخواست پیش کرنیکا حق) زائل ہوجاتا تھا۔

جیسا کہ پروفیسر سام بیان کرتا ہے یہ خاص ناقابلیتیں جسٹینین کے زمانہ میں نابود ہوچکی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر بدچلنی اور ٹرپی ٹیوڈو کا قانونی نتیجہ صرف یہ ہوتا تھا کہ حاکم عدالت اپنے اختیار تمیزی سے اس شخص پر چند ناقابلیتیں عائد کرسکتا تھا مثلاً حسب متذکرۂ صدر اسکو ولی بنانے یا بطور گواہ کے قبول کرنے سے انکار کرسکتا تھا اور اگر کسی وصیت نامہ کی رو سے وہ وارث قرار دیا گیا ہو تو موصی کے رشتہ[2] داروں کی جانب سے

---

[1] دیکھو گیئس دفتر چہارم فقرہ ۱۸۲۔
[2] دیکھو لیع صفحہ ۱۸۷۔

نالش بربنائے وصیت نامہ نامنصفانہ (کویریلا ان آفی کیوسی ٹسٹامنٹی (Querela Inofficiosi testamenti)، منظور کرکے اسکو وصیت نامہ کے استفادہ سے محروم کرسکتا تھا۔

نوٹ ۳ بحالی حالت سابقہ (In Integrum restitutio)

اپنے اختیار تمیزی کے استعمال میں بعض اوقات پریٹر ایسے معاملات کو منسوخ کردیتا تھا جو قانوناً جائز تھے بشرطیکہ دادخواہ

(۱) نقصان (لیزیو = Leasio) ثابت کرے اور

(۲) کوئی وجہ معقول پیش کرے یعنی (الف) کم سنی۔ (ب) فریب۔ (ج) جبر (د) غلطی۔ (ہ) عدم حاضری درخواست ایک سال (سال افادہ = انیس یوٹی لس (Annus utilis) کے اندر پیش ہونی ضرور تھی مگر جسٹینین نے اس مدت کو بڑھاکر اس تاریخ سے مسلسل چارسال (کواڈری اینیم کنٹی نوآم (Quadriennium Continuum) کردیا۔

حصہ دوم

قانون متعلق بہ اشیاء

کسی تقسیم جدید کے ساتھ اس موضوع کی مطابقت کرنا ایک دقت طلب امر ہے۔
اکثر علمائے جدید قانون کو حقوق اور انکے وجوبات متقابلہ کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ اور حقوق
کی تقسیم بالتعمیم (ان رم In rem) اور بالتخصیص (ان پرسانم In personam)
کی گئی ہے۔ اول الذکر وہ ہیں جو کسی شخص کو دنیا کے مقابلہ میں حاصل ہیں مثلاً (الف)
ایک حر کی حیثیت سے اسکے یہ ازلی حقوق کہ اسکے یا ان لوگوں کے جو اسکے خاندان میں
داخل ہیں جسم یا احساسات کو کوئی مضرت نہ پہنچائی جائے۔ اور (ب) یہ کہ اسکی جائداد میں
نہ تو مداخلت بیجا کیجائے اور نہ کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔ بہ الفاظ دیگر یہ کہ حقوق بالتعمیم
یا تو شخصی ہوتے ہیں یا مالکانہ۔

حقوق بالتخصیص کی جو کسی معین شخص یا چند اشخاص کے مقابلہ میں حاصل ہوتے ہیں
دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو کسی حق بالتعمیم
میں دست اندازی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ مثلاً یہ حق کہ نقصان رساں سے
معاوضہ لیا جائے (فعل ناجائز یا جنایات یعنی ڈی لکٹ یا ٹارٹ Delict or Torts)
تمام قسم کے حقوق کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کو
منفرداً یا مجموعاً منتقل ہونیکی قابلیت رکھتے ہیں۔ (مجموعاً یعنی ان بلاک En bloc جیسے دیوالہ
نکلنے کی صورت میں)

کتاب انسٹی ٹیوٹس میں حقوق اور انکے متقابل وجوبات سے بحث صرف معاہدہ۔
جنایات۔ اور اسکے متبادلنس تعلقات مثل معاہدہ (کوسی کنٹرکٹ Quasi Contract)
اور مماثل جنایات (کوسیائے ڈی لکٹ Quasi Delict) کے عنوان میں کی گئی ہے۔ اور
شخصی حقوق بالتعمیم کا کوئی جداگانہ ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اور قانون جائداد کی تحقیق حق اور
ذمہ داری کے نقطۂ نظر سے نہیں کی گئی ہے۔

بادی النظر میں مصنفین انسٹی ٹیوشن کی ترتیب مضامین سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے جائداد کی ان مختلف اقسام کی توضیح کی ہے جو روما میں پائی جاتی تھیں۔ اور اسکے بعد ان طریقوں کی تفصیل دی ہے جن سے مادی جائداد فرداً فرداً حاصل یا منتقل ہو سکتی تھی عام ازیں کہ اشیائے زیر بحث میں ملکیت تامہ مضمر تھی یا یہ کہ کسی دوسرے شخص کی جائداد میں صرف محدود حقوق حاصل تھے (حقوق بہ جائداد وغیرہ= جوراان ری الینا Jura in re aliena) مثلاً حق استفادہ در ملکیت تابع (سروی ٹیوڈس۔ Servitudes) اسکے بعد خلافت مجموعی پر نظر ڈالی گئی ہے یعنی یہ بتلایا گیا ہے کہ کس طرح ایک واقعہ کی بنا پر (مثلاً کسی شخص کی وفات پر) ایک شخص کی قانونی شخصیت یا استعداد (پرسانا Persona) دوسرے کو[1] منتقل ہو سکتی ہے جس سے منتقل الیہ کو نہ صرف اس شخص کے حقوق جائداد بلکہ اسکے تمام وکمال حقوق اور ذمہ داریاں بھی منتقل ہو جاتی ہیں۔ آخر میں حقوق اور وجوبات کے بیان میں یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ کس طرح معاہدہ۔ جنایات۔ اور دیگر اشکال مماثلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس ترتیب کا بڑا عیب یہ ہے کہ خلافت مجموعی کا ذکر اسکی صحیح ترتیب سے باہر کیا گیا۔

رومنی ترتیب کے بموجب اس موضوع پر بحث کرنیکے لئے ذیل کے سلسلہ کو اختیار کیا جاتا ہے:-

(۱) تقسیم اشیاء۔ مال اور حقوق کے مختلف اقسام۔

(۲) جائداد مادی کو فرداً فرداً حاصل یا منتقل کرنیکے طریقے۔

(۳) حق استفادہ در ملکیت تابع کس طرح حاصل۔ منتقل اور زائل ہوتا ہے۔ دیگر حقوق بہ جائداد وغیرہ

(۴) خلافت مجموعی۔

(۵) وجوبات جو معاہدہ۔ جنایات۔ اور تعلقات مماثلہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

دفعہ ۱ تقسیم و توضیح اشیا

اشیا[2] کی اہم ترین تقسیم اشیائے مادی (رس کارپورالیس Rescorporales)

---

[1] کسی شخص کو قانون شخصی اور مالکانہ حقوق حاصل کرنیکی جو استعداد دیتا ہے اسکو اسکا قانونی (پرسانا Persona) کہتے ہیں۔ مترجم

[2] جو تقسیمات ذیل میں دیگئی ہیں انکو گیئس اور جسٹنین نے اپنی تقسیم اشیا میں صریحاً بیان نہیں کیا ہے مگر یہ تقسیم رومنی قانون میں موجود تھی۔

اور اشیائے غیر مادی (Rosincorporales) ہے۔ اشیائے مادی وہ ہیں جنکو محسوس یا مس کر سکیں۔

مثلاً اراضی۔ غلام اور رقم۔ اور اس میں شک نہیں کہ معمولی گفتگو میں لفظ شے کا استعمال اسی معنی میں ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اشیائے غیر مادی وہ ہیں جن کا کوئی مادی وجود نہیں ہوتا۔ جن کو مس نہیں کیا جاسکتا اور جنکا وجود صرف قانون کی نظر میں ہوتا ہے۔ ("غیر مادی وہ ہیں جو مس نہیں کیجا سکتیں۔ انکا وجود محض قانونی ہوتا ہے" دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۱۴) اشیائے غیر مادی کی مثالیں حسب ذیل ہیں:—

(۱) حق استفادہ در ملکیت تابع۔ مثلاً ایک شخص کا یہ حق کہ وہ دوسرے شخص کی زمین میں سے ہوکر گزرے یعنی حق مرور۔

(۲) ترکہ یا ورثہ یعنی کسی شخص کی جائداد کسی وقت میں (مثلاً اس کے مرنے پر) گو اس جائداد کا ایک حصہ شے مادی ہو جیسے کہ اراضی اور رقم تاہم اس کو بہ حیثیت مجموعی شے غیر مادی تصور کیا جاتا ہے۔

(۳) وجوب۔ یعنی ایک شخص کا یہ فرض کہ کسی وعدہ کو جسے قانون واجب التعمیل سمجھتا ہے وفا کرے یا اس نقصان کا معاوضہ ادا کرے جو اس نے دوسرے شخص کو پہنچایا ہے۔

اس امتیاز کی اہمیت یہ ہے کہ اگر اشیا کے معنی میں اشیائے غیر مادی (جو محض قانونی چیزیں ہیں) شامل نہ ہوتیں تو قانون متعلق بہ اشیا ان حقوق سے مخصوص ہوجاتا جنکا تعلق بالراست جائداد (اشیائے مادی) سے ہے۔ حالانکہ اس میں تمام حقوق داخل ہیں عام ازیں کہ وہ جائداد سے متعلق ہوں یا نہ ہوں۔

۲۔ اس کے بعد اہم (جو بہر حال صرف تاریخی اعتبار سے ہے) وہ تقسیم ہے جو اشیائے قابل بیع (رس مانکیپی Resmancipi اور اشیائے غیر قابل بیع (رس نک مانکیپی Resnec Mancipi) میں کی گئی ہے۔ اشیائے قابل بیع وہ تھیں جنکی تملیک قانوناً صرف بہ طریقہ بیع نقد (میانکیپاٹیو Mancipatio) ممکن تھی۔ اگر کسی اور طریقہ سے[۵۱]

---

[۵۱] بجز طریقہ دست برداری بہ منزل قانونی کے جو غالباً طریقہ بیع نقد کے بعد رائج ہوا۔

منتقل کی جائیں تو حق ملکیت منتقل نہیں ہوتا تھا۔ یعنی انکا مالک منتقل کنندہ ہی رہتا تھا۔ باوجود اس امر کے کہ اس نے منتقل کرنیکی کوشش کی اور یہ کہ اس نے اس چیز کو فی الواقع دوسرے شخص کے حوالہ کر دیا۔ اشیائے قابل بیع میں داخل اراضی ومکانات (ایطالیہ میں: اٹالیوسولو (Italio solo)) اور غلام۔ بیل۔ خچر۔ گھوڑے۔ گدھے۔ اورحق استفادہ درملکیت تابع متعلق بہ اراضی تھے۔ (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ (۱۵) اور ۱۵ الف)

اس سے واضح ہوگا کہ حق استفادہ درملکیت تابع متعلق بہ اراضی کے سوائے یہ تمام چیزیں اشیائے مادی تھیں اور اگرچہ گیئس کا بیان ہے کہ یہ اشیا قابل بیع تھیں تاہم یہ ممکن ہے کہ ابتدائی قانون میں یہ چیزیں ان چیزوں کی فہرست سے خارج کر دی گئی تھیں جو بہ طریقۂ بیع نقد منتقل ہوتی تھیں۔ اور بیع نقد کا جزو اصلی یہی تھا کہ جس چیز کو منتقل کرنا ہو اس کو حقیقتاً ہاتھ سے چھوا جائے (نانکیپا ٹیو اس لئے کہتے ہیں کہ شے کو ہاتھ سے چھوتے ہیں) دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۲۱)[1]۔ بہ صورت اراضی کسی ایسی چیز کو چھونے کی ضرورت گیئس کے زمانہ میں نہیں ہوتی تھی جو اراضی کے بجائے ہو ("مگر اراضی کو منتقل کرنیکے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ شے موجود رہے" دیکھو گیئس دفتر اول فقرہ ۱۲۱) لیکن اسکے زمانہ میں بھی دوسری قسم کی اشیا کی منتقلی میں ہاتھ سے چھونا لازمی تھا۔ جیسے غلام احرار اور جانوروں کی منتقلی میں۔ باقی دوسری تمام چیزیں اشیائے غیر قابل بیع تھیں[2] اور گیئس کے زمانہ میں اگر اسکے لئے معقول وجہ ہو تو حق ملکیت بذریعہ حوالگی منتقل ہو جاتا تھا۔ بشرطیکہ شے زیر بحث لازماً جسمانی تحویل کے قابل ہو۔ حوالگی ابتدا میں ایسی اشیا کی ممکن تھی جیسے غلام یا گھوڑا۔ مگر ذمہ داری اور اسکے حقوق متقابلہ کی حوالگی ناممکن تھی[3]

---

[1] لیکن دیکھو میورہیڈ صفحہ ۵۹ تا ۶۰

[2] سر ہنری مین کی رائے ہے کہ ابتدائی رومنی قانون صرف اشیائے قابل بیع کو تسلیم کرتا تھا (دیکھو اینشنٹ لا Ancient Law صفحہ ۲۷۴) ایک اور نظریہ یہ ہے کہ اشیائے قابل بیع عائلہ کا جزو ترکیبی اور (پیکونیا Pecunia =) رقم سے ممتاز تھے۔

[3] قانون خانگی میں ہر وجوب میں ایک حق مضمر رہتا ہے۔ مثلاً زید پانچ پونڈ میں ایک گھڑی عمرو کو بیچنے کا معاملہ

گیئس کے زمانہ کے بعد سے بیع نقد کی اہمیت رفتہ رفتہ کم ہونے لگی جسٹینین کے زمانہ میں بیع نقد کی جگہ انتقال جائداد کے لئے حوالگی (ٹراڈیٹیو Traditio) نے کلیتہ لے لی۔ اور اشیائے قابل بیع اور اشیائے غیر قابل بیع کی تقسیم اسلئے متروک الاستعمال ہوگئی تھی۔

اشیا کی تقسیم اور طرح سے بھی کیگئی تھی جو توجہ کے قابل ہے:۔

۳۔ اشیائے منقولہ (رس مابیلس Res Mobiles) اور اشیائے غیر منقولہ (رس ام مابیلس Resimmobiles) یہ تقسیم اکثر نظامہائے قانون میں پائی جاتی ہے اور اس اساسی امتیاز پر مبنی ہے جو اراضی اور ان اشیا میں جو بہ اتصال وقرار جزو اراضی سمجھی جاتی ہیں اور دوسری تمام اشیا (منقولہ) میں پایا جاتا ہے۔ اور منقولہ وہ اشیا ہیں جو خلقتاً نقل وتحویل مکانی کی قابلیت رکھتی ہیں۔ اور جنکو علیحدہ کرکے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں۔ اور اس لئے ان پر تصرف کرنیکا طریقہ اس طریقہ سے قطعاً جدا ہے جو اراضی کے لئے ممکن ہے۔ یہ تقسیم انگریزی تقسیم غیر منقولہ (مالی) اور منقولہ (شخصی) سے مطابقت نہیں کرتی کیونکہ بعض قسم کی جائداد غیر منقولہ کو انگلستان میں منقولہ میں داخل کیا گیا (مثلاً حقیت جو بہ موجب پٹہ کے عطا کی گئی ہو مثلاً پٹہ یعنی لیزہولڈ Leasehold) اور چند چیزیں جو اراضی نہیں ہیں (مثلاً دستاویزات شہادت حق) قانون غیر منقولہ کے تحت آتی ہیں۔ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے امتیاز سے روما میں اتنے کثیر اختلافات نہیں پیدا ہوئے جتنے کہ انگلستان میں ہوئے۔ آخر الذکر کے قانون جائداد منقولہ میں اب بھی بہت سی خصوصیات ہیں گو قبل ازیں اس سے بھی زیادہ تھیں جو اصولاً قدیم طریقہ نظام جاگیری پر مبنی ہیں۔ ان دونوں قسموں کی جائداد کے متعلق جو اختلافات رومنی قواعد میں تھے وہ ان دو قسم کی اشیا کے خلقی اختلاف پر مبنی تھے مثلاً غیر منقولہ اسکی نقل وتحویل مکانی متعذر ہونیکی وجہ سے ناقابل سرقہ ہے۔ اور اسی وجہ سے بادی النظر میں بلا حق ملکیت محض قبضہ سے اسکی ملکیت حاصل کرنیکے لئے زیادہ مدت درکار تھی[۱]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کرتا ہے۔ اس صورت میں دو وجوب اور دو حق ہیں۔ زید کو پانچ پونڈ پانیکا حق اور عمرو پر اس کی ادائی کا وجوب منقابل ہے۔ گھڑی کو اپنے پر منتقل کرا لیکا حق عمرو کو حاصل ہے اور زید پر اسکے انتقال کا وجوب ہے۔

[۱] یہ حالت خاصکر زمانہ ابتدائی میں تھی جب کہ اراضی کی بہت بڑی اہمیت تھی مگر زمانہ حال میں تو اس المال اوجمص کی مانگ ہے۔

۴۔ اشیائے قابل توریث (ان پیاٹریمونیو In Patrimonio) اور ناقابل توریث (اکسٹراپیاٹریمونیم Extra Patrimonium) یا اشیائے قابل تجارت (ان کمرشیو In Commercio) یا غیر قابل تجارت (اکسٹرا کمرشیم Extra Commercium) (یہ جسٹنین کی خاص تقسیم ہے)

شئے غیر قابل توریث وہ ہے جو کسی خانگی شخص کی ملک بننے کے قابل نہ ہو اور شئے قابل توریث وہ ہے جو اس طرح ملک بن سکتی ہو۔

اشیائے غیر قابل توریث کے چار طبقات ہیں :۔

الف۔ رس آمنیم کمیونر Res Omnium Communer) اس سے مراد وہ اشیا ہیں جن سے تمام دنیا متمتع ہو سکے مثلاً ہوا۔ آب رواں، سمندر اور ساحل سمندر۔

ب۔ رس پبلکائی (Res Publicae) اس سے مراد ریاست کی جائداد ہے مثلاً سڑکیں۔ بندرگاہیں وغیرہ۔[1]

(متذکرۂ صدر دو اشیا کو اصطلاح فقہ میں "الاشیاء المباحۃ العمومیہ" کہتے ہیں۔ (مترجم)

ج۔ رس یونیورسٹاٹس (Res Universitatis) اس سے مراد کسی کارپوریشن (شخصیہ) کی جائداد ہے مثلاً کسی رومنی شہر کا ناچ گھر۔

د۔ مباحات یعنی شئے بلا مالک (رس نلیس Res Nullius) یعنی ملک اللہ

ہ (رس ڈیوائی جورس Res divini juris) جس کا ضد شئے ملک العباد (رس ہیومانی جورس Res humani juris) ہے۔ (یہی گیئس کی بڑی تقسیم ہے۔) اشیائے ملک اللہ میں اشیائے مصرحہ ذیل داخل تھیں :۔

(۱) اشیائے مقدسہ: (رس سیکرائی Res Sacrae) یعنی وہ اشیا جو اوتار کے لئے وقف کر دی گئی تھیں مثلاً دیول یا بت خانہ۔

---

[1] ابتدا میں ہر وہ چیز جو رومنی عوام الناس کی ملک تھی وہ جائداد ریاست (رس پبلکائی Res Publicae) اور غیر قابل تجارت تھی۔ مگر جسٹنین کے زمانہ میں ریاست کی صرف اسی جائداد جس سے عوام بالراست منتفع ہوتے تھے یعنی ایسی جائداد جسکی مثالیں کتاب میں دی گئی ہیں اشیائے غیر قابل تجارت میں داخل تھی۔ بمثلاً غلامان عام۔ گو یہ ریاست کی ملک تھے تاہم شئے قابل تجارت تھے۔

(۲) اشیائے مذہبی۔ (رس ریلیگیوسائی Res Religiosae) یعنی وہ اشیا جو دیوتائے زیر زمین کیلئے وقف کی گئی تھیں مثلاً قبرستان (اگرچہ کسی چیز کو مقدس بنانیکے لئے خاص رسومات کی ضرورت تھی مگر زمین کو مذہبی مقام بنانے کیلئے نعش کا دفن کرنا کافی تھا۔ بشرطیکہ دفن کرنے والے پر دفن کرنیکی ذمہ داری عائد کی گئی ہو)

(۳) رس سیانکٹائی (Res Sanctae)۔ وہ چیزیں تھیں جو خاص طور پر دیوتاؤں کی محافظت میں تصور کیجاتی تھیں مثلاً فصیل شہر۔ گریہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ اس عبارت[۱] میں جسٹنین مباحات کو اشیائے ملک اللہ کے معنوں میں استعمال کرتا ہے مگر مباحات سے مراد عام طور پر وہ چیزیں ہیں جن کا فی الوقت کوئی مالک نہ ہو۔ (جیسے وحشی جانور) اور اس طرح ایک معنی میں وہ داخل اشیائے غیر قابل تجارت ہیں مگر مسلمہ قبضہ کے بعد وہ قابل تجارت حالت میں لائی جاسکتی ہیں۔

۵۔ اشیائے مثلی: (رس فنگی بلیس Res Fungibiles) اور اشیائے غیر مثلی (رس نان فنگی بلیس Res non Fungibiles) اشیائے مثلی وہ ہیں جیسے رقم۔ شراب اناج جو فرداً فرداً ایک ایک شے تصور نہیں کیجاتی ہیں جیسے گھوڑا یا زمین کا کوئی قطعہ بلکہ جنکا تصور مجموعی طور پر ہوتا ہے جنکی داد و ستد فقہا کے قول کے بموجب تل۔ نپ اور گن کر ہوتی ہے۔ اور جو اشیا سریع الزوال اور روزمرہ ہوتی ہیں اور رومی مقنن اسکا اندازہ بذریعہ پیمانہ کرتے تھے۔ یہ تقسیم بہت ادنیٰ اہمیت رکھتی ہے۔ اسکے استعمال کی ایک مثال یہ ہے کہ اشیائے غیر مثلی بطور قرض نہیں دیجاسکتی تھیں۔

۶۔ "وہ اشیا جو استعمال سے کم ہوجاتی ہیں": (رس کوئے یوزو کنزومنٹر Res Quae Usu Consumuntur) اور باقی دیگر اشیا۔ یہ بھی ایک غیر اہم امتیاز ہے۔ وہ چیز جو استعمال سے فنا ہوجائے حق منفعت کا محل نہیں ہوسکتی تھی مثلاً شراب و طعام۔

---

[۱] حقوق جائداد کی فنا یا سقوط کا کوئی علحدہ ذکر نہیں کیا گیا۔ جائداد کا قطعی انصرام جائداد والی حیثیت سے شاذ و نادر ہوتا ہے کیونکہ جب اسکا انتقال ہے مالک حال کا حق ساقط ہوجاتا ہے تو اس پر نیا حق منتقل الیہ کو حاصل ہوجاتا ہے۔

دفعہ ۲ جائداد مادی کی منفرد مدات کی ملکیت کے حاصل یا اسکو منتقل کرنے کے طریقے۔

استحصال ملکیت کے مختلف طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے گیس اور جسٹینین یہ بتلاتے ہیں کہ ایک یا اس سے زاید مدات جائداد کو حاصل یا منتقل کرنیکے طریقے روما میں کیا تھے۔ مگر یہ طریقے بیشتر وہ ہیں جنکا استعمال صرف ان اشیا کے لئے ہوتا تھا جو محسوس ہوسکیں (اشیائے مادی یعنی اشیائے قابل مس) اور ان کو اشیائے غیر مادی مثلاً ذمہ داری سے کوئی تعلق نہیں۔ مزید برایں استحصال سے مراد تمام صورتوں میں منفرد شئے یا اشیا کا استحصال ہے جو خلافت مجموعی سے متمایز ہے۔ یعنی ایسی جائداد کا استحصال (حق خلافت مجموعی = جورس یونیورسٹاس (Juris Universitas) جو اشیائے منفرد کا مجموعہ ہو اور جس میں مادی (مثلاً متوفی یا میت کی اراضی اور فرنیچر) اور غیر مادی (مثلاً اس کے دیون جو اسکو واجب الادا ہیں اور جو اسکی جانب سے واجب الادا ہیں) دونوں داخل ہوں۔

اشیا کے منفرد حاصل کرنیکے طریقے :-

(۱) قدرتی طریقے (نیاٹورالس موڈی (Naturalis modi) ان طریقوں سے جو اقوام عالم میں عام تھے۔

(۲) ملکی طریقے (سیویلس موڈی (Civiles modi)

جسٹینین کا خیال ہے کہ قدرتی طریقے سب سے زیادہ[1] قدیم ہیں مگر درحقیقت یہ خیال صحیح نہیں۔ قدامت میں طریقہ بربنائے قانون ملک اول ہے اور ابتداءً استحصال جائداد کے صرف یہی طریقے تھے۔[2]

ذیلی دفعہ ۱ - قدرتی طریقے -

احراز بالقبض (اکیوپاٹیو Occupatio) سے مراد کسی ایسی چیز پر مالک بننے کی نیت سے حقیقی قبضہ کرنا تھا جو اس وقت کسی کی بھی ملک نہ ہو یعنی مباحات یعنی وہ شئے

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱ - ۱۱

[2] دیکھو "مین" کی تصنیف (اسی اینشنٹ لا (C. ancient Law) ۸ -

(رس ڈیریلکٹا (Res derelicta) جسکا مالک سابق اسکی بابت اپنے حق ملکیت سے قطعاً دست بردار ہوگیا ہو۔ جیسے کوئی شخص اپنا پرانا جوتا پھینکدے۔ کوئی شے اسوقت پھینکی ہوئی تصور کی جاتی ہے جب کہ اسکے مالک سابق کی نیت دست برداری کی ہو وہ شخص جو اس مال کو لے لے جو بوقت طوفان جہاز کا وزن کم کرنیکے لئے سمندر میں پھینکدیا گیا ہو جو اتفاقاً کسی گاڑی سے گر پڑا ہو سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ احراز بالقبض کی اہم صورتیں حسب ذیل ہیں :-

الف۔ جنگلی جانور کا قبضہ میں لانا۔ جانور کو واقعی طور پر گرفتار کرلینا چاہئے۔[1] محض زخمی کرنا کافی نہیں۔ اور اگر وہ چھوٹ جائے تو پھر مباحات کی تعریف میں آجاتا ہے۔ جانور کا وحشی ہونا لازمی ہے۔ جیسے درندۂ صحرائی۔ شہد کی مکھیاں۔ مور۔ کبوتر۔ اور ہرن۔ نہ کہ مرغیاں اور بطخ۔ کبوتر اور ہرن گو خلقۃً وحشی ہوتے ہیں مگر بعض اوقات چھوٹ کر واپس بھی آجاتے ہیں۔ اسلئے اسکا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ انکا صرف عارضی طور پر چلا جانا حق ملکیت کو زائل نہیں کرتا۔ اسلئے کہ جبتک انکی عادت واپس آنیکی ہو ان پر حق ملکیت باقی رہتا ہے (عادت واپسی = ریورٹنڈی اینی مس Revertendi animus) اور جسٹنین کہتا ہے کہ انکی نسبت واپس آنیکی عادت کا ترک کرنا فرض کیا جاسکتا ہے جب کہ انھوں نے واپس آنا چھوڑ دیا ہو۔

ب۔ مال غنیمت۔ اس طرح کہ آزاد اشخاص (احرار) بھی اپنے اسیر کنندہ کے غلام ہوجاتے ہیں

ج ۔ جواہرات اور دیگر مال یا دفینہ جو ساحل سمندر پر ملے یابندہ کی ملک ہوجاتا تھا[2]

د ۔ جزیرہ برآمدہ (ان سولا ناٹا Insula Nata) [3] اگر کوئی جزیرہ سمندر میں پیدا ہو (مگر اس صورت میں نہیں جب کہ دریا میں پیدا ہو) تو وہ مباحات کی تعریف میں آجاتا تھا۔ اور اس شخص کی ملک ہوتا جس نے اس پر قبضہ پہلے حاصل کیا تھا۔

---

[1] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱ - ۱۳

[2] " " " ۱ - ۳۹ متعلق حقوق ریاست

[3] " " " ۱ - ۲۲

احراز بر بنائے اضافہ: (ایکسیسیو Accessio) اس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ کوئی چیز کسی جائداد میں اضافہ ہونے سے اس کے مالک کی ملک ہوجاتی ہے. چاہے وہ چیز مباحات سے ہو یا کسی غیر کی ملک ہو۔

اس طریقہ سے مباحات کے ملکیت میں داخل ہونیکی مثالیں حسب ذیل ہیں :۔

(۱) اراضی دریا برآمدہ۔ (ایلُووِیُو Alluvio) جہاں اراضی ندی سے ملحق ہو اور آب رواں غیر محسوس طور پر اس زمین پر مٹی لاکر جمع کردے یا زمین زیر بحث میں اضافہ کردے جو مٹی اس طرح سے جمع یا اضافہ ہوئی ہے وہ از روئے احراز بر بنائے اضافہ مالک زمین کی ملک ہوگی۔[۱]

(۲) جزیرۂ دریا برآمدہ۔ جب کوئی جزیرہ ندی میں پیدا ہوتا ہے اور وہ ندی کے وسط میں ہو تو ندی کے طرفین کی اراضی کے مالک کی ملک ہوتا ہے۔ ان حقوق کے تناسب میں جو ان کو ان اراضی میں حاصل ہیں۔ اور اگر وہ ایک کنارے سے بہ نسبت دوسرے کنارے کے قریب تر ہو تو وہ مالک کنارۂ قریب تر کی ملک ہوگا۔[۲]

(۳) سیل متروکہ (ایلویس ڈیریلکٹس Alveus derelictus) جب کہ ندی اپنا پرانا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے بہنا شروع کرتی ہے تو اس کے ترک کئے ہوئے راستہ سے جو زمین برآمد ہوتی ہے وہ اس کے طرفین کے مالکان اراضی کی ملک بہ لحاظ ان حقوق کی مناسبت کے ہوتی ہے جو ان کو ایسی اراضی میں حاصل ہوں۔

ذیل میں احراز بر بنائے اضافہ کی مثالیں بیان کیجاتی ہیں جن میں شئے متصلہ غیر شخص کی ملک ہو۔

(۱) زمین دریا برد: (ایولسیو Avulsio) زید کی زمین ندی کے پانی کے زور سے

---

[۱] احراز بر بنائے اضافہ کی مثال کے طور پر جسٹنین جانوروں کے بچوں کا ذکر کرتا ہے جو کسی کی ملک ہوں (دیکھو جسٹنین دفتر دوم ا۔ ۱۹) مگر ظاہر ہے کہ انکی ماں کے مالک ہونیکے لحاظ سے کسی کو بھی ان بچوں پر استحقاق حاصل ہے اور اس لئے احراز بر بنائے اضافہ کے لحاظ سے ملکیت قائم کرنا غیر ضروری ہے۔

[۲] لیکن اگر جزیرہ اسطرح پیدا ہو کہ کسی مقام پر ندی کی دو شاخیں ہوجائیں اور یہ پھر آگے جاکر ملجائیں اور اس سے زید کی اراضی کی شکل جزیرہ کی سی ہوجائے تو اسکی اراضی ہنوز اسی کی ملک ہے۔ اراضی کی محض عارضی غرقابی بے نتیجہ تھی۔

بہہ جا کر عمرو کی زمین میں ملجاتی ہے گر وہ زمین اسی وقت زید کی ملکیت سے خارج نہیں ہوجاتی تھی بلکہ از روئے احراز بر بنائے اضافہ زید کی ملکیت سے خارج اور عمرو کی ملکیت میں شامل اسوقت ہوتی جب کہ زید کے درخت (جو زمین کے ساتھ بہہ گئے تھے) عمرو کی زمین میں جڑ پکڑ کر اگنے لگیں۔

(۲) ملجانا اور مخلوط ہو جانا؛ (کنفیوزیو اینڈ کمنکسٹیو (Confusio and Cominxtio اول الذکر سے مراد سیال اور آخر الذکر سے جامد اشیا کا باہم ملجانا ہے جب کہ وہ مختلف اشخاص کی ملک ہوں۔ اگر سیال اشیا ملجائیں تو وہ دونوں اشخاص کی ملک مشترکہ بن جاتے ہیں اور ایک شخص دوسرے شخص کو بر بنائے نالش (کمیونی ڈیوئڈنڈو (Commum dividendo) اپنا حصہ سپرد کرنے پر مجبور کرسکتا ہے اگر جامد اشیا بہ رضامندی ملائی گئی ہوں تو حاصل ملک مشترکہ ہوگا اور اگر اتفاقاً ملجائیں تو ہر ایک شخص نالش عینی یا مالی (ریل ایکشن (Real action) کے ذریعہ سے اپنے اصلی مال کا دعوے کرسکتا ہے لیکن جہاں مختلف اشیا کی شناخت کی تحقیق میں دشواری ہو حاکم عدالت کو یہ فیصلہ کرنیکا اختیار تمیزی تھا کہ چیزیں کس طرح علیحدہ کیجائیں مثلاً گیہوں کے دو ڈھیر (یا انبار) جو آپس میں مل گئے ہوں حقیقت میں جدا کر دئے جاسکتے ہیں مگر صحیح طور پر تفریق کرنا عملاً بہت دشوار رہے۔ (دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱-۲۷ و ۲۸-)

(۳) تعمیر (انائی ڈی فیکاٹیو، Inaedificatio) اسکی دو بڑی مثالیں یہ ہیں۔

الف۔ زید اپنی زمین پر عمارت عمرو کا عملہ لے کر بناتا ہے۔ اس اصول کی بنا پر کہ "اشیا اتصال قرار یا الصاق سے جزو اراضی ہوجاتی ہیں" (سوپر فیسیز سولو سی ڈٹ (Superficies Solo Cedit) عمارت کا مالک زید ہوتا ہے اور جب تک عمارت قائم ہے عمرو اپنا عملہ طلب نہیں کرسکتا کیونکہ از روئے قانون الواح اثنا عشر کوئی شخص کسی کو اپنی عمارت سے کڑی (ٹگنم (tignum) یا عملہ نکالنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ باوجود اس امر کے کہ وہ اس شخص کی ملکیت سے ہوں۔ لیکن عمرو بغیر کسی چارہ کار قانونی کے نہیں ہے یعنی عمرو کسی چارہ کار قانونی سے محروم نہیں۔

کیونکہ عملہ کی نالش (ڈی ٹگنو جنکٹو De tigno juncto) کرکے وہ زید سے دوگنا ہرجہ وصول کرسکتا ہے۔ اور جب عمارت برباد ہوجائے تو نالش (ایکٹیو ایڈ اگزیبنڈم Actio ad Exhibendum) لاکر عملہ کا دعویٰ کرسکتا ہے بشرطیکہ قبل ازیں اس نے ہرجہ نہ لیا ہو۔

ب۔ زید اپنے عملہ سے عمرو کی زمین پر عمارت بناتا ہے یہاں بھی "اشیا انفصال قرار یا الصاق سے جزو اراضی ہوجاتی ہیں" اور عمرو اجزا بر بنائے اضافہ کی رو سے عمارت کا مالک ہوجاتا ہے۔ اگر بوقت تعمیر زید کو اس کا علم تھا کہ زمین عمرو کی ہے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ زید نے مکان عمرو کے نذر کیا ہے لیکن اگر اس نے اس یقین واثق کے ساتھ تعمیر کیا ہو کہ وہ زمین اپنی ہے اور جو کہ فی الحقیقت اس وقت اسکے قبضہ میں ہے تو عمرو اسکو بلا ادائے معاوضہ قبضہ سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کرسکتا کیونکہ اگر عمرو ادائے معاوضہ سے انکار کرے تو بر بنائے عذر داری فریب سنگین (اکسپٹیو ڈولی مالی Exceptio doli mali) اسکا دعوےٰ باطل قرار دیا جائیگا۔

(سہ) درخت لگانا یا کاشت کرنا۔ (پلانٹاٹیو اینڈ ساٹیو Plantatio and satio) اگر زید اپنی ذاتی زمین پر عمرو کا درخت لگائے یا اگر زید اپنا درخت عمرو کی زمین میں لگائے تو درخت کے جڑ پکڑتے ہی وہ مالک زمین کی ملک ہوجاتا ہے (درخت لگانا ۔ پلانٹاٹیو) اسی طرح جسکی زمین پر گیہوں بوئے جائیں تو پیداوار مالک زمین کی ملک ہوگی (کاشت کرنا۔ ساٹیو) مگر دونوں صورتوں میں اگر مالک اراضی قبضہ سے بیدخل یا خارج ہوا اور اس بات کی کوشش کررہا ہو کہ قابض حال سے جس نے نیک نیتی سے قبضہ کیا ہو اراضی واپس لے تو ایسی صورت میں مالک اراضی اشجار اور فروع کو معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اگر اسکے لئے دعوے کرے تو بر بنائے عذر داری فریب اسکا دعویٰ باطل ہوجائیگا (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۳۱ و ۳۲ اور گیئس دفتر دوم فقرہ ۷۴ و ۷۶)

سلہ مستند طور پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ نالش صرف اسوقت ہوتی تھی جبکہ درحقیقت سامان کا سرقہ ہوا ہو۔

(۵) تحریر: (اسکرپٹیورا (Scriptura) زید کوئی نظم یا رسالہ عمرو کے کاغذ پر لکھتا ہے۔ وہ تحریر اور کاغذ عمرو کی ملک ہے۔ لیکن اگر زید کے قبضہ میں ہو اور عمرو اس کی بازیابی کی نالش کرے اور معاوضہ دینے سے انکار کرے تو از روئے عذر داری فریب اسکو شکست ہوگی بشرطیکہ زید نے نیک نیتی سے قبضہ حاصل کیا ہو۔

(۶) تصویر: (پکٹیورا (Pictura) زید نے تصویر عمرو کی لوح پر کھینچی۔ چونکہ یہاں تصویر اصل شئے ہے اور لوح اسکی تابع ہے (یعنی اکیسیتہ ری (Accessory) نتیجہ زید کی ملک ہے۔ لیکن اگر عمرو کے قبضہ میں ہو تو زید کو چاہئے کہ لوح کا معاوضہ دے ورنہ عذر داری فریب سے شکست اٹھائیگا۔ اگر زید کے قبضہ میں ہو تو عمرو لوح کی بابت نالش (ایکٹیو یو ٹی لس (Actio Utilis) کر سکتا ہے مگر اس کو تصویر کا معاوضہ دینے کے لئے آمادہ رہنا چاہئے ورنہ بربنائے عذر داری فریب خود شکست کھائیگا۔ یعنی اس صورت میں کہ زید نے لوح کو دیانتداری سے حاصل کیا ہو ورنہ اگر زید نے لوح چرائی ہے تو نالش سرقہ کا مستوجب ہوگا۔

(۷) زید اپنے لباس کی تیاری میں عمرو کا ریشم لگاتا ہے۔ حاصل زید کی ملک ہے۔ اگر ریشم عمرو کے پاس سے چرایا گیا ہو تو آخر الذکر کو نالش سرقہ کا حق ہے اور چور کے خلاف خواہ وہ کوئی ہو نالش متعلق بہ ذات یعنی نالش شخصی (کنڈکٹیو (Condictio) بھی ہو سکتی ہے۔ (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۲۶) بعض اوقات امثلہ (۳) تا (۷) بشمول ہر دو (ایڈ جنکٹیو=adjunctio) سمجھی جاتی ہے۔

۳۔ صنعت گری: (اسپیسی فی کاٹیو (Specificatio) اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے ہنر اور محنت سے دوسرے کی شئے یا مال کو نئی صورت میں بدل دیتا ہے مثلاً عمرو کی لکڑی سے زید جہاز بناتا ہے (سبائی نین (Sabinian کی رائے میں خام شئے قابل لحاظ ہے۔ اور اس لئے خام شئے کا مالک حاصل کا بھی مالک ہونا چاہئے۔ مگر برخلاف اسکے (پروکیولینس (Proculians

کی رائے میں اس کے صانع کی ملک ہے (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۷۹) جسٹینین نے وسطی راہ (میڈیا سن ٹنٹیا (Media Sententia) اختیار کی۔ اگر اس چیز کو اسکی اصلی صورت میں لایا جاسکتا ہے (جیسے ایک پتلی جو زید نے عمر کے پیتل سے بنائی ہو) تو وہ مالک شئے خام کی ملک ہے۔ اور اگر مال اپنی حالت اصلی میں نہ لایا جا سکے (مثلاً زید نے عمر کے انگور سے شراب کھینچی ہو) تو اسکا مالک اسکا بنانیوالا ہے مگر معاوضہ ادا کرے[1]۔

۴۔ میوہ جمع کرنا: (فرکٹوم پرسپٹیو Fructuum Perceptio) زمین یا جانوروں کے مالک بحیثیت مالک کے میوہ اور جانوروں کے بچوں کے مالک تصور کئے جاتے ہیں۔ جن اشخاص کے حقوق محدود ہوں (مثلاً چند سال کی مدت کے لئے) ان کو ایسی جائداد سے جو میوہ نکلے اس پر حق اسوقت حاصل ہوتا ہے جب کہ انھوں نے درحقیقت میوہ درختوں سے توڑ لیا ہو یعنی جب تک میوہ درخت پر رہے وہ اس کے مالک نہیں ہو سکتے۔ ان اشخاص کی خاص مثالیں جنھیں اس طرح سے میوہ کی ملکیت حاصل ہوتی ہے یہ ہیں جیسے اسامی پٹہ دار (کولونس Colonus) یا وہ شخص جسکو حق حین حیات حاصل ہو (یوزو فرکٹو آریس usufructuarius) یا ایسا شخص جس نے قبضہ نیک نیتی کے ساتھ کیا ہو (یعنی وہ شخص جو دوسرے شخص کی جائداد پر اس یقین واثق کے ساتھ قابض ہو کہ اس کو اسکا استحقاق ہے) پس ایسے اشخاص کو جب تک کہ ان کا حق اراضی پر ہے ایسے میوہ کی ملکیت حاصل ہوتی ہے جو انھوں نے جمع کر لیا ہے اس لئے اگر کوئی حقدار حین حیات (یوزو فرکٹو آریس usufructuarius) فصل سے پہلے مرجائے تو ثمار اس کے وارث کی ملک نہیں ہوں گے بلکہ اس کے مالک کی ملک ہونگے کیونکہ میوہ ہنوز توڑا نہیں گیا یا جیسا کہ ہمیں کہنا چاہئے اس شخص کی

---

[1] لیکن اگر زید نے کوئی نئی چیز کچھ عمر کی اور کچھ اپنی ذاتی اشیائے خام سے بنائی ہو تو وہ ہر طرح سے زید کی ملک ہے اور معاوضہ کی ادائی لازمی ہے۔ (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱-۲۵)

ملک ہوں گے جسکو حق عود حاصل ہے۔ اور جب اصلی مالک اپنی جائداد کی بازیابی کی نالش کرے تو قابض نیک نیت پر لازم ہے کہ خود جائداد کو ایسے اثمار کے ساتھ واپس دیدے جو بوقت نالش درختوں پر موجود ہوں ، مگر ان اثمار کی ضرورت نہیں جنھیں وہ نیک نیتی سے توڑ چکا ہو ، لیکن اس کے بالعکس قابض بدنیت پر لازم ہے کہ ہر چیز کو واپس دے یا معاوضہ ادا کرے خواہ وہ استعمال ہو چکی ہو یا نہ ہو[۱]۔ جسٹینین کہتا ہے کہ اصطلاح "ثمر" میں جانوروں کے بچے بھی شامل ہیں جیسے کہ بھیڑ کے بچے ایسے شخص کی ملک ہو جاتے ہیں جس کو حق منفعت حاصل ہے۔ مگر اس اصطلاح میں جاریہ کے بچے داخل نہیں ہیں جو کہ اس شخص کی ملک ہیں جسکو حق معطل یا عودی حاصل ہے نہ کہ اس شخص کی جسکا حق فقط حین حیاتی ہے[۲]۔

۵۔ حوالگی :۔ (ٹراڈی ٹیو Traditio) یعنی حوالگی کے ذریعہ ملکیت حاصل کرنا۔ اگرچہ ابتدائی زمانہ میں طریقہ حوالگی انتقال جائداد کے لئے صرف اشیائے غیر قابل بیع تک محدود تھا مگر جسٹینین کے زمانہ میں انتقال جائداد مادی کا عام طریقہ ہو گیا۔ حوالگی سے حق ملکیت صحیح طور پر منتقل ہونے کے لئے حسب ذیل ارکان کا موجود ہونا لازم تھا۔

(۱) انتقال کنندہ مالک ہونا چاہئے یا اسکا کارندہ[۳] (مثلاً ولی یا مرتہن جس کو حق بیع حاصل ہو)

(۲) کسی چیز کی ملکیت کے انتقال کے متعلق لازم تھا کہ اس شخص کی نیت منتقل کرنے اور فریق ثانی کی نیت قبول کرنیکی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہ تھا کہ عطائے ملکیت کی نیت ہمیشہ کسی شخص ممیز یا معین کے مفید ہو مثلاً

---

[۱] دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱ - ۳۷

[۲] دیکھو جسٹینین عبارت مولۂ صدر۔

[۳] بعض اوقات مالک بھی منتقل نہیں کرسکتا تھا مثلاً بربنائے قانون (جولیا دی فنڈ ٹو ڈوٹالی (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے شوہر جہیز کا کوئی جز منتقل نہیں کرسکتا تھا۔

جب پریٹر مجمع عام میں پیسے پھینکتا ہے تو وہ حوالگی درست کی مثال ہے اگرچہ پریٹر کی نیت محض یہ ہوتی ہے کہ وہی شخص اسکو لے جو اس کو پہلے اٹھا لے۔

(۳) شئے منتقل شدنی اشیائے غیر قابل تجارت سے نہیں ہونی چاہئے۔

(۴) حوالگی کی تائید میں کوئی معقول قانونی وجہ ہونی لازمی تھی۔ محض حوالگی سے کبھی ملکیت منتقل نہیں ہوتی مگر صرف اسی وقت جب کہ بیع قبل از حوالگی ہو چکی یا کوئی اور معقول وجہ واقع ہو چکی ہو جسکی وجہ سے اس شئے کی حوالگی کیجا رہی ہو۔ معقول وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شئے منتقل شدنی مشتری کو بیع کر دیگئی بشرطیکہ مشتری نے ثمن ادا کیا یا کسی اور طریقہ سے بائع کو ادائے ثمن کا اطمینان دلایا ہو۔ یہ بھی معقول وجہ ہو سکتی ہے کہ واہب نے شئے منتقل شدنی کو جہیز میں دیا یا اسکو ہبہ کیا ہو۔ اگر کوئی چیز حفاظت (اسیف کسٹڈی (Safe custody) کے لئے دی گئی ہو تو ایسی تحویل سے حق ملکیت منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ ودیعت اسکے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔

(۵) حقیقی یا معنوی حوالگی کا ہونا لازمی ہے۔ "اشیا کی ملکیت حوالگی یا قدامت قبضہ کے باعث منتقل ہو سکتی ہے نہ کہ محض اقرار سے[1]۔ یہ صحیح حوالگی ہے (جسکو بعض اوقات تحویل مختصر (بریوی مانو ٹراڈی ٹیو (Brevi manu traditio) بھی کہتے تھے) اگر زید نے اپنی کوئی چیز ودیعتہً عمرو کے تحویل کی ہو یعنی محض حفاظت کے لئے (اور اس لئے ملکیت نہ دی گئی ہو) اور اس کے بعد اسی شئے کو اس کے ہاتھ بیچدے یا اس کو ہدیۃً دیدے اور اس بات پر راضی ہو جائے کہ عمرو اسکا مالک بن جائے۔ (لا) بعض اوقات بغیر تحویل کے بھی کسی چیز کو منتقل کرنیکے لئے اس کے مالک کی محض رضامندی کافی ہوتی ہے"۔

[1] اس قاعدہ کی خاص استثنا سوسائیٹاس امنیم بونورم (Societas omnium bonorum) تھی جس میں فقط معاملہ شراکت سے ہر شریک کو بغیر تحویل کے بھی دوسرے شرکا کی جائداد میں مرافق یا حق حاصل ہو جاتا تھا۔

دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۱ - ۴۴) - اسی طرح اگر زید کا مال گودام میں ہو اور وہ اس مال کو عمرو کے ہاتھ بیچے اور گودام کی کنجی عمرو کو دیدے تو اس مال کی درست تحویل ہوجائیگی۔

ذیلی دفعہ ۲ - ملکی طریقے

قانون ملک کی رو سے جائداد حاصل کرنیکے فقط دو طریقوں کا ذکر جسٹینین نے کیا ہے یعنی قدامت قبضہ (یوزو کاپیو Usu capio) اور ہبہ (ڈونےٹیو Donatio) مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں دو اور طریقے بھی رائج تھے یعنی عمل قانون موضوعہ (لیگے Lege) اور استحصال بذریعہ فیصلۂ عدالت (اڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) ان کے علاوہ دو اور طریقے یعنی بیع نقد (مانکی پاٹیو Mancipatio) اور دست برداری بمنزل قانونی (ان جورے سیسیو In jure cessio) بھی موجود تھے۔ لہذا جملہ غور طلب طریقے حسب ذیل ہیں :-

(۱) بیع نقد - مانکی پاٹیو (Mancipatio)

(۲) فرضی دعوئے قانونی - ان جورے سیسیو (In jure cessio)

(۳) حق قدامت - یوزو کیاپیو (Usu capio)

(۴) ہبہ - ڈونےٹیو (donatio)

(۵) استحصال از عمل قانون موضوعہ لیگے (Lege)

(۶) استحصال بربنائے فیصلہ عدالت - اڈجوڈی کاٹیو (Adjudicatio)

۱- بیع نقد اشیاقابل بیع کے اس طریقۂ انتقال کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ مگر یاد رکھنا اچھا ہوگا کہ اسکا استعمال نہ فقط انتقال مال کے لئے ہوتا تھا بلکہ دیگر اغراض کے لئے بھی کیا جاتا تھا، جیسے تبنیت۔ عتاق۔ ازدواج - بیع بہ اختیار رجوع، بغرض امانت اور وصیت - مگر قانون جسٹینین کی رو سے یہ طریقہ موقوف ہوگیا کیونکہ اشیائے قابل بیع اور اشیائے غیر قابل بیع میں جو امتیاز تھا وہ مٹا دیا گیا (اور اس طرح اشیائے قابل بیع بھی بہ طریقۂ تحویل منتقل ہونے لگیں) اور اس زمانہ میں رسوم زیر بحث منسوخ ہوچکی تھیں یا وہ سادہ طریقوں سے ادا ہونے لگی تھیں جن میں بیع فرضی کو کوئی دخل نہ تھا۔

۲۔ فرضی دعویٰ قانونی:۔ اس کا بیان اوپر آچکا ہے یعنی یہ کہ غلام کو بہ طریقۂ عتاق بالعصاء آزاد کرنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا اور جہاں انتقال جائداد یا تملیک کی غرض سے استعمال کیا جاتا تھا تو منتقل الیہ کو پریٹر کے اجلاس پر اس بات کا دعوے کرنا لازمی تھا کہ جائداد زیر بحث واقعی اسی کی ہے مثلاً اگر غلام کی ملکیت کو منتقل کرنا منظور ہوتا تھا تو منتقل الیہ اس غلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر یہ الفاظ زبان سے ادا کرتا (۱) میرا یہ دعوے ہے کہ یہ غلام بربنائے قانون ملک میری ملک ہے"۔ دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۴) ۔آقا کوئی عذر داری پیش نہیں کرتا اور پریٹر اس غلام کو اس کے نئے آقا کے حوالہ کرتا تھا۔ یہ فرضی دعویٰ قانونی بیع نقد کی طرح روما میں جائداد منتقل کرنیکے علاوہ اور دیگر اغراض کے لئے بھی مستعمل ہوتا تھا مثلاً عتاق بالعصاء تبنیت۔ حق استفادہ کو وجود میں لانیکے لئے۔ اناث بالغہ کی ولایت قانونی کو منتقل کرنے اور انتقال ورثہ گیئس کہتا ہے کہ اس کے زمانہ میں انتقال جائداد کے لئے فرضی دعویٰ قانونی کا استعمال اکثر نہیں ہوتا تھا کیونکہ اشیائے قابل بیع کے لئے طریقۂ بیع نقد اس سے آسان تھا اس میں فقط چند دوستوں کی حاضری کی ضرورت ہوتی تھی۔ برخلاف اس کے فرضی دعوے قانونی کی کارروائی میں ایک قانونی دعوے پریٹر کے اجلاس پر دائر کرنا ہوتا تھا[۲] اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی کارروائی کسی طرح مخفی یا خانگی نہیں ہوسکتی تھی اور اشیائے غیر قابل بیع کا انتقال ہمیشہ سے بذریعہ حوالگی عمل تھا[۳] مگر انٹونائی نس Antoninus کے زمانہ میں دیگر اغراض متذکرۂ صدر سے بعض صورتوں میں (جیسی کہ تبنیت) فرضی دعوے قانونی کا استعمال ہوا کرتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ جائداد اسی طریقہ سے رہن کیجاتی تھی[۴]۔ جسٹینین کے زمانہ میں یہ فرضی دعوے بالکل متروک تھا۔ انتقال جائداد کے لئے اسکی ضرورت باقی نہ رہی تھی

---

[۱] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۵۔

[۲] " " فقرہ ۱۹۔

[۳] " " فقرہ ۵۹۔

کیونکہ تمام اشیائے مادی کے لیئے طریقۂ تحویل مستعمل ہو گیا تھا اور یہ بحد آسان بھی تھا اور دیگر اغراض کے لئے یہ طریقہ اس لئے رائج نہ تھا کہ وہ خود متروک ہو گئے تھے۔ (جیسے کہ اناث بالغہ کی ولایت قانونی) یا وہ کسی اور طرح سے انجام دئے جاتے تھے جس میں فرضی دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

۳۔ حق قدامت۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے طویل قبضہ کے بعد ملکیت حاصل ہوتی تھی۔ الواح اثنا عشر کی رو سے ایسے قبضہ سے ملکیت حاصل ہونیکے لئے مدت ابتداً جائداد غیر منقولہ کے لئے دو سال اور اشیائے دیگر کے لئے ایک سال تھی۔ زید کو ملکیت بوجہ قدامت تصرف حاصل کرنیکے لئے ذیل کی شرائط کی تکمیل لازمی تھی:-

(۱) زید کا واقعی طور پر شئے زیر بحث پر قابض ہونا۔ اس پر قبضہ ایسا ہونا چاہئے جسکو قانون ملک قبضہ تسلیم کرتا ہو ("قبضہ صحیح" پزیسیو کیولس (Possessio civilis) نہ کہ محض حبس شئے۔ (ڈی ٹنیٹو (Detentio)[1] جس سے مراد کسی شئے کا کسی شخص کے محض اختیار جسمانی میں واقعی طور پر ہونا ہے جیسے اشیا کا بغرض حفاظت کسی شخص کو تفویض کئے جانیکی صورت میں یہ کہا جائیگا کہ یہ اشیاء اس شخص کے پاس امانتہً رکھا ئی گئی ہیں (ڈی ٹنیٹو (Detentio) حبس شئے) اس لئے ایسا شخص بربنائے قدامت قبضہ اسکا کبھی مالک نہیں ہوسکتا، چاہے خواہ وہ چیز کتنی ہی طویل مدت تک اسکے پاس رہی ہو۔

(۲) لازمی ہے کہ زید کو حق تجارت حاصل ہو۔ اس لئے قدامت قبضہ سے کوئی غیر ملکی ملکیت حاصل نہیں کرسکتا تھا۔

(۳) زید کے لئے کامل مدت تک قابض رہنا لازمی تھا۔ لیکن اگر زید عمرو کا وارث[2] ہے اور اگر عمرو اس جائداد پر تین مہینے قابض رہ چکا ہو تو اس مدت کو زید اپنے حساب میں شریک کرسکتا ہے اور اس طرح جائداد اگر منقولہ ہو تو اسکو از روئے قدامت قبضہ نو مہینوں میں اس کی ملکیت حاصل ہوجاتی

---

[1] دیکھو مابعد یعنی نوٹ متعلق ملکیت قبضہ

[2] یا وارث از روئے قانون ملک یا قابض بربنائے اکویٹی

اور مورث کے قبضہ کی مدت کو وارث کے قبضہ کی مدت کے ساتھ شامل کرکے قدامت قبضہ کی مدت کی تکمیل کرنے کی رعایت سے (اضافہ مدت ایکسیسیوٹمپورس Accessio temporis) یا قبضہ (پزیسیانس Possecsionis) (سیویرس Severus) ان ٹونائی نس (Antoninus) نے مشتری کو بھی مستفید ہونے کی اجازت دی۔ یعنی یہ کہ وہ بائع کی مدت قبضہ کو اپنی مدت قبضہ کے ساتھ شامل کرکے قدامت قبضہ کی مدت کی تکمیل کرے۔

(۴) اس مدت میں کوئی فصل۔(یوزرپاٹیو Usurpatio) واقع نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً اگر زید کسی ایسے غلام کی بابت جو بعد میں فرار ہوجاتا ہے یا کسی لباس کے متعلق جو گم ہوجاتا ہے قدامت قبضہ کا حساب کر رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ قبضۂ ماسبق کو نظر انداز کرکے غلام یا لباس کی بازیابی کی تاریخ سے پھر حساب شروع کرے۔

(۵) بعض چیزوں پر قدامت قبضہ کا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ انکی مثالیں یہ ہیں :-

الف۔ اشیائے غیر قابل تجارت جیسی کہ اراضی صوبجاتی (پراونشیالیا پرائی ڈیا (Provincialia praedia) کیونکہ وہ رومنی عوام یا شہنشاہ کی ملک ہوتی تھیں[1]۔ (۲) احرار (گو نیک نیتی سے یہ باور بھی کیا گیا ہو کہ وہ غلام تھے)۔ (۳) اشیائے مقدسہ

ب۔ گیئس[2] کے بیان کے بہ موجب زمانۂ قدیم میں وہ اشیائے قابل بیع جو ایسی عورت کی ملک تھیں جو اپنے ہم جدی قانونی رشتہ دار کی ولایت میں ہوتا تا وقتیکہ وہ اشیا اسکے ولی کی اجازت کے ساتھ حوالہ نہ کیگئی ہوں۔

ج۔ الواح اثنا عشر اور قانون (اٹی نیا Atinia) کی رو سے اشیائے مسروقہ اور قانون (جولیا ایٹ پلانٹیا Julia et Plantia) کی رو سے وہ اشیا جن کا استحصال بالجبر کیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ان قوانین موضوعہ کے قطع نظر بھی اصلی مرتکب جرم کو حق قدامت قبضہ مل نہیں سکتا کیونکہ اسکا قبضہ نیک نیتی پر مبنی نہ تھا

---

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۷۔
[2] " " " فقرہ ۴۷۔

اور قدامت قبضہ کے لئے نیک نیتی کا ہونا لازمی تھا۔ اس لئے ان قوانین کے نفاذ کی یہ غرض تھی کہ ایسی شے کے قابض مابعد کو بھی قدامت قبضہ کے استفادہ سے محروم کر دیا جائے۔ قابض مابعد ایسا شخص ہو جس نے سارق سے شے زیر بحث کو پوری قیمت دیکر خریدا ہو اور منتقل کنندہ کے حق ملکیت کے ناقص ہونے کا اسکو علم بھی نہ ہو[1]۔ اسی لئے گیئس کہتا ہے کہ منقولات کی ملکیت از روئے قدامت قبضہ شاذ ہی حاصل کیجاتی ہے کیونکہ رومنی قانون یہ تھا کہ جو شخص باوصف اس علم کے کہ وہ چیز اس کی نہیں ہے اسے دوسرے کو فروخت کرے یا دیدے تو وہ سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے[2]۔ تاہم وہ کہتا ہے کہ اس کی مستثنیات بھی ہیں مثلاً

(۱) بکر ایک گھوڑا عمرو کو عاریۃً یا ودیعۃً دیتا ہے۔ عمرو فوت ہو جائے اور اس کا وارث خالد وہ گھوڑا زید کو بیچے یا دیدے تو خالد نے ارتکاب سرقہ نہیں کیا اور اگر زید کو ان حالات کا علم نہ ہو تو از روئے قدامت قبضہ وہ اسکی ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔

(۲) کسی جاریہ پر عمرو کو حق عین حیاتی اور بکر کو حق عود (ملکیت ڈومینیم Dominium) حاصل ہے۔ بموجب بیان صدر اس کے بچے قانوناً بکر کی ملک ہیں۔ قانون کی حقیقی غلط فہمی کی بنا پر عمرو یہ سمجھتا ہے کہ وہ بچہ اپنی ملک ہے اور اسے زید کو بیچتا یا دیدیتا ہے تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ عمرو نے بچہ کا سرقہ کیا[3] اور اس لئے زید از روئے حق قدامت قبضہ ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔

ایسے مال کی مثالیں جو قدامت قبضہ سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا حسب ذیل ہیں:۔

---

[1] کسی شے مسروقہ یا ایسی شے کی بابت جسکا استحصال بالجبر کیا گیا ہو جو نقص پیدا ہوتا تھا وہ شے زیر بحث کو اسکے مالک سابق کے قبضہ دیدینے سے دور ہو جاتا تھا (دیکھو جسٹینین دفتر دوم ۶-۸)

[2] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۰۔

[3] کیونکہ سرقہ میں بدنیتی یا نیت ناجایز مضمر ہوتی ہے (دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۰)

د۔ ملک اٹالیہ میں وہ غیر منقولہ جو جزو جہیز ہو۔
ھ۔ ملک بیت المال[1]۔
و۔ قانون (جولیا ریپی ٹن ڈارم Julia repetun darum) کی رو سے
رشوتیں جو سرکاری عمال نے لی ہوں۔ اور قانون مابعد کی رو سے
ز۔ جائداد صغائر
ح۔ شہنشاہ کی جائداد
ط۔ عقار جو معابد یا خیراتی اغراض کیلئے وقف کر دئے گئے تھے۔ یعنی اوقاف۔

(۶) زید کا نیک نیت ہونا لازمی ہے یعنی اسکو اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ مال حقیقۃً کسی دوسرے کی ملک ہے۔ قدامت قبضہ کے نافذ العمل یا موثر ہونے کے لئے یہ لازمی تھا کہ کوئی وجہ مسلمۂ قانون ہو۔ یہ استحقاق معقول ہے اگر زید نے کوئی شے قابل بیع خرید کی مگر اس کو مناسب طریقہ سے اپنے نام پر منتقل نہیں کیا۔ اگر زید کو غلط فہمی ہوئی ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اسکو استحقاق معقول حاصل ہے حالانکہ اس کو حقیقۃً حاصل نہیں ہے مثلاً کسی چیز پر قابض ہو جسکی بابت اس کا یہ خیال ہو کہ وہ اسکی خریدی ہوی ہے۔ حالانکہ وہ خریدی ہوئی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس کو قدامت قبضہ سے ملکیت حاصل نہیں ہوتی ("استحقاق غیر صحیح کو غلطی سے استحقاق صحیح تصور کرنے سے حق قدامت قبضہ پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی اگر کوئی شخص یہ سمجھ لے کہ جو چیز اسکے قبضہ میں ہے وہ اس کی خریدی ہوئی ہے حالانکہ وہ خریدی ہوئی نہیں ہے"۔ دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۶ ۔ ۱۱) لیکن اس مسلمہ اصول پر ایک قید قائم کر دی گئی۔ اور وہ یہ کہ جب واقعات سے وجود استحقاق کا یقین ہو۔ پروفیسر (سام Sohm) کے قول کے بموجب محض نیک نیتی کی بنا پر بعض اوقات قدامت قبضہ سے ملکیت حاصل ہو سکتی ہے[2] اگر ابتدائے قبضہ کے وقت ہی زید کا استحقاق ناقص تھا تو محض اسکی نیت کے باعث

---

[1] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۶ ۔ ۹ اور ۶ ۔ ۱۴ ۔
[2] دیکھو (سام Sohm) صفحہ ۳۳۹ ۔

وہ ایسا بدل نہیں سکتا کہ حق قدامت قبضہ کے لئے وجہ معقول تصور کیا جاسکے کیونکہ "محض وجہ کے ہونے سے ملکیت نہیں بدلتی"۔ پس اگر کسی شخص کو گھوڑا حفاظت سے رکھنے کے لئے دیا گیا ہو تو وہ بلا بنیاد یہ بیان کرکے کہ میں اصل مالک کا وارث ہوں اپنے اس گھوڑے کے محض قبضۂ واقعی کو قبضۂ قانون ملکی[1] میں نہیں بدل سکتا۔ لیکن اس قاعدہ کے یہ معنی نہیں کہ جائز طور پر بدلنے سے بھی ایسے قبضہ کی نوعیت نہیں بدل سکتی۔ اس طرح کہ جب اسکے پاس کوئی چیز بطور ودیعت کے موجود ہے تو وہ اس کو مالک سے خرید کرلے تو اس کا قبضۂ واقعی (ڈی ٹنیٹو Detentio) قبضۂ صحیح سے مبدل ہو جائے گا اور جو کچھ اصطلاحی نقص ہو مثلاً یہ کہ وہ چیز درست طریقہ سے منتقل نہیں ہوئی وہ قدامت قبضہ کے عمل سے دور ہوسکتا ہے۔

ابتدائی قانون کے دور میں صورت حال چاہے کچھ ہی رہی ہو مگر (Gaius) کے زمانہ میں قدامت قبضہ کا استعمال نسبتۃً محدود نظر آتا ہے۔ اس زمانہ میں اسکا اصلی مقصد حق ملکیت پیدا کرنے سے بڑھ کر یہ تھا کہ ایسے قبضہ میں قانونی ملکیت کے عنصر کا اضافہ کیا جائے جو نام کے سوائے باقی ہر طرح سے بہ منزلۂ ملکیت تھا۔ بہ الفاظ دیگر حق قدامت قبضہ کا معمولی مقصد یہ تھا کہ اس اصطلاحی نقص کو دور کیا جائے جو کسی شے قابل بیع کو کسی جایز وجہ سے (مثلاً بطور ہبہ یا بیع کے) منتقل کرنیکے وقت پیدا ہو یعنی یہ کہ انتقال جائداد بہ طریقۂ بیع نقد اور بہ طریقۂ فرضی دعوئے قانونی نہ کیا گیا ہو جسکی وجہ سے محض قانونی ملکیت منتقل کنندہ کی ہوگئی ہو ایسی صورت میں قدامت قبضہ کے عمل سے ایسی ملکیت (محض قانونی) منتقل کنندہ سے زائل اور منتقل الیہ کو حاصل ہو جاتی تھی۔ اگرچہ گیئش کے بیان کے بہ موجب قدامت قبضہ کا یہی معمولی مقصد تھا تاہم بعض صورتوں میں اس سے بڑھکر کام لیا گیا جہاں کسی قابض کے

[1] اس سے مراد قبضۂ قانونی نہیں بلکہ اصطلاح روما میں جہاں قبضہ کے ارکان مکمل ہوں اسکو کامل قبضہ یا قبضۂ قانون ملک کہتے تھے۔ برخلاف اسکے جہاں قبضہ کا صرف جزو خارجی ہو یعنی کوئی شے کسی شخص کے قبضۂ جسمانی میں ہو تو اسکو قبضۂ واقعی (ڈی ٹنیٹو Detentio) کہتے تھے۔

استحقاق کی بابت فقط اصطلاحی نقص ہی نہیں بلکہ واقعی اور اہم نقص بھی دور کیا گیا یعنی جب کہ قابض نے شے زیر بحث کو ایسے شخص سے حاصل کیا ہو جو نہ اسکا مالک تھا اور نہ ایسا شخص جسکو انتقال کا حق حاصل تھا (جیسا کہ مرتہن جس کو بیع کا اختیار ہو)۔ منقولات کی بابت اس قسم کی قدامت قبضہ کی مثالیں شاذ و نادر ہی وقوع میں آئی ہوں گی کیونکہ اگر مالک کے سوائے کوئی اور شخص منتقل کرے تو وہ سرقہ پر دلالت کرتا تھا۔ لیکن اس قاعدہ کے چند مستثنیات بھی تھیں جیسے وارث اور مالک حق منفعت کی وہ صورتیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ منقولات سے بڑھکر عقار کی صورتوں میں قدامت قبضہ کے ذریعہ قبضہ کا واقعی نقص دور کیا جاتا تھا[1]۔ گیئس کے بیان کے بموجب بکر ایک اراضی کا مالک ہے جسکو اپنی غفلت یا عدم موجودگی یا کوئی جانشین چھوڑے بغیر مرجانے کے باعث اسکو بلا کسی قبضہ کے چھوڑتا ہے۔ عمر اس پر داخل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ قدامت قبضہ پا نہیں سکتا کیونکہ اسکا قبضہ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ چیز دوسرے کی ملک ہے۔ لیکن اگر عمر وزید کو منتقل کردے (مثلاً بیعہ)[2] اور اگر زید کو ان واقعات کا علم نہ ہو تو زید کو حق قدامت قبضہ حاصل ہو سکتا ہے اگر اس نے ایک ایسے شخص سے خریدا تھا جو اسکا مالک نہیں تھا اور اس طرح اس کے استحقاق میں جو واقعی نقص واقع ہوا تھا دور ہو گیا[3]۔

گیئس تین اور صورتیں بیان کرتا ہے جن میں باوجود اس علم کے کہ وہ جائداد دوسرے کی ہے کوئی شخص اپنی ملکیت بربنائے قدامت تصرف حاصل کر سکتا تھا اور یہ قدامت تصرف :۔(Usucapio) کی ایک نوع ہے جس کو قبضہ سود مند (یوزوکاپیو لُکراٹیوا Usucapio lucrativa) کہتے ہیں "کیونکہ ایک شخص جان بوجھکر کہ وہ اس کی جائداد نہیں ہے دوسرے کے نقصان سے فائدہ اٹھاتا ہے[4]"

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۵۱ ۔

[2] زمین ناقابل سرقہ ہے ۔

[3] جسٹینین نے اس قانون کو بدل لیا۔ تاوقتیکہ مالک کو تمام واقعات کا علم نہ ہو حق مالکانہ حاصل ہونیکے لئے تیس سال کی ضرورت تھی۔ اگر اسکو واقعات کا علم ہو تو دس سال کی مدت کافی تھی (جسٹینین کے زمانہ میں یہ معمولی مدت تھی)

[4] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۵۶ ۔

الف۔ قدامت تصرف بغرض وراثت۔ (یوزوکیپیو پرو ہیریڈے Usucapio pro herede)[1]
اگر عمرو کوئی وارث بلا اختیار انکار نیسیسیریس ہیرس (Necessarius heres)
چھوڑے بغیر مر جائے اور زید اس کی جائداد یا اسکے ایک حصہ پر قابض ہو جائے
تو وہ ایک سالہ قبضہ کے بعد مالک بن سکتا ہے[2]۔ مدت صرف ایک سال
رکھی گئی ہے اگرچہ اس میں عقار بھی شامل ہوں جسکے لئے عموماً دو سال کی
مدت درکار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب فقہا ورثا سے بحث کرتے تھے تو
اسکا لحاظ نہیں کرتے تھے کہ وہ کس قسم کی جائداد پر مشتمل ہے بلکہ اسکو ایک
مجموعی حیثیت سے دیکھتے تھے یعنی یہ کہ اس کو ایک قانونی تصور یا شئے غیر مادی
سمجھتے تھے۔ پس ورثا عقار (Res Soli) نہ تھا جس کے لئے الواح اثنا عشر
کی رو سے زیادہ مدت کی ضرورت ہو بلکہ وہ ایک شئے منجملہ اشیائے دیگر
(رس سٹرائی Res ceterae) کے تھی جس کے لئے ایک سال کافی تھا۔
وراثت بذریعہ قدامت تصرف کے وجود کے لئے گیئس کی تحریر سے
ذیل کی وجہ پائی جاتی ہے۔ وارث بلا اختیار انکار کو یہ نام اس لئے
دیا گیا کہ قانون نے اسکو کوئی خیار نہیں دیا تھا یعنی یہ کہ وہ اس کو
قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا تھا اور اس طرح ہر صورت میں
مذہبی رسموں کا ادا کرنا اور دائنوں کے مقابل میں جوابدہی کرنا اس پر
لازم تھا۔ ایسی صورت میں وارث بذریعہ قدامت تصرف کی کوئی ضرورت
تھی ہی نہیں کیونکہ درحقیقت یہاں اس کے استعمال کا موقع ہی نہ تھا۔
اور اگر وارث بلا اختیار انکار نہ ہوتا بلکہ کوئی غیر شخص (اکسٹرینیس
Extraneus)[3] ہوتا تو اظہار رضامندی تک وہ وارث نہیں
قرار دیا جاتا تھا اور اگر وہ وراثت کے قبول کرنے میں تعویق کرتا تو یہ ظاہر
ہے کہ دوسرا شخص پر بنائے قدامت تصرف بغرض وراثت (یوزوکیپیو پرو ہیریڈے

[1] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۱۹۰۔
[2] قانون انگلشیہ کے دخیل عام سے مقابلہ کرو۔
[3] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۱۹۱۔

(Usucapio Pro herede) اس وراثت کو حاصل کرلیتا اور اس اصول کے نافذالعمل کرنیکی وجہ یہی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو کوئی شخص خاندان کی مذہبی رسوم اور دیوتوں کی ادائی کے لئے مقرر ہو جائے۔ مگر گیئس کہتا ہے کہ اسکے زمانہ میں اس قسم کی قدامت تصرف سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا تھا[1] ان دنوں وہ سودمند نہیں رہا[2] جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ (Cicero) کے زمانہ کے کچھ ہی دن بعد فقہا نے اس نظریہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا کہ اس طریقہ سے ورثہ بحیثیت کلی حاصل ہو سکتا ہے اگرچہ منفرد مدات (جیساکہ غلام یا گھوڑا) حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور دوسری وجہ اس کے سودمند ہونیکی یہ پائی جاتی ہے کہ (ہیڈرین[2] Hadrian) کے زمانہ میں بربنائے اسنائٹس کنسلٹا جووِن ٹیانم (Juventianum) تکمیل قدامت تصرف کے بعد بھی حقیقی وارث ورثا کو یا اسکی کسی مد کو قابض بلا استحقاق (اسکواٹر (Squatter) سے واپس لے سکتا تھا مگر ایسے شخص کا استحقاق شخص ثالث کے مقابل میں درست تھا یعنی بجز وارث کے باقی ہر شخص کے مقابل میں جو اسکو بیدخل کرنا چاہے۔

ب۔ قدامت تصرف سودمند کی دوسری قسم بازیابی مال (یوزریسپٹیو (Usurecept10) تھی یعنی کسی شخص کا کسی ایسے مال کی ملکیت کو بذریعہ حق قدامت تصرف حاصل کرلینا جو کہ اس کی ملک میں رہ چکی ہو[3] زید اپنی جائداد کی بیع بالوفا کرے یعنی یہ کہ بذریعہ بیع نقد یا فرضی دعویٰ قانونی اپنی جائداد عمرو کے نام منتقل کرے اور اس طرح کہ عمرو اسکا مالک قانونی ہو جائے مگر

---

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۷۔
[2] گیئس کہتا ہے کہ سنائٹ کا جو قانون موضوعہ زیر بحث ہے وہ ہیڈرین (Hadrian) کے زمانہ میں منظور ہوا تھا لیکن یہ صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا آیا وہ سنائٹس کنسلٹا جووِن ٹیانم (S C. Juventianum) تھا۔
[3] قانون قدیم میں رواج کے وہی معنی تھے جو قدامت تصرف کے ہیں۔

اس منتقلی کے ساتھ کوئی شرط امانتی (Fiducia) بھی لگا دے کہ (الف) عمرو جس کے نام جائداد بطور کفالتِ قرض منتقل کی گئی ہے تمام قرض وصول ہونے پر زید کو جائداد واپس منتقل کردے یا (ب) قرض کی عدم موجودگی میں عمرو جسکے نام جائداد حفاظت سے رکھنے کیلئے منتقل کی گئی زید کی استدعا پر اسکو واپس کردے۔ پس دونوں صورتوں میں بھی اگر زید کو کسی طریقہ سے بھی اسکی جائداد کا قبضہ واپس ملجاتا تو از روئے قدامت تصرف زید ایک سال میں مالک بن جاتا (گو جائداد اراضی ہو)۔ مگر صورت (الف) یعنی قرضہ کی صورت میں یہ فقط اس وقت واقع ہوگا کہ (۱) زید نے قرضہ واپس کردیا ہو یا (۲) قرض ادا کئے بغیر زید نے کسی ایسے طریقہ سے قبضہ حاصل کیا ہو جس سے یہ نہیں پایا جاتا ہو کہ ۱۔ اس نے عمرو یعنی دائن سے حاصل کیا ہو یا ۲۔ اگر دائن سے حاصل کیا ہو تو یہ نہ پایا جائے کہ اس نے اپنی استدعا سے دائن کی منظوری کے دوران میں حاصل کیا ہے[1]۔

ج۔ قدامت تصرف سودمند کی اخیر مثال ایک دوسری قسم ہے اپنی جائداد کو واپس لے لینے کی۔ یعنی (یوزر سیپٹیو اکسپرائی ڈیاٹور (Usureceptio Expraediatura) ہے[2]۔ زید کی زمین سرکار میں رہن تھی اور سرکار نے وہ زمین عمرو کو بیچدی۔ اگر زید اس زمین پر دوبارہ قابض ہو جائے تو وہ پھر دو سال میں اسکا مالک ہو جائیگا۔ ایسی بازیابی مال کو (اکسپرائی ڈیاٹورا (Expredıatura) اس لئے کہتے تھے کہ عمرو کو (جس نے سرکار سے خریدا تھا) پرائی ڈیاٹور (Praedıatur) کہتے تھے۔ (سرکار سے جو شخص خریدتا تھا اس کا نام خریدار جائداد مکفولہ سرکار (پرائی ڈیاٹور (Praedıatur) ہوتا تھا۔ دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ (۶۱)۔ چونکہ اراضی صوبجاتی اشیائے غیر قابل تجارت میں داخل تھیں اور اس وجہ سے

---

[1] دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۵۹ اور ۶۰۔

[2] پوری تشریح کیلئے دیکھو روبی (Roby) دفتر اول صفحہ ۴۷۰۔

حق قدامت تصرف کے تحت میں نہیں آتی تھیں لہذا صوبہ داروں کو یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ قبضۂ طویل کو مداخلت بیجا سے بچا سکنے کے لئے اسی قسم کی کوئی تدبیر نکالیں اور انھوں نے جو تدبیر نکالی اسکو (لانگی ٹمپورسس پرائی اسکرپٹیو (Lougi temporis) (Praescriptio) یا (پزیسیو Possessio) کہتے تھے یعنی ایسا قبضہ جو ایک دراز مدت تک قایم رہنے کی وجہ سے تسلیم کرلیا جائے۔ اس طریقہ کا اطلاق منقولات[1] پر بھی ہوتا تھا اور اس سے غیر ملکی بھی متمتع ہوتے تھے۔ چونکہ ان کو حق تجارت حاصل نہ تھا اس لئے اصول قدامت تصرف سے جو کلیۃً قانون ملک پر مبنی تھا فائدہ اٹھانا انکے لئے ممکن نہ تھا[2]۔ اگرچہ حق قبضۂ طویل المدت کا وہی مقصد تھا جو حق قدامت تصرف کا تھا مگر اسکا عمل جداگانہ تھا۔ آخر الذکر میں قبضہ ایک مدت معینہ تک جاری رہنے کے بعد ملکیت حاصل ہوجاتی تھی لیکن قبضۂ طویل کی جو شکل ابتدا میں تھی اس سے یہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔ قابض فقط قابض ہی رہتا تھا لیکن اگر اصلی مالک اسکو بیدخل کرنا یا اپنی جائداد واپس لینا چاہے تو اسکے حق پر تمادی عارض ہوتی تھی۔ فرض کرو کہ زید قابض نیک نیت ہے اور یہ ثابت کرسکتا ہے کہ اسکی نیت نیک ہے اور اسکو استحقاق معقول بھی حاصل ہے اور یہ بھی کہ شے زیر بحث پر اسکے قابض رہنے میں کوئی امر مانع نہیں (مثلاً یہ کہ وہ مال مسروقہ نہیں ہے) اور نیز یہ کہ اس کا قبضہ کافی مدت تک رہ چکا ہے۔ اگر اسکے بعد عمرو جو اراضی کا دعویدار ہے نالش کرے تو زید اس امر پر اصرار کرسکتا ہے کہ جس نمونہ ہدایتی کی رو سے اس نالش کی سماعت ہو رہی ہے اس کے عنوان پر یہ عبارت لکھ دیجائے کہ "عمرو کامیاب نہ ہو اگر یہ ثابت کردیا جائے کہ درحقیقت زید ضروری مدت تک اس جائداد سے متمتع ہوتا رہا" ایسی مدت بین الحاضرین (انٹر پریزنٹس Inter presentes) کی بابت (یعنی اگر زید اور عمرو دونوں ایک ہی صوبہ میں رہتے ہوں) دس سال اور بین الغائبین (انٹر ابسنٹس (Interabsentes) کی بابت (یعنی اگر وہ مختلف صوبوں میں رہتے ہوں)

---

[1] یہ کیاراکیلا (Caracalla) کا حکم تھا۔

[2] اس حق سے جو غیر ملکیوں کو بھی مستفید کیا گیا وہ غالباً پریٹر غیر ملکی کا کام تھا۔

بیس سال تھی۔[1]

وہ قدیم طریقۂ قدامت تصرف جس سے عقار کی بابت دو سال میں ملکیت حاصل ہوتی تھی جسٹینین کے زمانہ میں عملاً متروک ہوگیا کیونکہ قریب قریب تمام زمین اراضی صوبجاتی ہوگئی تھی اور اس لئے قدامت تصرف کے متعلق جو قانون ملک کے قواعد تھے اور قبضۂ طویل المدت کے متعلق جو قانون تھا ان میں جسٹینین نے ترمیم کی اس طرح کہ ان دونوں تصورات کو ایک جگہ منتظم کردیا؛ اس کے احکام حسب ذیل تھے:۔

(۱) منقولات کی بابت حق قدامت تصرف علی حالہ قائم رہے مگر مدت مشروط ایک سال کی بجائے تین سال ہو۔

(۲) اراضی خواہ سرزمین اطالیہ کی ہو یا صوبجاتی (کیونکہ اس امتیاز کو اس نے منسوخ کردیا تھا) آیندہ حق قدامت تصرف کی رو سے حاصل نہ کیجائے بلکہ بہ بنائے حق قبضۂ طویل المدت جسکی بابت حسب بیان متذکرۂ صدر مدتیں دس یا بیس سال مقرر کی گئی تھیں۔

(۳) جائداد خواہ منقولہ ہو کہ غیر منقولہ اس پر تیس سال تک (طویل ترین مدت قبضہ لانگی سی می ٹمپورس پرائی اسکرپٹیو longissimi temporis praescriptio) قبضہ حاصل رہنے کے بعد قابض نیک نیت کو ملکیت حاصل ہوجائے حالانکہ اسکو استحقاق معقول حاصل نہ ہو اور وہ چیز ابتداءً میں مال مسروقہ بھی ہو، بشرطیکہ اسکا استحصال بالجبر نہ ہوا ہو۔

ہبہ؛ ڈونے ٹیو (donatio)۔ ہبہ یا ہدیہ پر گیئس نے بطور طریقہ استحصال بحث نہیں کی ہے اور اگر جسٹینین بھی ایسا ہی کرتا تو منطقی نقطۂ نظر سے درست ہوتا۔ ہدیہ کے

---

[1] حق قبضۂ طویل المدت نے جب زمانۂ مابعد میں نشوونما پائی تو اسکا مقصد فقط یہی نہ تھا کہ مالک سابق کے چارۂ کار پر تمادی عارض کرے بلکہ اس چیز کی بازیابی کے لئے مالک جدید کو نالش بالتعمیم کا حق حاصل ہوگیا اور اس اعتبار سے قدامت تصرف کیطرح (پزیسیو لانگی ٹمپورس Possessio longi temporis) کی نسبت بھی یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس سے تکمیل حاصل ہوتی تھی۔

دو پہلو ہیں۔ جہاں دینے کی نیت اور ہبہ یہ دونوں ایک ساتھ وجود میں آئیں ظاہر ہے کہ ہبہ طریقۂ استحصال نہیں ہوتا بلکہ حوالگی کے لئے ایک وجہ معقول ہو جاتا ہے۔ اگر اسکی صورت ایک فیاضانہ عہد کی ہو تو قابل ارجاع نالش ہونیکی حد تک وہ زیادہ بلحاظ مناسبت قانون معاہدہ کی تحت میں متصور ہوگا۔ اسکے علاوہ (ڈاکٹر مائل Dr Moyle[1]) کی رائے کے بموجب کسی ہبہ کے نفاذ کیلئے یہ لازمی نہیں تھا کہ اس سے ملکیت منتقل کیجائے مثلاً اگر کوئی دائن دین کو ساقط کردے اور مدیون کو برائت دیدے تو وہ بھی ہبہ ہے۔

اس باب کی تحت میں (دیکھو جسٹنین دفتر دوم۔ ۷) جسٹنین ہبہ کی تین جدا شکلوں پر بحث کرتا ہے۔ (۱) رقبی (ڈونے ٹیو مارٹسی کاورا Donatio mortis causa) (۲) ہبہ بین الحیاتین؛ (ڈونے ٹیو انٹر ویوا س Donatio inter vivos) (۳) ہبہ بربنائے ازدواج: (ڈونے ٹیو پراپٹر نپٹیاس Donatio propter nuptias):۔ انکے منجملہ آخر الذکر کا بیان ہو چکا ہے۔

ہبہ مشروط جو مشابہ ہے رقبی سے ایک حد تک۔ یہ وہ ہبہ ہے جو بخیال مرگ اور بہ بستر مرگ کیا جاتا تھا اور جسٹنین کے زمانہ میں پانچ گواہوں کے مواجہ میں کیا جاتا تھا[2]۔ ایک شخص (زید) جو سمجھتا ہے کہ آپ قریب المرگ ہے زیادہ تر یہ چاہتا ہے کہ جائداد اپنی ہی ملکیت میں رہے، بہ نسبت اسکے کہ موہوب لہ عمرو کی ملک ہو مگر ترجیح اس امر کو دیتا ہے کہ بعوض وارث کے جائداد عمرو کو ملے: ایسا ہبہ ان دونوں شکلوں سے کوئی ایک شکل اختیار کر سکتا ہے۔ زید کسی شے کی ملکیت کو عمرو پر اسی وقت منتقل کردے مگر اس شرط سے کہ اس کے نہ مرنے کی صورت میں ملکیت واپس ہو جائیگی یا یہ کہ عمرو کو زید فقط اس شے کا قبضہ دے مگر اس شرط کے ساتھ کہ عمرو کو ملکیت زید کے فوت ہونے پر حاصل ہو۔ چونکہ ایسا ہبہ وفات سے پہلے کسی وقت بھی رجوع کرلیا جا سکتا تھا۔ اس لئے وہ ہبہ

---

[1] دیکھو (Moyle) صفحہ ۲۳۲۔

[2] جسٹنین کے احکام کی تفصیل کیلئے دیکھو مجموعہ کتاب ہشتم ۵۷-۴ =

بین الحیاتین سے غیر متجانس تھا جو کہ عام قاعدہ کے مطابق نہیں پھیر لیا جاسکتا تھا۔ اور چونکہ ایسا ہبہ کم سے کم قبضہ کی حد تک فوراً وقوع میں آجاتا تھا اس لئے یہ ہدیۂ بالوصیت سے جدا تھا جسکا وقوع اس وقت تک نہیں ہوتا تھا جب تک کہ موصی فوت نہ ہو اور اسکا وارث داخل وراثت نہ ہو جائے۔ زمانۂ سابق میں اس قسم کے ہبہ اور ہدیہ بالوصیت میں بہت سے اختلافات تھے مثلاً یہ کہ وہ قانون (Falcidia) یا قوانین جولیٹ پاپیا پپئیہ (Julia et papia pappaea) کے تابع نہ تھے۔ لیکن یہ اختلافات تدریجاً دور ہو گئے اور ہبہ پر وہی قواعد عائد کئے گئے جو ہبہ بالوصیت سے متعلق تھے۔ جسٹنین کے زمانہ میں یہ اختلافات اتنے کم رہ گئے تھے کہ اس کو کہنا پڑا کہ "ایسا ہبہ ہر طرح سے بالکل ہدیہ بالوصیت کے سے ہو گئے ہیں" دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱-۷) گریہ بیان محتاج ترمیم ہے کیونکہ ہنوز چند اختلافات باقی رہ گئے تھے۔ مثلاً (الف) یہ امتیاز اصل الاصول کہ جہاں ایسا ہبہ فوراً وقوع میں آتا تھا ہبہ بالوصیت وارث کے داخل ہونے تک نافذ العمل نہیں ہوتا تھا۔ (ب) اپنے اب کی رضامندی سے ابن العائلہ اپنے اثاثہ پدری کی بابت ایک درست ہبہ کرسکتا تھا اگر اسکو وصیتہً چھوڑ نہیں سکتا تھا۔

ہبۂ بین الحیاتین یا ہبۂ صحیح۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قانون قدیم میں اس طرح ہبہ کرنیکے فقط تین طریقے تھے: زید عمرو کو حسب ذیل طریقوں سے ہبہ کرسکتا تھا:۔ (۱) ہدیہ کو بہ طریق بیع نقد یا فرضی دعوئے قانونی یا زمانہ مابعد میں بذریعہ تحویل تملیک کرسکتا تھا اور ان تمام صورتوں میں ہبہ وجہ معقول ہوتا تھا یا (۲) اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب (اسٹیپولاٹیو Stepulatio) کے ذریعہ زید ہبہ کرنیکا وعدہ کرسکتا تھا یا (۳) اگر عمرو مدیون ہو تو زید بہ طریقہ اقرار یا اندراج فرضی: (ایکسپٹی لاٹیو Acceptilatio) اس کو دین سے بری کرتا تھا۔ یعنی دوسرے الفاظ میں ہدیہ دینے کی بابت محض ایک بلا ضابطہ اقرار کرنا قدیم قانون روما میں ایسا ہی غیر مؤثر تھا جیسا کہ آج کے روز انگلستان میں ہے۔ قانون (سنکیا Cincia) کے ۲۰۴ ق۔م میں نافذ ہونیکے بعد تمام ایسے ہبہ (سوائے ان صورتوں کے کہ ہبہ اقربائے قریب یا مربی کے لئے کیا جائے) جو ایک معینہ رقم سے زاید ہوں ممنوع کر دئے گئے

اور تمام قسم کے موہوب کی واقعی تملیک لازمی کردی گئی چاہے بہ طریقہ بیع نقد یا کسی اور طریقہ سے ہو۔ اور اگر اس شرط کی تکمیل نہ کی گئی ہو تو واہب کو اپنے ہبہ کے پھیر لینے کا اختیار تھا مگر اس قانون کی عدول حکمی کے لئے کوئی تاوان نہیں مقرر کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قانون کو قانون ناکمل الوجوب: (لیکس امپر فکٹا lex imperfecta) کہتے ہیں: (این ٹونائی نس پییس Antoninus pius) نے محض بلاضابطہ اقرار کو بھی قابل ارجاع نالش کردیا بشرطیکہ ایسا اقرار ہبہ کی غرض سے والدین اور اولاد میں ہوا ہو (کانس ٹن ٹیس کلورس Constantius cholorus) نے یہ لازمی کردیا کہ جن ہدایا کی مالیت دوسو (سالی ڈی Solidi) سے زائد ہو ان کو سرکاری دفتر (ایکٹا Acta) میں رجسٹر کیا جائے۔ اگر ایسا ہدیہ ان لوگوں کیلئے کیا گیا ہو جو از روئے قانون (سنکیا Cincia) مستثنیٰ تھے[1] تو ان پر یہ شرط عاید نہیں ہوتی تھی۔ مگر قسطنطین نے انکو بھی عام قواعد کی تحت میں کردیا۔ جسٹنین نے اس قانون میں بہت کچھ ترمیم کی۔

(۱) حوالگی ضروری تھی۔ اس لئے ایک محض بلاضابطہ اقرار ہبہ کرنیکے لئے اس معنی میں موثر تھا کہ اس سے واہب کے لئے یہ لازمی ہوجاتا تھا کہ حوالہ کرے۔ ("حوالگی واہب پر لازم ہے"۔ دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۲ - ۷)۔

(۲) ہدیہ کی رجسٹری فقط اس صورت میں درکار تھی جب کہ اس کی مالیت پانسو (سالی ڈی Solidi) سے زاید ہو مگر بعض ہدایا گو اس سے بھی زاید مالیت کے ہوں رجسٹری کے بغیر بھی جائز مانے گئے تھے مثلاً قیدیوں کی رہائی یا جو ہبہ کہ بادشاہ خود کرے یا جو ہبہ کہ کوئی بادشاہ کو کرے جن ہدایا کیلئے رجسٹری لازمی تھی اگر وہ رجسٹر نہ کئے جائیں تو انکا صرف وہ حصہ کالعدم ہوتا تھا جو رقم معینہ سے زاید ہو۔

(۳) اس نے قانون میں حق رجوع کی بابت سہولت پیدا کردی یعنی یہ حکم نافذ کیا کہ کوئی بھی واہب ہبہ کو پھیر لے سکتا ہے مگر صرف ان قانونی وجوہ کی بنا پر جن کی صراحت خود جسٹنین نے کردی تھی یعنی جہاں ہدیہ مشروط ہو اور

---

[1] لیکن دیکھو (گیرارڈ Girard) صفحہ ۹۳۲ نوٹ ۔ ۵۔

موہوب لہٗ اور اس شرط کا ایفا نہ کر سکے یا جب کہ سخت احسان فراموشی کا ارتکاب کیا ہو۔[1]

استحقاق بربنائے قانون موضوعہ (Lege): (الپیین Ulpian) (ریگ (Reg) ۱۷-۱۹) کا بیان ہے کہ انتقال وصیتی کے ساقط (کا ڈوا ی ام Codueum) یا اس کے ضبط (ایریپٹوریم ereptorium) ہو جانے سے از روئے قانون (پاپیا پپیہ Papia pappaea) ہمیں ملکیت حاصل ہوتی ہے اور اگر ہدیہ بالوصیت ہو تو ملکیت از روئے قانون، الواح اثنا عشر حاصل ہوتی ہے۔ خلافت مجموعی بالوصیت کے عنوان کی تحت میں ان موضوعات پر بحث کی جائے گی۔

استحصال بربنائے فیصلہ عدالت: (ایڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) اگر کوئی شخص کسی کی شرکت میں ہو اور نالش قسمت دائر کرنے پر عدالت اسکو اس کا حصہ دلوا دے تو یہ کہا جائیگا کہ اس کو اس حصہ کی ملکیت بربنائے فیصلۂ عدالت حاصل ہوئی۔ اگر دو یا دو سے زائد اشخاص کسی جائداد کے مالک شریک ہوں (مثلاً بطور ورثا یا شرکا کے) اور اگر وہ خود مختار ہوں اور اپنے فعل کے مجاز ہوں تو وہ آپس میں معاملہ طے کر سکتے ہیں کہ تقسیم کس طرح کیجائے تاکہ بعوض اسکے کہ ہر ایک شخص پوری جائداد کا مالک شریک ہو اس کے ایک جزو کا تنہا مالک بن جائے اور اس معاملہ کے بعد وہ اسکی تعمیل اس طرح کریں کہ (مثلاً بذریعہ بیع نقد) ہر شخص دوسرے کو اسکا حصہ منتقل کر دے لیکن اگر وہ معاملہ طے نہیں کر سکتے ہیں یا ان پر کوئی قانونی ناقابلیت عائد ہوتی ہو تو عدالت قانونی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور اسوقت حاکم عدالت فیصلہ کریگا کہ انصاف کے ساتھ جائداد کس طرح تقسیم کیجائے اور اسکے بعد اپنے فیصلہ کے ذریعہ (استحصال بربنائے فیصلہ عدالت: (ایڈجوڈی کاٹیو Adjudicatio) بغیر کسی رسم انتقال کے ہر ایک کو اس کے حصہ کا مالک بنا دیتا تھا۔

---

[1] اس عنوان کے خاتمہ پر جسٹنین ایک اور طریقہ کا ذکر کرتا ہے جسکی بابت وہ کہتا ہے کہ قدیم قانون ملک کا ایک دوسرا طریقہ استحصال تھا یعنی بربنائے قانون (ایڈکریسنڈی Adcresundi) وہ اس قدیم قاعدہ کا حوالہ دیتا ہے کہ اگر کئی موالی کے منجملہ کوئی ایک موالی کسی مملوک کو دوسرے موالی کی رضامندی لئے بغیر آزاد کر دے تو اس مملوک میں اس موالی کا جو حصہ تھا وہ زائل ہو جاتا تھا۔ یہ موضوع بمشکل اتنا اہم ہو سکتا ہے کہ بحیثیت طریقہ استحصال اسکا جداگانہ ذکر کیا جائے۔

پس فیصلہ عدالت استعمال جائداد کا ایک طریقہ ہے کیونکہ اس فیصلہ سے زید کو وہ چیز ملتی ہے جو سابق میں زید عمرو اور بکر کی ملک تھی۔

دفعہ ۳ ۔ حقوق جو ملکیت کامل سے کم ہیں اور جو دوسرے شخص کی جائداد میں حاصل ہوتے ہیں۔ حقوق استفادہ در ملکیت تابع کس طرح حاصل منتقل اور زائل ہوتے ہیں۔ دیگر حقوق بہ جائداد غیر۔

اس وقت تک اشیائے منفرد (رس سنگولائی resingulae) کی ملکیت کامل سے بحث کی گئی یعنی یہ بتلایا گیا کہ کسی پوری شے کی ملکیت کس طرح حاصل ہوتی ہے اور جہاں اراضی کا ذکر کیا گیا اس سے مراد کل اراضی ہے اور اسی نقطۂ نظر سے دوسرے اموال کا بھی ذکر کیا گیا۔ اب یہ بتلانا منظور ہے کہ کس طرح سے کسی شخص کو کسی جائداد میں ملکیت کامل سے کم حقوق حاصل ہو سکتے ہیں یعنی یہ کہ اس جائداد کی ملکیت حقیقۃً دوسرے شخص کو حاصل ہو۔ بہ الفاظ دیگر ہمیں حقوق بہ جائداد غیر سے بحث کرنا ہے۔

اگرچہ کہ اس قسم کے حقوق دوسرے کی جائداد میں معاہدہ سے بھی پیدا ہو سکتے ہیں مگر ان میں اور ان حقوق میں جن کا حصر محض معاہدہ پر ہوتا ہے امتیاز کرنا لازم ہے کیونکہ اگر یہ حق از قسم موخر الذکر ہو جیسے کہ عمرو نے ایک کتاب زید سے مستعار لی تو اس کو فقط ایک حق بالتخصیص حاصل ہوتا ہے یعنی سعیر کے مقابل میں مگر حقوق بہ جائداد غیر سے جن پر کہ اب غور کیا جا رہا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے خود ملکیت کا تجزیہ ہوتا ہے۔ گو کہ اس شخص کی ملکیت تامہ باقی رہتی ہے جسکی جائداد ایسے حق کے تابع ہو جاتی ہے مگر جس شخص کو یہ حق حاصل ہوتا ہے اپنے حق کی حد تک مالک کے اختیارات رکھتا ہے یعنی اسکا حق محض بالتخصیص نہیں بلکہ بالتعمیم ہوتا ہے یعنی اس حق کا دنیا کے مقابل میں بلا کسی تخصیص کے دعوی کر سکتا ہے۔ جیسے اگر زید کو عمرو کے کھیت میں سے گزرنے کا حق (حق بہ جائداد غیر) حاصل ہے تو باوصف اسکے کہ کھیت عمرو کی ملکیت میں رہتا ہے اسکے پورے حقوق بہ حیثیت مالک کے

زید کے حق کی حد تک کم ہو جاتے ہیں اور ایسے حقوق کی خلاف ورزی یا ان میں دست اندازی کرنیکی بابت زید نہ فقط بہ تخصیص عمر بلکہ ہر شخص کے مقابل میں دعویٰ کر سکتا ہے۔ حقوق بہ جائداد غیر کے متعلق۔ جو حقوق تخصیصی قانون روما میں تسلیم کئے جاتے تھے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حق استفادہ در ملکیت تابع (سروی ٹیوڈ Servitude)

(۲) پٹہ استمراری (ایمفی ٹی نسس Emphytensis)

(۳) پٹہ تعمیری (سوپر فی سیس Superficies)

(۴) رہن بالقبض و رہن بلا قبض (پگنس اینڈ ہائی پاتھیکا Pignus and hypotheca)

ذیلی فصل: حق استفادہ در ملکیت تابع

حق استفادہ در ملکیت تابع ایک شے غیر مادی ہے اور یہ وہ حق ہے جسکی روسے کوئی شخص باوجودیکہ کسی جائداد کے مالک نہ ہونیکے اس جائداد سے کسی قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے[1]۔ اگر وہ حق استفادہ مثبت ہو تو اسکے یہ معنی ہیں کہ جس شئے پر اسکو ایسا حق حاصل ہے اسکو کسی طرح سے استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص کی زمین پر سے گزرنے کا حق: اگر وہ منفی ہو تو اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ مالک کو کسی حق کے استعمال کرنے سے روک سکے مثلاً بادی النظر میں کسی مالک زمین کو اختیار ہے کہ عمارت جتنی بلند بنانی چاہے بنائے لیکن اگر دوسرے شخص کو یہ حق استفادہ حاصل ہو کہ روشنی نہ رکی جائے (جس نی لیومی نی بس آفی کیا ٹیور jus ne luminibus officiatur) تو مالک اس قدر بلند نہیں بنا سکتا جس سے دوسرے شخص کے مکان کی روشنی بند ہو جائے: تمام ازیں کہ مثبت ہو کہ منفی، مالک کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ حق استفادہ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے بلکہ یہ کہ وہ دوسرے شخص کو

---

[1] حق استفادہ در ملکیت تابع فقط ملکیت پر عائد یا اس سے پیدا ہو سکتا ہے: یہ حق دوسرے حق استفادہ سے پیدا نہیں ہو سکتا......

کسی کام کے کرنیکی اجازت دے یا اسکے فائدہ کے لئے کسی کام کے کرنے سے باز رہے، مگر اس قاعدہ کلیہ کی صرف ایک استثنا ہے۔ زید پر لازم ہے کہ عمرو کی کڑی کو اپنی دیوار سے سہارا دے، اگر دیوار گر رہی ہے تو اس کی مرمت مسمو پر لازم ہے[1]

مثبت اور منفی کے علاوہ حق استفادہ کی تقسیم جائدادی (پرائی ڈل praedal) اور شخصی: (پرسنل personal) میں کی گئی اور پھر جائدادی کی ذیلی تقسیم حق استفادہ جائداد مفصلاتی یا بلدی اور حق استفادہ جائداد مدنی یا عمارتی میں کی گئی۔

حق استفادہ جائدادی وہاں واقع ہوتا ہے جہاں کہ ایسی جائداد کے مالک کو جسکو جائداد بہ حقیت غالب: (پرائی ڈیم ڈامی ننس praedium dominans) کہتے ہیں کسی دوسرے شخص کی متصلہ جائداد سے جسکو جائداد بہ حقیت تابع (پرائی ڈیم سروینس praedium serviens) کہتے ہیں کسی قسم سے متمتع ہونیکا حق حاصل ہو[2]

ان حقوق استفادہ جائدادی کی صورت میں حق استفادہ کی نسبت یہ تصور نہیں کیاجاتا کہ وہ اس شخص سے وابستہ ہے جو اس سے متمتع ہوتا ہو یا جو اس کے تابع ہو بلکہ یہ کہ وہ دونوں جائدادوں سے متعلق ہے۔ اسی لئے "حق استفادہ جائدادی کو دوامی استحقاق حق حاصل ہونا چاہئے"۔ مثلاً جائداد الف کو جائداد ب سے تقویت پہلوئی حاصل کرنیکا حق ہے۔ فی الوقت زید جائداد الف اور عمرو جائداد ب کا مالک ہے۔ پس حق استفادہ سے زید متمتع ہوتا ہے اور عمرو اس کا تابع ہے۔ لیکن انکے مرجانے یا اپنی جائداد سے علحدہ ہونیکے بعد یہ حق استفادہ جاری رہیگا (کیونکہ یہ حق استفادہ زید و بکر کی ذات سے متعلق نہیں بلکہ جائدادوں سے متعلق ہونیکے باعث اس کا "استحقاق دوامی" ہے) اور اسکا تمتع یا اسکا بار ان لوگوں کے لئے ہے جو بعد میں ان جائدادوں کے مالک بنیں۔

حق استفادہ جائداد مدنی یا عمارتی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس طرح نام سے

---

[1] دیکھو گیرارڈ (Girard) صفحہ ۳۵۴ نوٹ (۱)

[2] ان جائدادوں کا ہم جوار ہونا لازم تھا، متصل ہونیکی ضرورت نہیں۔

مترشح ہوتا ہے وہ ایسا حق استفادہ ہو جس میں جائداد یں کسی شہر میں واقع ہوں بلکہ وہ ایسا حق استفادہ ہے جسکا تعلق عمارت سے ہے برخلاف حق استفادۂ جائداد مفصلاتی یا ارضی کے جہاں استفادہ کا تعلق زمین کے ساتھ ہوتا ہے۔ حق استفادۂ جائداد مدنی کی یہ مثالیں ہیں :-

(الف) حق تقویت پہلوئی یا حق سہارا : (سروٹیس آنری فیرنڈی (servitus oneré farendi)

(ب) ہمسایہ کی دیوار پر کڑی رکھنے کا حق : ٹگنی اِمِّی ٹنڈی (tigni immitendi)

(ج) وہ حق جو کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے کہ اسکا ہمسایہ مینھ کے پانی کو اول الذکر کے مکان سے اپنے مکان کے اندر یا اوپر سے بہنے کی اجازت دے (حق مسیل استی لی سیڈی اَیورٹنڈی (Stillcidu avertendi)

اور قدیم حق روشنی ("مکان بلند نہیں بنانا" یا "روشنی کو نہیں روکنا چاہیے") جسٹینین ایک اور حق کا ذکر کرتا ہے یعنی یہ حق کہ کوئی شخص اپنے ہمسایہ کا پانی اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دے اور کتاب (Digest) میں مکان اونچا کرنیکے حق کا ذکر ہے (جُس آلٹیس ٹالنڈی jus altius tollendi)۔ لیکن یہ واضح نہیں ہوتا کہ مقصود کیا ہے۔ بادی النظر میں جب تک کسی حق استفادہ کے تابع نہ ہو ہر شخص کو یہ حق ہے (جو کہ بذات خود حق استفادہ نہیں بلکہ ایک معمولی حق جائداد ہے) کہ اس کا ہمسایہ اسکی زمین پر پانی بہا کر نقصان نہ پہنچائے اور اسی طرح سے جائداد کے مالک کو بہ حیثیت مالک جائداد کے بشرطیکہ وہ حق استفادہ کے تابع نہ ہو یہ حق صاف حاصل ہے کہ عمارت حسب خواہش بلند بنائے۔ عبارات محولہ کے مصنفین نے پانی اپنی زمین میں نہ آنے دینے کے حق اور مکان کو بلند کرنے کے حق کا جو ذکر کیا ہے تو وہ ان اصلی حقوق کو جو مالک جائداد کو حاصل ہوتے ہیں ان حقوق کے ساتھ جن کو صحیح طور پر حق استفادہ کہا جاسکتا ہے مخلوط کر رہے ہیں۔

حق استفادۂ جائداد مفصلاتی یا ارضی کی یہ مثالیں ہیں :-

الف۔ حق عبور و مرور (جُس اٹی نرِس Jus itineris): وہ حق جو کسی شخص کو پیادہ پا یا بہ سواری اسپ دوسرے کی زمین پر سے گزرنیکی بابت حاصل ہو۔

ب۔ مویشی کو لیجانے کا حق (جس ایکٹس Jus actus) جانوروں کو بنڈی یا گاڑی کے ساتھ یا بغیر انکے چلانیکا حق۔

ج۔ حق راہ : (جس ویائی Jus viae) جس میں دونوں صور تہائے ماقبل الذکر شامل ہیں اور ساتھ ہی ساتھ راستہ کے استعمال کا حق تمام اغراض کے لئے حاصل ہوتا ہے گر اس طرح سے کہ درختوں کو نقصان نہ پہنچے یہاں تک کہ وزندار گاڑیاں بھی اس پر لیجا سکتے ہیں اگرچہ کہ ایسا شخص جسکو محض حق مویشی رانی حاصل ہے نہیں لیجا سکتا علاوہ بریں وہ شخص جو حق راہ سے متمتع ہو کسی صریح اقرار کے نہ ہونیکی صورت میں اس امر پر اصرار کرسکتا تھا کہ راستہ کا عرض احکام مندرجہ الواح اثنا عشر کے لحاظ سے ہو یعنی آٹھ فٹ جہاں راستہ سیدھا ہو اور سولہ فٹ جہاں راستہ مڑ جائے۔

د۔ حق آب گیری (کوے ڈکٹس Aquaeductus) دوسرے شخص کی زمین میں سے پانی لیجانیکا حق۔

ھ۔ حق المجری : اکوائی ہاسٹس Aquaehaustus) ۔ دوسرے شخص کی زمین سے پانی لینے کا حق۔

و۔ دوسرے کی زمین پر مویشی کو پانی پلانے کا حق (پکورس اڈاکوم اپپلسس (Pecoris ad aquam appulsus

ز۔ حق مویشی چرائی (پیاسنڈی Pascendi)

ح۔ حق آہک سوزی (کیاسیس کاکنڈائی Calcis coquendae) یعنی چونے کی بھٹی جلانیکا حق۔

ط۔ حق ریگ کنی (ہارے نائی فوڈینڈی Harenae fodiendae) ریت کھودنیکا حق۔

حق استفادہ شخصی سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اس سے متمتع ہونیکا استحقاق اس وجہ سے حاصل نہ ہوا ہو کہ وہ کسی جائداد کا مالک ہے بلکہ اس نے اس حق کو اپنی شخصی و خانگی حیثیت سے حاصل کیا ہو۔ حق استفادۂ شخصی کی چار قسمیں تھیں :۔

(۱) حق استعمال ومنفعت : یوزو فرکٹ (usufruct)
(۲) حق استعمال - یوسس (Usus)
(۳) حق سکونت یا حق استعمال مکان - ہیابی ٹا ٹیو (Habitatio)
(۴) حق خدمات مملوک یا حق خدمات - آپرے رائی سر دوم (Operae servorum)

(۱) حق استعمال ومنفعت کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ یہ کسی دوسرے کی جائداد کو استعمال کرنے اور اس سے منفعت حاصل کرنیکا حق ہے بشرطیکہ نفس شے کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے[۱]۔ زیادہ تر صحت کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حق استعمال ومنفعت وہ حق تھا جو کسی شخص کو اسکی شخصی حیثیت سے دوسرے شخص کی جائداد کو تا حیات یا تا تنزل شان قانونی[۲] استعمال کرنے یا اس سے متمتع ہونیکی نسبت دیا جاتا تھا اس طرح کہ جب حق استعمال ومنفعت ختم ہو جائے تو وہ جائداد اپنی اصلی حالت میں اس کے مالک یا مالک کے وارث کو واپس ملجائے۔ حق استعمال منفعت زمین یا عمارات یا مملوک یا جانور بار برداری غرض ہر شے کی بابت حاصل ہو سکتا ہے بجز ایسی چیزوں کے جو استعمال سے تلف ہو جاتی ہیں ("جو استعمال سے گھٹ جاتی ہیں" جیسے مثلی اشیا) جسکی وجہ بے شبہ یہ تھی کہ ایسی چیزوں کو ختم حق استعمال ومنفعت پر بلا کم وکاست واپس دینا ناممکن تھا ("نفس شے کو کوئی نقصان نہ پہنچا" لیکن سنات[۳] نے وصیت کی صورت میں اس قسم کی اشیا کی نسبت بھی ایسے حق کی تخلیق کی اجازت دیدی جو ہم شکل حق منفعت ہو اور چونکہ اصلی حالت میں شے کے واپس کرنیکی ذمہ داری لینا ناممکن تھا اس لئے اس امر کی ضمانت اور ذمہ داری (بذریعہ ضمانت) لیجاتی تھی کہ جب حق استعمال ومنفعت ختم ہوجائے مالک حق منفعت یا اسکا وارث موصی کے وارث کو معاوضہ ادا کریگا (جو ان اشیا کی قیمت کے مساوی ہوگا جن پر اسکو حق استعمال ومنفعت حاصل تھا)۔

---

[۱] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۴۔
[۲] جسٹنین کا زمانہ آنے تک کسی قسم کے تنزل شان قانونی سے بھی حق استعمال ومنفعت زائل نہیں ہوتا تھا۔ جسٹنین نے یہ حکم دیا کہ تنزل شان قانونی اقل میں یہ اثر نہ ہونے پائے۔
[۳] غالباً اغسٹس (Augustus) کے زمانہ کے قریب۔

مالک حق منفعت کے فرائض :۔

ہر صورت میں مالک حق منفعت پر لازم تھا کہ ایک نیک نہاد اب العائلہ کی طرح جائداد کی پوری احتیاط کرے اور اس لئے جیسا کہ کہا جاسکتا ہے " اتلاف[1] " کے متعلق وہ مستوجب قرار دیا گیا تھا۔ شے کو غرض معہودہ کے سوائے کسی اور طرح سے استعمال کرنیکا وہ مجاز نہ تھا اور نہ اسکی نوعیت کو بدل سکتا تھا۔ اگر حق منفعت کسی مکان کی بابت حاصل ہو تو مالک حق منفعت پر لازم تھا کہ اسکو معمولی طور پر اچھی حالت میں رکھے اور اگر گلہ کی بابت ہو تو جو جانور مرجائے اسکے بدلے میں ان بچوں میں سے بھرتی کرے جو بصورت دیگر اسکی ملک ہوتا اور یہ بھی لازم تھا کہ جائداد کو چاہے وہ کسی قسم کی ہو بلا کم و کاست واپس کرے: ان فرائض کی بجا آوری کے متعلق ایک " ضمانت منفعت " لیجاتی تھی مگر حق ہمشکل منفعت کی صورت میں جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے ضمانت کی صورت اسباب مساوی القیمت کی ذمہ داری ہوتی تھی۔

مالک حق منفعت کے حقوق : ایسے شخص کو شے پر قبضہ کرنے اور اسکی منفعت حاصل کرنیکا حق حاصل تھا اور گو کہ وہ حق منفعت کو قانوناً کسی دوسرے شخص پر منتقل نہیں کرسکتا تھا مگر حقیقت میں دوسرے کو اسکی منفعت کی اجازت دے سکتا تھا اگر وہ خود اس سے استفادہ نہ اٹھا رہا ہو۔ اتفاقی نقصان کا وہ ذمہ دار نہ تھا۔ اگر جائداد زیر بحث کھیت ہو تو اسکی معمولی پیداوار پر اسکو استحقاق حاصل تھا اور بربنائے حق التقاط اثمار (فرکٹوام پرسپٹیو Fructuum Perceptio) ثمر پر اس وقت استحقاق حاصل ہوتا جب کہ وہ توڑ لئے جاتے۔ اصطلاحاً ثمر کے معنی میں جانوروں کے بچے بھی شامل تھے مگر جاریہ کے نہیں۔ اگر جائداد زیر بحث مملوک ہو تو مالک حق منفعت کو اسکی خدمات کا استحقاق تھا بشرطیکہ وہ غلام کے روزمرہ کے کام میں داخل ہوں اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے مملوک جو کچھ اپنی ذاتی محنت سے (ایکس اپیرس سوئیس ex operis suis) یا ایسی جائداد سے جو مالک حق منفعت کی ہو کمائے (ایکس ری ناسترے ex-re nostra) وہ مالک

---

[1] مگر جو چیز امتداد زمانہ کے باعث افتادہ حالت میں ہو اسکی باز تعمیر کی نسبت وہ مستوجب الفرض نہ تھا۔

حق منفعت کی ملک تصور ہوتی تھی۔

(۲) **حق استعمال شئے** حق منفعت کی طرح یہ بھی ایک شخصی حق استفادہ تھا مگر اس سے مراد جائداد کا استعمال یا تمتع محض تھی جس میں پیداوار اور اثمار شامل نہیں تھے۔ مویشی یا بھیڑ کا مالک حق استعمال بھیڑ کے بچے یا اون یا صوف نہیں لے سکتا تھا اور صرف مستثنیٰ صورتوں میں دودھ کے لینے کا استحقاق حاصل ہوتا تھا۔ گروہ جانوروں کو اپنی اراضی کو کھاد دینے کی غرض سے استعمال کر سکتا تھا۔ مالک حق استعمال اور مالک حق منفعت میں یہ بھی فرق تھا کہ اول الذکر اس جائداد کے تمتع کو کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر نہیں دے سکتا تھا۔ پس اگر حق استعمال کسی مکان کی بابت ہو تو مالک حق استعمال اس میں آپ رہ سکتا تھا مگر اپنی بجائے کسی دوسرے کو رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ اس اصول کی یہاں تک سختی کے ساتھ پابندی کی گئی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ بھی مشتبہ تھا کہ آیا مالک حق استعمال اپنے ساتھ اپنی زوجہ اور بچوں اور مہمانوں کو بھی رہنے دے سکتا تھا یا نہیں۔

(۳) **حق سکونت یا حق استعمال مکان** کسی زمانہ میں یہ امر مشتبہ فیہ تھا کہ آیا یہ اور دوسری قسم کا شخصی حق استفادہ (حق خدمات مملوک یا حق خدمات) اس قابل تھے کہ بذات خود حق استفادہ کی ایک نوع ہو سکیں۔ لیکن جسٹینین کا زمانہ آنے تک یہ قرار پا چکا تھا کہ بذات خود نوع متصور ہو سکتے ہیں۔ حق سکونت کے معنی میں مکان کے استعمال کے ساتھ اس کو کرایہ پر دینے کا حق بھی پایا جاتا تھا اور (برخلاف حق منفعت اور حق استعمال کے) یہ حق تنزل شان قانونی اقل سے اور نہ عدم استعمال سے زائل ہو سکتا تھا۔

(۴) **حق خدمات مملوک** یعنی جانوروں یا غلاموں سے کام لینے کا حق:۔ اپیرائی سروورم ول اینی الم (Operae servorum Vel animalium)

اگرچہ اس کا ذکر اصلی کتاب میں نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک دوسری قسم کا شخصی حق استفادہ تھا اور اس اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اس حق استفادہ سے متمتع ہوتا اوسکو (حق منفعت (یوزو فرکٹو آریس usufructuarius) غلام یا جانوروں سے کام لینے کا حق حاصل تھا۔ لیکن اس حق استفادہ (سرویٹیوڈ servitude) اور حق

(یوزو فرکٹ usufruct) میں فرق یہ تھا کہ (الف) نہ تو مالک حق کی وفات سے (ب) نہ تنزل شان قانونی اور (ج) عدم استعمال سے زائل ہوتا تھا۔

حق استفادہ وملکیت تابع (سرویٹیوڈس Servitudes) کی تخلیق کیسے ہوتی تھی

بموجب قانون ملک کسی حق استفادہ کو پیدا کرنیکا معمولی طریقہ یہ تھا:۔
(۱) فرضی دعویٰ قانونی: (ان جوری سیسیو in juri cesero) یہ فرضی دعویٰ تھا جس میں مدعی یہ مطالبہ کرتا کہ اوسکو مدعی علیہ کی زمین سے گزرنیکا حق تھا اور مدعی علیہ اوسکو بالسکوت تسلیم کرلیتا مگر (۲) چونکہ حق استفادہ جائداد منفصلاتی ایک شئے قابل بیع (رس میانکیپی resmaucipe) تھا اس لئے وہ صرف بطریق بیع نقد (میانکی پیشن mancipation) وجود میں لائی جاسکتی تھی۔ ازروئے قانون ملک حق استفادہ بذریعہ (ڈی ڈکٹیو deductio) بھی پیدا کیا جاسکتا تھا مثلاً یہ کہ زید اپنے زمین یا مکان کو بطریق بیع نقد (مانکی پاٹیو mancipatio) یا فرضی دعوے عمرو پر منتقل کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی جائداد کے متعلق اپنے لئے اوس میں حق استفادہ (ڈی ڈکٹیو سرویٹیوڈ deductio servitude) محفوظ کرلیتا ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے بھی نسبتاً ابتدائی زمانہ میں حق استفادہ (۴) بذریعہ وصیت (ٹسٹی منٹو testamento) وجود میں لایا جاسکتا تھا۔ جیسے کہ ایک موصی اپنے غلام (اسٹائکس Stichus) کی ملکیت کو عمرو کو وصیتاً دیدے زید کو اس غلام پر حق منفعت حاصل ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخصی حق استفادہ اکثر اسی طریقہ سے وجود میں لایا جاتا تھا۔
(۵) نالش قسمت سے بھی حق استفادہ پیدا ہوسکتا تھا۔ (بذریعہ فیصلہ عدالت) زید اور عمرو دو متصلہ مکانات کے مالکان مشترک ہیں حاکم عدالت ہر ایک کو حقیت علحدہ کے ساتھ ایک ایک مکان دیتا ہے۔ اس طرح کہ ایک کو دوسرے کے مقابل میں حق تقویت پہلوئی یا حق استفادہ حاصل ہے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا (۶) حق قدامت سے کسی زمانہ میں بھی حق استفادہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق قدامت کے لئے جو طریقہ عمل اختیار کرنا پڑتا تھا اس طریقہ سے کسی شئے غیر مادی پر (یعنی ایسی اشیا جو محض قانونی وجود رکھتی ہوں) قبضہ کرنا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔
ہم اس قاعدہ کا اتباع کرتے ہیں کہ حق استفادہ بذاتہٖ محض استعمال مدت دراز سے

حاصل نہیں ہوسکتا اور عمارت کے ساتھ حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ عبارت صدر سے ظاہر ہے ازروئے قدامت تصرف کسی مکان کی ملکیت حاصل ہوجائے تو اس کے ساتھ اسکے متعلقہ حقوق استفادہ بھی حاصل ہوجاتے ہیں۔ بہرحال اس امر کے متعلق جو شکوک پیدا ہوئے ہوں وہ بذریعہ قانون (لیکس اسکری بونیا lex Scribonia)[۱] دور کردئے گئے۔ کیونکہ اس کی روسے کسی بھی قسم کے حق استفادہ کا بہ نفسہ قدامت قبضہ کی بنا پر حاصل کیا جانا عملاً ممنوع کردیا گیا۔

چونکہ اراضی مضافاتی اشیائے ناقابل تجارت نہیں لہذا انکے متعلق حق استفادہ (سروینٹیوڈ) پیدا کرنیکے واسطے فرضی دعوے اور بیع نقد کے قدیم طریقے ناقابل استعمال تھے۔ اور ازروئے قانون ملک کسی بھی غیر ملکی کا کسی قسم کا حق استفادہ حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ ان نقائص کو دور کرنیکے لئے استحصال حق استفادہ کا ایک نیا طریقہ رائج ہوگیا۔ غالباً صوبہ داروں نے اس کو اختراع کیا تھا۔ اور پریٹروں نے اپنے اعلانات میں اسکو اختیار کرکے ترقی دی۔ اسی طرح سے حق استفادہ کا بذریعہ (پیاکٹ Pact) اور (اسٹی پیولاٹیو Slipulatio) وجود میں لانا ممکن ہوگیا۔ چونکہ یہ اقرار فریقین پر مبنی تھا اس واسطے اسکو (پیاکٹم Pactum) اور چونکہ ایسا اقرار اس باضابطہ طریقہ سے کیا جاتا تھا جسکو اسٹی پیولاٹیو[۲] کہتے تھے اس لئے اس پورے طریقہ کا نام (پیاکٹ اینڈ اسٹی پیولاٹیو Pact and Slipulatia) ہوگیا مگر یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ آیا معاملہ کے بعد حق استفادہ کی معنوی حوالگی لازمی تھی یا نہیں۔ جس پر ائی ٹورس (Jures praıtorıs) ازروئے قانون نافذ کردہ پریٹر حق استفادہ کے حصول کا ایک اور طریقہ بھی تھا

---

[۱] اسکی تاریخ غیر متیقن ہے۔

[۲] یہ امر قرین قیاس ہے کہ جیسے حق استفادہ جائدادی کی طرح جو حق استفادہ اس طرح حاصل ہوتا تھا اس سے ابتدا میں حق بہ جائداد غیر نہیں پیدا ہوتا تھا۔ بلکہ ان حقوق کی طرح جو بیشتر معاہدات سے پیدا ہوتے ہیں اس حق استفادہ سے محض ایک حق بالتخصیص حاصل ہوتا تھا لیکن گیئس کا زمانہ آنے تک پریٹر کے اثر سے حقوق بالتعمیم بھی مل گئے۔ کیونکہ گیئس اسکا ذکر اسطرح کرتا ہے کہ معمولی معنی میں اس سے حق استفادہ بے شبہہ پیدا ہوتا تھا (دیکھو گیئس کتاب فقرہ ۳۱)

جسکو حق قدامت طویل المدت (Praescriptio longi temporis) کہتے تھے۔ یعنی اس حق کا استعمال بلافصل بین الحاضرین دس سال اور (زمانۂ بین الغائبین) بیس سال کی مدت تک کیا گیا اور معاملہ اور شکل صالح (پیاکٹس اینڈ اسٹی پیولیشنس Pacts and stepulatio) کی طرح اول اول یہ طریقہ اراضی مفصلاتی تک محدود تھا۔ مگر بعد میں چل کر اطالیہ اور روما میں بھی اسکا استعمال ہونے لگا۔

جسٹنین کے زمانہ میں اراضی اطالیہ (سولم اٹالیکم solum Italicum) اور اراضی مفصلاتی (سولم پراونشیالے Solum provinciale) میں جو فرق تھا وہ منسوخ کردیا گیا اور دست برداری بہ منزلہ قانونی (ان جوری سیسیو in jure cessio) اور (میانکی پیشن mancipation) کی طرح بطور طریقہ تملیک کے متروک ہوچکے تھے پس حق استفادہ کے وجود میں لانیکے معمولی طریقہ حسب ذیل تھے :۔

(۱) باضابطہ اقرار فریقین (پیاکٹ اینڈ سٹی پولیشن pact and stipulation)

(۲) حق استفادہ: (ڈی ڈکٹیو Deductio) منہائی سے بھی پیدا ہوسکتا تھا یعنی دوسرے پر جائداد کی حوالگی (traditio) کہ طریقہ مروجہ وقت کے ذریعہ حق استفادہ منتقل کرنیکے وقت محفوظ کئے جانے سے۔

(۳) حق قدامت طویل المدت کے ذریعہ جسکی مدت وہی تھی جو قوانین پریٹر نے مقرر کی تھی۔

(۴) بربنائے وصیت (ٹسٹا منٹیو testamento)

(۵) بذریعہ فیصلہ عدالت (ایڈجوڈی کیشن Adjudication)

(۶) مخصوص صورتوں میں ذریعہ قانون موضوعہ یعنی بیٹے کے عتاق کے بعد اس کے اثاثہ (ایڈ ون ٹی کیم adventicium) کے نصف حصہ پر باپ کا حق۔ حق استفادہ کی منتقلی شخص ثالث پر ممکن نہ تھی۔ اسکا ذکر حق استفادہ شخصی کے تحت ہوچکا ہے مگر حق استفادہ جائداد مفصلاتی یا ارضی کے متعلق بھی بالکل یہی اصول تھا۔

اس میں شک نہیں کہ حقیت غالب کے انتقال پر وہ منتقل الیہ کو منتقل ہوجاتے تھے اسی طرح حقیت تابع کے منتقل ہونے پر بار حق استفادہ منتقل ہوجاتا تھا مگر کسی صورت میں بھی حق استفادہ بہ نفسہ منتقل نہیں ہوتا تھا حقوق استفادہ حسب ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتے تھے۔

(۱) اگر حق استفادہ شخصی ہو تو شخص حقدار کی وفات یا اوسکی تنزل حیثیت قانونی سے۔ لیکن حق سکونت (ہیابی ٹاٹیو Habitatio) اور حق خدمات (آپیرائی سرودرم Operae Servorum) کی صورتوں میں تنزل حیثیت قانونی قلی (کاپی ٹس ڈی منیوٹیو منی ما Capitis de minutio minima) سے یہ اثر نہیں ہوتا تھا اور جسٹنین کے زمانہ میں اسکا اثر کسی قسم کے حق استفادہ پر بھی نہیں ہوتا تھا۔

(۲) جہاں حق استفادہ حق منفعت کی شکل میں ہو تو مالک حق اپنے حقوق کو درست طریقہ سے استعمال نہ کرنے سے (درست طریقہ پر استعمال نہ کرنا ڈ نان یوٹنڈو پر موڈم (Non Utendo per modum

(۳) اگر حقوق استفادہ متعلق بہ جائداد (پرائی ڈیل سروی ٹیوڈس Praedial servitudes ہوں تو حقیت غالب (پرائی ڈیم ڈامی ننس Praedium dominans) کے برباد ہو جانے سے۔

(۴) اس چیز کے برباد ہونے سے جس پر حق استفادہ حاصل ہو کیونکہ یہ حق کسی شے پر حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ لازمی ہے کہ اس شے کے برباد ہو جانے سے وہ حق بھی فنا ہو جائے۔ اور اگرچہ جسٹنین یہاں فقط حق منفعت (یوزوفرکٹ Usufruct) کا ذکر کر رہا ہے۔ مگر وہی بیان تمام حق استفادہ پر صادق آتا ہے عام ازیں کہ وہ جائدادی ہوں کہ شخصی۔

(۵) ادغام سے یعنی (مرجر Merger) حق استفادہ اور وہ جائداد جو اوس کے تابع ہو دونوں کی ملکیت ایک ہی شخص کو حاصل ہو جانے سے حق استفادہ باقی نہیں رہتا ہے کیونکہ اپنی شے پر خود کو ایسا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔

ادغام کی مثالیں یہ ہیں :—

(الف) زید جسکو استحقاق کسی حق استفادہ کا ہے۔

(ا) اپنے حق سے عمر کو برات دیتا ہے۔ جو اُس شے کا مالک ہے۔ جو اُس حق استفادہ کے تابع ہے۔

(ب) عمر سے زید اسکی جائداد خرید کرتا یا کسی اور طریقہ سے اسکی ملکیت حاصل کرتا ہے (اتصال: کنسالی ڈاٹیو Consolidatio)[۱]۔

[۱] دیکھو جسٹنین کتاب دوم (۴ ا ۳)

اور (ج) زید یا عمر ایک دوسرے کی جائداد کے وارث بنتے ہیں۔

(۶) عدم استعمال (نان یوزر Non-user) حق سکونت اور حق خدمات (آپیرائی سروورم Operae servorum) کا ازالہ اس طرح کبھی نہیں ہوتا تھا۔[1]

از روئے قانون قدیم جس چیز کی منفعت (یوزوفرکٹ Usufruct) یا استعمال کا حق دیا گیا ہو تو عدم استعمال سے منقولہ ہو تو ایک سال میں اور غیر منقولہ ہو تو دو سال میں حق زائل ہو جاتا تھا۔ اور دو سالہ عدم استعمال سے حق استفادہ جائداد منفصلاتی یا ارضی بھی باطل ہو جاتا تھا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ حق استفادہ جائداد مدنی یا عمارتی (پرائی ڈیل اربن سروی ٹیوڈ Praedial urban Servitude) کی صورت میں وقت کا محسوب ہونا اُس وقت تک شروع نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جب تک کہ وہ شخص جو حق استفادہ کے تابع ہو۔ ایسا کام نہ کرے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق استفادہ باقی نہیں رہا۔ مثلاً اپنا مکان حق استفادہ کی شرط سے بلند تر بنانا۔ (یوزوکیاپیو لیبرالٹس Usucapio Liberatis) اگر حق استفادہ کا اثر منفصلاتی زمین پر پڑتا ہو تو اوس صورت میں مدتیں دس اور بیس سال کی تھیں۔ جسٹینین نے تمام صورتوں کے لئے یہی مدتیں مقرر کیں۔ لیکن حق استفادہ جائداد مدنی یا عمارتی کی صورت میں (یوزوکیاپیو لیبرالٹس Usucapio Liberatis) کی پھر بھی ضرورت باقی رہ جاتی تھی۔

ذیلی دفعہ ۲ پٹہ استمراری (ایمفی ٹنسس Emphytensis)

پٹہ استمراری اور اسکے بعد کے دو حقوق بہ جائداد غیر (ری ایلینا Re aliena) (پٹہ تعمیری و رہن بالقبض) پر اصل کتاب میں اس موقع پر (یعنی حق استفادہ کے بعد) بحث نہیں کیجاتی ہے تاہم اس وجہ سے کہ ان تینوں کا تعلق بلاشک و شبہہ حقوق متعلق بہ جائداد غیر شخص سے ہے۔ اسلئے انکا یہاں ذکر کر دینا باعث سہولت ہے۔

معاہدات بیع۔ (ایمپٹیو وینڈی ٹیو Emptio Venditio) اور اجارہ

---

[1] انکی خصوصیات کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ وہ پرورش کیلئے دئے جاتے تھے۔

(لوکیٹیو کنڈکٹیو Locatio conductio) پر بحث کرتے ہوئے گیئش کہتا ہے کہ ان دونوں میں اتنے امور مشترک ہیں کہ بعض اوقات یہ جاننا دشوار ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ جیسے جب کہ کوئی چیز دوامی کرایہ یا نزول پر دیجائے جیسا کہ جہاں اراضی اس شرط پر دیئے جائیں کہ تاوقتیکہ پٹہ دار یا اوسکے ورثا نزول برابر ادا کرتے رہیں اونکا قبضہ بدستور جاری رہیگا۔ اور گیئش بھی کہتا ہے کہ بہتر رائے (میاگس پلے کوایٹ Magis placuit) تو یہ ہے کہ یہ معاہدہ معاہدہ اجارہ (لوکاٹیو کنڈکٹیو Locatio conductio) ہے مگر (زینو Zeno) کے ایک فرمان کی رو سے (لیکس زونیانا Lex zenoniana) یہ طے ہوا کہ زمین کو نزول پر دینے کا ایسا طریقہ نہ معاہدہ بیع ہے اور نہ اجارہ بلکہ ایک خاص قانونی معاملہ ہے۔ جو بالذات قایم ہے جسکو پٹہ استمراری کہتے ہیں۔

گیئش کے زمانہ میں پٹہ استمراری اوس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ کاشتکاروں کو منجانب مجلس بلدیہ یا کلیہ پیشوایان مذہب دوامی پٹہ بہ تحفظ زرلگان دئے جاتے تھے مگر مشرقی شہنشاہیت کے عہد ما بعد میں اس طریقہ کو عموماً زمیندار لوگ اختیار کرنے لگے اور حق پٹہ استمراری جو اول اول صرف ایک حق بر بناء معاہدہ تھا جس سے مالک زمین کے مقابل فقط حق بالتخصیص (جس ان پرسانم Jus in personam) حاصل ہوتا تھا۔ اب تدریجاً حق بالتعمیم (رایٹ ان رم Right in rem) بن گیا جس سے تمام دنیا کے مقابل میں اپنے قبضہ کی حفاظت کا اسے استحقاق ہوگیا۔ جائداد کی ملکیت (ڈامی نیم Dominium) (یا حق عود یا معطل ریورژن Reversion) معطی یا مالک زمین کو بدستور حاصل رہتی تھی جسکی وجہ سے اوسکو پٹہ دار سے نزول (محصول لگان = کیانن ارپنسیو Canon or pensio) وصول کرنے اور چند موقعوں پر پٹہ ضبط کرنیکا (اگر کرایہ تین سال سے ادا نہ ہوا ہو[1]) حق حاصل رہتا تھا۔ کرایہ دار (پٹہ دار استمراری) رضامندی سے اپنا قبضہ منتقل کرسکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں مالک زمین کو حق شفا حاصل ہوتا تھا۔ یعنی اوسکو حق تھا کہ جس قیمت میں وہ شخص ثالث کو دینے کیلئے آمادہ تھا وہی قیمت آپ دیکر

---

[1] اگر مالک زمین مذہبی یا خیراتی انجمن ہو تو دو سال۔

پٹہ خرید لے۔ از روئے قانون حق التقاط اثمار پٹہ دار استمراری کو اراضی کے منافع کا استحقاق تھا۔ اور یہ استحقاق اوسکے وارث یا موصی کو پہنچتا تھا[1]۔

ذیلی دفعہ ۳ پٹہ تعمیر (سوپر فی سیز Superficies)

پٹہ تعمیر کو جسکی ایجاد پریٹر سے ہوی تھی مکانات کے ساتھ وہی نسبت ہے جو پٹہ استمراری کو زمین مزروعہ سے ہے اور یہ رومنی پٹہ طویل المدت اراضی کا ہے اغراض تعمیر کے لئے جو دواماً ایک عرصہ دراز کے لئے ہوتا تھا پٹہ دار اس پر مکان تعمیر کرتا جو بعد ازاں (بر بناء اتصال قراریا الحاق) پٹہ دہندہ کی ملک ہو جاتی تھی۔ لیکن پٹہ دار کو اسکے حق کی حد تک حقوق بالتعمیم حاصل ہوتے تھے اور وہ زمین اور مکان کے استعمال کی بابت کرایہ ادا کیا کرتا تھا۔

ذیلی دفعہ ۴۔ رہن بالقبض و رہن بلا قبض۔

رہن بالقبض (پگنس Pignus) اہل روما کا قدیم طریقہ رہن ہے اور اسکی ابتدائی شکل رہن کی نہیں بلکہ ایک قسم کے بیع کی ہے جسکو اصطلاح شرع میں بیع بالوفا کہتے ہیں۔ انگلستان کے قدیم طریقہ کے رہن جائداد غیر منقولہ سے بہت مشابہ ہے جس میں مدیون ہبہ بالقبض (فیفمنٹ Feoffment) بہ منزلہ حقیت یعنی عصبہ حقیت مستقل قابل ارث) یا حوالگی معنوی اراضی کے ذریعہ داین کو اپنی جائداد غیر منقولہ کا مالک بنائے۔ اس شرط پر کہ وہ واپس منتقل کر دیگا یعنی یہ کہ اگر رقم مبادلہ اصل معہ سود مدت مقررہ میں ادا کی جائے تو مدیون کے نام پھر اوسی طرح سے جائداد کو منتقل کر دے گا۔ روما میں ابتداءً رہن خواہ جائداد منقولہ کا ہو کہ غیر منقولہ کا اسی طرح کیا جاتا تھا کہ جس جائداد پر قرض لینا ہوتا تھا اوسکو قرض گیرندہ قرض دہندہ کے نام بذریعہ دست برداری بہ منزلہ قانونی (فرضی دعوی قانونی ان جورے سیسیو injure cessio یا مانکی پاٹیو Mancipatio) اسکی تملیک کیجاتی تھی یعنی یہ کہ داین کو اوس کی ملکیت دیجاتی تھی۔ اسکے بعد قرض دہندہ ذمہ داری لیتا کہ اصل اور سود کے ادا ہونے پر وہ اس جائداد کو واپس منتقل کر دیگا۔ اور اس قسم کی شرط کو مالک ہونیکی حیثیت سے داین کو یہ اختیار

---

[1] معمولی صورتوں میں عطائے پٹہ کیلئے تحریر کی ضرورت نہیں تھی۔

حاصل تھا کہ عدالت کی اجازت سے شے مکفولہ کو فروخت کردے اور زرِ ثمن سے اپنی ادائی کر لینے کے بعد اگر کچھ رقم بچے تو مدیون کو دیدے۔ لیکن (فائیڈوکیا Fiducia) کی صورت میں پریٹر از روئے اصول معدلت داین پر یہ لازم قرار دیتا تھا کہ اسکی رقم واپس ہو جانے کے بعد اس جائداد مکفولہ کو واپس کردے۔ یہ اصول ایک طرح سے داین کے اختیار فروخت کے بیجا استعمال کو روکتا تھا۔ قانوناً تو وہ فروخت کر سکتا تھا لیکن اگر اوس سے مدیون کو نقصان ہو تو وہ بذریعہ نالش (ایکٹیو فائیڈوکیائی Actio Fiduci.) داین کو ادائی معاوضہ پر مجبور کر سکتا تھا۔ اور اگر وہ مقدمہ ہارجاتا تو مستوجب تشہیر (ان فیمیا Infamia) ہوتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مدیون کے حق انفکاک رہن پر (یعنی جو کچھ واجب الادا ہو ادا کر کے اپنی جائداد واپس لینا) مدت کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا دوسرا یہ کہ طریقہ رہن بالقبض (پگنس Pignus) جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونوں کے لئے مروج تھا۔ رومنی رہن بالقبض اور انگلستان کے قدیم طریقہ رہن میں یہ ہی دو بڑے امور فارق ہیں کیونکہ موخر الذکر کا تعلق فقط جائداد غیر منقولہ سے تھا جسکی روسے اگر یوم مقررہ گزرجاتا تو زمین قطعاً (مرتہن) کی جائداد ہو جاتی تھی انفکاک رہن کی نسبت اسی قسم کا نتیجہ روما میں بھی ایک خاص اقرار (قانون لیکس کمیسوریا Lex Commissoria) کے ذریعہ پیدا کیا جاسکتا تھا جس میں یہ شرط لگادی جاتی تھی کہ اگر یوم مقررہ پر رقم ادا نہ کیجائے تو شرط واپسی (فائیڈوکیا Fiducia) کالعدم متصور ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس قسم کے رہن بالقبض سے مرتہن کا دائرہ حقوق بہت وسیع ہو جاتا تھا۔ درحقیقت اوسکی حیثیت اس شخص سے بھی بڑھ جاتی ہے جسکو حق بہ جائداد غیر حاصل ہو کیونکہ وہ کلیتاً جائداد کا مالک ہوتا تھا۔ اور اوسکی ملکیت صرف ایک حد تک شرط واپسی سے محدود ہوتی تھی۔ لیکن باوصف اس ایک بیّن فائدہ کے کہ مدیون اپنی جائداد کی نسبت کوئی ایسی کارروائی نہیں کر سکتا تھا جس سے قرض دہندہ کو نقصان پہنچے۔ (مثلاً فریب کی نیت سے دو یا تین بار رہن کردے) رہن بالقبض کے بہ لحاظ ایک طریقہ کفالت ہونیکے کئی نقائص تھے۔ چونکہ اسکی تملیک طریقہ ہائے قانون ملک (سول لا Civil law) سے ہوتی تھی اس لئے نہ تو اس سے غیر ملکی مستفید ہوتے تھے اور اراضی مفصلاتی کیلئے یہ طریقہ رہن استعمال نہیں ہوتا تھا۔

مزید براں رہن بالقبض میں قانوناً مدیون دائن کے بالکل اختیار میں ہوتا تھا کیونکہ اگرچہ بربناء شرط واپسی مدیون دائن سے معاوضہ وصول کر سکتا تھا۔ جس نے ناانصافی کے ساتھ فروخت کیا ہو مگر وہ شخص ثالث سے جس نے خریدا ہو اپنی جائداد واپس نہیں لے سکتا تھا۔ اور قانون کے تحت (صحیح معنی میں دائن کے مقابلہ میں اسکی حیثیت وقت انتقال جائداد سے زیادہ سے زیادہ آسامی تا مرضی مالک (Pricario) کی ہوتی تھی۔[1]

رہن کی دوسری شکل صحیح رہن بالقبض (پگنس پراپر Pignus proper) یعنی معاہدہ یکطرفہ یا تعمیل شدہ کی ہے[2]۔ اس صورت میں قرض گیرندہ جائداد مکفولہ کو حوالہ کر دیتا تھا (ٹراڈی ٹیو Traditio) اور اس طرح دائن کو پہلے کی طرح نہ فقط ملکیت (ڈومی نیم Dominium) حاصل ہوتی تھی بلکہ شے زیر بحث پر قانونی قبضہ اور اسکے ساتھ ایسے قبضہ کی صیانت کے لئے معمولی احکام امتناعی (انٹرڈکٹس Interdicts) ملجاتے تھے۔ یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ طریقہ سابق کے عوض یہ طریقہ اس زمانہ میں رائج ہو گیا جب کہ پریٹر کے اعلانات (ایڈکٹس Edicts) میں احکام امتناعی کے داخل ہونے سے قبضہ بحیثیت قبضہ تسلیم کیا جانے لگا۔ اور اسکی صیانت بھی ہونے لگی۔ یعنی ملکیت سے قطع نظر کرتے ہوئے طریقہ ماسبق کی بہ نسبت اس طریقہ رہن میں تکلف رسمی اور پیچیدگی کم تھی اور اگرچہ صریحاً مدیون کے مفید تھا کیونکہ اسکی ملکیت جائداد (ڈومی نیم Dominium) بدستور بحال رہتی تھی) مگر قرض دہندہ کے لئے زیادہ مفید نہ تھا۔ کیونکہ اس کو جائداد زیر رہن کے استعمال کا حق نہیں تھا[3] (اگر کوئی دائن شے مکفولہ کو استعمال کرے تو

---

[1] انگلستان میں جہاں رہن قانونی رہن ہوتا ہے راہن کی بالکل یہی حالت ہوتی ہے۔

[2] نظر بریں حقیقت کہ گیئس اسکا شمار معاہدات حقیقی میں (جس سے اسکو تعلق ہے) نہیں کرتا ہے غالباً یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسکے زمانہ میں قدیم تر شکل متروک نہیں ہوئی تھی۔

[3] آنٹی کریسس (Autichrasis) رہن بالقبض کی ایک شکل تھی جس میں قرض دہندہ یا معیر اثمار و منافع لے لیتا تھا مگر انکی قیمت زر قرضہ سے مجرا ہو جاتی تھی۔

وہ سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے دیکھو جسٹینین دفتر چہارم (۱) - ۶-۱) اور اس کو بیع کا حق نہ تھا۔ بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی اقرار نہ ہوا ہو۔ اس لئے کبھی خاص طور پر یہ اقرار کیا جاتا تھا کہ (الف) دائن فروخت کرسکتا ہے اور اوس صورت میں وہ مدیون کے کارندہ کی طرح ملکیت منتقل کرسکتا ہے[۱] - اور جو رقم فاضل بچ جائے وہ مدیون کو دیدیجائے یا (ب) کہ بربناء (لیکس کمیسوریا Lex Commissoria جائداد یعنی اس کی ملکیت) دائن کی ہوجائے۔ اگر زر قرضہ بر وقت ادا نہ ہو۔ اس قسم کی کفالت میں ایک عیب یہ بھی تھا کہ گو بعض اشیا اس طریقہ سے رہن ہوسکتی تھیں (جیسے اراضی مفصلاتی) جن کا رہن بیع بالوفا (فائیڈوکیا Fiducia) سے ہو نہیں سکتا تھا تاہم کسی ایسی چیز کو کفالتاً دینا جو ناقابل حوالگی مادی ہو ہنوز ناممکن تھا اور اسی چیز کو دو مختلف اشخاص کے پاس رہن کرنا بھی اتنا ہی ناممکن تھا (ایک سے زاید اشخاص ایک ہی چیز پر ایک ہی حق پر وقت واحد میں بلا اشتراک قبضہ نہیں کرسکتے۔ اس طریقۂ رہن میں جو حق دائن کو حاصل ہوجاتا ہے اسکو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک مشروط حق بہ جائداد دیگرے ہے۔ حق کے صحیح مفہوم میں وہ حق حق بالتعمیم (ان رم In rem) نہیں ہے کیونکہ اشخاص ثالث کے مقابل میں وہ نالش بالتعمیم (ایکٹیو ان رم Actio in rem) نہیں کرسکتا تھا بلکہ اسکو قانونی قبضہ اور معمولی احکام امتناعی (انٹرڈکٹس Interdicts) حاصل تھے۔

رہن بلاقبض۔ (ہائی پاتھیکا (Hypotheca) (جو طریقہ اقرار مخترعۂ پریٹر (پیاکٹم پریٹوریم Pactum praetorium[۲]) یہ مشابہ ہے Lieu سے (یعنی حق کفالت عام سے)۔ رہن کی وہ شکل تھی جسکا انحصار فقط اقرار پر تھا اور جس سے دائن کو نہ ملکیت (ڈومینیم Dominium) ملتی تھی اور نہ قبضہ۔ یہ طریقہ اول اول مالک زمین اور آسامی کے درمیان رائج رہا (کہ اس ذریعہ سے آخرالذکر اپنی جائداد اور پیداوار رہن کرکے کرایہ کی سبیل کرتا تھا) مگر بعد میں تمام صورتوں میں اسکا رواج ہوگیا۔ اس شکل کا جزو اصلی یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو دائن بذریعہ احکام

---

[۱] یہ ایک ایسے شخص کی مثال ہے جو مالک (ڈامی نس Dominus) نہ ہونے پر بھی منتقل کرسکتا تھا۔

[۲] دیکھو لیج (Leage) صفحہ ۳۰۹ -

دادرسی خاص مدیون سے جائداد لے سکتا اور اشخاص ثالث کے مقابل میں نالش بالتعمیم (ایکٹیوان رم actio in rem) کرکے اپنے حقوق قائم کرسکتا ہے اور اسکو حق بیع بھی حاصل ہوتا تھا۔ اشکال قدیم کے برعکس رہن بلاقبض (رائی پاتھیکا Hypotheca) میں خاص فائدے یہ تھے:۔

(الف) کہ جائداد قرض گیرندہ کے قبضہ میں رہتی تھی مگر قرض دہندہ کے حقوق مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے تھے۔

(ب) کئی اور اشیا بھی رہن ہو سکتی تھیں۔ مثلاً غلام کا بچہ جو ہنوز پیدا نہ ہوا ہو۔

(ج) حق کفالت عام پیدا کیا جاسکتا تھا (یعنی کسی دوسرے شخص کے تھوڑے مال پر) اور کبھی یہ حق قانوناً معنوی ہوتا تھا (یعنی گو کہ اس کے متعلق صریح اقرار نہ ہوا ہو)[1] مثلاً جیسے کہ نابالغ کو اوسکے ولی کے مال پر ہوتا تھا اور جیسے کہ زوجہ کو اپنے جہیز کی بابت اپنے جہیز پر ہو) ایسا حق کفالت کسی مکان کے مالک کو بھی معناً حاصل تھا۔ جسکو کرایہ وصول کرنے کے لئے اشیاء فرنیچر (ان وکٹا ایٹ ایلاٹا Invecta et illata) پر حق رہن بلاقبض ہے۔ یا معناً حق کفالت عام (ٹیاسیٹا ائی پاتھیکا Tacita hypotheca) حاصل ہوتا تھا۔ اور اسی طرح کا حق کفالت کھیت کے مالک کو بھی اسامی کی پیداوار پر حاصل تھا۔ مگر کفالت پیدا کرنیکے اس طریقہ سے قرض گیرندہ کیلئے فریب دینا ہی قدیم طریقہ (پگنس کم فائیڈوکیا Pignus cum fiducia) کی نسبت کہیں زیادہ آسان ہوگیا اور یہی اعتراض رہن بالقبض (پگنس پراپر Pignus proper) پر بھی برابر صادق آتا ہے۔

چونکہ رہن بلاقبض کئی طرح سے بہتر تھا اس لئے اسکے قواعد بتدریج اس قسم کی کفالت میں استعمال ہونے لگے جسٹنین کے زمانہ میں رہن بیع بالوفا کا رواج کلیتاً نابود ہوچکا تھا اور رہن بالقبض اور رہن بلاقبض سے جو تعلق پیدا ہوتا تھا وہ بالکل ایک ہی طرح کا تھا الا اس امر کے کہ اول الذکر میں قبضہ منتقل ہوتا تھا مگر آخر الذکر میں حق قرض گیرندہ کو

---

[1] اس طرح دائن کو اشیاء غیر شخص کے متعلق حق صحیح حاصل تھا۔

حاصل رہتا تھا۔ اپنے حقوق کے نافذ کرنیکے واسطے قرض گیرندہ کو نالش (ایکٹیو پگنریٹیکیا Actio pigneraticia تھا اور قرض دہندہ کو (۱) جائداد پر قبضہ حاصل کرنیکے لئے حکام دادرسی خاص (سالویانم Salvianum) اور کوسے ساسالویانم Quasi Salvianum) اور (۲) قانوناً کفالت کی تعمیل کرانیکے لئے نالش (کوئے سا سرویانا Quasi-Serviana اور (ایکٹیو سرویانا Actio serviana) حاصل تھے۔ احکام امتناعی (سیابیانم Salvianum) اور نالش (سرویانم Serviana کو زمینداروں پر استعمال کرسکتے تھے اور احکام امتناعی ہمشکل (Salvianum) اور نالش ہمشکل (سرویانا Serviana) سے کسی بھی قسم کا دواماً استفادہ حاصل کرسکتا تھا (الپین Ulpian) کا زمانہ آنے تک ہر قسم کے رہن سے حق بیع معنوی طور پر حاصل ہوجاتا تھا (یعنی اقرار پر مبنی ہونیکی ضرورت نہیں تھی) اور جسٹینین کے زمانہ میں اس حق کا استعمال ذیل کے شرائط کے ساتھ ہوتا تھا۔

(الف) بشرطیکہ یوم مقررہ گزر چکا ہو۔ واپسی رقم کی بابت نوٹس دی گئی ہو۔ اور اسکے بعد دو سال تک زر قرضہ ادا نہ ہوا ہو۔

اور (ب) نیلام نیک نیتی سے ہوا ور اس میں کوئی شریک معاملہ بولی نہ بولے جو کچھ رقم فاضل نکلے وہ قرض گیرندہ کا مال تھا۔ اب یہ بات قابل ذکر رہ گئی کہ قدیم قانون (کمیسوریا Commisoria) جو بیعبات سے متعلق تھا اور جسکی رو سے بروقت ادائی نہ کرنے سے قرض گیرندہ کا حق انفکاک زائل ہوجاتا تھا (قسطنطین Constantine) نے تمام منسوخ کردیا مگر جسٹینین نے اوسکو مرمہ شکل میں دوبارہ نافذ کیا یعنی جہاں کہ بیع ناممکن ہو۔

نوٹ (۵)

ملکیت اور قبضہ

ملکیت (dominium) ملکیت سے مراد ایک حق بلاشرکت غیری ہے جو کسی معین شے کے اختیار سے متعلق ہو۔ اس حق پر جو صرف ایک قید عاید کی گئی ہے

وہ از روئے مقولہ ذیل ہے :۔

"تم اپنی" ذاتی چیز کو اس طرح استعمال کرو کہ اوس سے دوسرے کی چیز کو نقصان نہ پہنچے" مثلاً کسی[1] گھوڑے کا مالک اوسکو ہر ممکن طریقہ سے استعمال کر سکتا ہے اور اسکو بیچ سکتا ہے یا بخش دے سکتا ہے اگر صورت انتقال سے قطع نظر کر لیا جائے تو اسکا حق ملکیت کبھی ختم نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ مر بھی جائے تو گھوڑا اوس شخص کو ملیگا جسکے لئے وہ وصیتاً چھوڑے گا۔ بلا وصیت مرنیکی صورت میں اوس کے اقربا کو ملیگا۔ مگر ان حقوق کو ناجائز طریقہ سے استعمال نہ کرنا چاہئے۔ اور ملکیت اس کیلئے عذر معقول نہیں ہو سکتی۔ اگر مالک قصداً یا غفلت سے اپنے گھوڑے پر اس طرح سواری کرے کہ اوس سے دوسرے کو صدمہ یا نقصان پہنچے۔

رومی قانون ملکیت میں صرف ایک ہی قسم کی ملکیت تسلیم کیجاتی تھی جس کو قانون ملکیت کہتے تھے (یعنی ملکیت از روئے قانون ملک Dominium ex jure Quiritium) اور اس قسم کی ملکیت صرف مدینون کو حاصل ہوتی تھی جو کہ ایسی اشیا کو جو کہ ملکیت کے قابل ہوتے تھے کسی مناسب طریقہ منتقلی سے حاصل کرتے تھے (مثلاً اگر وہ شے قابل بیع و فروخت ہو تو بذریعہ بیع۔ (Mancipatio) یا دست برداری بمنزل قانونی۔ (In jure cessio)

چونکہ مفصلاتی اراضی ملکیت قانونی (Quiritary ownership) پر اس قسم کی ملکیت کا حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور اکثر غیر ملکی[2] (Peregrini) از روئے قانون ملک Juri Civile) کسی قسم کی ملکیت حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے گو کہ پریٹر ایسی صورتوں میں ملکیت عطا نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اس نے آخر کار یہ کیا کہ جہاں اراضی مفصلاتی کسی ملکی یا غیر ملکی کے قبضہ میں ہو اور جہاں کسی غیر ملکی کو کسی قسم کے جائداد پر قبضہ حاصل ہو تو اس قسم کے قبضوں کی اعانت و صیانت از روئے نالشات اکو مٹی

---

[1] مگر اس میں انتقال بلا ارادہ شامل ہے جو دیوالیہ ہونیکے باعث کیا جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں جب دائن گھوڑا لے لے تو یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اوس جائداد کے بدل دیا گیا جو مالک نے قرض کے طور پر لیا۔

[2] یعنی تمام غیر ملکی بجز ان غیر ملکیوں کے جن کو خاص طور پر حق تجارت دیا گیا تھا۔

خرمیع کی اور قبضہ کو اس طرح سے ملکیت سے متاثر کرکے اسکی حفاظت کرنیکا اصول قوانین ممالک سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس لئے دوران زمانہ میں اس قسم کا قبضہ ملکیت بربنائے قانون ممالک (Dominium ex jure jeutineuc) کے نام سے موسوم ہوگیا۔

یہی نہیں بلکہ (پریٹر Praetor) کے اثر سے ملکیت کی تیسری نوع نے بھی نشو ونما پائی یعنی ملکیت بربنائے اصول اکوٹی (Bonitary dominium) یا (In bonis) بیان متذکرۂ صدر کے بموجب اگر کوئی شخص کسی شے قابل خرید وفروخت Res mancipi کو محض بطریق حوالگی (ٹراڈیشیو Traditio) حاصل کرے تو ازروئے قانون ملک اسکو ملکیت نہیں حاصل ہوتی تھی اور اس لئے اگر وہ جائداد زیربحث اسکے قبضہ سے نکل جائے تو اس کی بابت دعوے نہیں کرسکتا۔ کیونکہ باوجود انتقال حق ملکیت بربنائے قانون ملک (Dominium Ex jure quiritium): اسکے مالک کو حق قانونی باقی رہتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر انتقال کا انحصار نیک نیتی (Bona fides) پر ہو اور کوئی وجہ معقول (Justa causa) بھی موجود ہو تو مدت مقررہ تک بلا فصل وفیصل قابض رہنے کے بعد بربنا رحق قدامت (usucapio) لازماً قانونی Quiritary مالک بن جاتا لیکن اسکو اس طرح کی ملکیت حاصل ہونے تک پریٹر Praetor اسکی اعانت کرتا تھا۔ اگر مالک سابق جو مالک بربناء قانون ملک (Dominus Ex jure quiritum) تھا اپنی چیز کی بازیافت کی نالش کرتا تو انتقال کیلئے وجہ معقول (Justa causa) ہونیکی صورت میں منتقل الیہ کو (پریٹر Praetor) اجازت دیتا کہ عذرداری پیش کرے مثلاً اگر انتقال بربنائے بیع ہوا تھا تو وہ (یعنی عذرداری بربنا ربیع (Exceptio reivenditae et traditiae) Vendita مبنی برحوالگی (Traditio) پیش کرکے مالک بربناء قانون ملک کو شکست دیتا۔ ایسے شخص کی ملکیت کو ایسی حالتوں میں محض حق قانونی (Nudum jus quiritium) کہتے تھے جو منتقل الیہ ملکیت بربناء اصول اکوٹی سے تھا۔ اور علاوہ بریں مدت قدامت قبضہ (Usucapio) ختم ہونے سے پہلے ہی پریٹر (Praetor) منتقل الیہ کو نالش (Actio Publiciana in rem) پیش کرنیکا اختیار دیتا تھا جسکے ذریعہ صحیح طور پر

مالک کے باوجود کسی شخص ثالث پر دعوے کرسکتا تھا۔ جسکے ہاتھ جائداد منتقل ہوگئی ہو۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ جب وجہ (Jus honororium) کا نیشو ونما کامل ہوگیا تو بیع نقد (Mancipatio) دست برداری بمنزل قانونی(In juri cessio) کی پیچیدہ کارروائیوں کا رواج اوٹھ گیا ہوگا اور (Justinian) کا ملکیت قانونی (Quiritary) کو باضابطہ منسوخ کرنا یہ گویا تحصیل حاصل تھا۔ اسکے زمانہ میں تمام زمین عملاً اراضی مفصلاتی اور شہنشاہیت کا خرمدنی ہونیکے باعث ملکیت فقط ایک قسم کی رہ گئی تھی یعنی وہ جسکی بنا قانون (پریٹر Praetor) پر ہے ہر شخص اور ہر قسم کی جائداد کے لئے کارآمد تھی۔

اس حق کی شکلیں یعنی حق بر جائداد غیر (Juri in re aliena) جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے حق استفادہ (Servitudes) پٹہ استمراری (Emphy tensis) پٹہ تعمیر (Superficies) رہن بالقبض (Pignus) ہیں جس شخص کو اوسکے ہمسایہ کی جائداد کی نسبت کوئی حق حاصل ہو (مثلاً کوئی حق استفادہ (Servitude) تو وہ اپنے حق کی حد تک اوس جائداد کا مشکل مالک ہوتا ہے۔ اور نالشِ بالتعمیم[1] (Actio in rem) کے ذریعہ اپنا حق قائم کرسکتا ہے (یعنی ایک نالش متعلق جائداد غیر منقولہ کے ذریعہ جو اسکو تمام دنیا کے مقابل میں کارآمد ہے) اور یہ نالش برخلاف اوس نالش کے ہے جو کہ مبنی بر نالش بالتخصیص (Actio in personam) ہے۔ اور نالش آخر الذکر کسی شخص خاص کے مقابل میں ہوتی ہے جسکی جائداد کے متعلق ایسا حق حاصل ہو۔ ایسا شخص جسکو پٹہ طویل میعاد کے لئے حاصل ہو۔ (یعنی پٹہ دار استمراری (Emphytenta) اور پٹہ داران تعمیر (Superficiarins) گو وہ مالک نہیں ہیں[3]۔ تاہم پٹہ کی مدت تک حق حفاظت نہ صرف مالک (reversioner)[2] کے خدمت (بالتخصیص : In personam) بلکہ تمام دنیا کے مقابل میں (Utilio rei vindicatio) حاصل ہے۔ جب طریقہ بیع بالوفا Mancipatio Cum fiducia

---

[1] (Actio confessoria in rem)

[2] ٹھیکہ دہندہ یا وارث مابعد مالک ہوتا ہے۔

[3] Super ficiarins کو خاص طور سے احکام امتناعی بنسبت تعمیر (interdictum)

سے کوئی رہن بالقبض (Pignus) ہوتا تو مرتہن (مرتہن دائن Creditor pignoris) مالک ہوجاتا۔ مگر امانت (Fiducia) کی شرط کے ساتھ رہن بالقبض (Pignus) اور رہن بلا قبضہ (Hypotheca) کی اشکال ما بعد میں جب کہ ملکیت راہن کو حاصل رہتی تھی گو دائن کو فقط حق بہ جائداد غیر (Re aliena) (یعنی راہن کی جائداد میں) حاصل ہوتا تھا تاہم جس حد تک اسکی کفالت کی ضمانت کے لئے ضروری ہوتا (احکام امتناعی اور نالش) اسکو وہ چارہ کار دئے جاتے تھے جو مالک کو دئے جاتے تھے۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگرچہ یہ حقوق بہ جائداد غیر سے (Re aliena) بہ منزلہ ملکیت نہ تھے تاہم انکی اعانت ایسی ہی کیجاتی تھی جیسی کہ ملکیت کی۔

قبضہ۔ جیسا کہ امور متذکرۂ صدر سے واضح ہوسکتا ہے گو ملکیت اور قبضہ دوش بدوش قائم ہوں (یعنی وہ ایک ہی شخص کو حاصل ہوں) تاہم کسی طرح یہ لازمی نہیں کہ ہمیشہ صورت یہی ہو۔ مالک کو مالک کی حیثیت سے حق قبضہ (Jus possidendi) حاصل ہے اور اگر اسکی جائداد سے درحقیقت وہی متمتع ہوتا ہو تو اوسکو قبضۂ واقعی بھی حاصل ہے۔ اگر واقعتاً قبضہ ابن العایلہ یا اوسکے مملوک یا پٹہ دار کو حاصل ہو تو ملکیت اور قبضہ دو مختلف اشخاص میں قائم ہوجاتے ہیں۔ اس کے برعکس کوئی شخص بھی قابض بلا ملکیت ہوسکتا ہے اور (پٹہ دار استمراری Emphyteuta کی طرح) قبضہ کی صیانت ملکیت کی طور پر کیجاسکتی ہے (جس صورت میں قابض کو قبضہ سے بیدخل ہونیکا Jus possessionis حاصل ہوتا ہے۔) یا اسکی ضمانت کی ہی نہیں کیجاسکتی (مثلاً ابن العایلہ کی صورت میں)

قبضہ بہ نفسہ کے دو عناصر ہیں۔ یعنی ملکیت کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے (الف) Corpus یعنی قبضہ مادّی۔ یا قبضہ واقعی (Defacto possession) (جسکو بعض اوقات (حراست Detentio) یا قبضہ نفس الامری بھی کہتے تھے۔ اور (ب) جزو ذہنی (Animus یعنی تمام دنیا کے مقابل میں کسی چیز کو اپنے پاس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ de superficie) بھی دئے گئے تھے۔

رکھنے کی نیت بلا لحاظ اس امر کے کہ آیا اس کو ایسا حق ہے کہ نہیں یعنی لازمی طور پر قبضہ مالک کی حیثیت سے نہیں (Juss possidendi) اور اس قسم کے قبضہ کی (یعنی جو مالک کے قبضہ مالکانہ سے جدا تھا) صیانت روما بھی بذریعہ احکام امتناعی (Possessio ad interdictum) کیجاتی تھی۔ مگر صرف ذیل کی صورتوں میں:-

(۱) جہاں قبضہ ایسے شخص کا جسکو حق بجائداد غیر (Jus in re aliena) حاصل ہو اور اس لئے اس کے حق کی حد تک اسکی نیت ملکیت (Domini) رکھتا ہو تو ایسے قبضہ کی اعانت کے لئے حق نالش نسبت اشیا غیر منقولہ اور احکام امتناعی دونوں حاصل تھے۔ (دیکھو بیان ماسبق)

(۲) کسی شخص نے ناجائز طور پر یا بلا استحقاق جائداد حاصل کی ہو (جیسا کہ سارق) اور اسکی نیت مالکانہ رکھتا ہو (یعنی اسکو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہو) اسکو صحیح قبضہ (یعنی مادہ اور نیت کی ہیئت Corpus and animus) حاصل ہے اور اس طرح اس کو احکام امتناعی (Interdict) کا حق حاصل ہوسکتا تھا جسکو رومی اصطلاح میں قانونی قبضہ کہتے تھے (یعنی جزمادی اور جز ذہنی حاصل ہوسکتے تھے۔ مگر ظاہر ہے کہ اسکا قبضہ اصلی مالک کے مقابلہ میں نہیں رہ سکتا تھا۔

(۳) وہ شخص جسکے پاس شرط کا روپیہ تا تصفیہ شرط جمع رہتا تھا اور وہ شخص جسکے (عدل) پاس متنازعین شے متنازعہ فیہ امانتاً رکھاتے تھے۔ ان دونوں کی حفاظت کے لئے احکام امتناعی (Interdict) موجود تھے۔ چونکہ (Sequesta) وہ شخص تھا جسکے پاس متنازعین سے شے متنازعہ فیہ کو تا تصفیہ دعوی قانونی کہ کون اسکا اصلی مالک ہے رکھتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اسکی نیت مالکانہ (Animus domini) نہیں ہوتی تھی۔ تاہم قانون نے استثناءً اسکو قبضہ قانونی عطا کیا تھا۔ اور بذریعہ احکام امتناعی (Interdict) اس کی صیانت کیجاتی تھی۔ اس شخص کو جسکے پاس شے متنازعہ فیہ جمع ہوتی تھی قبضہ کو قانوناً تسلیم کرنیکی وجہ یہ تھی کہ بصورت ثانی اس مال متنازعہ کو کسی ایک فریق دعوے کے پاس دینا ہوتا اور ایسی حالت میں ممکن تھا کہ وہ فریق بذریعہ حق قدامت (Usucapion) تصفیہ نزاع سے پہلے اس مال پر قطعی ملکیت حاصل کرلیتا۔ آخراً

۴۔ آسامی تا مرضی مالک (Precario Lenons) وہ شخص تھا جسکو کسی چیز کے قبضہ کی اجازت ایسا شخص دیتا تھا جو کہ اصلی مالک تھا یا جسکو مالک ہونیکا دعویٰ تھا۔ ایسے آسامی کا قبضہ بھی استثنا ًء قانونی متصور ہوتا تھا۔ اور جسکی صیانت بذریعہ احکام امتناعی (Interdict) کیجاتی تھی۔[۱] اشخاص متذکرۂ صدر کے علاوہ کسی قابض[۲] قبضہ ماخوذہ یا محصلہ کو[۳] احکام امتناعی (Interdict) کا حق نہ تھا۔ اگر وہ شخص جس سے کہ اس نے قبضہ حاصل کیا ہو اسکا باادست ہو جیسے کہ ابوالعایلہ (Pater familias) یا آقا ہو تو قابض کو شے مقبوضہ میں کوئی قانونی حقوق حاصل نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ قبضہ نیابتی ہوتا تھا۔ اگر قابض قبضہ ماخوذہ یا محصلہ کو قبضہ بربنائے معاہدہ ملا ہو مثلاً اس نے کرایہ پر لیا ہو (اجارہ (Locatio-conductio) تو دوسرے فریق متعاہد کے مقابل میں زیادہ سے زیادہ اسکا حق بالتخصیص Jus in personam ہوتا تھا۔ اشخاص ثالث کے مقابل میں حق بالتعمیم (Jus in rem) کبھی حاصل نہیں ہوتا تھا۔ باستثنائے صور تہائے (۱) (۳) اور ۴۔

ایک حد تک حق بربنائے قبضہ یا بیدخل کئے جانیکے حق (ایسا قبضہ جو ملکیت سے معرا ہو) کی اعانت اصول حق قدامت قبضہ کے عمل سے کیجاتی تھی۔ اور ایسے قبضہ کو (Possessio ad usu capionam) کہتے تھے۔ یعنی قبضہ بربنائے حق قدامت۔ لیکن جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے تقریباً تمام صورتوں میں وہ قابض جسکے لئے حق قدامت قبضہ حاصل کرنا ممکن ہو مالک بھی ہوتا تھا مگر یہ کہ اس کی ملکیت میں کسی قسم کا محض اصطلاحی نقص ہوتا تھا۔ اس لئے ایسی صورت میں قدامت قبضہ کا عمل بہت ہی محدود ہوتا تھا۔ یعنی صرف نقص رفع کر دیا جاتا تھا۔ مگر قبضہ کی واقعی صیانت (Praescription) (سقوط حق ارجاع نالش بوجہ امتداد زمانہ) کے قانون سے کیجاتی تھی یعنی اس مدت پر قید لگا دینے سے جس کے اندر نالشات رجوع ہونی چاہیں

---

[۱] دیکھو (Sohm) صفحہ ۳۵۴۔

[۲] یعنی (۱) (۳) اور (۴)

[۳] یعنی ایسے اشخاص جنکو اصلی مالک کے ساتھ کسی معاملہ صریح یا معنوی سے قبضہ ملا ہو۔

قبضہ کی بہ نفسہ اعانت حقیقی طور پر ممکن تھی۔ اگر کوئی اصلی مالک (اس کے دعویٰ پر تمادی عارض ہونیکے باعث) اپنا حق قبضہ (Jus Possidendi) رجوع نہیں کر سکتا۔ تو قابض محض کا استحقاق تمام عملی اغراض کے لئے ملکیت کے مساوی ہوتا تھا کیونکہ جب مالک ہی کے نالش پر تمادی اس طرح عارض ہوگئی فریق ثالث بھی اس مقولہ کے بنا پر محروم کر دئے جاتے تھے کہ " اشخاص غیر کے مقابل میں قبضہ ناقص نفع بخش ہے "[1]

---

[1] قبضہ کی جو حفاظت وہ صیانت ملکیت سے جداگانہ کیجاتی تھی اسکی ابتدائی وجہ سے متعلق نظرئے میں انکی بحث کے لئے دیکھو (Moyle) صفحہ ۳۳۸ تا ۳۴۰ ۔

حصۂ دوم

دفعہ ۴۔ خلافت مجموعی۔

خلافت مجموعی سے جو خلافت انفرادی کی ضد ہے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو جسے یہ حق حاصل ہے اشیا منفرداً نہیں ملتیں بجا ہے وہ مادی ہوں جیسے غلام یا غیر مادی جیسے حق استفادہ، بلکہ اس کو حقوق اور ذمہ داریوں کا مجموعہ حاصل ہوتا ہے جسکو مجمع حقوق و ذمہ داریاں کہتے ہیں۔ ایک شخص کی قانونی پوشاک اتر جاتی ہے اور دوسرا اسکو پہن لیتا ہے۔ یعنی ایک کی حیثیت قانونی دوسرے کو حاصل ہو جاتی ہے۔ تمثیل سے یہ بیان زیادہ واضح ہوگا۔ اگر شخص قریب المرگ کی قانونی حیثیت کے متعلق غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوگا کہ اس کی شخصیت بنی ہے دو امور یعنی اس کے حقوق اور ذمہ داریوں پر۔ ان سے مراد ہر قسم کے حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ چنانچہ ایک طرف تو اسکی جائداد یعنی اشیائے منفرد اور اسکے حقوق بہ جائداد غیرہ۔ اور ایسے دیون اور دیگر وجوبات وغیرہ جو اسکو حاصل شدنی ہوں اور جنکی تعمیل کروانیکا اس کو حق حاصل ہو اور دوسری طرف ایسے دیون اور وجوبات جنکی ادائی اور تعمیل خود اسکے ذمہ ہو۔ اگر کسی وقت ان سب امور پر غور کیا جائے تو ان سب کا مجموعہ مجمع حقوق و ذمہ داریاں ہے (جسکا تصور ایک قیاسی شے قانونی کی طرح کیا جاتا ہے یعنی شے غیر مادی) جو اسکے وارث یا موصی لہٗ عمرو کو حاصل ہوگا بجز ان چند حقوق اور وجوبات کے جو زید کی ذات سے اسطرح وابستہ تھے کہ اسکے فوت ہونے سے وہ بالکل نابود ہو گئے۔ (Gaius) کہتا ہے کہ خلافت مجموعی کا وقوع اس وقت ہوتا ہے اگر ہم کسی کے موصی لہٗ یا وارث (بذریعہ وصیت یا بعدم وصیت) بنیں یا اگر عطائے قبضہ وراثت بربنائے قواعد اکوٹی کی درخواست کریں یا اگر کسی دیوالیہ کی جائداد خرید کریں یا کسی خود مختار شخص کو متبنیٰ بنائیں یا کسی عورت سے بحصول اختیار زوج In manum ازدواج کریں[1]۔ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ مجمع حقوق و ذمہ داریاں منتقل ہو جاتا تھا

[1] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۹۸۔

خواہ عورت سے ازدواج حقیقی ہوا ہو یا محض فرضی طور سے بطریقۂ اماتی بیع زوجہ بحق شوہر؛ (Gaius Co-emptio fiduciae causa) کے زمانہ میں ایک اور قسم کی خلافت مجموعی تھی اگرچہ وہ اس موقع پر اس کا ذکر نہیں کرتا ہے یعنی وارث کی دست برداری از ترکہ بمنزل قانونی؛ (injure cessio hereditatis).
(Justinian) کہتا ہے کہ (Marcus Aurelius) نے ایک نئے قسم کی خلافت مجموعی؛ (successio per universitatem) کو رواج دیا یعنی عدالت کا کسی مملوک کو بربنائے عتق تدبیری جائداد یا مال عطا کرنا۔ (addictio bonorum libertatis causa) Justinian یہ بھی بیان کرتا ہے کہ وہ قدیم طریقۂ خلافت مجموعی جو بہ اتباع S C. Claudianum رائج تھا متروک ہو چکا تھا۔

خلافت مجموعی کی تمام شکلوں پر ذیل کے سلسلہ میں ذکر کیا جائیگا:۔

(۱) خلافت بذریعہ وصیت یا وصیت۔ Testate succession

(۲) خلافت بعدم وصیت یا وراثت۔ Intestate succession

(۳) قبضہ ورثہ یا ترکہ بربنائے قواعد نصفت۔ Bonorum possessio

(۴) عدالت کا کسی مملوک کو بربنائے عتق تدبیری جائداد یا مال عطا کرنا۔ Addictio bonorum libertatis causa

(۵) دست برداری از ترکہ بمنزل قانونی In jure cessio hereditatis

(۶) (الف) دیوالہ Bankruptcy

(ب) اتبنیت خود مختار ازدواج اور بیع زوجہ بحق شوہر Arrogation, marriage, and co-emption

(ج) قانون موضوعہ سنات بزمانہ قلدینوم The S.C. Claudianum

ذیلی دفعہ خلافت بذریعہ وصیت،

اس عنوان کی تحت میں امور ذیل پر غور کرنیکی ضرورت ہے:۔

(الف) (۱) وصیت کس طرح کیجاتی تھی۔

(۲) ضمیمہ وصیت نامہ۔ Codicil

(ب) مضامین و قواعد وصیت نامجات۔

(ج) اہلیت الوصیت۔ Testamenti factio

(د) وصیت کے بے اثر ہونیکا بیان۔

الف (۱) وصیت کس طرح کیجاتی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ قدیم طریقہ خلافت کا وصیت نامہ کے ذریعہ سے عمل میں نہیں آتا تھا بلکہ بلا وصیت کے۔ ابتدائی قانون میں انسان کی شخصی حیثیت تسلیم نہیں کیجاتی تھی بلکہ اسکا تعلق مجمع اشخاص سے تھا۔ عام ازیں کہ وہ جماعت گروہ ہو یا خیل ہو یا قبیلہ ہو یا عائلہ ہو۔ ابتدائی قانون روما میں ریاست کا دار و مدار خاندان کے تصور پر تھا (ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے قبیلہ کے تصور پر رہا ہو)۔ ہر ایک خاندان کا سردار اسکا اب العایلہ ہوتا تھا جو (Sir Henry Maine) کی اصطلاح کے بموجب اس چھوٹی جماعت مستند کا نائب تھا اور اسکی جائداد اور کاروبار کا انتظام کرتا تھا۔ اگرچیکہ جائداد کا انتظام اس کے سپرد تھا مگر وہ جائداد شخصیہ خاندان کی ملک تھی اور اگر اب العایلہ کو یہ قدرت ہوتی کہ بوقت مرگ اس جماعت کی جائداد کو دوسرے خاندان یا گروہ کو دیدے تو یہ فعل نہ فقط تصورات وقت کے متضاد ہوتا بلکہ ابتدائی سوسائٹی کی ترکیب کو تباہ و برباد کردیتا۔ مگر بقول (Sir Henry Maine) ایک زمانہ آنا چاہئے جب کہ ان تصورات میں ضعف پیدا ہو اور جب کہ شخص اپنے خاندان سے الگ ہوکر اپنی انفرادی حیثیت حاصل کرے۔ چنانچہ اس قدیم تصور میں بہت جلد ترمیم ہو گئی اور جائداد کے متعلق جو تصور تھا کہ اسکی ملکیت خاندان کو حاصل ہے اور اب العایلہ محض اسکا ایک منتظم ہے وہ بدل گیا اور وہ جائداد خود اب العایلہ کی ملک متصور ہونے لگی مگر ساتھ ہی ساتھ خاندان کے بھی چند حقوق اس جائداد پر تسلیم کئے جاتے تھے جن کو اب العایلہ مشکل سے زائل کرسکتا تھا۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ روما میں وصیت نامہ کی سب سے ابتدائی شکل وہ تھی جس کو انگلستان کی اصطلاح میں منظورہ ایکٹ آف پارلیمنٹ

کہنا چاہیے[1] یعنی ابتدا میں ہر سال میں دو بار رومی عوام الناس مجلس عشریہ میں اس غرض سے جمع ہوتے تھے کہ منجملہ دیگر امور کے مدنیوں کے وصیت ناموں کو منظور اور جائز قرار دیا جائے۔ اور اس طرح پر جو وصیت نامجات منظور کئے جاتے تھے ان کو (testamentum calatis comitiis) کہتے تھے[1] یعنی وصیت نامہ منظورہ مجلس عشریہ۔

وصیت زبانی کیجاتی تھی اور جب یہ بات ذہن نشین کیجائے کہ ہر وصیت نامہ کا جزو اصلی ان اشخاص کو محروم الارث کرنا تھا[2] جو عدم وصیت کی صورت میں جائداد حاصل کرتے اور یہ امر کہ یہ لوگ بلا شبہہ موجود رہتے تھے اور یہ بھی کہ ازمنہ ابتدائی میں لوگوں کے جذبات جلد مشتعل ہو جاتے تھے تو یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ مجلس عشریہ کے اجلاس میں وصیت کا کیا جانا ایک معمولی بات نہیں بلکہ ایک خاص شکل تھی اور یہ بھی قرین قیاس نہیں کہ وصیت ایسے وقت میں کیجاتی تھی جب کہ رشتہ داران قریب موجود نہ ہوتے تھے۔ ابتدا میں اس کارروائی کے لئے وصیت کی اصطلاح استعمال کرنا غالباً تسمیۂ غلط ہے۔ درحقیقت وہ کارروائی "وصیت" نہ تھی بلکہ بمنزلہ تبنیت خود مختار تھی[3] زید ایک مرد پیر ہے جسکے زیر اختیار کوئی اولاد و احفاد نہیں ہیں (یعنی کوئی ذاتی و لازمی ورثہ نہیں)[4]۔ جب وہ مرجائے تو اسکی جائداد اسکے ہم جدی قانونی رشتہ داروں کو اور اگر ہم جدی قانونی رشتہ دار نہ ہوں تو اسکے اہل قبیلہ کو ملیگی۔ اس لئے وہ عمرو کو بذریعہ تبنیت خود مختار ابن العایلہ کی طرح داخل خاندان کرلیتا ہے۔ اسکی وفات پر عمرو لازمی طور سے زید کا وارث ذاتی و لازمی بنکر اسکا جانشین ہوتا اور زید کے تمام ہم جدی قانونی رشتہ داروں اور اہل قبیلہ کو محروم کردیتا ہے۔ جو کچھ کارروائی کی گئی وہ وصیتاً قائم مقام کو نامزد کرنیکی نہ تھی بلکہ ایک رشتہ دار کو پیدا کرنا تھا کہ

[1] وہ وصیت نامہ جو مجلس (عشریہ) کے اجلاس نے منظور کیا۔ (نوٹ از مترجم)
[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۱۸۰
[3] یہ بات یاد ہوگی کہ تبنیت خود مختار بھی مجلس (عشریہ) میں ہوا کرتی تھی۔
[4] دیکھو (Leage) صفحہ ۱۹۱۔

وفات بہ عدم وصیت پر اسکا وارث ہو۔ ازمنۂ ابتدائی میں وصیت کی جو دوسری شکل تھی وہ وصیت بعرصۂ جنگ (testamentum in procinctu) تھی۔ یہ وصیت عوام الناس کے روبرو زبانی کیجاتی تھی۔ یہ وصیت پارلیمنٹ کے اجلاس میں نہیں ہوتی تھی بلکہ اس وقت جب کہ لوگ فوجی جنگی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے۔ اغلب تو یہ ہے کہ وصیت کی یہ شکل بھی (calatis comitiis) کیطرح محدود العمل تھی۔

کچھ عرصہ کے بعد وصیت کی ایک تیسری شکل پیدا ہوئی جو (Gaius) کی تحریر کے زمانہ میں وصیت کی عام شکل تھی اور جو وصیت کے جدید تصور کے مطابق مخفی بھی ہوتی تھی اور قابل استرداد بھی تھی۔ یہ وصیت مس و میزان کے ذریعہ کی جاتی تھی یعنی بہ طریقہ بیع نقد mancipatio یا بیع فرضی۔

اسکی سب سے ابتدائی شکل میں جو کارروائی کیجاتی تھی وہ حسب ذیل تھی:—

زید جو قریب المرگ[1] ہے ایک فرضی بدل کے عوض میں اپنی تمام خاندانی جائداد (familia) عمرو کو جو مشتری جائداد خاندانی (familiae emptor) یا قائم مقام ہوتا ہے بیچ دیتا ہے اور عمرو کو اپنی آخری ہدایات (وصیت) کو جو وہ زبانی بیان کرتا ہے پورا کرنیکا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ مثلاً ہبہ بالوصیت کے متعلق[2]۔ اور یہ زبانی ہدایات وصیت کے حصۂ[3] زبانی یا (nuncupation) کے نام سے موسوم تھے ظاہر ہے کہ اس منزل پر وصیت نہ مخفی ہے اور نہ قابل استرداد۔ اور اس سے بھی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اسکا نفاذ (وصیت زمانۂ جدید کی طرح) زید کی وفات کے بعد نہیں بلکہ اسی وقت ہوتا تھا۔ اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہ ہے کہ عمرو زید کی جائداد خریدتا ہے (اور چونکہ یہ معاملہ مبنی ہے تصرف فوری پر جسکا حکم فی الحال نافذ ہوتا ہے) اس لئے اگر زید تندرست ہو جائے تو اسکی گزر بقیۃ العمر عمرو کی فیاضی پر منحصر[4] ہے۔

---

[1] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۲
[2] جائداد کی وہ خاص خاص مدات جو اقربا اور احبا کو ہدیۃً دیگئی تھیں۔
[3] ہر وصیت کے جو بذریعہ مس و میزان کیجاتی تھی دو متمائز حصے ہوتے تھے ایک بیع (Mancq) اور دوسرا زبانی اظہار (nuncupatio)
[4] لیکن مقابلہ کرو (Muirhead) سے صفحہ ۱۶۰ -

فرق کے زینۂ دوم پر گو وصیت ہنوز علانیہ کیجاتی اور غالباً ناقابل استرداد ہے تاہم اسکا نفاذ زید کی وفات تک نہیں ہوتا اور وفات کے بعد عمرو جو مشتری جائداد خاندانی ہے قائم مقام بنتا ہے اور ان ہدایات کی تعمیل کرتا ہے جو زید یعنی موصی نے ہدیہ بالوصیت اور اسی قسم کے دیگر امور کے متعلق اپنے زبانی اظہار (nuncupatio) ارادہ میں اس کو ذمہ دار گردانا ہے۔ لیکن (Gaius) کا زمانہ آنے تک (جب کہ وصیت کی دو ابتدائی قسمیں متروک ہو چکی تھیں) وصیت بطریقہ بیع نقد میں بڑی تبدیلی واقع ہوگئی تھی ("یقیناً اسوقت اسکا طریقہ سابق سے جدا ہے" دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۳)۔ مشتری جائداد خاندانی اب قائم مقام نہیں رہا بلکہ صرف تکمیل کارروائی کے لئے شریک کیا جاتا ہے تاکہ فرضی بیع (بیع تملیح) کی کارروائی ہو سکے۔ حقیقی قائم مقام جس پر ہدیہ بالوصیت کے متعلق ذمہ داری عائد کیجاتی تھی وہ شخص ہوتا تھا جسکو موصی نامزد کرتا تھا اپنی زبان سے یا جیسا کہ تقریباً ہمیشہ واقع ہوتا تھا اپنی تحریری وصیت میں۔ پس ازمنۂ مستندین وصیت بذریعہ مس و میزان مخفی ہوسکتی تھی اور حقیقت میں اسکا استرداد بھی ہوسکتا تھا اور موصی کی وفات تک اسکا نفاذ نہیں ہوسکتا تھا۔

جیسا کہ (Gaius) کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس کی واقعی کارروائی حسب ذیل ہوتی تھی[1]۔ بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ پہلے موصی تجربہ کار وکلا سے اپنی وصیت چھوٹے چھوٹے الواح پر مرتب کرا لیتا اور اس میں اپنا وارث نامزد کرتا۔ جن جن کو ہدیہ دیا ہوا انکا ذکر کرتا اور ایسی ہدایات بھی دیتا جن کے دینے کا رواج ہوتا تھا۔ فی زمانہ انگلستان میں یہ وصیت بہ منزلۂ وصیت قانونی تسلیم کیجاتی اگر اس پر موصی کے دستخط بطور اسکی آخری وصیت کے دو گواہوں کے مواجہ میں اور انکے دستخط کے ساتھ ہوجاتے۔ لیکن روما میں جو دستاویز اسطرح مرتب ہوا سے وصیت نامہ کی حیثیت سے باطل سمجھا جاتا۔ وصیت نامہ کو بااثر یعنی اسکو قانونی وصیت نامہ بنانیکے واسطے بیع نقد (mancg) کی تمام رسوم مناسب ضابطہ کے ساتھ ادا کرنی پڑتی تھیں۔ بنا ؤ علیہ الواح تیار ہو چکنے پر لازم تھا کہ موصی پانچ بالغ رومنی مدنیوں ایک میزان بردار اور کسی ایک دوست (بکر) کو مشتری

[1] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۳۔

جائداد خاندان کا کام انجام دینے کیلئے بلائے۔ اس کے بعد کارروائی اس ترتیب[1] سے ہوتی کہ زید اپنی جائداد خاندانی بکر[2] کو جو مشتری جائداد خاندان ہے بیچتا۔ بکر اپنے ہاتھ میں تانبے کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے زید سے یہ کہتا۔ "اس تانبے کے ٹکڑے اور اس برنجی میزان[3] کے ذریعہ خرید کرنیکے باعث تمہاری جائداد میری ہونے دو (مگر فقط تمہارے قائم مقام کے ایک امانت دار کی حیثیت سے) تاکہ تم قانوناً اپنی وصیت قانون موضوعہ[4] کے بموجب کر سکو"۔ اس کے بعد بکر اس تانبے کے ٹکڑے سے ترازو کو چھوتا اور اسکو زید کے حوالہ کر دیتا ہے کیونکہ وہی فرضی زر ثمن[5] ہے۔ اسکے بعد جائداد خاندانی یعنی زید کی جائداد کی فرضی بیع ختم ہو جاتی ہے۔ اب فقط وصیت کا وہ حصہ رہ جاتا ہے جس میں ارادہ کا اظہار زبانی کیا جاتا ہے یعنی ان اغراض کا عام اعلان جنکے لئے بکر بحیثیت امین قابض جائداد ہے۔ اس لئے زید ان الواح کو ہاتھ میں لیکر جن پر وصیت نامہ لکھا ہوا ہے بیان کرتا ہے "جس طرح کہ ان الواح پر لکھا ہوا ہے اسی طرح میں اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ یہی میری وصیت ہے اور اے دنیو تم اسکے گواہ رہو[6]"۔ اس کے بعد معاملہ ختم ہو جاتا اور پھر کبھی بکر کا ذکر ہی نہیں آتا۔ زید کی وفات کے بعد وصیت نامہ تاوقتیکہ اس نے اس کو باضابطہ مسترد یا

---

[1] Dicis gratia

[2] Familia, id est patrimonium

[3] یعنی وہ میزان جو میزان بردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

[4] ٹھیک ٹھیک الفاظ کے لئے دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۴ جس قانون موضوعہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ الواح اثنا عشرہ ہیں۔ اور غالباً وہ حکم یہ ہے "موصی نے ابھی بیع (mancipatio) کی ہے۔ اس بیع کا نتیجہ وہی ہوگا جو ابھی ابھی اپنے زبانی اظہار ارادہ میں بیان کریگا یعنی اسکا وصیت نامہ عام طور پر سنایا جائیگا۔

[5] دیکھو (Gaius) کتاب اول فقرہ ۱۱۹۔

[6] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۰۴۔

تبدیل نہ کیا ہو (جس صورت میں یہ تمام کارروائی ازسرنو کرنی پڑتی تھی) پیش کیا جاتا اور کھولا جاتا اور جس قائم مقام کا نام اس میں مندرج ہوتا وہی زید کا قانونی قائم مقام قرار دیا جاتا۔ (Mr. Roby) نے اس کارروائی کو ایک عمدہ جملہ میں یوں مجملاً بیان کیا ہے "حاصل کلام (انگریزی قانون کی اصطلاحات میں) یہ بیع نقد (Mancg) تمتعات مندرجۂ وصیت نامہ کے لئے موصی کی کل جائداد کا ایک باضابطہ انتقال ہے اور زبانی اظہار ارادہ تمتعات کا اعلان ہے"[1]

وصیت نامہ پریٹری۔ وصیت بہ ذریعہ مس وبیزان کے متعلق دو امور نہایت نمایاں ہیں۔ اول تو یہ کہ اس کا ضابطہ بحد اصطلاحی اور پیچیدہ ہے۔ قانون کے ہر نظام کا مقتضا یہ ہوتا ہے کہ وصیت کسی قدر ضابطہ کے ساتھ کی جائے جس سے نہ فقط یہ ثابت ہو کہ وصی کا حقیقی ارادہ یہی ہے بلکہ یہ بھی کہ وہ دستاویز درحقیقت اسکا وصیت نامہ ہے اور اس ساری کارروائی کا یہی اصل اصول ہے۔ مگر کسی سمجھ دار آدمی کے اطمینان کیلئے اس خصوص میں ایسے ضابطہ کی ضرورت نہیں ہے جو اتنی تفصیلات پر مشتمل ہوں جتنی کہ مستند زمانہ میں لازمی سمجھی جاتی تھیں۔ بلاشک وشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وصیت نامہ نیت واقعی کا ایک حقیقی اظہار ہے بشرطیکہ وہ قانون انگریزی کی معمولی لوازمات کی پابندی کے ساتھ کیا گیا ہو۔ دوسری یہ بات ہے کہ باوجود ان تمام ضوابط و رسومات کے جو وصیت بذریعہ مس وبیزان کے لئے لازمی تھیں کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا کہ جب وصیت نامہ آخر کار پیش ہوتا تو یہ شناخت ہوسکے کہ یہ وصیت نامہ درحقیقت وہی الواح ہیں جن کو موصی نے تھوڑی دیر کیلئے اپنے ہاتھ میں لیا تھا ایسا پایا جاتا ہے کہ اس دوسرے اعتراض کو رفع کرنیکے لئے یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ پانچ گواہ ایک میزان بردار اور ایک مشتری جائداد خاندان (یعنی کل سات شخص)

[1] دیکھو (Roby) کتاب اول صفحہ ۱۰۷۔ ہبہ بالقبض کے ساتھ مقابلہ کرو تمتعات وصیت نامہ قبل از نفاذ قانون موضوعۂ تمتعات (Statute of uses) کا۔

اپنی اپنی مہریں وصیت نامہ پر ثبت کریں جس سے بلاشک وشبہہ دستاویز کی شناخت ہو جاتی تھی۔ پہلا اعتراض جو کہ غیر ضروری ضوابط کے متعلق ہے وہ بھی تھوڑے سے عرصہ کے بعد باقی نہ رہا کیونکہ پریٹر کو تجربہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ وصیت نامہ کا جزو لازمی اس کی شہادت ہے اور باقی دوسری کارروائیاں درحقیقت غیر ضروری ہیں۔ اس لئے پریٹر نے یہ کیا کہ اگر وصیت نامہ سات گواہوں کی مہروں کے ساتھ پیش کیا جائے تو قبضہ جائداد یا مال بربنائے قواعد نصفت حق تمتع و تصرف جائداد اس شخص کو عطا کرتا تھا جسکا نام درج وصیت نامہ ہوتا (مطابق الواح: secundum tabulas)۔ ایسے شخص کو پریٹر وارث قرار نہیں دے سکتا تھا ("چونکہ پریٹر وارث نہیں بنا سکتا ہے")۔ مگر زیادہ سے زیادہ اسکے لئے پریٹر جو کر سکتا تھا وہ یہ تھا کہ اسکو جائداد کا قبضہ دیکر اسکی حفاظت کرتا تھا اور اسی طرح اگر بیع نقد (mancp) ناقص ہو یا ہوا ہی نہ ہو تو جب بھی وصیت نامہ مہری کے پیش ہونے پر جو شخص اس میں قائم مقام قرار دیا گیا ہوتا اوسکو جائداد کا حق تمتع و تصرف دیتا تھا۔ مگر ابتدا میں اس قبضہ کے معنی قبضۂ کامل وقطعی کے تھے جب کہ بیع نقد (mancp) باضابطہ ہوا ہو اور اس لئے یہ وارث قائم مقام بربنائے قانون ملک[1] ہوتا تھا کیونکہ انضباط میں جائداد کا قبضہ نصفتی دینا صرف "قانون ملک کو مدد دینے کیلئے تھا" یعنی قائم مقام بربنائے قانون ملک کو منجانب پریٹر ایک زاید چارۂ کار حاصل ہوتا تھا اور چونکہ یہ محض امدادی (Adjuvandi gratia) ہوتا تھا اس لئے اگر بیع نقد (mancp) ہوا ہی نہ تھا یا ناقص ہوتا تو موصی لہ جس نے استدعا کر کے قبضۂ مال بہ بنائے قواعد نصفت حاصل کیا ہو وارث نہ ہونگی صورت میں جو قائم مقام ہوتا اور جو وصیت کو قانوناً غیر درست قرار دیتا اور قابض مال بربنائے قواعد نصفت کے مقابل میں نالش ترکہ (hereditatis petitio) لاتا تو اسکے مقابل میں اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تھا۔ لیکن (Marcus Aurelius) نے قانون کو بدلا اور قبضۂ نصفتی مطابق الواح کو (juris civilis corrigendi gratia) قرار دیا یعنی قانون حقوق کو صحیح کرنیکی

[1] یا البتہ اسوقت جب کہ وارث بہ عدم وصیت نے قابض وراثت بربنائے قواعد معدلت کو بے دخل کرنا پسند نہ کیا ہو مثلاً اس لئے کہ ورثہ بلامنافع (damnosia) تھا۔

ندرض سے۔ اگر شہنشاہ کے فرمان کے بعد کوئی باضابطہ وصیت نامہ مُہری پیش ہو سکتا جس میں عمرو قائم مقام قرار دیا گیا ہوتا تو زید جو قائم مقام بر عام وصیت ہی عمرو کو اس کے قبضۂ نصفتی سے جو پریٹر نے اس کو دلایا تھا محروم نہیں کر سکتا تھا باوجودیکہ بیع نقد (mancg) ہوا ہی نہ تھا۔ اس لئے عمرو کا قبضۂ نصفتی باقی رہتا اور وراثت کے تمام عملی فوائد بھی اوسے حاصل ہوتے (باوجود اس حقیقت کے کہ وصیت نامہ بہ لحاظ قانون ملک نادرست تھا اور زید قانونی وارث تھا) کیونکہ عمرو عذر دغا کی بنا پر زید کے دعویٰ وراثت کو باطل کر دے سکتا تھا[1]

اس لئے گیئس کے زمانہ میں قانون ملک کے مطابق جو وصیت کیجاتی تھی وہ وصیت بذریعہ مس و میزان ہوتی تھی اور از روئے قانون ملک قائم مقام کی نامزدگی کا یہی ایک طریقہ تھا۔ لیکن وہ وصیت نامہ جس پر سات گواہوں کی مہریں ثبت ہوں از روئے قواعد نصفت جائز تھا اگرچہ جو شخص اس میں قائم مقام نامزد ہوتا تھا وہ فقط قابض نصفتی ہوتا تھا۔ اور چونکہ ایسے قبضہ کی حفاظت حکم امتناعی اور دیگر طریقوں سے بخوبی کیجاتی تھی اس لئے یہ قبضہ تمام اغراض کے لئے درست ہوتا تھا۔

زمانہ جسٹنین کے وصیت نامجات

جسٹنین کے زمانہ میں وصیت بذریعہ مس و میزان کے عوض وصیت نامہ سہ عنصری (testamentum tripertitum) نے رواج پایا۔ اس کو سہ عنصری (tripertitum) اس لئے کہا گیا کہ اسکے اصلی عناصر تین تھے۔ یعنی یہ لازمی تھا کہ وصیت وقت واحد میں فعل واحد کے طور پر کیجائے سیاق عبارت سے ایک ہی مفہوم پایا جائے

---

[1] قبضۂ وراثت بربنائے قواعد معدلت و مطابق الواح اس وقت دیا جاتا تھا جب کہ کوئی رسم ضابطہ متروک ہو جاتی تھی۔ فرض کرو کہ ایک عورت نے جسکی عمر قانوناً پوری ہوا اور جو زیر ولایت ہو اپنے ولی کی تجویز منظوری کے بغیر وصیت نامہ مرتب کیا جس میں زید کو وارث قرار دیا پس زید کو قبضۂ وراثت بربنائے قواعد معدلت دے دیا جاتا۔ واضح ہوگا کہ (Marcus Aurelius) کے زمانہ کے بعد یہ قبضہ قطعی ہوتا تھا نہ کہ محض مشروطی تاوقتیکہ اسکا ولی جسکی اجازت نہیں لیگئی اس عورت کا والدیا مربی نہ ہو(دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۱۲۱-۱۲۲۔

(uno contextu) اور سات گواہ حاضر رہیں (قانون ملک کی باقی ماندہ شرط) اور اس پر ان لوگوں کی سات مہریں ثبت ہوں (پریٹر کے Jus honorarium سے اخذ کیا گیا) اور ان کے سات دستخط بھی ہوں[1] (جیسا کہ فرمان شہنشاہی میں مندرج تھا یعنی فرمان (تھیوڈوسیس ثانی: Theodosius II) میں۔ جسٹنین کے زمانہ میں وصیت کا یہ معمولی طریقہ تھا مگر اسکے علاوہ اور تین طریقے تھے :-

(الف) وصیت نامہ زبانی (nuncupative will) یعنی وہ وصیت کہ جس میں سات گواہوں کی موجودگی میں موصی اپنی آخری ہدایات کا زبانی اظہار کرتا تھا۔

(ب) کوئی وصیت نامہ ضابطہ کے ساتھ شہنشاہ کی سپردگی میں دیا جا سکتا تھا۔ (testamentum principioblatum) یا

(ج) کسی عدالت قانونی کے دفتر میں اس کا داخلہ رکھا جاتا تھا (testamentum apud acta conditum) آخر کی دونوں صورتوں میں سرکاری کارروائی لازمی تھی اس لئے یہ خانگی نہ تھے۔

الف (۲) تحریرات وصیتی[2] Codicilli

(الف) (۲) تحریرات وصیتی (codicilli)۔ انگلستان میں ضمیمہ تحریر وصیتی یا (codicil) سے مراد وصیت نامہ کا وہ جزو اضافی ہے جو اول الذکر کے بعد مرتب ہوا ہو اور اسی طریقہ سے مرتب ہوا ہو اور جسکو تتمۂ وصیت نامہ کہتے ہیں۔ مگر روما میں (codicilli) کو وصیت نامہ سے کسی قسم کا تعلق ہونا ضروری نہ تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی تختیاں ہوتی تھیں جن پر یادداشتیں اور تحریرات لکھی جاتی تھیں۔ جسٹنین کا بیان ہے کہ جب (Lucius lentulus) افریقہ میں قریب المرگ تھا تو اس نے (codicilli) تحریر کیں (جنکی توثیق اس کے وصیت نامہ سے ہوتی تھی) جن میں

---

[1] تحریر ذیلی (Subscriptiones

[2] دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۲۷۰ ف و ۲۷۳۔ اور (Justinian) کتاب دوم ۲۵

اس نے اغسٹس سے استدعا کی کہ وہ چند امور کو بطور امانت کے (امانت بذریعہ وصیت (fidei commissum) اس کے لئے انجام دے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اغسٹس کو اس کے جواز کے متعلق شبہہ ہوا کیونکہ وصیت نامہ کا وقت واحد میں مرتب کیا جانا لازمی تھا۔ اس نے اس خصوص میں (Trebatius) سے مشورہ کیا (Trebatius) نے یہ جانکر کہ اس طریقہ کے جائز ہو جانے سے ہر ایک کی سہولت ہوگی شہنشاہ کو صلاح دی کہ وہ (codicils) کو تسلیم کرلے اور اغسٹس نے اس کار امانت کو انجام دیا اور اسی طرح ان لوگوں نے بھی کہ جن پر (Lentulus) نے امانتیں عائد کی تھیں اور اسکی بیٹی نے ہدایائے بالوصیت کو ادا کیا جنکی ادائی اس پر قانوناً لازم نہ تھی۔ تحریرات وصیتی کے اس طرح سے تسلیم کئے جانیکے بعد سے انکا یہ عملدرآمد جسٹینین کے زمانہ تک بھی جاری رہا۔ ابتدا میں انکے لئے کوئی باضابطہ طریقہ لازمی نہیں تھا مگر (Theodosius II) کا زمانہ آنے تک یہ شرط لگادی گئی کہ وصیت نامہ جات کی طرح ایسی تحریرات وصیتی کے لئے سات گواہوں کی شہادت ہونی چاہئے۔ جسٹینین نے اس تعداد کو گھٹا کر پانچ کردیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اگر کوئی (codicil) بلا کسی ضابطہ کے مرتب ہوا ہو تو ہر وہ شخص جسکو ایسی تحریر سے کوئی حق دیا گیا ہو نالش کرسکتا ہے لیکن اگر وارث یا قائم مقام نے اس سے حلفاً انکار کردیا تو اسکو کامیابی نہ ہوگی۔ (codicil) وصیت نامہ کے ساتھ منسلک ہوتی تھی[1] اور اسکو ضمیمہ وصیت نامہ (codicilli testamentarii) کہتے تھے۔ اور اگر وصیت نامہ سے اسکی توثیق ہوتی تو اس کو ضمیمہ موثق (codicilli confirmati) یا نہ ہوتی تو ضمیمہ غیر موثق (codicilli non confirmati) کہتے تھے اور بعض اوقات وصیت نامہ سے اسکا تعلق ہوتا ہی نہ تھا اور ایسی صورت میں اوس کو تحریر وصیتی بعدم وصیت نامہ (codicilli ab intestato کہتے تھے۔ اسلئے یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ وصیت ناموں میں فقرہ متعلق ضمیمہ (clausula codicillaris) بڑھا دیا جاتا تھا

---

[1] جس صورت میں اسکی قسمت کا انحصار وصیت نامہ کی قسمت پر ہوتا تھا یعنی اگر کسی وجہ سے وصیت نامہ ناجائز قرار پائے تو تحریر وصیتی (codicil) ناجائز متصور ہوتا تھا۔

جس میں موصی یہ بیان کرتا تھا کہ اگر اسکا وصیت نامہ نافذ نہ ہوسکے تو اس سے
یہ تعبیر کرلیجائے کہ وہ استدعاؤں کا ایک سلسلہ ہے جو بذریعۂ تحریرات وصیتی
(codicils) پیش کیا گیا تھا۔ لیکن کسی وقت بھی یہ ممکن نہ تھا کہ ہر ایک کام
ایسی تحریرات کے ذریعہ انجام دیا جائے جو بذریعہ وصیت نامہ انجام دیا جاسکتا تھا۔
(Gaius) کے زمانہ میں ان کا خاص استعمال امانت کے عائد کرنے کی
غرض سے ہوتا تھا اور (Gaius) کہتا ہے کہ اگرچہ بذریعۂ ضمیمۂ غیر موثق،
امانت بالوصیت کا نفاذ ہوسکتا تھا مگر ایسی تحریرات سے ہدیہ بالوصیت جائز
کرنے کے لئے یہ لازمی تھا کہ ان کی توثیق وصیت نامہ میں ہوی ہو یعنی
تاوقتیکہ موصی اپنے وصیت نامہ میں صریحاً یہ بیان نہ کرے کہ جو ہبہ اس نے بذریعۂ
ضمیمہ کی ہے قابل تعمیل متصور ہو[1] اور گیئس یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ضمیمہ موثق
بھی ہو تو اس کے ذریعہ کوئی قائم مقام قرار دیا جاسکتا اور نہ وراثت سے محروم
کیا جاسکتا تھا گو کہ یہ نتیجہ اس طرح حاصل کیا جاسکتا کہ ضمیمہ میں اس شخص پر
جو کہ وصیت نامہ میں قائم مقام قرار دیا گیا ہو یہ امانت عائد کیجائے کہ وہ ترکہ کلیتہً
یا جزءً کسی اور شخص کو منتقل کردے۔ جسٹنین کے زمانہ میں ضمیمہ موثق وغیر موثق
کا امتیاز کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتا تھا اور اسکا بیان ہے کہ جب تحریرات وصیتی
(codicils) وصیت نامہ سے پیشتر مرتب ہوتیں تو انکی تعمیل فقط اس وقت ہوتی
جب کہ انکی توثیق وصیت نامہ میں بطور خاص کیجاتی۔ مگر اسکے ساتھ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ
(سیویرس Severus) اور (Antoninus) نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر موصی لہ پر
کسی شخص کو کوئی شے دینے کے لئے بذریعہ (codicils) کے امانت عائد کیجائے
جو کہ وصیت نامہ سے پہلے مرتب ہوی ہوں تو وہ اشیا ان کو حاصل ہوسکتی تھیں
بشرطیکہ وصیت نامہ میں اس کے خلاف موصی کی نیت نہ پائی جائے (Gaius)
نے موصی لہ کے قرار دینے اور دیگر اسی قسم کے امور[2] کے متعلق جو کہا ہے جسٹنین

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۷۰ الف

[2] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۷۳ -

اس بیان کی توثیق کرتے ہوئے یہ بھی کہتا ہے کہ از روئے ضمیمہ (Codicil)
موصی لہ پر کوئی شرط عائد نہیں کیجا سکتی اور نہ کوئی قائم مقام بالراست مقرر ہو سکتا ہے۔[1]

ب وصیت نامہ کے مضامین اور انکے متعلقہ قواعد

(۱) قواعد بغرض حفاظت وحمایت عائلہ:۔

(الف) (Praeteritio) (ورثائے گزاشتہ عطل) یعنی وہ ورثہ جو نہ تو محروم کئے گئے اور نہ وصیت نامہ میں نامزد کئے گئے۔

(ب) فریاد ایسی وصیت کی بنا پر جس میں حقوق تلف ہوئے ہوں: نالش اتلاف حقوق یا حق تلفی) (**Querela inofficiosi testamenti**)

(الف) (praeteritio) ۔کسی شخص کے بلا وصیت مرنے پر وہ اشخاص (نسبی ہم جدی ولازمی ورثہ) (sui heredes) اسکے وارث ہوتے تھے جو اسکی وفات کے وقت اس کے زیر اختیار تھے اور جو اسکی وفات سے خود مختار (sui juris) ہو جاتے تھے لیکن قدیم تصور یہ تھا کہ جائداد عائلہ کی ملک ہے نہ کہ اب العائلہ کی۔ اور اس تصور کے اثرات ترقی یافتہ قانون میں بھی باقی رہے چنانچہ (Gaius) کہتا ہے کہ نسبی وہم جدی ولازمی ورثہ (sui heredes) اپنے والدین کی زندگی میں بھی ایک معنی میں مالک جائداد عائلہ متصور ہوتے تھے۔ دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۵۷
اس تصور کی بنا پر روما میں یہ قاعدہ پیدا ہوا کہ موصی کا پہلا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنا قائم مقام مقرر کرے بلکہ اسکا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ ان اشخاص کو محروم الارث کرے جو کہ عدم وصیت میں اس کی جائداد حاصل کرتے یعنی اسکے ورثہ، اگر انھیں اسطرح محروم الارث نہ کیا جاتا تو وہ ورثائے گزاشتہ: (praeteriti کہلاتے تھے اور پورا وصیت نامہ کالعدم ہو جاتا اور جائداد ان ورثہ کو بھی مل جاتی، جیسے وصیت نامہ نہ ہونیکی صورت میں۔ مگر محروم الارث کرنے پر صورت مجبور نہ تھی کیونکہ اسکے کوئی نسبی ہم جدی ولازمی ورثا (sui heredes) ہو نہیں سکتے تھے۔

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۰۰۔

قدیم قانون ملک (jus civile) کے بموجب اگر کسی پسر زیر اختیار کو وارث بنانا مقصود نہ ہوتا تو اس کو بہ اظہار نام[1] محروم الارث کرنا ضروری تھا۔ اور اگر اس قاعدہ کی تعمیل نہ کیجاتی تو وصیت نامہ کالعدم ہوجاتا[2]۔ دوسرے نسبی ہم جدی ولازمی ورثہ (sui heredes) کو بھی (مثلاً بیٹی یا پوتا جب کہ اس کا باپ فوت ہوگیا یا قانوناً ناقابل ہو جیسے کہ آزاد ہوجانے سے) محروم الارث کرنا لازم تھا۔ لیکن ایک عام فقرہ ("بین دیگراں" inter ceteros) کافی تھا مثلاً "یہ سب محروم الارث کئے گئے"۔ اور انکو محروم الارث نہ کرنیکا نتیجہ وہی نہ تھا جو بیٹے کی صورت میں ہوتا تھا۔ اسکا اثر وصیت نامہ کے جواز پر نہ ہوتا[3] بلکہ اہل وصایا کے ساتھ ورثائے گزاشتہ (praeteriti) بھی شریک کئے جاتے تھے اور اصول اضافہ (accretion) پر انکے ساتھ خود بھی اپنا حصہ لیتے۔ اگر قائم مقام مقرری (Suus) ہو تو ورثائے گزاشتہ (Praeteriti) اس کے ساتھ برابر کا حصہ لیتے[4] اور اگر اجنبی ہو تو ورثائے گزاشتہ (praeteriti) نصف ترکہ کے مستحق ہوتے۔ مثلاً

(۱) اگر زید کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہندہ ہو اور وصیت کی زید نے اپنی پوری جائداد کی اپنے تینوں لڑکوں کے لئے اور وصیت نامہ میں ہندہ کو محروم الارث نہیں کیا تو اصول اضافہ (accretion) کے طریقہ سے ہندہ اس کے ساتھ مساوی حصہ لیگی اور اس طرح اسکو بالکل وہی حصہ ملیگا جو عدم وصیت میں اسکو ملتا یعنی جائداد کا ایک ربع۔

(۲) اگر زید کا کوئی نسبی (sui heredes) بجز اسکی لڑکی مساۃ ہندہ کے نہ ہو اور وصیت کی زید نے اپنی پوری جائداد کی کسی اجنبی عمر کے لئے اور وصیت نامہ میں

---

[1] "اظہار نام" (nominatim) لیکن اگر نیت واضح ہو تو نام ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں تھی مثلاً جب کہ موصی کا ایک ہی بیٹا ہو (مقابلہ کرو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۷)

[2] (initulıter testabitur) دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۳۔

[3] (دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۳۔

[4] جسکو اصطلاح میں (in virilem) کہتے تھے (دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۴

اپنی لڑکی ہندہ کو محروم الارث نہ کیا تو ایسی صورت میں ہندہ کو نصف اور عمرو کو نصف جائداد ملیگی اور ہندہ کو اس وقت بھی نصف جائداد ملیگی جب کہ اہل وصایا دو یا دو سے زائد ہوں۔

پریٹر نے اس قانون میں یہ ترمیم کی کہ اس نے یہ لازمی قرار دیا کہ اگر اولاد ذکور (مثلاً بیٹے کی طرح پوتے بھی) وصیت نامہ میں قائم مقام نہ قرار دئے گئے ہوں تو بہ اظہار نام محروم الارث کئے جائیں مگر عورتیں حسب سابق (inter ceteros) (بین دیگراں) محروم الارث ہوسکتی تھیں۔ ان ضروری امور کی تکمیل ہونیکی صورت میں پریٹر وصیت نامہ کو باطل نہیں کرتا تھا بلکہ ورثائے گزاشتہ (praeteriti) کو قبضہ نصفتی وخلاف الواح (bonorum possessio contra tabulas) عطا کرتا تھا اور یہ اس طرح کہ موصی لہ نسبی (suus heres) ہو تو بذریعہ قبضہ نصفتی (bonorum possessio) ورثائے گزاشتہ (praeteriti) اس کے ساتھ مساوی حصہ لیتے جیسا کہ عدم وصیت کی صورت میں ہوتا لیکن اگر موصی لہ اجنبی ہو تو پریٹر ورثائے گزاشتہ (praeteriti) کو قانون ملک سے بھی زیادہ اعانت دیتا یعنی نہ صرف نصف جائداد کا بلکہ پوری جائداد کا قبضہ نصفتی (bonorum possessio) دلادیتا اور اس طرح اجنبی کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وہ صرف قانوناً اور اصطلاحاً قائم مقام رہتا گر اس کی قائم مقامی بالکل بیکار ہوتی دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۵ - لیکن (Marcus Aurelius) نے اس قانون میں یہ ترمیم کی کہ اگر عورتیں اسطرح محروم الارث نہ کی جائیں تو انکو بذریعہ قبضہ نصفتی (bonorum possessio) وہی ملنا چاہئے جو ان میں از روئے قانون ملک (jus civile) ملتا یعنی نصف جائداد بہ عوض سالم کے۔

آزاد شدہ اولاد: (emancipated liberi) = از روئے قانون ملک اس شخص کو محروم الارث کرنا غیر ضروری تھا جو اگر آزاد نہ کردیا گیا ہوتا تو موصی کا جانشین ہوتا

لہ دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۲۹ -

مثلاً زید کے دو بیٹے عمر اور بکر ہیں۔ زید اپنی زندگی میں عمر کو آزاد کر دیتا ہے۔ زید کی وفات پر اسکا تنہا وارث بکر ہوگا۔ عمر وارث (Sui heredes) نہیں ہے بلکہ اس سے قبل یعنی آزاد ہونے پر وہ خود مختار ہو چکا تھا۔ اس لئے اسکو قائم مقام قرار دینا یا اسکو محروم الارث کرنا بیکار تھا۔ لیکن پریٹر نے قانون میں یہ ترمیم کی کہ ایسے اشخاص کو بھی اگر ذکور سے ہوں بہ اظہار نام اور اگر اناث سے ہوں تو ایک فقرہ عام (Inter ceteros) سے قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا چاہیے۔

تبنی اشخاص۔ (Adoptivi) جب تک پدر تبنی کے زیر اختیار تھے انکی وہی حالت تھی جو حقیقی بچوں کی ہوتی تھی۔ اس لئے از روئے قواعد قانون ملک ان کو بھی قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا لازمی تھا۔ اس کے برعکس جب تک وہ اپنے عایلہ جدیدہ کے رکن ہوتے اپنے باپ کے مقابل میں انکی حالت قانونی اجنبیوں کی ہوتی اور اس لئے انکو محروم الارث کرنا لازمی نہ تھا۔ اگر کسی پسر تبنی کو اسکا پدر تبنی آزاد کر دیتا تو نہ از روئے قانون ملک نہ از روئے قوانین نافذ کردہ حکام (Jus honorarium) پدر تبنی کی جائداد میں اسکا کوئی حق ہوتا تھا اور ابتداءً اس کے حقیقی باپ کی جائداد میں بھی حق نہیں تھا۔ لیکن پریٹر نے قانون میں ترمیم کی اور اسکو اس کے حقیقی باپ کی جائداد میں حق قبضہ نصفتی عطا کیا اگر اسکے حقیقی باپ نے اسکو محروم الارث نہ کیا ہو دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۳۶ و ۱۳۷)۔

مولود یتیم[1] (Postumi) وہ اشخاص ہیں جو کو بہ تاریخ ترقیم وصیت امر وارث نہ تھے مگر بعد میں ہو گئے۔ ایسے مولود بالعد (Postumi) کی دو بڑی قسمیں ہیں:۔

(۱) اصلی (Postumi) یعنی موصی کے وہ بیٹے یا بیٹیاں جو تاریخ وصیت کے بعد پیدا ہو کر اس کے ذاتی ولازمی ورثہ (Sui) ہو جاتے تھے۔

(۲) وہ اشخاص جنکی حالت مثل (Postumi) کی ہوتی تھی (Postumorum loco)

---

[1] طالب علم کو صلاح دیجاتی ہے کہ پہلی خواندگی کے وقت اخلاف (Postumi) کی مختلف اقسام کی تفصیل پر عبور حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے۔

مثلاً:-

(الف) وہ شخص جو ازدواج با اختیار شوہر (In manum) بتبنیت غیر مختار۔ بتبنیت خود مختار یا صحیح النسب تسلیم کئے جانے سے زیر اختیار آجاتے تھے۔

(ب) ایسی اولاد جو بوجہ ایسی قرابت کے جو ہم شکل قانونی قرابت ہم جدی کے ہو (Postumi) کی حالت میں آجاتے تھے۔ مثلاً زید کا ایک بیٹا عمر اور عمر کا بیٹا بکر اس کے اختیار میں ہیں۔ چونکہ عمر زید کا وارث ذاتی (Suus heres) ہے اسلئے بر بنائے اصول حجب بکر حق وراثت سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر زید کے عین حیات عمر اس کے اختیار سے خارج ہو جائے (جیسے بوجہ مرگ یا آزادی) تو بکر بہ حالت ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری اپنے باپ کا جانشین اور زید کا وارث ہوگا اس لئے بکر کو (Postumi-loco) کہتے ہیں۔

(Praeteritio) کے متعلق قدیم قانون ملک میں جو شرائط تھیں ان میں ان اشخاص کے درمیان جو پہلے سے ذاتی ورثہ (Sui) تھے اور جو وارث ذاتی (Sui) ہو جاتے تھے (Postumi) کوئی امتیاز نہیں تھا لیکن اس وجہ سے کہ (Postumus) لازماً ایک شخص غیر ممیز یا غیر معین (Incerta Persona)[۱] ہوتا تھا اس لئے وہ نہ تو قائم مقام مقرر کیا جا سکتا تھا اور نہ محروم الارث ہو سکتا تھا۔ باوجودیکہ موصی حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے اس قاعدہ کی تعمیل نہیں کر سکتا تھا کہ "(Postumi) اور (Liberi) کو یا تو قائم مقام قرار دینا یا محروم الارث کرنا چاہیئے" تاہم اگر کسی شخص کے وصیت نامہ کے مرتب کرنے کے بعد کوئی اس کا (Postumus suus) بن جاتا تو اس کی وصیت باطل ہو جاتی تھی[۲]۔ لیکن یہ بہت جلد ممکن ہو گیا کہ قانون ملک کے بموجب بھی ان بچوں کو (گو وہ اشخاص غیر معین یا ممیز۔

---

[۱] بجز اس پوتے کی صورت کے جو اپنے دادا کی وصیت کی تاریخ سے پہلے پیدا ہو چکا ہو اور اس کا باپ اور دادا دونوں زندہ ہوں۔

[۲] یعنی نہ فقط اس صورت میں کہ (Postumus) بیٹا ہو بلکہ اگر بیٹی یا پوتا بھی ہو۔ یہ قاعدہ کسی قدر اصول منطق کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ محروم الارث نہ کرنے سے وصیت نامہ فقط بیٹے کی صورت میں باطل ہوتا تھا۔

(Incerta persona) ہوں) جو موصی کے وفات کے بعد پیدا ہوں قائم مقام
یا محروم الارث کیا جاسکے۔ مگر اسکے بعد بھی اگر وصیت نامہ کے بعد اور موصی کی وفات
سے پہلے کوئی شخص موصی کا (Postumus) ہوجائے تو اس نظریہ کی بنا پر کہ
موصی نیا وصیت نامہ مرتب کرسکتا ہے اسکی وصیت کالعدم ہوجاتی تھی (Cicero)
کے زمانہ میں پیشہ ور فقیہ (Gallus Aquilius) نے اپنے ایک ہدایتی نمونہ
کے ذریعہ سے یہ اختراع کی کہ اس نے قانون ملک کے سخت نظریہ میں
(Postumi) کے متعلق جو ترمیم متذکرہ صدر ہوئی تھی اسکا اطلاق (Postumi)
کی ایک دوسری قسم پر بھی ممکن کردیا اور اسی وجہ سے یہ قسم (Aquiliana) کے نام
سے موسوم ہوگئی۔ اس سے مراد ایسی اولاد اولاد تھی جو اپنے دادا کی وفات کے بعد
پیدا ہوئی ہو اور جن کا باپ دادا کی وصیت کے بعد اور دادا کی وفات سے پہلے
فوت ہوا ہو۔ اسکے بعد اس خصوص میں قانون (Junia Velleia) (معدرہ قریباً ۲۶ء)
نافذ ہوا جس نے موصی کو مجاز کردیا کہ حسب ذیل (Postumi) کو چاہے قائم مقام قرار
دے یا محروم الارث کرسکے۔

(۱) قسم اول (Postumi Vellacani) یعنی ایسے بچے جو تاریخ وصیت نامہ کے
بعد لیکن موصی کے وفات سے پہلے پیدا ہوئے ہوں یا ایسی اولاد اولاد جو اسطرح
پیدا ہوئے ہوں مگر جنکا باپ انکی ولادت اور موصی کے وفات سے پہلے فوت ہوچکا ہو۔

(۲) قسم دوم Postumi Velleani جو وصیت نامہ کی ترمیم کے وقت پیدا ہوچکے
ہوں مگر جو ایسی رشتہ داری کی وجہ سے جو ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو
وصیت نامہ کی تاریخ کے بعد انکے والد کی وفات کی وجہ سے نسبی وذاتی ولازمی ورثہ بنتے ہیں[1]
اس میں شک نہیں کہ یہ آخر الذکر اشخاص غیر معین یا مبہم (Incerta persona) نہیں
تھے مگر اس وجہ سے کہ بتاریخ وصیت نامہ وہ نسبی ورثہ نہیں تھے ابتدا میں یہ ممکن نہ تھا کہ
ان کو بہ حیثیت نسبی ورثہ محروم الارث کیا جائے۔ (Salvius Julianus) نے اس
اصول کا اطلاق اولادِ اولاد پر بھی ممکن کردیا جو اپنے باپ کی زندگی میں ترقیم وصیت نامہ کے بعد

---

[1] ماتشریح وتوضیح مابعد کی رو سے اگر انکا باپ (مثلاً بوجہ آزادی) رکن خاندان یا عائلہ نہ ہو۔

پیدا ہوئے ہوں اور جو ایسی قرابتداری کی رو سے ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو اپنے دادا کے وارث بنتے ہوں اور جن کو (Postumi Salviani or Juliani) کہتے تھے۔ اس طرح جو دشواری ان (Postumi) کی نسبت جو موصی کی اولاد اولاد سے ہوں پیش آتی تھی آخر کار رفع کر دی گئی خواہ وہ (Postumi Sui) ہوں یا جو ایسی قرابتداری کی بنا پر جو ہم شکل ہم جدی قانونی رشتہ داری ہو (Postumorum loco) ہوں۔ اب فقط وہ اشخاص باقی رہ گئے جو بر بنائے ازدواج با اختیار شوہر (In manum) بہ تبنیت غیر مختار و تبنیت خود مختار اور صیح النسب تسلیم کئے جانیکے بعد (Postumorum loco) کی حالت میں آتے ہوں۔ (Gaius) کے زمانہ میں ازدواج با اختیار شوہر عملاً متروک تھا۔ مگر واضح ہوگا کہ دوسری تین صورتوں میں جسٹنین کے زمانہ میں بھی عام قاعدہ کے طور پر ایسے اشخاص کو پیش بندی کے طور پر محروم الارث نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ کہ اس لئے جب کوئی شخص کسی کے زیر اختیار آکر اسکا نیا ذاتی وارث (Suus heres) ہوتا تو اسکی وصیت کا لعدم ہو جاتی تھی[1]۔ اجنبی (Postumi) یعنی شخص ثالث کے بچے جو کہ اس شخص کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہوں تو اسکے متعلق قانون ملک کا قاعدہ یہ تھا کہ ایسا شخص (چونکہ Postumi suus) کی طرح شخص غیر معین یا مبہم تھا) قائم مقام نہیں بنایا جا سکتا تھا[2]۔ پریٹر ایسے شخص کو قبضہ بر بنائے اصول اکو ٹی عطا کرتا تھا اور جسٹنین کا حکم یہ تھا کہ وہ قانوناً قائم مقام بھی مقرر کیا جا سکتا ہے[3]۔

ایسے (Postumi) کے متعلق جن کو محروم الارث کرنا ممکن تھا قاعدہ یہ تھا کہ اگر (Postumi) ذکور سے ہوں تو بہ اظہار نام[4] اور اناث کو بذریعہ فقرہ عام

---

[1] دیکھو (Gauis) دفتر دوم فقرہ ۱۳۸ و ایضاً جسٹنین ۱۷-۱۔

[2] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۴۲۔

[3] دیکھو جسٹنین دفتر سوم۔ ۹ (Recte heres instituitur)

[4] اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اسکا نام ظاہر کیا جائے بلکہ اتنا لکھ دینا کافی تھا کہ "جو بیٹا میرے پیدا ہو وہ محروم الارث ہے" دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۳۲۔

(Inter Ceteros) محروم کیا جائے۔ لیکن اگر فقرہ بالکل عام ہو مثلاً "یہ سب محروم الارث کئے گئے" یعنی (Postumi) کا ذکر ہی نہ ہو تو ایسا محروم کرنا درست نہ تھا مگر یہ درست ہوتا تھا اس صورت میں جب کہ موصی نے ان محروم الارث شدہ (Postumi) کو ہدیہ بالوصیت دیا ہو جس سے یہ ظاہر ہو کہ فقرہ عام کی ترقیم کے وقت وہ لوگ اسکے خیال میں تھے۔

جسٹنین اپنی کتاب (Institutes) میں کہتا ہے کہ قانون ورثائے گزاشتہ۔ (Law of praeteritio) میں اس نے چند تبدیلیاں کیں:۔

(۱) اس امتیاز کو کہ ان (Postumi) کو جو جنس ذکور سے ہوں اسم بہ اسم اور جو اناث سے ہوں ایک فقرۂ عام سے محروم کرنا چاہئے اس نے منسوخ کرکے یہ حکم دیا کہ ان تمام فروع کو جو وارث ہو سکتے ہوں اگر محروم الارث کرنا ہو تو بہ اظہار نام کرنا چاہئے ورنہ اگر (Praeteritius) ذاتی وارث ہو (خواہ مرد ہو کہ عورت) تو وصیت نامہ کالعدم ہو جائے۔ اگر (Praeteritus) آزاد ہو چکا ہو تو وصیت نامہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن (Praeteritus) کو قبضہ نصفتی وخلاف الواح دیا جاتا تھا۔

(۲) بچہ کو اگر وہ بنیت میں بھی دیا گیا ہو (تا وقتیکہ تبنیت مکمل نہ ہو) اسکے حقیقی باپ کیلئے یہ لازمی تھا کہ اسکو قائم مقام مقرر کرے یا محروم الارث کرے۔

جسٹنین کی دوسری تبدیلیوں پر جو از روئے فرمان جدید نشان (۱۱۵) نافذ ہوئیں موضوع ابعد کے ضمن میں بحث کی جائیگی۔

(ب) نالش ایسی وصیت کی بنا پر جسمیں حقوق کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو۔[1]

(Praeteritio) کا اصول پیچیدہ ہونیکے علاوہ ورثا کی حفاظت وحمایت کیلئے نا تمام تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اسکا اطلاق وصیت نامہ اناث پر نہیں ہوتا تھا اور وصیت نامہ ذکور میں بھی اس کے ورثہ کو بشرطیکہ اس نے احتیاط کے ساتھ درست طور سے محروم الارث کیا ہو کوئی قانونی بنائے دعویٰ حاصل نہ تھی۔ (Cicero) کے کچھ ہی دن بعد

---

[1] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱۸۔ اس نالش پر (Gaius) نے بحث نہیں کی حالانکہ واضح ہوگا کہ وہ اسکے زمانہ میں موجود تھی۔

حفاظت وحمایت کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا اور یہ ملکیت خاندان کے اس قدیم تصور پر مبنی نہ تھا بلکہ یہ اس جدید تصور پر مبنی تھا کہ موصی کا یہ فرض ہے کہ بعد مرنے ان لوگوں کیلئے جو اس کے قریبی رشتہ دار ہوں ذریعہ آمدنی چھوڑے[1] اس حمایت کو (Querela inofficiosi testamenti) نالش بربنائے وصیت نامہ نامنصفانہ کا نام دیا گیا۔ وصیت نامہ پر اس فرض کی بنا پر اعتراض کیا جاتا تھا کہ موصی کی نسبت یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کے خورونوش کے انتظام سے غفلت کی بنا پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کم و بیش فاتر العقل ہوگا اور اس لئے اسکا وصیت نامہ باطل ہے (گویا کہ اسکی عقل میں فتور تھا)[2]۔ یہ نالش حاکم عدالت دیوانی؛ (Centumviri) کے آگے پیش ہوتی تھی اور اس نالش کے مجاز وہ اشخاص تھے جو وصیت نامہ میں محروم الارث کئے گئے ہوں یا جن کو ورثائے گزاشتہ (Praeteritio) ہوں اور جو کہ موصی کے بلا وصیت مرنے کی صورت میں اس کے ورثائے قریبہ ہوتے جیسے بچوں کو والدین کے وصیت نامہ کے خلاف والدین کو اپنے بچوں کے وصیت نامہ کے خلاف نالش کرنیکا حق تھا۔ اور بھائی یا بہن اس وقت نالش کرسکتی تھی جب کہ قائم مقام مقرر کیا (Turpis) ہو یعنی وہ شخص جس پر حاکم عدالت نے کسی مقدمہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہو کہ وہ ذلیل سمجھا گیا ہے۔ اس کے متعلق شرائط ذیل تکمیل طلب تھیں :۔

(۱) کوئی قائم مقام ہونا چاہیے جس کے خلاف نالش کیجائے کیونکہ نالش نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ قائم مقام ترکہ پر قابض (Aditio) نہ ہو۔

(۲) مدعی کو یہ بتانا لازم تھا کہ ازروئے وصیت نامہ اس کو اپنے اس حصہ کا ربع نہیں ملتا ہے جو اسکو عدم موجودگی وصیت نامہ کی صورت میں ملتا۔

(۳) یہ کہ کسی اور طریقہ سے اسکا حق حاصل نہیں ہوسکتا اگر مثلاً (Praeteritus) (وارث گزاشتہ) ہونیکی بنا پر اسے پہلے قیمت النفقتی دے سکتا تو یہ نالش بے سود تھی۔

---

[1] مگر قانون انگلستان اسکو تسلیم نہیں کرتا۔ قانون مذکور کی رو سے موصی مجاز ہے کہ وہ اپنی میراث کل کی کل کو دے اپنے اہل وعیال کو نادار چھوڑ جائے۔

[2] اگر موصی فی الحقیقت مجنون ہو تو اسکا وصیت نامہ بے شک ابتدا ہی سے باطل تھا۔

(۴) کہ وہ اسکا مستوجب نہ تھا کہ محروم الارث یا اسکا نام وصیت نامہ میں ترک کیا جائے۔ پس مدعی کا دعوے خارج ہو جاتا اگر قائم مقام مقرری نے ثابت کر دیا مثلاً یہ کہ موصی کے ساتھ سخت احسان فراموشی کرنیکی پاداش میں محروم الارث کیا گیا ہے۔

(۵) موصی کے فیصلہ سے اس نے کسی طرح سے رضامندی ظاہر نہیں کی مثلاً کسی ہدیہ بالوصیت[51] کو قبول کر کے۔

(۶) موصی کی وفات سے پانچ سال سے زائد عرصہ نہ گزرا ہو۔

اس نالش میں کامیابی ہونیکی صورت میں معمولی طور پر اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وصیت نامہ کلیۃً منسوخ ہو جاتا اور اس صورت میں مدعی کو وہی حصہ ملتا جو عدم وصیت کی صورت میں ملتا۔ مگر یہ بھی ممکن تھا کہ خاص صورتوں میں وصیت نامہ کلیۃً منسوخ نہ ہو مثلاً جہاں قائم مقام متعدد ہوں اور نالش کسی ایک پر کی گئی ہو یا جہاں صلح کر لی گئی ہو۔ اگر دعوے خارج ہو جائے تو مدعی کو جو فائدہ وصیت نامہ سے دیا گیا تھا وہ داخل بیت المال ہو جاتا۔ لیکن اگر ولی کوئی نالش اپنے نابالغ (Ward) کے نام سے دائر کرے (کیونکہ نابالغ کے باپ نے اپنے بیٹے کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا) اور یہ نالش خارج ہو جائے تو ولی اس ہدیہ بالوصیت سے محروم نہیں ہو سکتا جو اُسے اس وصیت نامہ سے ملا ہو۔[52]

جیسا کہ جسٹنین اپنی کتاب (Institutes) میں بیان کرتا ہے اس نے اس میں یہ ترمیم کی کہ نالش صرف اسی وقت لائی جائے جب کہ مدعی کو از روئے وصیت نامہ کچھ بھی نہ ملا ہو۔ اگر مدعی کو کچھ بھی ملا ہو چاہے وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو قائم مقام کے خلاف وہ فقط (Aetio ad supplendam legitimam) دائر کر سکتا تھا جس سے وصیت نامہ منسوخ تو نہ ہوتا تھا البتہ مدعی کو جو کچھ کہ ملا ہو اس میں اضافہ کر کے

---

[51] لیکن اگر ولی کا باپ اپنے وصیت نامہ کی رو سے نابالغ (Ward) کو کوئی ہدیہ بالوصیت دے اور ولی کو محروم کرے تو نابالغ کی جانب سے ہدیہ بالوصیت کو قبول کرنے سے آخر الذکر کا حق نالش زائل نہیں ہوتا۔ (دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱۸ - ۴)

[52] دیکھو جسٹنین دفتر دوم ۱۸ - ۵ -

اسکے اس حصہ کے ربع کے مساوی کر دیا جاتا جو حصہ کہ اسکو عدم وصیت کی صورت میں ملتا۔ اسکے بعد اپنے اٹھارھویں فرمان جدید (Novel) کے ذریعہ سے جسٹنین نے یہ مزید ترمیم کی کہ اگر کسی موصی کے چار یا اس سے کم بچے ہوں تو ان میں مساوی حصوں میں کم از کم پوری جائداد کا ایک ثلث دینا چاہئے اور اگر چار سے زاید ہوں تو کم از کم نصف۔ اخیر میں اپنے ایک سو پندرھویں فرمان جدید کے ذریعہ سے جسٹنین نے یہ قانون نافذ کیا کہ ہر اصل پر لازم ہے کہ اپنے فروع سے ان اشخاص کو اپنا وارث بنائے جو وفات بلا وصیت کی صورت میں قائم مقام ہوتے اور بالعکس۔ یعنی وہ اس وقت ان کو محروم الارث کر سکتا تھا جب کہ قانونی بنا ہائے معینہ سے (جو اس نے مقرر کر رکھی تھیں) کوئی ایک بنا محروم الارث کرنیکی تائید میں وصیت نامہ میں بتائی گئی ہو اور قابل ثبوت ہو۔ اگر کوئی موصی بلا وجہ معقول کسی ایسے شخص کو قائم قام نہ بنائے جو بروئے احکام صدر قائم مقام بننے کا مستحق تھا تو جو قائم مقامی قائم کی گئی وہ کالعدم ہو جاتی اور وارث گزاشتہ (Praeteritus) قائم مقام اسی طرح ہوتا جیسا کہ عدم وصیت کی صورت میں۔ مگر وصیت نامہ کلیتہً باطل نہیں ہوتا بلکہ فقط قائم مقامی منسوخ ہوتی مثلاً ہدیہ بالوصیت۔ امانتیں (Fideicommissia) اور تقرر اولیا حسب بیان صدر بدستور بحال رہتے لیکن برخلاف اسکے اگر موصی ایسے شخص کو قائم مقام بناتا جسکو قائم مقام بنانا لازم تھا لیکن اسکو اس کے واجبی حصہ سے کم دیتا تو اس صورت میں بھی وصیت نامہ بدستور بحال رہتا مگر مدعی کو قائم مقام کے خلاف دعوے (Ad supplendum legitimam) دائر کرنیکا حق ہوتا لیکن فرمان جدید سے بھائی اور بہن کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اگر بربنائے وصیت نامہ ان میں انکے واجبی حصہ سے کم ملتا تو وہ نالش برائے تکمیل حصہ دائر کر سکتے تھے۔ اور اگر انھیں کچھ بھی نہ ملتا اور قائم مقام مقرری (Turpis) ہوتا تو عدم وصیت کی صورت میں جو حصہ انھیں ملتا اسکی بابت دعویٰ (Querela inofficiosi testamenti) دائر کرنیکا حق ملتا۔ چونکہ اس فرمان جدید کے بعد اصول اور فروع کے درمیان اس دعوے کی ضرورت باقی نہ رہی اور دوسرے ورثہ (Praeteritio) کے متعلق جو قواعد تھے انکی اہمیت بہت کم ہوگئی کیونکہ بغیر قانونی وجہ کے کوئی وارث محروم الارث نہیں کیا جاسکتا تھا۔

(۲) ورثا اور ان کا تقرر

(الف) طبقات ورثا

روما میں ورثہ بذریعہ وصیت کی تین قسمیں ہوتی تھیں :-
(۱) بلا خیار انکار Neoessarii (۲) ذاتی بلا خیار انکار (Sui et necessarii)
اور (۳) خارجی Extranei

وارث بلا خیار انکار (Necessarius heres) موصی کا غلام ہوتا تھا جسکو وہ اپنا قائم مقام قرار دیتا اور ساتھ ہی ساتھ اسکو آزادی بھی دیدیتا تھا[۱] ظاہر ہے کہ اسکا معمولی مقصد یہ ہوتا تھا کہ اگر جائداد دیوالیہ ہو تو ادائے قرضہ میں وہ جائداد غلام کے نام سے لے لی جائے نہ کہ موصی یا اسکے رشتہ داروں کے نام سے۔ جب غلام کو وارث بنایا جاتا تو اسے بلا خیار انکار (Necessarius) کہتے تھے کیونکہ اسکو سوائے قبول کرنیکے چارہ نہ تھا۔ اس لئے موصی کے وفات پاتے ہی بغیر کسی فعل ضابطہ کے وہ وارث ہوجاتا تھا اور اس طرح سے وہ موصی کے قانونی شخصیت (Persona) کو جاری رکھتا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قانون ملک کے بموجب اسکو موصی کا دین اپنے ذاتی اثاثہ اور مکسوبات مستقبل سے ادا کرنا پڑتا تھا لیکن پریٹر اسکو استفادہ علیحدگی (Beneficum seperationis) عطا کرتا تھا یعنی یہ کہ موصی کے وفات کے بعد جو جائداد اس نے اپنی ذاتی محنت[۲] سے پیدا کی ہو اسکو وہ آپ رکھ لے سکتا تھا۔

وارث ذاتی بلا خیار انکار (Sui et necessarius heres) وہ شخص تھا جو موصی کے وفات کے وقت اسکے زیر اقتیار تھا[۳] اور جو اس کی وفات کے باعث

---

[۱] جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے جسٹینین کے زمانہ میں فقط وارث قرار دینے سے آزادی معناً حاصل ہوجاتی تھی۔
[۲] لیکن وہ ایسے مکسوبات نہیں رکھ لے سکتا تھا جو اسکو اپنے مولائے متوفی کے حق کی بابت حاصل ہوئے ہوں۔ مثلاً اگر موصی کی نمائندے کی حیثیت سے وہ اپنے مولائے متوفی کے کسی عتیق کی جائداد کا وارث ہو تو داین ادائے دین کیلئے اس جائداد کو فروخت کرسکتے تھے۔
[۳] البتہ (Dominias Potestas) نہیں۔

خود مختار ہو جاتا تھا۔ ایسا شخص اس وجہ سے ذاتی کہلاتا تھا کیونکہ وہ خاندانی وارث تھا یا وارث نسبی ہوتا تھا اور اس شخص کو بلا اختیار انکار (Necessarius) اسلئے کہا جاتا تھا کہ وہ بھی غلام کی طرح کوئی اختیار نہیں رکھتا تھا۔ بلا کسی اظہار رضا مندی کے وفات کی گھڑی سے وہ وارث قرار دیا جاتا تھا اور اس طرح مورث کے دیون کی ادائی اس پر خود اسکی ذاتی جائداد سے لازم آتی تھی۔ ان ورثہ کی حمایت پر پیٹر نے اسطرح کی کہ انکو حق استفادۂ اجتناب (Beneficium Abstinendi) عطا کیا بشرطیکہ انھوں نے وارث کی حیثیت سے کوئی کام نہ کیا ہو[1] اور اس طرح سے اجتناب کرنیکی صورت میں خواہ وہ اس رعایت کیلئے باضابطہ درخواست کریں کہ نہ کریں انکی ذاتی جائداد مورث کے دیون کی ادائی کیلئے ماخوذ نہیں ہوسکتی تھی۔

وارث اجنبی (Extraneus heres) سے مراد ایسا شخص ہے جو اشخاص متذکرۂ صدر سے نہ ہو اور جسکے ساتھ موصی کو اہلیت وصیت (Testamenti factio) حاصل ہو۔ چونکہ ماں کو اختیار پدری حاصل نہ تھا اس لئے اس کے کوئی نسبی ذاتی ورثہ (Sui heredes) نہیں ہوسکتے تھے۔ اگر وہ خود اپنے بچوں کو اپنی وصیت میں وارث قرار دے تو وہ ورثائے اجنبی (Extraneus) کی تعریف میں آتے تھے۔ مگر وارث اجنبی (Extraneus heres) کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ موصی کے وفات پاتے ہی وارث نہیں بن جاتا تھا (جس طرح غلام اور ذاتی وارث (Suus heres) ہوتے تھے) اسکو کسی طرح سے اپنی رضامندی کا اظہار کرنا ہوتا تھا۔ (قبولیت کو قانونی اصطلاح میں دخیل کاریا داخل پر قبضہ ہونا (Aditio) کہتے ہیں) اور جب تک وہ رضامندی کا اظہار نہ کرے ترکہ کو ترکۂ معطل (Hereditas jaceus) کہتے تھے اور اسکو نئے حقوق پیدا ہوسکتے تھے (مثلاً ان غلاموں کے بچوں کی بابت جو جائداد میں شامل ہوں اور اس پر ذمہ داریاں عائد ہوسکتیں (جیسے اگر کوئی غلام ترکہ شخص ثالث کو مضرت پہنچائے[2]) (Ulpian) کہتا ہے کہ ترکہ معطل (Hereditas jaceus) میں وارث کے عوض

---

[1] لیکن نابالغ کی صورت میں بطور وارث کے کام کرنے میں بھی کوئی مضائقہ تھا۔

[2] وارث کے دخل (Aditio) تک جائداد کی نسبت کہا جاتا تھا کہ مقابل وارث (Delata) تھی۔

متوفی کی شخصیت باقی رہتی تھی اور (Pomponius) کا خیال ہے کہ وہ وارث کی شخصیت ظاہر کرتی ہے - ان بیانات میں جو بظاہر متضاد ہیں غالباً اس نظر کی بنا پر مطابقت پیدا کیجا سکتی ہے کہ وارث کی قبولیت تک ترکہ میں موصی کی شخصیت باقی رہتی ہے لیکن وارث کے اس پر داخل ہو چکنے کے بعد وہ تمام حقوق و دیون جو تاریخ وفات اور تاریخ دخل کے درمیان اس جائداد کے متعلق پیدا ہوتے ہیں وارث کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور اس لئے وارث کی قبولیت ابتدا سے گنی جاتی ہے یعنی وارث کی قبولیت کا اثر زمانۂ ماضی پر بھی ہوتا ہے - اور ان معنوں میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وارث کے داخل ہونیکے بعد ترکہ کو وارث کی شخصیت حاصل ہوتی ہے اور اس سے پہلے موصی کی شخصیت قائم رہتی ہے[1]۔

چونکہ وارث کے داخل ہونے تک کوئی شخص نہیں ہوتا تھا جو دائن اور موہوب لہ کو جوابدہی کر سکے یا مذہبی رسوم ادا کرے (Gaius) کا بیان ہے کہ یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ وارث اجنبی (Extraneus heres) کے تقرر کے ساتھ ہی موصی ایک مدت بھی معین کر دے جس میں وارث کو قبولیت کے متعلق جواب دینا لازم تھا - فقرۂ زیر بحث جسکو تصفیہ قطعی (Cretio) کہتے تھے اور جو کلمہ (Cernere) یا (Decernere) تھا اور جس کے معنی قطعی فیصلہ یا تصفیہ کرنیکے تھے اسطرح ہوتا تھا - زید وارث قرار دیا جاتا ہے اور اسکو چاہیئے کہ سو روز کے اندر قبول کرلے ورنہ زید محروم الارث اور عمرو وارث ہوگا۔ اس قسم کے فقرۂ تصفیہ (Cretio) کو مسلسل (Continua) یا میعادی (Certorum dierum) کہتے تھے اور مدت موصی کی وفات سے محسوب ہونی شروع ہوتی تھی مگر عام تر یا بقول عام تصفیہ (Cretio vulgaris) وہ تھا جس میں الفاظ "سو روز" کے بعد "جس دن تم جانوگے اور کر سکوگے" الفاظ بڑھا دئے جاتے تھے - ایسی صورت میں یہ لازم نہیں تھا کہ مدت کا حساب موصی کی وفات سے کیا جائے بلکہ اس وقت سے کیا جاتا تھا جب کہ زید کو پہلے بار اسکا علم ہو اور وہ ایسی حالت میں ہو کہ اسکو قبول کر سکے۔ . . .

[1] مقابلہ کرو (Sohm) کے صفحات ۵۳۶ تا ۵۳۸

(Cretio) چاہے کسی قسم کا ہو زید کے لئے لازمی تھا کہ وہ مدت معینہ کے اندر اپنی قبولیت کا اظہار باضابطہ طریقہ سے ذیل کے الفاظ میں کرے۔ "بکر کے اپنے وصیت نامہ کے ذریعہ سے مجھے وارث بنانیکے باعث میں ترکہ پر داخل ہوتا اور اسکو قبول کرتا ہوں" اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ختم مدت کے بعد اس فقرہ کے عمل سے وہ خود بخود محروم الارث ہوجاتا۔ لیکن چونکہ دوران مدت میں باضابطہ قبولیت کے بجز اور کسی طریقہ سے وہ وارث نہیں ہوسکتا تھا اس لئے اگر اسکا انکار بے ضابطہ ہو تو کوئی اثر نہیں رکھتا تھا۔ وہ اپنی قبولیت کا اظہار صحیح طریقہ سے آخری دن بھی کرسکتا تھا باوجودیکہ اس سے پہلے اس نے انکار کرنیکا ارادہ کرلیا ہو[1] اور ایسی صورت میں جب کہ موصی نے فقرہ تصفیہ (Cretio) تحریر نہ کیا ہو تو وارث بحیثیت وارث کام کرنے (proberede gestio) یا محض اظہار قبولیت سے ورثہ کو قبول کرسکتا تھا گو کہ ایسا اظہار بلا کسی ضابطہ کے کیا گیا ہو[2] اور وہ اسی طرح بلا کسی ضابطہ کے انکار بھی کرسکتا تھا۔ لیکن یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ وہ کسی مدت معینہ کے اندر دینا ارادہ مصمم کرلے۔ اس لئے یہ طریقہ رائج ہوگیا کہ دائنین جائداد کی درخواست پر پریٹر ایک مدت کا تعین کرتا (مدت غور و استفسار (Tempus ad deliberandum) اور وارث کے لئے لازمی ہوتا کہ اسکے اندر اپنا فیصلہ ظاہر کردے اور جو مدت فقرہ تصفیہ (Cretio) میں مندرج ہوتی تھی اگر وہ ضرورت سے زائد ہوتی تو پریٹر اسکو کم بھی کردیتا تھا۔ اگر وارث مدت مقررہ کے اندر رضامندی ظاہر نہ کرے تو پریٹر دائنین کو اجازت دیتا تھا کہ جائداد فروخت کردیجائے۔ چونکہ فقرۂ تصفیہ (Cretio) کی بہ نسبت پریٹر کے مدت مقرر کرنیکا طریقہ زیادہ تر سہولت پر مبنی تھا لہذا (Gaius) کے زمانہ کے بعد طریقہ اول الذکر متروک ہوگیا اور (Arcadius) اور (Theodosius) نے ان فقروں کے درج کرنیکے طریقہ کو منسوخ کردیا۔ اس لئے جسٹنین کے زمانہ میں (دیگر ورثا کی طرح) وارث اجنبی (Extraneus heres) کا تقرر بھی بغیر فقرات تصفیہ (Cretiones) کے کیا جاتا تھا

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۶۸۔
[2] یعنی (Gaius) کے زمانہ میں۔

اور ورثہ کے قبول یا اس سے انکار کسی کافی اظہار نیت سے کیا جا سکتا تھا اگرچہ وہ اظہار بے ضابطہ طور پر کیا جائے۔ وہ ترکہ کو قبول کر سکتا تھا مثلاً بذریعہ (Proherede gestio) یعنی جائداد کے متعلق کوئی ایسا کام کرنے سے جسکو وہ قانوناً فقط وارث کی حیثیت سے کر سکتا تھا۔ اگر وہ دخل میں تاخیر کرے تو اس کو نو مہینوں سے[1] زائد مہلت نہیں ملتی تھی۔ اگر اس مدت میں اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو اس کا حق قبولیت ساقط ہو جاتا تھا۔

فائدہ فہرست سازی (Beneficium inventari) کو رواج دیکر جسٹینین نے ایک اور اہم اصلاح اس قانون میں کی۔ اس وقت تک اس نظریہ کی بنا پر کہ وارث یکروزہ وارث دائمی ہے (Samel heres semper heres) جو شخص ایک بار وارث قرار دیدیا جاتا تو اس کی شخصیت اس کے موصی یا مورث کی ہو جاتی۔ متوفی اور وارث کی جائدادیں قرضہ کی نسبت (Confusio) واقع ہوتا تھا یعنی اس طرح مخلوط ہو جاتی تھیں کہ نہ صرف ترکہ پر ہی وارث کے دیون عائد ہو جاتے تھے بلکہ ہمیشہ کے لئے وارث پر متوفی کے دیون کی ذمہ داری عائد ہو جاتی تھی[2] لیکن جسٹینین کے زمانہ سے پہلے ہی قانون ملک کے اس قاعدہ کی سختی ایک طرح سے کم کر دی گئی تھی۔ اگر ترکہ کے دائنین کو اندیشہ ہو کہ وارث کے ذاتی قرضہ کے (اسکے مال و متاع سے زائد ہونیکے باعث) ادائی میں متوفی کی جائداد ختم ہو جائیگی تو پریٹر ایسے دائنین کو اجازت دیتا تھا کہ وہ علٰحدگی جائداد (Separatio bonorum) کے لئے درخواست کریں یعنی یہ کہ متوفی اور وارث کی جائدادوں کو علٰحدہ کر دیا جائے بشرطیکہ (الف) ایسی درخواست پانچ سال کے اندر پیش ہوئی ہو اور (ب) علٰحدگی اس وقت بھی ممکن ہو اور (ج) دائنین نے وارث کے ساتھ اپنے مدیون کی طرح برتاؤ نہ کیا ہو۔ اگر علٰحدگی (Separatio) کی اجازت ملجاتی تو دائنوں کو یہ حق حاصل تھا کہ اس جائداد سے اپنے دیون کو وصول کریں اور ان کا یہ حق دائنین وارث کے حق پر مرجح تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ دائنین ترکہ اس طریقہ کے

---

[1] یا شہنشاہ کی اجازت خاص سے ایک سال۔

[2] ایسے ترکہ کو جسکے دیون دصولات سے بڑھے ہوئے ہوں (Damnosa) بے منافع کہتے تھے۔

اخفیہ کرنیکے بعد اگر جائداد ناکافی ثابت ہو تو کیا باقی کا مطالبہ وارث سے کرسکتے ہیں؟
(Papinian) کا خیال تھا کہ وارث کے دائنین کا مطالبہ اس کی جائداد سے
پورا ہونیکے بعد یہ لوگ اس پر دعوی کرسکتے ہیں لیکن بالآخر یہ طے ہوا کہ علیحدگی جائداد
(Saparatio bonorum) کے حاصل کرنیکے بعد وارث کے مقابل ان کا حق
معدوم ہو جاتا تھا۔ اس کے برعکس قانون ملک کے سخت قاعدہ میں جو وارث کے
مفید نہ تھے ہم اس طرح کی گئی (بغلاوہ جو وارث بلا اختیار انکار (Necessarius heres)
ہوتا اسکو اس قسم کا حق علیحدگی جائداد (Separatio bonorum) کا دیا اور ذاتی
وارث یا (Suus) کو حق اجتناب یا (Jus abstinendi) عطا ہوا اور وارث اجنبی
(Extraneus) کو تو مطلقاً انکار کا حق حاصل تھا۔ جسٹینین کی تبدیلی سے پہلے
(وارث بالجبر وارث ذاتی) کا اصول بعض اوقات نہایت بے رحمی کے ساتھ
عمل پذیر ہوتا تھا۔ مثلاً جہاں کسی ذاتی وارث یا (Suus) نے ایک بار
جائداد میں دست اندازی کی اور وارث اجنبی (Extraneus) نے پیشتر ہی اظہار
قبولیت کیا تو وہ وارث ہو جاتے تھے اور ہمیشہ کے لئے جوابدہی انکے ذمہ ہو جاتی تھی
اور استرداد نقصان صورتوں میں ممکن تھا (الف) جب کہ قبولیت کو پریٹر اس بنا پر
کالعدم کردے کہ اس شخص کی عمر پچیس سال سے کم تھی یا (ب) جب کہ قبول کنندہ
سپاہی ہوتا تھا مگر یہ صرف شہنشاہ (Gordianus) کے زمانہ کے بعد جس نے کہ یہ رعایت
عطا کی ہے۔[1] باقی تمام صورتوں میں قبولیت کے بعد وارث بالذات مستوجب ہو جاتا اور
اگر جائداد دیوالیہ ثابت ہو تو وہ بالکل تباہ ہو جاسکتا تھا۔

بالآخر جسٹینین نے اس سختی کو اس طرح دور کیا کہ دائنین کو جو حق علیحدگی جائداد
(Separatio bonorum) کا پریٹر عطا کرتا تھا اسی اصول پر وارث کے مفید اس نے

---

[1] اسی عبارت میں (دفتر دوم ۱۹-۶) جسٹینین کہتا ہے کہ (Hadrian) نے ایک دفعہ ایسے شخص کو استرداد کرنیکی اجازت دی جسکی عمر پچیس سال سے زائد تھی جب کہ یہ ثابت کیا گیا کہ اس جائداد سے متعلق [illegible] کا کسی کو علم نہ تھا لیکن وہ یہ بھی صاف صاف کہہ دیتا ہے کہ یہ کوئی قانونی بات نہ تھی [illegible] ہوئی تھی۔

یہ قاعدہ جاری کیا کہ وارث (چاہے وہ کسی قسم کا ہو اور خواہ بالوصیت ہو کہ بعدم وصیت) فقط متوفی کی جائداد کی حد تک ذمہ دار ادائی ہوگا بشرطیکہ (۱) اس نے مدت غور (Spatium deliberandi) نہ چاہی ہو اور (۲) اس نے متوفی کی جائداد اور مال واسباب کی فہرست گواہوں کی موجودگی میں[1] مرتب کی ہو اور یہ فہرست اس وقت سے ایک مہینے کی اندر شروع اور دو مہینوں کے اندر ختم کردی گئی ہو جب کہ اسکو اپنے وارث ہونے کا پہلے بار علم ہوا ہو۔ اگر فہرست مرتب کرنیکے عوض وارث نے مدت غور (Spatium deliberandi) چاہی تو اس کی حالت وہی ہوتی جو قانون قدیم کی رو سے تھی۔ لیکن اگر وارث بالآخر جائداد کو قبول کرلیتا اور فہرست مرتب نہ کرتا تو ربع جائداد (Quarta Falcidia) کا جو حق اسے حاصل تھا وہ زائل ہوجاتا اور اس لئے وہ سب ہدایائے بالوصیت جو کہ موصی نے دئے ہوں انکو ادا کرنا ہوتا تھا۔ دائنین ترکہ کے مقابل میں وارث کی ذاتی ذمہ داری کی حد تک "حق استفادۂ فہرست" (Beneficium inventari) کی وجہ سے تمام عملی اغراض کے لئے "وارث یکروزہ وارث دائمی" (Semel heres semper heres) کا مسئلہ قانونی بے اثر ہوگیا[2] لیکن یہ جو بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ اس قانون میں جسٹینین کی ترمیم کا اثر یہ ہوا کہ وارث کی حیثیت وصی کی ہوگئی غیر صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس ترمیم کے بعد سے وارث اپنی ذمہ داری کو ترکہ کی جائداد تک اسی طرح محدود کرسکتا تھا جیسے کہ قانون انگلستان میں وصی یا مہتمم ترکہ کی ذمہ داری محدود ہے۔ ایک اور خصوص میں یہ دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں وہ یہ کہ جن لوگوں کو از روئے وصیت نامہ فائدہ پہنچنا تھا وہ اپنا اپنا حصہ انھیں کے ذریعہ حاصل کرتے تھے لیکن مشابہت اس پر ختم ہوجاتی ہے۔

---

[1] یعنی دائن اور موہوب لہ یا دہ اشخاص جو انکی نمایندگی کریں۔

[2] وارث یکروزہ وارث دائمی (Semel heres semper heres) کے مسئلہ قانونی کا دوسرا نتیجہ یہ تھا کوئی وارث اپنے وارث ہونیکی حیثیت کو دوسرے پر قانوناً منتقل نہیں کرسکتا تھا لیکن (Gaius) کے زمانہ سے پہلے تجویز سناٹ (Trebellaanum) نے اسکو قریب قریب بے اثر کردیا دیکھو (Leage) صفحہ ۲۲۹۔

انگلستان میں وصی یا بعدم وصیت مہتمم ترکہ کو بحیثیت تعمیل کنندہ جائداد میں کسی قسم کا ذاتی استفادہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وصی یا اہتمم ترکہ کو بالذات فائدہ صرف اس صورت میں پہنچتا ہے جب کہ اپنی وصیت میں موصی نے تعمیل کنندہ کو صریحاً کچھ چیز چھوڑی ہو یا بعدم وصیت مہتمم ترکہ اسکا قریب ترین رشتہ دار ہو۔ اس کے برخلاف روما میں قائم مقام کو جائداد پر ہمیشہ استحقاق رہتا تھا گو کہ اس سے دیوان اشیائے موہوب اور دیگر عطیات جو شخص ثالث کو دئے گئے ہوں ادا کرنا پڑتا ہو۔ اور اس میں شک نہیں کہ جائداد کا دیوالیہ ہونا مستثنیٰ شکل ہوتی تھی نہ کہ عام قاعدہ۔ اور اسکو یہ بھی حق حاصل تھا کہ اگر اشیائے موہوبہ سے تمام جائداد ختم ہوجانیکا خطرہ ہو تو اپنا ربع حصہ (Quarta Falcidia) وصول کرلینے پر اصرار کرے۔ اور جہاں نہ وصی وارث کو متوفی کی کل جائداد (منقولہ وغیر منقولہ) پر اختیار حاصل تھا وصی یا اہتمم ترکہ کو (تاوقتیکہ ایکٹ انتقال اراضی مصدرۂ ۱۸۹۷ء نے اسکو بدل نہ دیا) فقط جائداد منقولہ اور پٹے پر اختیار حاصل تھا۔ مگر مسئلہ زیر بحث قریب قریب ایسے تعمیل کنندہ کے متعلق بھی صادق آتا ہے جسکو موصی نے استفادۃً اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا وہ تمام جز عطا کیا ہو جو دیوان کی ادائی کے بعد باقی رہ جائے اور اس صورت میں حقیقی امتیاز فقط اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جہاں انگلستان میں تمام جائداد اشیائے موہوبہ سے ختم ہوجاسکتی ہے روما میں قائم مقام قانون (Falcidia) کی حمایت کا مستحق ہوتا تھا یعنی اس کا ربع اس کو مل جاتا تھا۔

(ب) ورثا کا تقرر۔

گیس کہتا ہے کہ قائم مقام کے مقرر کرنے پر وصیت نامہ کا کلیتاً دارومدار رہے (جانشین کا تقرر کسی وصیت نامہ کی ابتدا اور بنا متصور ہوتی ہے (Caput et Fundamentom totius testamenti) دیکھو گیئس دفتر دوم فقرہ ۲۲۹۔ اور اسی لئے قانون ملک کے بموجب ایسی نامزدگی وصیت نامہ کی دوسرے تمام امور سے پہلے ہونی چاہئے الا محروم الارث کرنیکے۔ اس لئے (Gaius) کہتا ہے کہ وارث کو نامزد کرنے سے پہلے ہبہ یا توصیت کرنا یا آزادی کا حکم دینا یا (Sobinians) کے خیال کے مطابق

ولی کو مقرر کرنا بیکار ہے[1]۔ لیکن (Justinian) کا خیال یہ تھا کہ محض ترتیب الفاظ کے اثر سے موصی کے نیت کو باطل کر دینا نا انصافی ہے۔ اس لئے اس نے اجازت دیدی کہ نامزدگی سے پہلے یہ تینوں کام جائز طور پر کئے جا سکتے ہیں[2]۔ مزید بریں ابتدا میں نامزدگی کا باضابطہ طور پر ہونا لازمی تھا (حسب ضابطہ مروجہ قدیم[3] (Solemni mori) باضابطہ مروجہ قدیم طریقوں: (institutio solemnis) کی مثالیں حسب ذیل ہیں :—

زید وارث ہوگا (Titius heres esto)۔ زید کو قائم مقام Titius heredem (essejuveo) ہونیکا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف میں خواہش کرتا ہوں کہ زید وارث ہو: (Titium heredem essevlo) کہنا قانون کے منافی تھا۔ اور اکثر وکلاء کے نزدیک زید کو قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے (Titium heredem instituo) یا زید قائم مقام بنایا جاتا ہے (Titium heredem facio) کہنا بھی قاعدہ کے مطابق نہ تھا۔ ۳۳۹ء میں قسطنطین ثانی (Constantine) نے اس خصوص میں قانون کو بدلا اور حکم دیا کہ طریقہ ضابطہ مروجہ (Solemnis instituo) غیر ضروری تھا بشرطیکہ شخص زیر بحث کو وارث بنانیکے بابت موصی کی نیت واضح ہو خواہ اس نیت کا اظہار بے ضابطہ طور پر کیوں نہ کیا گیا ہو۔ کوئی موصی ایک یا کئی قائم مقام نامزد کرسکتا تھا اور اگر کئی ہوتے تو اونکے حصوں کی نسبت قیاس یہ تھا کہ مساوی ہیں۔ لیکن موصی اپنی نیت ظاہر کرکے اونکو غیر مساوی بھی کرسکتا تھا (مثلاً زید کو ایک ربع اور عمرو کو سہ ربع)۔ اگر وہ صرف ایک وارث کو نامزد کرتا اور اپنے ترکہ کا اسکو فقط ایک حصہ عطا کرے تو ایسا وارث پورا ترکہ لے لیتا تھا کیونکہ کسی کی وفات پر اوسکے پورے ترکہ کی منتقلی یا تو قائم مقامی بالوصیت کے اصول پر کلیتہً کی جاتی تھی یا قائم مقامی بلاوصیت کے اصول کے بناپر کلیتہً ہونا لازمی تھا۔ مگر یہ ممکن نہ تھا کہ اوس کے ترکہ کی منتقلی جزءاً قانون جانشینی بالوصیت اور

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرے ۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱۔

[2] دیکھو (Justinian) دفتر اول (۱۴) ۳۔ اور دفتر دوم (۲۰) ۳۴۔

[3] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۱۶۔

جزاً قانون جانشینی بلا وصیت کی بنا پر کیجائے۔[1] (یعنی جزو جائداد بذریعہ وصیت اور جزو جائداد بلا وصیت نہیں چھوڑی جاسکتی تھی) رومنی پوری جائداد کو ایک (as) روپیہ کے برابر تصور کرتے تھے جسکے بارہ حصے (Unciae) آنے تھے۔ قائم مقام واحد پورے روپیہ کا وارث ہوتا تھا۔ وارث نصف جائداد کو نصف روپیہ کا قائم مقام (Heres ex semisse) وغیرہ کہتے تھے۔ اگر موصی بارہ (Unciae) آنے سے زیادہ حصے دیدے تو as روپیہ کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ فقط بارہ (Unciae) آنے کا نہیں بلکہ اُتنے آنوں کے جتنے حصے دئے گئے ہوں۔ اگر بارہ (Unciae) آنوں سے کم حصے تقسیم کئے جاتے تو حصص باقی قائم مقامان کو انکے اصلی حصوں کے مناسبت سے ملجاتے تھے۔ اگر کئی قائم مقام نامزد کئے جاتے اور چند قائم مقاموں کے حصوں کا تعین ہوتا اور چند کا نہیں تو ایسی صورت میں :-

(الف) اگر حصص معینہ سے پورا روپیہ ختم نہ ہوجاتا تو وہ قائم مقامان جن کے حصے معین نہیں ہوئے تھے بچا ہوا حصہ لے لیتے اور ایک سے زیادہ قائم مقام ہونے کی صورت میں اونکے حصے مساوی ہوتے تھے۔

(ب) اگر حصص معینہ کی مقدار پوری ایک روپیہ کے برابر ہوتی تو قائم مقامان کی ہر ایک جماعت ترکہ کا نصف نصف حصہ لے لیتی۔

(ج) اگر حصص معینہ کی مقدار ایک روپیہ سے بڑھ جاتی تو روپیہ کے ۴۸ یا بصورت ضرورت ۳۶ (Unciae) آنے خیال کئے جاتے اور ان ورثہ کو جن کے حصے معین نہ کئے گئے ہوں فرق دیا جاتا جیسے ۱۳ اور ۴۸ کے مابین ۲۵ اور ۳۶ کے مابین بہر حال جیسی کہ صورت ہو۔

اس مسئلہ قانونی کے باعث کہ "وارث ایک روزہ قائم مقام دوامی ہے

---

[1] قانون صریح کے قواعد سے اس قاعدہ کی خلاف ورزی اکثر ہوئی ہے۔ مثلاً قبضہ برنباء نصفت وخلاف رواج یا Bonorum possessio contra tabulas بعض اوقات استغاثہ نسبت وصیت نامۂ خلاف مصلحت Querela in offiiciosa testamenti اور Justinian کے ۱۱۵ Novel کے۔

(Semel heres,Semper heres)" کسی قائم مقام کا تقرر بعد مدت مقررہ:
(Ex certo tempore) نہیں کیا جا سکتا۔ (مثلاً (Titius) زید) مرا قائم مقام
میری وفات کے پانچ سال کے بعد ہو) یا برائے مدت مقررہ (Ad certum tempus
(مثلاً زید (Titius) میری وفات کے بعد میرا قائم مقام (Ides of March) تک رہے")
ایسی صورت میں فقرہ کو غیر ضروری سمجھا جاتا تھا۔ (یعنی نہیں لکھا گیا (Pro non scripto
لیکن (Justinian) کہتا ہے کہ قائم مقام کا تقرر مشروط ہو سکتا تھا
(Heres et pure et sub condicione institui potest) "قائم مقام کا
تقرر بلا شرط کے اور مشروط بھی ہو سکتا تھا۔ (دیکھو (Justinian) دفتر دوم ۱۴ ۹)
مگر اس اصول کا اطلاق محدود تھا (۱) اگر وہ شرط ناممکن۔ خلاف قانون یا خلاف
تہذیب ہو تو وہ گویا " تحریر شدہ ہی نہ تھی: (Pro non scripto)" (۲) اگر قائم مقام
نامزد شدہ موصی کا بیٹا: (Filius) ہو اور جو شرط لگائی گئی ہے وہ ایسی ہو کہ بیٹا
اسکی ایفا نہ کرسکتا ہو تو وصیت نامہ کالعدم متصور ہوتا تھا۔ چونکہ ایسی صورت میں
بیٹے کی حالت وارث گزشتہ (Praeteritus) کی ہوتی تھی۔ (۳) شرط مابعد۔ یعنی
یہ کہ کسی امر کے وقوع میں آنے پر ترکہ قائم مقام سے پھر لے لیا جائے۔ ایسی
شرط اسی وجہ سے تحریر شدہ نہ سمجھی جاتی تھی جس وجہ سے کہ فقرہ (Ad certum tempus)
ناتحریر شدہ سمجھا جاتا تھا۔ (۴) شرط ماقبل درست تصور کی جاتی تھی۔ مثلاً (Titius)
میرا قائم مقام اس شرط سے ہوگا کہ وہ (Julia) کے ساتھ بیاہ کرے) لیکن
قانون کے سخت نظریہ کی رو سے قائم مقام اس وقت تک قائم مقام نہیں ہوتا
تاوقتیکہ شرط کا ایفا نہ ہو جائے لیکن ایسی صورت میں (Praetor) قائم مقام
کو قبضۂ نصفی مطابق الواح (Bonorum possessio secundum tabulas) دلا دیتا
تھا۔ اس اقرار پر (ادخال ضمانت کے ساتھ) کہ اگر شرط کا ایفا ہو گا تو ترکہ کو واپس دیدیگا۔
اور شرط منفی کی صورت میں جسکا ایفا وفات تک ممکن نہیں ہو سکتا ہے (مثلاً کبھی
نیپلس (Naples) نہ جاؤ) تو (Mucius Scaevola) کے زمانے کے بعد ہی
یہ ممکن ہوا کہ قائم مقام قانون ملک کے بموجب بھی موصی کے وفات پاتے ہی
ترکہ کی قبولیت کا اظہار کرے مگر بشرطیکہ وہ اس بات کا ذمہ لے کہ شرط کی خلاف ورزی پر

ترکہ واپس کریگا اور اس قسم کے مچلکہ کو ضمانت موسیانہ (Cautio Muciana)
کہتے تھے۔ اگر نامزدگی پر کئی شرطیں عائد ہوتی ہوں اور وہ مشترک یا معطوف Conjunctim
ہوں (مثلاً شرائط الف ب اور ج سب کئے جائیں) تو تمام شرطوں کو پورا کرنا پڑتا تھا۔ اگر منفرد
ہوں مثلاً اگر شرط الف یا ب یا ج پوری کیجائے) تو کسی ایک کی تکمیل کافی تھی [1]

(۳) تقرر قائم مقام علی سبیل البدل Substitutions [2]

قائم مقام کا تقرر علی سبیل البدل ذیل کی تین قسموں میں سے کسی ایک قسم
کا ہو سکتا تھا۔

(الف) معمولی Vulgaris (ب) تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Pupillaris) اور
(ج) مماثل تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Quasi Pupillaris)

(الف) معمولی تقرر قائم مقام علی سبیل البدل (Substitutio vulgaris) کسی
قائم مقام کو علی سبیل البدل مقرر کرنا تھا یعنی کسی قائم مقام کا ایسا تقرر کہ وہ قائم مقام
مقرر کردہ سابق کی جگہ لے اس صورت میں کہ شخص سابق قائم مقام نہ بن سکے۔ کیونکہ
جیسے وہ اگر موصی سے پہلے مرجائے یا (۲) اندرون مدت مقررہ ترکہ کے قبول کرنے
سے انکار کرے یا اس میں کوتاہی کرے یا (۳) کسی قانون کی رو سے قبول کرنے کے
ناقابل ہو [3]

تقرر قائم مقام علی سبیل البدل کی ایک مثال وہ ہے جو سطور بالا میں (Cretio)
کے ضمن میں دیگئی ہے یعنی "زید قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے اور اس کو چاہیئے کہ
ایک سو روز کے اندر قبضہ کرے ورنہ وہ محروم الارث ہو۔ اور عمرو قائم مقام تقرر کیا جائے [4]

---

[1] دیکھو (Justinian) دفتر دوم ۱۴ - ۱۱ -

[2] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۷۴-۱۸۴ اور (Justinian) دفتر دوم ۱۵ - ۱۶ -

[3] مثلاً قانون جولیا یٹ پاپیا پوپیہ -

[4] گیئس کا یہ قول ہے کہ اگر کریٹو (Cretio) اس شکل میں ہو کہ (الف) کو چاہیئے کہ وہ ایک
مدت معین کے اندر باضابطہ طریقہ سے اسکو قبول کرے ورنہ (ب) وارث ہوگا۔ اس صورت میں

دوسری مثال یہ ہے کہ "میرا بیٹا مسمی زید میرا قائم مقام مقرر کیا جاتا ہے اور اگر وہ قائم مقام نہ بنے (یعنی متذکرہ واقعات سے کسی ایک کے باعث) تو بکر کو قائم مقام مقرر کیا جائے"[1] بطور آخری سبیل کے مورث اپنے غلاموں میں سے کسی ایک کو قائم مقام بلا اختیار انکار مقرر کرتا اور اس طرح پر اس امر کی پیش بندی کرسکتا تھا کہ ترکہ بغیر قائم مقام کے نہ رہنے پائے۔ چونکہ اگر ترکہ کے بے منافع ہونیکی وجہ سے تمام ورثہ ناقبل انکار کردیں تو غلام ہر صورت میں بطور قائم مقام کے قائم رہتا تھا۔

کئی قائم مقامان کے عوض ایک یا ایک کے بجائے کئی قائم مقامان موصی نامزد کرسکتا تھا۔ اگر کوئی موصی قائم مقام شریک زید و عمرو مقرر کرتا اکثر ایسا ہوتا کہ ایک کو دوسرے کا بدل باہمی قرار دیتا۔ اس طرح کہ اگر زید قائم مقام نہ بن سکے تو عمرو قائم مقام کل جائداد کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ (الف) کیلئے یہ کافی نہ متصور ہوگا کہ وہ بے ضابطہ طریقہ سے وصیت کو بعدل کر کے بطور وارث کے عمل کرتا رہا (Proherede gerere)۔ لیکن اگر کریٹو خود ناقص تھا یعنی یہ الفاظ متروک ہو گئے تھے کہ "پھر اس کو کوئی حق نہ ہوگا" اور (الف) نے باضابطہ طریقہ سے اس کو منظور نہیں کیا مگر بطور وارث کے عمل کرتا رہا تو (الف) اور (ب) مساوی حصہ دار متصور ہوں گے اگر (الف) نے دونوں امور میں سے کوئی امر نہیں کیا تو بذریعہ قائم مقامی (ب) تنہا وارث ہوگا۔ سبینین (Sabinians) کی رائے کے مطابق (الف) (ب) کو نصف کا شریک محض بطور وارث کے عمل کرنیکی بنا پر نہیں کرے گا جب تک وہ مدت نہ گزر جائے جس میں وہ وصیت کو قبول کر کے کل جائداد کا وارث ہوسکتا تھا (پروکیولینیس Proculians) کے نزدیک کریٹو کے مدت معینہ میں بھی (الف) بذریعہ (Pro herede gestio) کے (ب) کو اپنا شریک بنالیتا ہے اور بعدہ باضابطہ قبول کے ذریعہ سے اگرچہ وہ میعاد مقررہ میں ہو اس کو خارج نہیں کرسکتا (گیس نمبر دوم فقرہ ۱۶۶۔۱۷۷)

مگر مارکس آریلیس (Marcus Aurelius) نے یہ قاعدہ قرار دیا کہ اگر (الف) نے بے ضابطہ طریقہ سے بھی مدت مقررہ کے اندر وصیت کو قبول کرلیا (یعنی بطور وارث عمل کر کے) تو سب قبول باضابطہ متصور ہوگا اور (ب) سے قائم مقام خارج ہو جائے گا۔

[1] مارکس آریلیس کے بعد اس سے (Substitutio pupillaris) بھی لیجانے لگی۔ دیکھو صفحات مابعد۔

ہوتا اور بالعکس۔ جب کئی قائم مقامان بہ سبیل بدل مقرر کئے جاتے تو جو حصہ ان میں
اس تقرر علی سبیل البدل سے ملتا وہ ابتداءً مساوی ہوتا تھا تاوقتیکہ موصی اسکے خلاف
صراحت نہ کرے۔ لیکن (Antoninus Pius) نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ اگر وہ ورثہ جو
علی سبیل البدل مقرر ہوئے ہوں پہلے ہی سے اونکے حصص غیر مساوی ہوں توجوکچھ تقرر
علی سبیل البدل سے انھیں ملتا اوسکو اسی مناسبت سے لیتے۔ مثلاً موصی زید کو نصف جائداد
کا اور عمرو اور بکر کو فی نفر ربع جائداد وصیت کرتا ہے اور یہ ایک دوسرے کے عوض
یا بدل مقرر کئے جاتے۔ فرض کرو کہ بکر قائم مقام نہیں بن سکتا۔ زید کو جائداد کا دو ثلث
اور عمرو کو ایک ثلث ملیگا۔

فرض کرو کہ زید اور عمرو قائم مقام نامزد ہوئے اور زید کا بدل عمرو اور عمرو کا بدل
بکر ہوا۔ اگر زید قائم مقام نہ ہو سکے عمرو اوسکے حصہ کا حقدار ہوجاتا ہے مگر اوس کے بعد
خود بھی قائم مقام نہیں بن سکتا تو ظاہر ہے کہ بدل عمرو کی حیثیت سے بکر کل جائداد لے لیگا۔
لیکن اگر عمرو زید سے پہلے مرجاتا تو بھی بکر قائم مقام ہوتا کیونکہ معناً بکر نہ فقط عمرو کا بدل تھا بلکہ
زید کا بھی" بدل کا بدل قائم مقام نامزد شدہ کا بدل متصور ہوتا ہے۔

فرض کرو کہ موصی نے زید کو جو درحقیقت عمرو کا غلام تھا مگر جسکو موصی حُر اور خود مختار
باور کرتا تھا اپنا قائم مقام نامزد کیا اور بکر کو اسکا بدل بنایا ایسی صورت میں اگر موصی کی
وفات کے بعد زید عمرو کے اذن سے دخیل کار ہو تو ترکہ کا مالک عمرو ہوتا۔ اور بکر کا
بحیثیت بدل مقرر کیا جانا غیر موثر ہوتا تھا۔ مگر موصی کا منشا یہ نہ تھا بلکہ اسکی یہ نیت
تھی کہ اگر زید وارث نہ ہوسکے تو بکر ترکہ کو بحق خود لیوے۔ مگر ظاہر ہے کہ زید نے بحق خود
ترکہ کو حاصل نہیں کیا بلکہ اپنے آقا عمرو کی جانب سے۔ ایسے نقص کو سرسری طور پر رفع کرنیکی
(Tiberius) نے یہ ترکیب نکالی کہ بکر اور اسکا آقا نصف نصف حصہ کے مالک
ہوں[1]۔ مگر (Justinian) کے مجموعۂ قوانین (Code) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بکر
کل ورثہ لے لیتا اور یہ ثابت کر دیا جاتا کہ اگر موصی کو یہ معلوم ہوتا کہ زید حُر نہیں ہے تو وہ
اُسکو نامزد ہی نہ کرتا تو ایسی صورت میں بکر کو پورا ترکہ ملجاتا۔

---

[1] دیکھو (Justinian) (۲۔۱۵)۔ ۴۔

(ب) تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Substitutio pupillaris) اُس وقت کیا جاتا جب کہ خود اب العائلہ اپنے نابالغ بچے کیلئے[1] قائم مقام اس وجہ سے مقرر کرتا کہ اگر لڑکا اوس کی وفات کے بعد سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے فوت ہو جائے گا تو خود وصیت نہ کرسکیگا۔ موصی اسکا مجاز تھا کہ وہ اس طرح کا تقرر علی سبیل البدل اپنے ہر بچہ کے لئے کرے یا صرف اُس بچہ کیلئے کرے جو کہ سب بچوں کے بعد بحالت نابالغی مرے۔ (دیکھو (Justinian) کتاب دوم (۱۶ - ۲) اور بطور بدل وہ یا تو کسی مخصوص شخص کو نامزد کرسکتا تھا یا عام طور پر یہ فقرہ تحریر کرتا تھا یعنی جو کوئی میرا قائم مقام ہو وہی میرے نابالغ لڑکے کا وارث ہوگا۔ اور ایسی صورت میں باپ کے تمام ورثہ براہ بدل اسی مناسبت سے حاصل کرتے جو ترکہ میں اُن کے حصوں میں ہو۔ (دیکھو (Justinian) کتاب ۱۶ - ۷) (Substitutio pupillaris) میں دو وصیت ناموں کی ضرورت ہوتی تھی۔ ایک وصیت نامہ تو خود باپ کا اپنا وصیت نامہ اور دوسرا اپنے نابالغ لڑکے کا اور اسکا معمولی طریقہ یہ تھا" میرا بیٹا (Titius) میرا قائم مقام ہو۔ لیکن اگر وہ نہ ہو سکے[2] یا اگر وہ میرا قائم مقام بنے اور اپنا آپ ولی بننے سے پہلے مرجائے[3] تو خالد میرا قائم مقام ہو۔ لیکن باپ کے لئے یہ لازمی نہیں تھا کہ اپنے لڑکے (Titius) کو نامزد کرے بلکہ وہ اس طرح بھی کرسکتا تھا کہ اس کو محروم الارث کرکے وصیت کرے کہ اگر (Titius) سن بلوغ کو پہنچنے کے پہلے مرجائے تو (Titius suus) کی جائداد کا قائم مقام ہوے۔ یعنی ایسی جائداد جو (Titius) کو اپنے باپ سے نہیں بلکہ دیگر اقرباء سے بطور ہبہ یا وصیت ملی ہو۔ مگر اس قسم سے نابالغ لڑکے کا قائم مقام مقرر کرنیکا طریقہ عام نہیں تھا۔ مگر ہر قسم کا تقرر قائم مقام نابالغ (Substitutio pupillaris) ذیل کی صورتوں میں کالعدم ہوجاتا تھا (۱) جب کہ لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جائے (۲) جب کہ باپ کا وصیت نامہ بے اثر ہو جائے مثلاً یہ کہ کوئی وارث دخیل نہیں ہوتا۔ کیونکہ

---

[1] یا پوتا اگر موصی کے مرجانے پر پوتا اب العائلہ کے زیر اختیار نہ آتا ہو۔

[2] مثلاً موصی سے پہلے مرجائے۔

[3] (Prius Quam in suam tutelam veneri) یعنی عالم نابالغی میں۔

بیٹے کے واسطے جو وصیت نامہ علی سبیل البدل کیا گیا تھا اسکا انحصار کلیتہً باپ کے وصیت نامہ پر تھا (۳) بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ (Substitutio pupillaris) اس وقت بھی کالعدم ہوجاتا تھا جب کہ بیٹا اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہوجائے یا اسکی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہو (Capitis diminutio) لیکن اسکا دارو مدار الفاظ مستعلمہ پر ہوتا تھا۔ اگر دُھرا بدل جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا دونوں صورتوں پر حاوی ہوتا جیسے (ا) اگر میرا بیٹا میرا قائم مقام نہ بن سکے یا (ب) قائم مقام بنکر سن بلوغ کو پہنچنے کے پہلے مرجائے تو ظاہر ہے کہ موصی کے الفاظ اس صورت پر بھی حاوی ہیں جب کہ لڑکا اپنے باپ کی زندگی میں مرجائے اور ایسی صورت میں خود وصیت نامہ کے الفاظ کی روسے قائم مقام بطریقہ بدل کا حق قائم ہوجاتا۔ لیکن اگر بدل سادہ ہوتا یعنی اسکا نفاذ صرف اس صورت میں ہوتا جب کہ لڑکا قائم مقام ہوکر سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مرجائے۔ اور ایسی صورت میں اگر کسی وجہ سے مثلاً بوجہ مرگ وہ قائم مقام نہ بن سکتا تو تقرر علی سبیل البدل بھی لازماً کالعدم ہوجاتا تھا۔ اسی اصول کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپنے مولود یتیم کے لئے بطور بدل کسی کو نامزد کریں (مولود یتیم: (Postimous child) "اگر میرا کوئی لڑکا پیدا ہو وہ میرا قائم مقام ہوگا اور اگر وہ قائم مقام ہونیکے بعد نابالغ مرجائے تو چاہئے کہ زید قائم مقام ہو" اور اگر آخر ایسا لڑکا پیدا ہو اور اپنے باپ کے حین حیات مرجائے تو تقرر علی سبیل البدل کالعدم ہوجاتا تھا کیونکہ جس شرط پر زید کی نامزدگی ہوئی تھی وہ ایفا نہ ہوسکی۔ تاوقتیکہ موصی نے اسکے خلاف صراحت نہ کردی ہو (Marcus Aurelıns) کے زمانہ کے بعد ہر بدل نابالغ دُھرا ہوتا تھا یعنی معمولی (Vulgarıs) بھی (یعنی اگر میرا بیٹا قائم مقام نہ ہو) اور متعلق بہ نابالغ (Pupillarıs) بھی۔ (یعنی اگر وہ قائم مقام ہو اور نابالغ مرجائے) کیونکہ شہنشاہ مذکور کے قانون کی روسے ایک کا مفہوم دوسرے کے اندر مضمر تھا۔

فرض کرو کہ بذریعہ (Seıus Substitutıc pupıllarıs) بہ طور موصی کے

---

[1] یعنی بر بنا بدل معمولی: (Substitutio vulgaris) جو بدل نابالغ (substıtutıo pupıllaris) میں شامل ہے۔

نابالغ بیٹے (Balbus) کے عوض مقرر کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ (Balbus) کا چودا سال کے عمر کے اندر مرنا (Seius) کے لئے مفید تھا۔ اس لئے کرو دغا سے بچنے کے لئے تدابیر عموماً اختیار کی جاتی تھیں۔ اگر (Balbus) کا بدل (Seius) مقرر ہوتا۔ (الف) اگر (Balbus) اپنے باپ کا قائم مقام نہ ہو سکے (ب) اگر وہ قائم مقام ہو کر نابالغ مرجائے تو اگرچہ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر (Seius) کو بطور عوض کے صرف پہلے واقعہ کی وقوع کی صورت میں مقرر کیا جائے اور یہ وصیت وصیت نامہ کے اُس حصہ میں کیجائے جو کہ باپ کی وفات کے بعد کھولا جائیگا تو قابل اعتراض نہیں ہے کیونکہ (Balbus) اور (Seius) کے بطور عوض مقرر کئے جانیکا علم صرف اسی وقت ہوتا ہے یعنی باپ کی وفات کے بعد۔ جب یہ طریقہ عمل اختیار کرلیا جائے تو بدل دیگر (یعنی (Seius) کا بدل (Balbus) ہونا اگر (Balbus) قائم مقام ہو نیکے بعد چودہ سال سے کم عمر میں مرجائے) دوسرے الواح پر لکھ کر وصیت نامہ کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا اگر اس کو جدا دستاویز کے طور پر باندھ کر اس پر مہر ثبت کی جاتی تھی اور وصیت نامہ کے اگلے حصہ میں یہ ہدایت مرقوم ہوتی کہ جب تک (Balbus) زندہ اور نابالغ رہے الواح مابعد نہ کھولے جائیں لیکن (Gaius) کہتا ہے کہ الواح مابعد میں دونوں بدل کا درج کرنا زیادہ تر محفوظ طریقہ ہوتا کیونکہ (Seius) غالباً قیاساً پہچان جاتا کہ اگر وہ ایک صورت میں بدل تھا تو دوسری صورت میں بھی ضرور ہوگا۔ اس طریقہ میں کوئی عملی تکلیف نہ ہوتی کیونکہ موصی کے وفات کے وقت (Balbus) مرچکا ہوتا اور قائم مقام نہ بنا ہوتا تو الواح مابعد بلاخطرہ فوراً کھولدئے جاسکتے۔

(ج) بدل مماثل بدل نابالغ (Substitutio quasi pupillaris) کے اصول سے ایسے شخص کو جسکی نسل میں کوئی فاتر العقل ہو (Justinian) نے اختیار دیا تھا کہ انکے لئے قائم مقامان بطور بدل کے نامزد کرے۔ اس قسم کے بدل (Substitutio pupillaris) میں فرق یہ تھا کہ (۱) یہ حق اب العائلہ (Pater' familias) سے ہی مخصوص نہ تھا بلکہ اجداد مادری کو بھی حاصل تھا اور (۲) اس قسم کے طریقہ بدل سے صرف چند معین اشخاص بطور بدل مقرر کئے جاسکتے تھے چونکہ یہ لازمی تھا کہ فاتر العقل کے

اقربائے قریبہ ہی اس کے عوض مقرر کئے جائیں؛(Substitutio Pupillaris) کی تمثیل پر ایسا بدل بھی اس وقت کالعدم ہوجاتا جب کہ (اگر کبھی ایسا ہو) شخص زیربحث کی دماغی حالت درست ہوجائے۔ اگر اولاد سے کوئی شخص جنون کے سوا کسی اور وجہ سے وصیت کرنیکے ناقابل ہوتا تو شہنشاہ کی اجازت خاص کے ساتھ اسکا جداس کی طرف سے کوئی بدل مماثل تقرر قائم مقام اطفال نابالغ (Quasi-pupillaris substitutio) نامزد کرسکتا تھا۔

یہ بیان کرنا غیرضروری ہے کہ کسی قائم مقام خارجی یاغیر؛(Extraneus) یا کامل العمر بچے کی صورت میں تاوقتیکہ وہ فاتر العقل نہ ہو کوئی (Substitutio pupillaris) یابدل مماثل بدل نابالغ؛(Quasi pupillaris substitutio) ہو نہیں سکتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ موصی یہ کرسکتا تھا کہ وہ کوئی امانت بذریعہ وصیت (Fideicommissum) عاید کرے۔

(۴) موہوبات بالوصیت ؛ Legacies

عام طور پر روما میں یہ قاعدہ تھا کہ وصیت نامہ میں سب سے پہلے ورثہ کے محروم الارث کرنے اور انکے نامزد کرنے اور انکے عوض یا بدل کے تقرر متعلق فقرہ جات درج ہوتے تھے۔ اور اوسکے اطفال نابالغ کے اولیا کے تقرر (اور قانون قدیم کے زمانہ میں موصی کے زوجہ کیلئے بھی ولی مقرر ہوتا تھا[۱]) اور ایسے وجوبات اور امانتوں کے متعلق جسکو کہ موصی نے اپنی ذات یا ورثہ پر عائد کئے ہوں درج ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں موہوبات سے بحث کیجاتی ہے اور اسکے بعد امانت وصیتی (Fideicommissa) کا ذکر کیا جائیگا تاکہ مضامین وصیت نامہ معمولی کا بیان مکمل ہو۔ ہبہ بالوصیت اور نامزدگی قائم مقام میں فرق یہ ہے کہ وارث موصی کی کل جائداد (ترکہ؛(Hereditas) یاکسی حصہ معین کا جانشین ہوتا ہے مثلاً موصی کے کل حقوق اور وجوبات کے ایک ثلث کا۔ مگر اس کے برخلاف ہبہ بالوصیت جانشینی کلی کی مثال نہیں (حوالگی؛ (Tradio)

---

[۱] ۔ ان تقررات پر بحث ہوچکی ہے۔

اور عطیہ (Donatio) کی طرح) بلکہ حصول شئے منفرد (Res singulae) کا طریقہ ہے (جیساکہ (Gaius) اور (Justinian) دونوں تسلیم کرتے ہیں) اور اشیاء منفرد (Res singulae) کے استحصال کے دیگر ذرائع کے عوض یہاں ہبہ بالوصیت پر بحث فقط سہولت کی بنا پر کیجاتی ہے یعنی یہ کہ موہوبات کا تعلق وصیت ناموں کے ساتھ ہوتا ہے[1]۔ پس ہبہ بالوصیت کسی خاص شئے یا اشیا کا عطیہ اوس شخص کے لئے ہوتا ہے جسکا نام وصیت نامہ یا ضمیمہ وصیت نامہ (Codicil) میں مرقوم ہوتا ہے۔ شئے معطیہ عموماً مادی (Res corporalis) ہوتی ہے یعنی یہ ایک تملیک عین ہے۔ مثلاً گھوڑا فرنیچر۔ مگر یہ ضروری نہ تھا کہ شئے موہوبہ ہمیشہ مادی ہو بلکہ اوسکی شکل ایسی بھی ہوسکتی تھی جیسی کہ کسی مدیون کو اوس دین سے سبکدوش کردینا جو وہ موصی کو بابد داد تھا جیسی کہ صاحب دین نے اسکو قبضہ دین کا امر کیا اور اس نے دین پر قبضہ کیا یا اوسی حق کو عطا کرنا جو موصی کو کسی شخص ثالث سے استحصال رقم کی بابت حاصل تھا یا اوسکی شکل کسی کام کے انجام دینے کی ذمہ داری ہو (مثلاً موہوب لہ کے واسطے مکان تعمیر کرنا) جو وارث پر عائد کی گئی۔ عام الفاظ میں (Justinian) ہبہ بالوصیت کی تعریف یوں کرتا ہے کہ ہبہ بالوصیت ایک قسم کا عطیہ ہے جو کوئی شخص متوفی چھوڑ جاتا ہے (Ulpian) اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ یہ صیغہ امر میں ہو۔ اگر بطور التجا یا التماس ہو تو صرف بمنزلہ امانت وصیتی (Fideicommissum) ہوجاتا۔ اس موضوع پر عنوانات ذیل کی تحت میں بحث کیجاسکتی ہے :-

(الف) طریقہ ہبہ بالوصیت۔

(ب) موہوبات۔

(ج) ترتیب ہبہ بالوصیت۔

(د) قیود بر اختیارات واہب۔

(ہ) ہبہ بالوصیت کس طرح بے اثر یا کالعدم ہوجاتا ہے۔

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۱۹۱ اور (Justinian) دفتر دوم ۲۰۔

(الف) طریقہ ہبہ بالوصیت (Gaius) کہتا ہے کہ ابتداً ہبہ بالوصیت فقط ذیل کے چار طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر کیا جا سکتا تھا۔

(۱) ہبہ بالوصیت بالراست (Per vindicationem) یا
(۲) ہبہ بالوصیت بذریعہ قائم مقام (Per damnationem) یا
(۳) ہبہ بالوصیت اجازتی (Sinendi modo) یا
(۴) ہبہ ایک خاص طریقہ سے (Per praeceptionem)

(۱) ہبہ بالوصیت یا انتقال وصیتی بالراست (Legatum per vindicationem ان انفاظ سے صحیح ہوتا تھا "میں دیتا ہوں اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں" (De lego یا دونوں میں سے[۱] کوئی ایک۔ مثلاً اگر موہوب غلام ہو تو اس کی پوری شکل یہ ہوتی: "میں اپنا غلام مسمی (سٹرائی کس (strichus) (Titius) کو دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں" اس طریقہ سے موہوب بالراست موہوب لہٗ کو عطا کیجاتی یعنی اسکی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ وارث، موہوب لہٗ کے حوالہ کرے۔ اس لئے وارث کی دخلیابی سے وصیت نامہ نافذ ہوتے ہی موہوب لہٗ بحیثیت مالک نالش عین یعنی نالش بہ مقابلہ شئے کے دائر کرتا (Vindicatio) عام ازیں کہ وہ شئے وارث کے پاس ہو کہ کسی اور کے پاس[۲]۔ بہر حال اس طریقہ سے کوئی موصی فقط اپنی وہ چیز عطا کر سکتا تھا جو بربنا (ex jure Quiritinm) بوقت ترتیب وصیت نامہ اور بوقت مرگ ازروئے قانون ملک اسکی ملک ہو۔ اس قاعدہ کا فقط ایک ہی استثنا اشیا

---

[۱] یا زیادہ تر مستند رائے کے مطابق: Sumito : Capito یا Sibi habeto

[۲] موہوب لہٗ کی رضامندی کی ضرورت کی نسبت ان دو گروہ میں نزاع واقع ہوئی تھی (Sabinians کہتے تھے کہ دخلیابی کے ساتھ ہی موہوبہ معطی لہٗ کے اختیاری ہو جاتی۔ گو کہ اسے اسکا کچھ بھی علم نہ ہو اور گو کہ علم ہونیکے بعد اسکے قبول کرنے سے انکار کرنیکے باعث وہ کالعدم بھی ہو جائے۔ Proculians) کا خیال تھا کہ فقط موہوب لہٗ کے قبول کرنیکے بعد شئے موہوبہ اسکی جائداد ہوتی۔ Autonianus pius) نے آخر الذکر خیال کی توثیق کی (دیکھو Gaius دفتر دوم فقرہ ۱۹۵) اسطرح جو ہبہ بشرطیہ کیا جائے اسکے متعلق بھی ان دو گروہ میں اختلاف آتا تھا Sabinians) کا خیال تھا کہ تاوقتیکہ شرط پوری نہ ہو وہ چیز وارث کی ملک تھی اور Proculians یہ کہتے تھے کہ وہ چیز کسی کی بھی ملک نہ تھی (دیکھو Gaius) دفتر دوم فقرہ ۲۰۰)

مثلی (Res fungibilis) تھا جسکی نسبت بوقت مرگ مالک ہونا کافی تھا جہاں اس طرح سے ایک ہی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو دیجاتی خواہ مشترکاً[1] یا منفرداً ہر شخص اپنا اپنا حصہ لے لیتا اور اگر کوئی شخص[2] لینے سے قاصر رہتا تو اوس کا حصہ دوسرے موہوب لہم کو ملجاتا۔

(۲) ہبہ بالوصیت یا انتقال وصیتی بذریعہ وارث (Legatum per damnationem) اس وقت ہوتا جب کہ الفاظ" ذمہ دار ہوگا (Damnas esto)[1] استعمال کئے جاتے مثلاً" میرا قائم مقام ذمہ دار ہوگا کہ میرا غلام مسمی (strichus) (Titius) کو دیدے اور جیساکہ خود جملہ سے مترشح ہوتا ہے اسکا مفہوم شئے معطیہ کا عطا بلا واسطہ[4] نہیں بلکہ اوس سے وارث پر ایک شخصی ذمہ داری عائد کی گئی کہ موہوب لہ کے فائدہ کے لئے وہ کچھ کام کرے۔ اس بنا پر موہوب لہ کو نالش بہ مقابلہ شئے حاصل نہیں ہوتی تھی بلکہ بہ مقابلہ موصی لہ اس غرض سے کہ جو فرض موصی نے اس پر عائد کیا تھا اسکو انجام دے۔ اس ذمہ داری کی ادائی وارث یوں کرتا کہ اگر وہ چیز قابل انتقال (Res mancipi) ہوتی تو بذریعہ (Mancipatio) یا فرضی دعوی قانونی (In jure cessio) اور اگر وہ چیز ناقابل انتقال (Res mancipi) ہوتی تو بذریعہ حوالگی (Traditio) موہوب لہ کو منتقل کردیتا۔ اگر وہ چیز قابل بیع وانتقال (Res mancipi) ہوتی اور قائم مقام بذریعہ حوالگی (Traditio) منتقل کرتا تو موہوب لہ بالآخر بربنا حق قدامت (Usucapio) معمولی طور پر اسکا مالک بن جاتا۔ ہبہ بالوصیت کی شکل میں یہ فائدہ خاص تھا کہ اس کے ذریعہ کوئی موصی فقط اپنی ذاتی جائداد نہیں دے سکتا تھا بلکہ (الف) وہ بھی جو قائم مقام یا کسی غیر کی ملک ہو (جائداد غیر (Res aliena) اگر کسی غیر کی ہو تو وارث پر لازم تھا کہ اس شئے کو خرید کر موہوب لہ کو منتقل کرے (ب) وہ جسکا وجود

---

[1] (Titius) اور (Seius) کو میں اپنا غلام مسمی (Strichus) دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں۔

[2] Titius کو میں اپنا غلام مسمی (Strichus) دیتا اور ہبہ بالوصیت کرتا ہوں۔

[3] شئے موہوبہ واجب الایصال ہونے سے پہلے مرجانیکے باعث۔

[4] جیساکہ (Legatum per vindicationem) میں تھا۔

کسی زمانہ مستقبل میں ہوگا مثلاً آئندہ فصل آئندہ یا وہ بچہ جو کسی زن جاریہ سے پیدا ہونیوالا ہو یا (ج) اس طریقہ سے موصی نہ صرف موہوب لہٗ کو کسی شئے کے دینے کیلئے بلکہ اسکے لئے کسی کام کے انجام دینے کے لئے بھی قائم مقام کو ہدایت دے سکتا تھا جیسے موہوب لہٗ کے لئے مکان بنوا دینکی ہدایت اگر ایک ہی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو مشترکاً بہ طریقہ ہبہ بالوصیت بذریعہ قائم مقام دیجاتی تو ہرایک شخص ایک حصہ کا مستحق ہوتا لیکن اگر ان میں سے ایک اپنا حصہ لینے سے قاصر رہتا تو دوسرے موہوب لہم کو اس پر حق حاصل نہیں ہوتا تھا[۱]۔ بلکہ اس حصہ کی حد تک ہبہ ساقط ہوجاتا تھا اور قانون (Papia) کے نفاذ تک قائم مقام کی ملک تصور کیا تھا۔

اگر ایک ہی چیز منفرداً دیجاتی تو پوری شئے موہوبہ ہرایک موہوب لہٗ کی ملک ہوتی اس طرح کہ وارث پر لازم ہوتا تھا کہ شئے موہوبہ ایک کو دے اور اس کی قیمت دوسرے کو اور اگر زیادہ ہوں تو ہرایک کو۔

(۴) ہبہ بالوصیت اجازتی شکل آخرالذکر کی ترمیم (یا شکل مرممہ) تھی اور اس میں یہ الفاظ استعمال کئے جاتے تھے " اجازت دینے کا ذمہ دار ہوگا[۲]" مثلاً " میرا قائم مقام زید کو اجازت دینے کا ذمہ دار ہوگا کہ وہ میرے غلام مسمی عمرو کو لے لے اور اپنے پاس رکھ لے" اور اس صورت میں بھی موہوب لہٗ کو قائم مقام ہی کے مقابلہ میں چارۂ کار قانونی حاصل ہوتا تھا اور اسکا ادعا صرف یہ ہوتا تھا کہ قائم مقام کو ازروئے وصیت نامہ جو کچھ کہ اس کے لئے کرنا ہے کرے یا دینا ہے دے (بربنائے وصیت نامہ وارث کو جو کچھ کرنا یا دینا چاہیے) گیس کہتا ہے کہ اس قسم کا ہبہ بالوصیت طریقہ انتقال وصیتی بالراست سے بہتر تھا مگر انتقال وصیتی بذریعہ قائم مقام کے برابر نہ تھا کیونکہ اس طریقہ سے موصی نہ فقط اپنی بلکہ وارث کی بھی جائداد دے سکتا تھا جو کہ راست ناممکن تھا مگر جائداد غیر نہیں دے سکتا (جو بذریعہ پرڈیا منے ٹیانم (Dannati onem)

---

[۱] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۲۵۔

[۲] یعنی وارث کو دینے پر مجبور کرنیکے عوض موہوب لہٗ کو لینے کی اجازت دینا۔

دے سکتا تھا) چونکہ قائم مقام پر دینے کی نہیں بلکہ صرف اجازت دینے کی ذمہ داری
عائد ہوتی تھی اس وجہ سے بعض فقہا کی یہ رائے تھی کہ قائم مقام باضابطہ انتقال
(جیسے بطریقہ　　　　)بحق موہوب لہٗ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ اسکی ذمہ داری
پوری طور پر ادا ہو جاتی تھی اگر وہ موہوب لہٗ کو شئے کے لینے کی اجازت دیدے۔
اگر ہبہ بالوصیت بطریقہ اجازتی یعنی دو یا دو سے زائد اشخاص کو کیا جاتا تو بعض فقہا کی
رائے میں ہر ایک موہوب لہٗ کو پوری شئے پر کوئی چیز دو یا دو سے زائد اشخاص کو
دیجاتی تو اس طرح حق حاصل ہو جاتا جیسا کہ بطریق (Damnationem) ہوتا تھا
مگر دوسروں کی رائے میں جب کسی ایک موہوب لہٗ کو شئے موہوبہ کے لینے کی
اجازت دیدی جاتی تو قائم مقام کی ذمہ داری پوری ہو جاتی۔ چونکہ قائم مقام پر
صرف اجازت دینے کی ذمہ داری تھی اس لئے اگر ایک موہوب لہٗ کے شئے موہوبہ
کے لینے کے بعد دوسرا موہوب لہٗ دعوے کرے تو وارث یہ جواب دے سکتا تھا کہ
نہ تو شئے موہوبہ اسکے پاس موجود ہے کہ وہ مدعی کو اسکے لینے کی اجازت دے اور نہ
یہ وارث کے فریب کی وجہ سے ہے کہ مدعی وہ چیز نہیں لے سکتا ہے کہ
جو کہ اس کے حق میں وصیتاً چھوڑی گئی تھی۔

(۴) ہبہ بالوصیت ایک خاص طریقہ پر Per praeceptionem اکی شکل
اس وقت پیدا ہوتی جب کہ الفاظ "اس کو پہلے لینے دو" استعمال کئے جاتے مثلاً "
زید کو میرا غلام عمرو پہلے لے لینے دو" چونکہ (Praeciptio) کے لغوی معنی "اسکو
پہلے لینے دو" کے ہیں لہذا سیالی نین کی یہ رائے تھی کہ اس طریقہ سے
صرف ورثاء شریک میں سے کسی ایک وارث یا ورثاء کو ہبہ بالوصیت کیجا سکتی تھی
اس طرح کہ اسکو کوئی مخصوص شئے ترکہ کے تقسیم ہونیکے پہلے لینے کا حق دیا جائے۔
اس لئے اس طریقہ سے صرف وارث شریک کے سوا کسی دوسرے کو کوئی شئے
ہبہ بالوصیت کرنا ناجائز تھا اور اگر اسطرح ہبہ کیا جاتا تو ازروئے (S.CC Neronianum)
بھی اسکا نقص رفع[1] نہیں ہو سکتا تھا یعنی ہبہ جائز نہیں ہو سکتا تھا اور نیز یہ کہ ایسا وارث

[1] دیکھو مضمون ما بعد لیکن جولیان (Julian) کا خیال اور تھا (دیکھو گیئس (Gaius) کتاب دوم فقرہ ۲۱۸۔

شریک جس کو کوئی شئے اس طریقہ سے ہبہ کی گئی ہو اس شئے کیلئے دعوے صرف بذریعہ نالش بوارث یعنی (Judicium familiae erciscendi) کر سکتا تھا۔ اور چونکہ اس نالش کے ذریعہ دعوے صرف اُن اشیا کے لئے ہو سکتا تھا جو کہ ترکہ میں داخل ہوں اس لئے اس طریقہ ہبہ بالوصیت سے موصی سوائے اپنی جائداد کے کوئی ایسی چیز وصیت نہیں کر سکتا تھا جو کہ اسکی نہ ہو اسکے استثنا کی صرف ایک شکل تھی وہ یہ کہ اگر شئے موہوبہ ابتدا ً موصی کی ملک رہی ہو مگر بعد میں بذریعہ بیع بالوفا کسی داین کے پاس رہن کر دیگئی ہو تو (Sabinian) کی رائے یہ تھی کہ ایسی صورت میں ہبہ بالوصیت مرجع سے موہوب لہٗ کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ دوسرے ورثاء سے درخواست کرے کہ داین کی ادائی کر دی جائے۔ تاکہ وہ شخص اس جائداد کو موہوب لہٗ پر منتقل کر دے۔ اسکے برخلاف (Proculians) کہتے تھے کہ لفظ (Prae) زاید اور غیر ضروری تھا۔ اگر اس طرح سے ہبہ کیجائے تو اسکا اثر وہی ہوتا تھا جو کہ انتقال وصیتی براست کا۔ اور اس طریقہ سے کسی غیر شخص کو بھی ہبہ لیا جا سکتا تھا اور جس کا چارہ کار نالش عین بہ مقابلہ شئے ہوتا تھا۔ اور گیئس کہتا ہے کہ ہیڈرین نے پروکیولین کی رائے کی توثیق کی[1] غرض دونوں گروہ کے خیال کے بہ موجب جو ہبہ اس طریقہ سے دو یا دو سے زائد اشخاص کو مشترکاً یا منفرداً کیا جائے تو ہبہ انتقال وصیت بالراست کی طرح ہر ایک کو مساوی حصہ کا استحقاق ہوتا۔

گیئس کے زمانہ میں بھی ان طریقوں کی سابقہ اہمیت (S.CC, Neronianum) مصدرہ سنہ ۶۴ء کے اثر سے بہت کچھ زائل ہو چکی تھی۔ (S.OC) کے صحیح معنوں میں شبہہ ہے مگر اتنا پایا جاتا ہے کہ اسکی رو سے یہ ضابطہ جاری ہوا کہ اگر کسی ہبہ بالوصیت کے بیکار ہونیکا خطرہ اس وجہ سے ہو کہ موصی نے مناسب الفاظ استعمال نہیں کئے تھے[2] تو اسکو قانوناً سب سے عمدہ تصور کیا جائے یعنی انتقال وصیتی

---

[1] لیکن اسکی نسبت (Gaius) کو شک ہے دیکھو (Gaius) کتاب دوم فقرہ (۲۲۱)
[2] مقابلہ کرو گیئس سے کتاب دوم فقرہ (۲۱۸)۔

بذریعہ وارث تصور کیا جائے۔ پس اگر کوئی موصی جائداد غیر کو بہ طریق انتقال وصیتی بالراست ہبہ کرے تو (S.C.C) موہوب لہٗ کی مدد کرتا کیونکہ اسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا کہ یہ ہبہ بطریق انتقال وصیتی بذریعہ وارث کی گئی۔ دوسری مثال (جو کہ جولین نے دی ہے) وہ یہ ہے کہ جب کہ ہبہ بذریعہ ہبہ بالوصیت کی ہے جو ازروئے (Per praeceptionem) کسی غیر کو کی گئی ہو اس کے برخلاف اگر کسی ہبہ بالوصیت کے بیکار ہونیکا خطرہ اس وجہ سے ہوتا کہ موہوب لہٗ میں کوئی شخصی نقص تھا (مثلاً یہ کہ وہ (Latinus junianus یا غیر ملکی ہو) تو (S.C.) کا اطلاق نہیں ہوسکتا[1] اور یہ بھی واضح ہوگا کہ (S.C.) کی بنا پر لاطینی زبان کی ضرورت تھی لیکن قسطنطین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ کوئی الفاظ بھی خواہ وہ لاطینی ہوں یا یونانی کافی تھے اور جسٹنین نے تمام ہبہ بالوصیت کو چاہے وہ کسی طرح بھی کئے گئے ہوں مساوی کردیا[2] اور یہ قاعدہ نافذ کیا کہ امانت بذریعہ وصیت کے ذریعہ جن فوائد کا تمتع حاصل ہوتا تھا وہ سب برنبائے ہبہ بالوصیت بھی حاصل ہوں[3] اگر جائداد موصی کی ملک ہوتی تو موہوب بذریعہ نالش نسبت دلاپانے جائداد غیر منقولہ کے اس کے لئے نالش کرسکتا خواہ وہ جائداد وارث کے قبضہ میں ہو یا کسی فریق ثالث کے اور موہوب لہٗ کو وارث کے مقابلہ میں جائداد منقولہ کے دلاپانیکی نسبت حق نالش حاصل ہوتا خواہ وہ جائداد موصی کی ملک تھی کہ نہیں۔ اور موہوب لہٗ کے حقوق کی مزید نگہداشت اس طرح کی گئی کہ قائم مقام کو جو جائداد میراث سے حاصل ہوئی ہو اس تمام جائداد پر موہوب لہٗ کو حق رہن معنوی (استغراق معنوی) دیا گیا۔

ب۔ موہوبات۔ عام طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی چیز بھی جو ناقابل تجارت نہ تھی خواہ وہ مادی ہو جیسے کہ غلام یا غیر مادی (جیسے کہ ادائے دین سے سبکدوشی

---

[1] مقابلہ کرو گیئس کتاب دوم فقرہ ۲۱۸۔
[2] دیکھو جسٹنین کتاب دوم (۲۰) ۲۔
[3] اور بالعکس۔

یا موصی کے کسی غلام کو آزاد کرنا۔) بطور ہبہ بالوصیت کے دیجاسکتی لیکن ذیل کی صورتوں پر خاص طور سے نظر ڈالنی چاہیئے۔

(۱) ترکہ کے کسی حصہ کا بھی ہبہ بالوصیت ہوسکتا ہے مثلاً موصی کے حقوق اور وجوبات کا آٹھواں حصہ اس قسم کے ہبہ بالوصیت کو قسمت (پارٹی ٹیو Partitio) کہتے تھے۔ کیونکہ موہوب لہٗ وارث کا شریک قسمت ہوتا تھا کیونکہ موہوب لہٗ وارث کے ساتھ حصہ لیتا ہے (شریک قسمت ہونا: (پارٹی ٹور Partitur) اور خود موہوب لہٗ کو موہوب لہٗ حصہ دار (لیگے ٹے ریس پارٹیاریس Legatarius partiarius) کہتے تھے۔ قانون ملک کے نظریہ کے بہ موجب موصی کی خواہش کی لفظی تعمیل ناممکن تھی۔ کیونکہ کسی شخص کو میراث میں کوئی حصہ دینے کا رومنی قانونی طریقہ یہ تھا کہ اسکو قائم مقام بنایا جائے۔ اس لئے موصی کی خواہش کی قانوناً تعمیل نہیں ہوسکتی تھی۔ اور اس لئے ایسی صورت میں جو طریقہ اختیار کر لیا جاتا وہ حسب ذیل تھا۔ موصی کی جائداد کی مالیت کا اندازہ کیا جاتا اور یہ قرار دیا جاتا کہ اسکی مادی جائداد جیسے اراضی غلام و دیگر اسباب وغیرہ کا آٹھواں حصہ کیا ہوگا اور اسکی غیر مادی جائداد یعنی حقوق اور ذمہ داریوں کا بھی آٹھواں حصہ علیحدہ کیا جاتا۔ وہ اس طرح کہ اس کے حقوق جیسے کہ وصول طلب دیون اور ہرجہ وغیرہ کے آٹھویں حصہ کے ساتھ اسکی ذمہ داریوں مثلاً اسکے واجب الادا دیون اور نقصان وغیرہ کا بھی آٹھواں حصہ شریک کیا جاتا۔ اس کے بعد بذریعہ بیع نقد (مانکی پاٹیو) یا حوالگی وارث اراضی وغیرہ کا آٹھواں حصہ موہوب لہٗ شریک قسمت کو منتقل کرتا اور دونوں کے فیمابین معاہدے کئے جاتے۔ وارث وعدہ کرتا کہ موصی کے وصول طلب دیون اور ہرجہ کا آٹھواں حصہ وہ موہوب لہٗ کو دیگا۔ اور موہوب لہٗ واجب الادا دیون وغیرہ کے آٹھویں حصہ کی ذمہ داری خود پر لیتا۔

(۲) حسب بیان صدر ابتداءً کوئی موصی بذریعہ (پرڈامنوٹیانم Per damnationem)[1]

---

[1] اس میں شک نہیں کہ جسٹینین کے عہد میں جائداد شخص غیر کی بابت ہبہ بالوصیت کسی شکل میں ہوسکتا تھا دیکھو بیان متذکرہ صدر۔

اپنے وارث پر یہ ذمہ داری عائد کرسکتا تھا کہ کسی تیسرے شخص کی جائداد (رس ایلینا (Res aliena) موہوب لہٗ کو منتقل کرے۔ اور اگر وارث اس کو نہ خرید سکتا تو اس پر لازم ہوتا کہ اس کی قیمت موہوب لہٗ کو ادا کرے مگر جسٹینین کا دور آنے سے پہلے اس میں ترمیم ہوچکی تھی۔ کیونکہ این ٹونائی نس پیس کے ایک فرمان (ریسکرپٹ) کی بنا پر یہ قاعدہ جاری ہوا کہ جائداد غیر کی بابت ہبہ بالوصیت بے اثر ہوگا تا وقتیکہ موصی کو اسکا علم نہ ہو کہ وہ جائداد اس کی ذاتی[1] نہیں تھی اور اسکا بار ثبوت موہوب لہٗ پر عاید ہوتا تھا۔

(۳) اگر ہبہ بالوصیت کی ایسی جائداد سے متعلق ہوتا جو بتاریخ وصیت نامہ کسی فریق ثالث کے پاس رہن ہو تو موہوب لہٗ کے فائدہ کے لئے وارث پر انفکاک رہن لازم تھا۔ لیکن سیویرس اور این ٹونائی نس کے فرمان کے بعد فک رہن صرف اسوقت لازم آتا تھا جب کہ موصی کو رہن کا علم رہا ہو۔ (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۵ -)

(۴) اگر زید کوئی شے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے (جیسے ایک قطعہ اراضی) اور اس کے بعد اسکو فروخت یا رہن کردے تو گیئس کے زمانہ میں اسی صورت کے نتیجۂ قانونی کی بابت اختلاف آرا تھا۔ بعض فقہا کی رائے تھی کہ کوئی شے موہوبہ پر موہوب لہٗ کو حق حاصل ہوتا تھا مگر اسکے دعوے کے جواب میں عذرداری فریب پیش کیجا سکتی تھی (دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۹۸) لیکن کلسس (Celsus) کا خیال تھا کہ ایسی صورت میں ہبہ کا بدل رقمی ادا کرنا ہوتا بشرطیکہ یہ ثابت ہوجائے کہ فروخت یا رہن کرنے سے موصی کی نیت ہبہ کے منسوخ کر لینے کی نہیں تھی سیویرس اور این ٹونائی نس کے فرمان نے اس رائے کی توثیق کی (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۱۲)

(۵) اگر زید بکر کی مملوکہ جائداد کا ہبہ بالوصیت عمرو کے نام کرے اور اس کے نافذ ہونے سے پہلے عمرو اس جائداد کو حاصل کرلے۔ اگر عمرو نے اسکو خریدا ہو تو وہ وارث سے اس کی قیمت کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ لیکن وہ اس وقت مطالبہ نہیں کرسکتا جب کہ اسکو وہ جائداد بلا عوض ملی ہو۔ مثلاً اگر بکر نے عمرو کو وہ جائداد اپنی زندگی میں

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۴ -

ہبہ کی ہو یا وصیت کی ہو۔" یہ امر مسلمہ ہے کہ دو نفع رساں استحقاق ایک ہی چیز کی بابت ایک ہی شخص میں جمع نہیں ہو سکتے۔" (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰-۶)۔ اسی طرح اگر زید بکر کا کھیت عمرو کو دے اور اگر ہبہ بالوصیت قابل عمل ہونے سے پہلے عمرو تحفہ کے طور پر اس کھیت کا حق منفعت ہدیۃً حاصل کرلے اور حق عود خرید لے تو وہ وارث پر کھیت کا دعوے کرسکتا ہے (یعنی حق منفعت اور حق عود کی بابت) مگر اسکا دعوئے صرف حق عود کی قیمت تک چل سکتا تھا۔

(٦) اگر کسی کو کوئی ایسی شے ہبہ کی جائے جو کہ اسوقت اس کی ملک میں ہو تو ایسی ہبہ بالوصیت کالعدم متصور ہوتی تھی اور اگر موہوب لہ ہبہ کے نافذ ہونیکے پہلے اس شے کو منتقل کردے تب بھی ہبہ کالعدم ہی رہتی تھی۔ کیونکہ از روئے (ریگیولا کیاٹونیانا Regula catoniana) کوئی ہبہ بالوصیت جو بوقت تحریر وصیت نامہ ناجائز تصور کیجائے تو وہ کسی واقعہ مابعد کی بنا پر جائز تصور نہیں کیجاتی۔ (" اگر موصی تحریر وصیت نامہ کے وقت مرجاتا تو جو ہبہ بالوصیت اس وقت ناجائز ہوتی وہ اسوقت بھی ناجائز ہوتی کہ موصی پھر کسی اور وقت مرتا")

(٧) اگر زید خود اپنی جائداد عمرو کو ہبہ کرے اس غلط فہمی کے ساتھ کہ وہ کسی غیر کی ہے تو اس سے ہبہ کے جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔

(٨) اگر موصی اپنے مدیون کو بطریقہ ہبہ بالوصیت دین سے برات دے تو وارث مدیون سے زر دین وصول نہیں کرسکتا بلکہ اگر مدیون چاہے تو وہ وارث کو مجبور کرسکتا ہے کہ باضابطہ برات دیجائے۔ (مثلاً بذریعہ اکسپٹی لائیو (Acceptilatio)

(٩) اس کے برعکس اگر زید جس پر کہ عمرو کے پچاس روپیہ واجب الادا ہوں عمرو کو وہ رقم کی وصیت کرے تو ایسا ہبہ بالوصیت غیر درست متصور ہوتا تھا۔ کیونکہ اس ہبہ بالوصیت سے عمرو کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا تھا اور دائن کی حیثیت سے وہ وارث پر نالش کرسکتا تھا۔ لیکن اگر ایسے دین کی ادائی مشروط ہو اور موصی بلالحاظ شرط کے اسکی ادائی کا امر کرے یا اسکے واجب الادا ہونے کے پہلے ادا کرنے کی وصیت کرے تو ایسی صورتوں میں ہبہ بالوصیت درست سمجھا جاتا تھا (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰-۱۴)۔

(۱۰) اگر زید اپنی زوجہ ہندہ کو اسکا جہیز ہبہ بالوصیت کرے[1] اور اگر زید کو واقعی طور پر مال ومتاع جہیز ملا ہے تو ہبہ درست متصور ہوتا تھا۔ کیونکہ ہندہ کو موہوب لہٗ کی حیثیت سے اس سے مال جہیز کے حاصل کرنیکے لئے بہتر چارہ کار حاصل ہوتا تھا۔ اور اگر زید کو جہیز کا مال ملا ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر جہیز کی بابت وصیت عام الفاظ میں کیجائے تو ہبہ بالوصیت بر بنائے عدم یقین یا شک کالعدم ہے۔ لیکن اگر زید کہے کہ "میں اپنی زوجہ کو پچاس روپیہ (آری (Auri) دیتا ہوں جو کہ وہ بطور جہیز کے لائی ہے" یا "وہ مکان جس میں میں رہتا ہوں اور جسکا ذکر تملیک ازدواج میں کیا گیا ہے" تو یہ ہبہ بالوصیت جائز متصور ہوتا اگرچہ حقیقت میں نہ کوئی جہیز دیا گیا ہو اور نہ کسی تملیک ازدواج کے متعلق کوئی دستاویز لکھی گئی ہو۔

(۱۱) اگر ہبہ بالوصیت اس دین کی بابت ہو جو موصی کو وصول طلب ہو (ہبہ بالوصیت لیگیٹم نامی نس (Legatum nominis) تو وارث کو چاہئے کہ موہوب لہٗ کے فائدہ کے لئے اس دین کی بابت نالش کرے۔ بشرطیکہ وہ ہبہ بالوصیت اس لئے کالعدم نہ ہو گیا ہو کہ موصی نے اپنی زندگی میں دین وصول کر لیا تھا (دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۲۰ - ۲۱)

(۱۲) اگر موصی کوئی شے غیر مثلی بغیر تخصیص کئے ہبہ بالوصیت کرے تو ایسے ہبہ بالوصیت کو (لیگیٹم جنریو (Legatum generio) کہتے تھے۔ جیسے کہ اگر ہبہ ان الفاظ میں کیا جائے کہ "میں ایک غلام زید کو دیتا ہوں" اور اگر ترکہ میں کوئی ایسی شے موجود ہو تو یہ جائز ہوتا تھا اور موہوب لہٗ کو حق انتخاب حاصل ہوتا تھا مگر وہ بہترین غلام کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا۔

(۱۳) ہبہ بالوصیت بہ عطائے اختیار انتخاب (لیگیٹم اپٹیانس (Legatum optianis) یہ ہبہ بالوصیت عام (لیگیٹم جنرس (Legatum generis) کے مشابہ ہے لیکن موہوب لہٗ کو انتخاب کا حق بہ صراحت دیا جاتا ہے مثلاً میں زید کو اپنا کوئی ایک غلام دیتا ہوں

---

[1] ڈاس پرائی لیگارے (Dos praelegare) "پرو ئی" اس وجہ سے کہا گیا کہ زوجہ نالش معمولی کے زمانہ سے پہلے ہی ایسے ہبہ جہیز کو حاصل کر لیتی تھی۔

جسکو وہ پسند کرے - اور وہ بہترین انتخاب کرسکتا ہے - سابق میں یہ ہوتا تھا کہ اگر انتخاب سے پہلے زید مرجاتا تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا مگر جسٹینین نے یہ حق اسکے وارث کو بھی عطا کیا - جسٹینین کے زمانہ سے پہلے ایسا ہی ہوتا تھا کہ اگر اس قسم کا اختیار انتخاب کئی اشخاص کو ہبہ کیا جاتا یا ایک موہوب لہٗ کے کئی وارث ہوتے اور وہ آپس میں اتفاق نہ کر سکتے تو ہبہ بالوصیت کالعدم ہو جاتا تھا - جسٹینین نے قاعدہ جاری کیا کہ " تاکہ ہبہ بالوصیت باطل نہ ہو جائے قسمت انتخاب کا فیصلہ کرے گی " یعنی قرعہ اندازی کی جاتی تھی -

ج - ہبہ بالوصیت کی ترکیب - ہبہ بالوصیت صرف اس شخص کے لئے کیا جا سکتا تھا جو موصی کے مقابلہ میں اہلیت الوصیت (ٹسٹمنٹو فیا کیٹو (Testamento factio) رکھتا ہو[1] - اور گیئس[2] کے زمانہ میں شخص غیر معین (انسرٹا پرسونا Incerta persona)[3] کے فائدہ کے لئے نہیں کیا جا سکتا تھا مثلاً " وہ کوئی بھی جو میری تجہیز وتکفین میں آئیگا " اشخاص غیر معین - مولود یتیم غیر (پاسٹیومی ایلیانی (Postumi aliani) کا بھی شمار تھا یعنے ایسے تمام اطفال جو بعد وفات پدر پیدا ہوے ہوں بجز ان اشخاص کے جو بوقت ولادت موصی کے خود مختار ہو جائیں - مثلاً وہ پوتا جو کسی آزاد کئے ہوئے بیٹے سے پیدا ہو - ان معنوں میں مولود یتیم غیر ہوگا[4] -
(۲) اگر زید کوئی شے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے جو بکر یعنی زید کے وارث کے اختیار میں ہو جیسے اسکا غلام تو سیابی نیئس (Sabinians) کا یہ خیال تھا کہ اگر اس شرط سے دیا جائے کہ جب ہبہ بالوصیت واجب التعمیل ہو غلام آزاد ہو جائے تو ہبہ بالوصیت جائز ہے اور غیر مشروط ہو تو ناجائز (پروکیولینس (Proculians) کا

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۳۲ -
[2] جسٹینین کی تبدیلیوں کیلئے دیکھو کتاب دوم ۲۰ - ۲۷ -
[3] مثلاً کسی جماعت مستحق کے کسی رکن کو دینا جائز تھا مثلاً کسی ایسے شخص کو جو میرے (کاگناٹی (Cognati) سے ہو - اور جو میری بیٹی سے بیاہ کرے -
[4] دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۲۴۱ -

خیال تھا کہ ریگیولا کیاٹونیانا کی رو سے (جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) دونوں صورتوں میں ناجائز ہے جسٹنین کے زمانہ میں سیابی نیس کا خیال مقبول اور مستند تھا جسکی بنا یہ تھی کہ ایگیولا کیاٹونیانا کا اطلاق ہبہ بالوصیت مشروط پر نہیں ہوتا تھا ۔

(۳) اس کے بالعکس اگر زید عمرو کے غلام کو وارث بنائے اور عمرو کے لئے ہبہ بالوصیت کرے تو اگر بکر عمرو کے اختیار میں رہے اور عمرو بکر کی طرف سے ترکہ پر دخل یاب ہو تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا ۔ کیونکہ عمرو اپنا آپ مدیون نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اگر زید کی زندگی میں بکر آزاد کیا جائے یا کسی اور مولا کے ہاتھ فروخت کیا جائے تو عمرو کا ہبہ بالوصیت جائز ہو گا ۔

(۴) اگر موصی کوئی غلطی موہوب لہٗ کے اسم العائلہ یا اسم قبیلہ یا اسم ذاتی کے متعلق کرے اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ اسکی مراد کس سے تھی تو اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا ۔

(۵) اگر کسی شے کی صراحت ہو تو اس سے جواز ہبہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا ۔ جیسے "میرے غلام کو جسکو میں نے زید سے خریدا ہے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرتا ہوں"۔ یہ ہبہ بالوصیت جائز ہے ۔ اگرچہ صراحت میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ موصی نے درحقیقت بکر سے خریدا تھا ۔ اور ایک مثال جہیز کی ہبہ بالوصیت (لیگیٹم ڈوٹس Lagatum dotis) کے ضمن میں دیدی گئی ہے ۔

(۶) غلط وجہ سے ہبہ بالوصیت ناجائز نہیں ہوسکتا ۔ جیسے کہ اگر زید یہ کہے کہ "میں عمرو کو فلاں شے ہبہ کرتا ہوں اس لئے کہ وہ میری غیر حاضری میں میرا کاروبار چلاتا تھا" گو عمرو نے کبھی ایسا کیا ہی نہ ہو ۔ پھر بھی موصی کی وجہ کی غلطی کے باوجود وہ ہبہ بالوصیت سے مستفید ہو گا تاوقتیکہ جو وجہ بتائی جائے وہ کوئی حقیقی شرط نہ ہو ۔ مثلاً "میں اپنا غلام عمرو کو دیتا ہوں اگر اس نے میرا کاروبار چلایا ہو"

(۷) گیئس کہتا ہے کہ جو ہبہ بالوصیت اس طرح کیا جائے کہ "جب میرا وارث مرجائیگا" یا "میرے وارث کے مرنے کے ایک روز آگے"، یا "بطور سزا (پوئینائی نامینی (Poenae nomine) مثلاً اگر میرا وارث اپنی بیٹی کا بیاہ خالد سے کردے تو اس کو

سلہ دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۲۴۱ ۔

حامد کو ہزار روپیہ دینا چاہئے" تو ان سب صورتوں میں ہبہ ناجائز تھا جسٹینین نے ہبہ بالوصیت کی ان تمام اقسام کو ممکن کر دیا لیکن ہبہ بالوصیت بطور سزا کی صورت میں صرف اس وقت جب کہ اس میں کوئی بات ناممکن - خلاف قانون - یا خلاف اخلاق نہ ہو - دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۳۵ - ۳۶ -

(۸) اگر کوئی شے جو بطور ہبہ بالوصیت دی گئی ہو ہلاک ہو جائے یا کھو جائے تو نقصان موہوب لہٗ کو برداشت کرنا ہوتا تھا بشرطیکہ وہ نقصان وارث کی کسی غلطی سے نہ ہوا ہو - یعنی اگر زید خالد کا غلام عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے اور اس کے واجب التعمیل ہونے سے پہلے خالد اس غلام کو آزاد کر دے تو ہبہ بالوصیت بیکار ہو جاتا بشرطیکہ زید کے وارث نے خالد کو آزاد کرنیکی ترغیب نہ دی ہو اور اس صورت میں وارث کو چاہئے کہ عمرو کو معاوضہ ادا کرے - اگر زید بکر کو اپنا وارث بنائے اور بکر کے غلام کا ہبہ بالوصیت کرے اور بکر غلام کو آزاد کر دے تو اسکو چاہئے کہ عمرو کو معاوضہ ادا کرے -

(۹) اگر زید ایک زن جاریہ مع اسکے بچے کے عمرو کو ہبہ بالوصیت کرے اور جاریہ مر جائے تو عمرو ہنوز بچہ کا مالک ہوگا یہی نتیجہ اس وقت بھی پیدا ہوتا ہے اگر ہبہ بالوصیت صدر غلام اور اسکے مددگاروں (ویکاری (Vicarii)) کی بابت کیا جائے اور صدر غلام مر جائے -

(۱۰) اگر زید اپنے غلام خالد اور اسکے اثاثہ کا ہبہ بالوصیت عمرو کے نام کرتا ہے اور اگر غلام کی نسبت ہبہ بالوصیت بیکار ہو جائے تو اثاثہ کی نسبت بھی بیکار ہو جائے گا مثلاً اگر موصی سے پہلے غلام مر جائے -

(۱۱) اگر کسی قطعہ اراضی کا اسکے لوازمات کے ساتھ ہبہ کیا جائے مثلاً آلات کشاورزی اور اگر زمین بیچ دی جائے اور موصی کی نیت انفساخ ہبہ بالوصیت کی ہو تو عمرو کو لوازمات یعنی آلات کشاورزی نہیں ملتے -

(۱۲) اگر کسی گلہ کی نسبت ہبہ بالوصیت کیا گیا اور اس گلہ کی تعداد گھٹ کر اس میں ایک ہی بھیڑ رہ گیا مثلاً مر جانے سے تو موہوب لہٗ اسکا مطالبہ کر سکتا ہے حالانکہ فی الحقیقت اب کوئی گلہ ہی نہیں رہا -

(۱۳) گلہ یا عمارت میں جو اضافہ تاریخ وصیت نامہ کے بعد کیا جائے وہ موہوب لہٗ کی ملک ہے -

(۱۴) اگر کسی غلام کو آزادی بذریعہ ہبہ بالوصیت دیجائے تو آزادی کے ساتھ اسکا اثاثہ بھی غلام کی ملک نہیں ہوتا حالانکہ اگر اسکا آقا اپنے حین حیات اسکو آزاد کرتا تو اثاثہ بھی اسکی ملک ہو جاتا تھا۔ بشرطیکہ آقا نے اسکو صریحی طور پر محروم نہ کیا ہو۔ لیکن اگر آزادی بربنائے وصیت نامہ دیجائے تو غلام اپنا اثاثہ لے سکتا ہے اگر صریحاً یا معناً یہ معلوم ہو کہ اسکے آقا کی وہی نیت تھی۔ اگر کسی غلام کو اسکی آزادی کے ساتھ اسکا اثاثہ از روئے ہبہ بالوصیت دیا جاتا تو غلام صرف اسی اثاثہ کا مالک نہ ہوتا جو موصی کی وفات کے وقت تھا بلکہ وفات سے وارث کی دخل یابی تک اس میں جو اضافہ ہوتا وہ اسکا بھی مستحق ہو جاتا تھا۔

(۱۵) اگر اثاثہ غلام کسی تیسرے شخص بکر کو بطور ہبہ بالوصیت کے دیا جائے تو موصی کی وفات کے وقت جو اثاثہ تھا وہی اثاثہ بکر لیگا۔ لیکن اس میں جو اضافہ موصی کی وفات اور دخلیابی وارث کے درمیان ہوا ہو اس میں سے وہی اضافہ بکر لیگا جو اس اثاثہ کے کسی جزو کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ (بذریعہ اشیاء اثاثہ: ایکس ریبس پکیولیاری بس (ex rebus peculiaribus)[1]

(۱۶) ایک ہی چیز کو دو یا دو سے زائد اشخاص کو بطور ہبہ بالوصیت کرنے کے متعلق جس قانون کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے وہ قانون وہی ہے جو گیئس کے زمانہ میں نافذ تھا۔ جسٹنین اپنے زمانہ کے قانون کو حسب ذیل بیان کرتا ہے:۔

"اگر ایک ہی چیز دو اشخاص کو مشترکاً یا منفرداً ہبہ بالوصیت کیجائے تو وہ چیز ان دونوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگر کسی ایک کے حق میں ہبہ بالوصیت نافذ نہ ہوسکے تو موہوب لہٗ شریک کو شے موہوبہ پوری ملجاتی ہے"[2]

(۱۷) یوم آغاز حق۔ (ڈیس سیڈٹ (Dies cedit)۔ یوم ادائی حق (ڈیس وینٹ (Dies venit)۔ اول الذکر اس وقت کا نام ہے جب کہ ہبہ بالوصیت کے متعلق موہوب لہٗ کا حق پیدا ہوتا ہے اور آخر الذکر اس وقت کا نام ہے جب کہ اس حق کی تعمیل

[1] دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۲۰-۲۰۔
[2] " " " ۲۰-۸۔

بذریعہ نالش کرائی جا سکے۔ اگر ہبہ بالوصیت غیر مشروط ہوتا تو یوم آغاز حق روز وفات موصی ہوتا تھا۔ اور اگرچہ ازروئے "لیکس پیا پیا پیّیہ" وہ روز افتتاح وصیت نامہ کا روز قرار دیا گیا مگر جسٹینین نے قدیم تاریخ کو پھر بحال کر دیا۔ اگر ہبہ بالوصیت مشروط ہوتا تو یوم آغاز حق تکمیل شرط ہوتا۔ یوم ادائی حق ازروئے قاعدہ عام وہ روز ہوتا جب کہ وارث دخلیاب (ایڈیٹیو Aditio) ہوتا یا وہ کوئی روز مابعد بھی ہوسکتا تھا مثلاً موصی نے ایسا ظاہر کیا ہو یا یہ کہ ہبہ بالوصیت کے ساتھ کوئی شرط بھی تھی جو اس وقت تک پوری نہیں ہوئی تھی۔

۵۔ موہوبات بالوصیت کی مقدار کے متعلق قیود۔ کسی روشنی موصی کی سخاوت موہوبات بالوصیت کے بارے میں وارث سے بڑھکر موہوب لہم کو بہ آسانی زیادہ مضرت پہنچا سکتی تھی۔ کیونکہ اگر موصی اتنے زیادہ موہوبات بالوصیت چھوڑ جاتا جن سے جائداد (یا جزو جائداد جو بچ رہے) بے وقعت ہو جاتی تو وارث دخلیابی سے انکار کرتا اور ایسی صورت میں موہوبات بالوصیت بیکار ہو جاتے اور وارث کو اگر وہ مثلاً خود مختار ہو تو جائداد کی بابت استحقاق حاصل ہوتا جس طرح وفات بلا وصیت کی صورت میں ہوتا اور اس وقت ظاہر ہے کہ موہوبات بالوصیت کو کالعدم کر کے وہ جائداد حاصل کرتا۔ اس قسم کی نازک حالت سے بچنے کے لئے تین قانون جاری ہوئے جنکے منجملہ قانون مصدرۂ اخیر اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔

قانون اول کا جسکو (لیکس فیوریا Lex furia [۵۱]) کہتے ہیں یہ حکم تھا کہ کوئی موہوب لہٗ (بجز رشتہ داران قریب کے) کسی ایک ہبہ بالوصیت کے بابت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ دوسرے قانون (لیکس دوکونیا Lex voconia) (مصدرۂ ۱۶۹ء ق۔م) کا یہ حکم تھا کہ کوئی موہوب لہٗ کسی ہبہ بالوصیت کی بابت اس حصہ سے زیادہ نہ لے جو وارث کو جائداد سے حاصل ہوا ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہر موصی کے لئے یہ ممکن تھا کہ دونوں قوانین کی شرطیں پوری کرے اور پھر موہوبات بالوصیت کافی تعداد میں چھوڑ کر جائداد کی حالت ایسی بنادے کہ

---

[۵۱] تاریخ غیر یقینی لیکن سسرو سے پہلے۔

وارث کے ہاتھ میں وہ بے وقعت ہو جائے۔ آخر کار اس دشواری کو (لیکس فالکیڈیا (Lex falcidia) مصدرہ ۴۰ ق۔م نے دور کیا۔ اس نے یہ حکم دیا کہ موہوبات بالوصیت کی مجموعی مقدار زیادہ سے زیادہ اتنی ہو کہ وارث کیلئے کم سے کم ورثہ کا ایک ربع بچ جائے۔ بہ الفاظ دیگر موہوبات بالوصیت کی مقدار چاہے کچھ ہو وارث کو اقل درجہ ایک ربع (ربع فلکیدیہ۔ کوارٹا فالکیدیہ۔ (Quarta falcidia)[1] ملنا چاہیئے۔ اور اگر ضرورت ہو تو موہوبات بالوصیت کم کر دئے جائیں۔ اگر دو یا دو سے زائد ورثا ہوں تو ہر ایک کو اس کے حصہ جائداد کا (عام ازیں کہ وہ کچھ بھی ہو) ایک ربع ملتا۔ اور ہر وارث کا حساب جداگانہ کیا جاتا۔ (از روئے قانون فالکیدیہ ہر وارث کے حصہ کا حساب جداگانہ کیا جاتا ہے") مثلاً زید اپنی نصف جائداد کا وارث عمرو کو اور باقی نصف کا بکر کو نامزد کرتا ہے۔ زید کوئی ہبہ بالوصیت عمرو پر عائد نہیں کرتا اور بکر پر اتنے موہوبات بالوصیت عائد کرتا ہے کہ اس کا حصہ تمام یا قریب تمام صرف یا ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن فالکیدیہ عمرو کی صورت میں غیر ضروری ہے لیکن اسکا عمل بکر کی صورت میں ہوتا ہے اور بکر کو اپنے حصہ کا ایک ربع ملیگا اور موہوب لہم کو کل جائداد کا سہ ربع۔

ورثہ کی مالیت کی تحقیق کرنیکے لئے موصی کے وفات کے وقت اسکی جو حالت ہوتی اس کے لحاظ سے اندازہ کیا جاتا تھا۔ جائداد کی کل مالیت سے حسب ذیل وضعات کی جاتیں۔

(۱) اخراجات بابت تصفیہ حساب وکتاب جائداد

(۲) موصی کے دیون

(۳) آزاد شدہ غلاموں کی قیمت

(۴) اخراجات تجہیز وتکفین

جو بچ رہتا وہ خالص ورثہ تھا جسکا کہ کم از کم ایک ربع وارث کو دیا جانا چاہیئے تھا۔ اور جو سہ ربع رہ جائے وہ موہوب لہم میں تقسیم کر دیا جائے اگر موصی نے اس قدر عطا کئے تھے۔ اگر اس سے کم عطا کئے گئے تھے تو "لیکس فالکیدیہ" کی ضرورت نہ تھی کیونکہ از روئے وصیت نامہ وارث کو ربع حصہ سے زیادہ ملتا تھا جب موہوبات بالوصیت بیسا

[1] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۲-۱۔

تخفیف کرنی ہوتی تو انکی مقدار کی نسبت میں تخفیف کیجاتی تھی۔ مثلاً کسی جائداد کی خالص مالیت چارسو روپیہ ہے۔ زید وارث ہے اور عمرو۔ بکر۔ خالد اور ولید ہر ایک کے لئے ایک ایک سو روپیہ کا ہبہ بالوصیت کیا گیا ہے جس سے ساری جائداد ختم ہو جاتی ہے۔ ازروئے قانون فالکیڈیہ ہر ایک ہبہ بالوصیت کی مالیت خود بخود گھٹ کر ۷۵ روپیہ ہو جاتی ہے۔ جسکی میزان کل (۳۰۰) روپیہ ہوتی ہے۔ اور اسطرح زید کو ایک سو ملتے ہیں جو ترکہ کا ربع فلکیدیا ہے۔

مالیت کا تعین موصی کی وفات کے وقت ہو نیکے باعث جائداد کی قیمت کے متعاقب بڑھنے یا گھٹنے سے وارث ہی کا نفع یا نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً زید عمرو کو وارث بناتا ہے اور بکر کو ایک سو روپیہ بطور ہبہ بالوصیت کے دیتا ہے۔ زید کی وفات کے وقت جائداد کی خالص مالیت ایک سو روپیہ ہو تو بکر کے ہبہ بالوصیت کی مالیت گھٹکر ۷۵ ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس جائداد کی مالیت (۲۰۰) روپیہ ہو اس وقت جب کہ عمرو دخلیاب ہو (مثلاً افزائش نسل غلام و چوپایہ سے) تو عمرو کا فائدہ ہوتا ہے۔ درحالیکہ بکر کے ہبہ بالوصیت کی مالیت وہی ۷۵ رہتی ہے۔ بالعکس زید وارث ہے۔ عمرو کو ۷۵ روپیہ کا ہبہ بالوصیت حاصل ہے اور جائداد کی خالص قیمت بوقت وفات ایک سو روپیہ مشخص ہو۔ عمرو کو ۷۵ روپیہ کا استحقاق حاصل ہے اگرچہ زید کی دخلیابی کے وقت جائداد کی قیمت (مثلاً کسی غلام کے مرنے سے) گھٹ کر ۷۵ روپیہ یا اس سے کم ہوگئی ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ عمرو کو اسکے ہبہ بالوصیت کا فائدہ حاصل ہو ہی نہیں سکتا تھا تاوقتیکہ زید دخلیاب نہ ہو اور اس وقت عمرو غالباً زید سے کچھ سمجھوتہ کرلیتا تھا تاکہ زید کو اپنی دخلیابی سے کچھ صلہ ملے۔

قانون فالکیدیا کا اطلاق کسی سپاہی کے[1] وصیت نامہ پر کبھی نہیں ہوتا تھا اور جسٹینین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ قانون مذکور کا اطلاق اس صورت میں نہ کیا جائے جب کہ موصی نے خود اسکی بابت صراحت کردی ہو۔ اس طرح سے قانون مذکور کا

---

[1] سپاہیوں کے وصیت ناموں کے متعلق جو رعایت حاصل تھی اس سے متعلق دیکھو بیان مابعد۔

اصول ہی منسوخ ہوگیا کیونکہ زمانہ مابعد میں وارث کو اپنے جائز حصہ کے استعمال میں قانون مذکور سے عملی مدد صرف اس وقت ملتی جب کہ سوء اتفاق سے موصی نے اپنے متروکہ کی قیمت کے اندازہ میں مبالغہ کر دیا ہو۔ یہی نہیں بلکہ جسٹینین کے زمانہ میں ایسے وارث کو قانون مذکور کا فائدہ نہیں ملتا تھا جو اپنے حق سے دست بردار ہوگیا ہو یا بموجب شرائط جسٹینین ترتیب فہرست سے غفلت کرنیکی علت میں حق سے محروم کر دیا گیا ہو یا جس نے موہوب لہم کو دغا دینے کی کوشش کی ہو۔ یا اس نے جبر سے قبول کیا ہو۔ اور موہوبات بالوصیت کی چند ایسی مستثنیٰ اقسام بھی تھیں جن پر قانون فالکیدیہ کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً اوقاف اور عتاق مملوک کے ہبہ بالوصیت۔

ھ - ہبہ بالوصیت کس طرح بے اثر یا کالعدم ہوسکتا ہے۔ (۱) اگر وصیت نامہ جسکے ذریعہ سے ہبہ کیا گیا ہو کالعدم ہوجائے یا بے اثر ہوجائے جیسے وارث کے دخلیابی سے انکار کرنے سے۔

(۲) استرداد صریحی - اس زمانہ میں جب کہ ہبہ بالوصیت کے لئے خاص الفاظ کی پابندی لازمی تھی تو اسکا استرداد بھی ایسے ہی باضابطہ طریقہ سے ہونا لازمی تھا یعنی الفاظ مخالف (کنٹریرس وربس (Contrariis Verbis) مثلاً میں نہیں دیتا۔ وصیت نہیں کرتا۔ جسٹینین کے زمانہ سے بہت پہلے استرداد بلا ضابطہ بھی ہوسکتا تھا۔ جیسے کہ فقرہ ہبہ کو وصیت نامہ سے محکوک کرنے یا چھیل دینے سے یا بذریعہ وصیت نامہ یا تتمۂ وصیت نامہ اس امر کے اظہار سے کہ ہبہ برقرار نہیں رہنا چاہئے۔

(۳) استرداد معنوی سے۔ مثلاً (الف) اس چیز کے انتقال سے بشرطیکہ موہوب لہٗ یہ ثابت نہ کر سکے کہ اس انتقال سے موصی کی نیت استرداد ہبہ بالوصیت کی نہ تھی۔ (ب) موصی اور موہوب لہٗ کے درمیان متعاقب سخت عناد پیدا ہوجانے سے۔

(۴) شے موہوب کے تلف ہوجانے سے۔

(۵) اگر موہوب لہٗ کا حق زائل ہوجائے مثلاً یوم آغاز حق سے پہلے مرجائے۔

(۶) منتقلی (ٹرانسلاٹیو (Translatio) یعنی اگر موصی نے بذریعہ وصیت نامہ

یا تتمہ آں ہبہ بالوصیت کو ایک شخص سے دوسرے شخص کے نام منتقل کردیا ہو
مثلاً میں اپنا غلام مسمی بکر جسکو میں نے عمرو کو دیا تھا خالد کو ہبہ بالوصیت
کرتا ہوں۔

ف۔ امانت بالوصیت یا امانت۔ فائیڈی ای کمیسا: Fidei-commissa
اس امر کے باعث کہ ورثہ کی نامزدگی اور ہبہ بالوصیت کے کرنے میں کئی ضابطوں کی
پابندی کرنی پڑتی تھی اور اسکے ساتھ اس حقیقت کے اشتمال سے کہ کئی لوگ وارث
نامزد ہونے یا ہبہ بالوصیت کے استفادہ کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے جمہوریت کے
اخیر دور میں موصی چند اشخاص کے مفید کچھ ہدایتیں اپنے ورثہ کو دینے لگے اور گو یہ
ہدایتیں قانوناً واجب العمل نہیں ہوتی تھیں۔ تاہم موصی کو یہ امید ہوتی تھی کہ اسکا وارث
از راہ دیانت داری انکی پابندی لازمی سمجھیگا۔ پس امانت بذریعہ وصیت کی ابتدا
بعینہ ویسی ہی ہوئی جیسی کہ قانون انگلستان میں امانت کے متعلق ابتدائی عملدرآمد کی ہوئی۔
اور امانت کی صورت کی طرح ایک زمانہ آیا کہ جب کہ امانت بالوصیت کی پابندی جتنی
اخلاقاً لازم تھی اتنی ہی قانوناً بھی ہوگئی۔

جسٹنین[1] کا بیان ہے کہ چند صورتوں میں شہنشاہ اغسٹس نے قنصلوں کو
حکم دیا کہ اپنے اختیارات کو استعمال کرکے امانت بالوصیت کی تعمیل کرائیں۔ اور چونکہ
یہ تجویز یا تدبیر مقبول عام ہوگئی لہذا ان ہبات بالوصیت کے متعلق جو اب تک
بے ضابطہ تھے ایک باقاعدہ اختیار سماعت قانونی قائم کیا گیا۔ اور ان کے متعلق
فصل خصومات کے لئے ایک خاص پریٹر مقرر کیا گیا جس کو ” امانت دفتر “
(پریٹر فائیڈی ای کمیساریس (Preater fidei commissarius) کہتے تھے
بغرض اختصار امانت بذریعہ وصیت کو صرف امانت (ٹرسٹ (Trust)
اور جس شخص پر امانت عائد کیجائے اسکو (فائیڈوکیاریس (Fiduciarius) کے بجائے
امین (ٹرسٹی (Trustee) اور جس شخص کے فائدہ کے لئے عائد کی گئی اس کو
(فائیڈی ای کیساریس (Fidei commissarius) کے عوض امون لہ (بینیفیشیری

---

[1] دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۲۳ - ۱ -

(Beneficiary) کہا جائے گا۔

ہبات بالوصیت اور امانت میں ابتدائی فرق امور ذیل میں تھا:۔

(۱) ہبہ بالوصیت کے لئے ضابطہ کی تکمیل لازمی تھی۔ مگر امانت کی شکل پیدا ہونیکے لئے نیت کا کیسا ہی بے ضابطہ اظہار یہاں تک کہ جنبش سر بھی کافی تھی۔

(۲) ہبہ بالوصیت بلا وصیت نامہ کے ممکن نہیں تھی۔ امانت ازروئے وصیت نامہ عائد کیجا سکتی تھی مگر وارث بعدم وصیت کو بھی امین کہا جا سکتا تھا۔

(۳) ہبہ بالوصیت کا مطالبہ قانونی نالش کے ذریعہ سے کیا جا سکتا تھا۔ برخلاف اسکے جب کہ امانتوں کو تسلیم بھی کر لیا گیا تھا نالش صرف بربنائے نصفت ہوسکتی تھی جس کو پریٹر بہ استعمال اختیارات غیر معمولی (اکسٹرا ڈی ناریا کاگنی ٹیو Extraordinaria cognitio) عطا کرتا تھا۔

(۴) امانت کی صورت میں ماموں لہٗ کوئی بھی شخص ہوسکتا تھا۔ برخلاف اس کے موہوب لہٗ کو موصی کے مقابلہ میں اہلیت الوصیت (ٹسٹامنٹی فیکٹیو Testamenti factio) نہ ہونیکی وجہ سے یا ازروئے قانون ووکونیا (لکس ووکونیا Lex voconia)[1] یا ازروئے قانون (جولیا ایٹ پیا پیا پیپیہ Julia et Papia Pappaea)[2] ناقابل قرار دیا جا سکتا تھا۔

(۵) چونکہ قانون فلکیدیہ کا اطلاق صرف ہبات بالوصیت پر ہوتا تھا لہٰذا کوئی بھی موصی (جب کہ امانتیں پریٹر کے حکم سے نافذ ہونے لگیں) ہبات بالوصیت کے بجائے ایسی امانتوں کا ایک سلسلہ قائم کر کے اپنی جائداد کو جب کہ وہ وارث کے ہاتھ بے مالیت کر دے سکتا تھا۔

رفتہ رفتہ ہبات بالوصیت کے قواعد کی سختی کم کر دی گئی۔ اسطرح امانت کے متعلق جو قواعد تھے انکی لچک بہت کچھ زائل ہو گئی۔

سیناٹس کنسلٹا پیگاسیانم (S.C. Pegasianum) نے قانون فلکیدیہ کے

[1] دیکھو صفحہ ۲۳۴۔
[2] ” ” ” ۲۳۵۔

اصول کا اطلاق نہ صرف امانتوں پر بھی کر دیا، بلکہ یہ حکم بھی دیا تھا کہ ناکتخدا اشخاص اور لاولد اشخاص جو از روئے قانون جولیا ایٹ پیا پیپیہ ہبات بالوصیت کے حاصل کرنے سے محروم کر دئے گئے تھے وہ از طریق امانت بھی کسی شے کے لینے کے قانونًا ناقابل قرار دئے گئے اور ہیڈرین کے عہد میں غیر ملکی (پیریگرینی (Peregrini) اور اشخاص غیر متیقن (انسرٹا پرسونا (Incerta persona) بھی جن کے حق میں ہبات بالوصیت ممنوع تھے امانتوں کے استفادہ کے بھی ناقابل قرار دئے گئے۔ بالآخر جسٹینین کے وضع قانون کے زمانہ میں امانتوں اور ہبات بالوصیت کو بالکل ایک دوسرے کے مماثل ومساوی کر دیا گیا۔ اور دونوں صورتوں میں ایک ہی قسم کے چارہ کار قانونی ممکن ہوگئے۔ امانتوں کے متعلق بھی ضابطہ کی پابندی لازمی ہوگئی اور انکی قانونًا تعمیل کرانیکے لئے باضابطہ شہادت درکار ہوگئی[1] اگر کوئی امانت[2] محض زبانی اظہار ارادہ سے عائد کی جاوے (یعنی بلا شہادت باضابطہ) تو اس کے متعلق بھی وہی قاعدہ تھا جو تتمہ وصیت نامہ کے متعلق بیان ہوچکا ہے۔ امون لہٗ اس شخص پر نالش دائر کرسکتا ہے جسکے ذمہ وہ بیان کرے کہ امانت عائد کی گئی ہے لیکن اگر وہ شخص حلفیہ انکار کردے تو دعویٰ خارج ہو جاتا تھا۔

امانت ایک یا اس سے زائد اشیائے منفرد کے متعلق ہوسکتی تھی۔ اور کل ورثہ یا اسکے کسی جزو کے متعلق بھی۔

اشیائے منفرد کی امانت۔ کوئی شخص اپنے وارث (بذریعہ وصیت نامہ یا بلا وصیت) یا موہوب لہٗ سے درخواست کرسکتا تھا کہ امون لہٗ کے تمتع کے لئے کوئی چیز دے یا کوئی کام کرے مگر کسی کو بھی اس امر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا تھا کہ جتنا اسکو ملا ہے اس سے زیادہ دے۔ اور اگر وارث امین بھی ہوتا تو بربنائے لیس سی۔ پیگا سیانم اسکو یہ حق حاصل تھا کہ ہبات بالوصیت اور امانت کی مجموعی مقدار جو اس پر عائد کیگئی ہو چاہے کچھ ہو وہ اپنے لئے ترکہ کا کم از کم ایک ربع حصہ رکھ لے یا اگر کئی ورثائے شریک کے منجملہ وہ بھی ایک ہو تو اپنے حصہ کا ایک ربع۔ اگر بذریعۂ امانت کسی غلام کو آزاد کریگی

---

[1] تتمہ وصیت نامہ (کوڈی سلز (Codicils)) کی طرح پانچ گواہ۔

[2] امانت بذریعہ وصیت باللسان (فائیڈی کمیسم اوریلے (Fidei commissum orale)

ہدایت دی گئی ہو اور وہ غلام کسی شخص ثالث کی ملک ہو تو امین پر لازم تھا کہ اس غلام کو خرید کر آزاد کر دے۔ اگر اسکا آقا فروخت کرنے سے انکار کرے مثلاً اس وجہ سے کہ خود اسکو امانت دہندہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ تو عطیۂ آزادی بالکل کالعدم نہیں ہوتا بلکہ معطل رہتا تھا[۱]۔ کیونکہ یہ ممکن تھا کہ زمانہ مستقبل میں وہ غلام خریدا اور آزاد کیا جائے۔ اگر غلام خود امانت دہندہ کی ملک ہو تب بھی اسکا آزاد کردہ نہیں بلکہ امین کا آزاد کردہ متصور ہوتا تھا۔ اور یہی اسکا آقا بنتا۔ جسٹینین کے زمانہ میں ہبہ بالوصیت اور امانت کے درمیان یہی ایک اہم فرق تھا۔ کیونکہ جو غلام بلا شرط بر بنائے ہبہ بالوصیت آزاد ہوتا تو وہ (آرکینس Orcinus) ہوتا یعنی شخص متوفی کا آزاد کردہ یعنی موصی کا نہ کہ وارث کا۔

ترکہ کی امانت۔ امانت وصیتی و ترکہ۔ (فائیڈی ای کمیسم ہیریڈی ٹاس Fidei commissum here ditas) اس قسم کی امانت اس وقت پیدا ہوتی تھی جب کہ کوئی شخص اپنے وارث کو (خواہ وہ بر بنائے وصیت ہو کہ بلاوصیت) ہدایت دیتا کہ ترکہ کو بطور امانت (یعنی بطور امانت بذریعہ وصیت کے) کسی شخص ثالث کے لئے رکھے تو حقیقت میں یہی شخص ثالث (ماموں لہ) کل جائداد کا وارث ہوتا اور وارث صرف برائے نام ہوتا۔ یہ اختراع خاص طور پر کار آمد تھی اور اغلب ہے کہ ابتدا میں اسکا استعمال اس وقت کیا جاتا جب کہ ماموں لہ از روئے قانون ملک وارث نہ ہو سکتا ہو جیسے کہ غیر ملکی۔ لیکن ابتدا میں باوجود اس امر کے کہ امانت کا قانوناً جائز ہونا مسلم ہو گیا تھا۔ اس کی تعمیل ٹھیک طور پر اور لفظ بہ لفظ نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وارث گو امین بنایا جائے اور وہ خود اسکی تعمیل کرنا چاہے تاہم وہ اپنی ذات سے وارث ہونیکی حیثیت کو جدا نہیں کر سکتا تھا۔[۲] وارث یکروزہ وارث دائمی" کے مسلمہ قانون کی وجہ سے سوائے وارث کے کوئی اور شخص جائداد کے مدیون پر نالش نہیں کر سکتا اور دیون وصول نہیں کر سکتا تھا اور پھر وارث ہی اکیلا شخص تھا جس پر جائداد کے دائن نالش کر سکتے تھے۔ بناءً علیہ ایک طریقہ اختراع کیا گیا

---

[۱] گیئس کے زمانہ میں اس کے برعکس تھا دیکھو گیس کتاب دوم فقرہ ۲۶۵۔

جس میں ماموں لہٗ (عمرو) کو لا مثل مشتری" (ایمپٹوریس لوکو Emptoris loco) کہتے تھے یعنی اسکی حالت مشتری جائداد کی ہوتی تھی ۔ وارث زید ایک فرضی بیع کے ذریعہ سے (صرف ایک سکہ کے معاوضہ میں) ترکہ ماموں لہٗ کو بیچدیتا اور چونکہ طریقہٗ بیع نقد انتقال وجوبات کے لئے ناقابل العمل تھا لہذا اس بیع سے ترکہ کے صرف اشیائے مادی عمرو کو منتقل ہوتے تھے ۔ اس لئے اشیائے غیر مادی کے متعلق زید اور عمرو کو درمیان معاہدہ جات باہمی کئے جاتے تھے ۔ زید اس امر کا ذمہ لیتا کہ جائداد کی آمدنی جس طرح اور جب اس کو وصول ہوگی عمرو کے حوالہ کردیگا اور اگر ضرورت ہو تو عمرو زید کے نام سے مدیونان جائداد پر نالش دائر کرسکیگا ۔ عمرو یہ عہد کرتا کہ زید کو متوفی کے دائنین کے جو دینا ہوگا اس رقم کو وہ ادا کریگا ۔ اگر وارث کو جائداد کی صرف ایک شے کو امانت میں رکھنے کی ہدایت کیجاتی تو کارروائی بعینہ ویسی ہی ہوتی جیسی کہ ترکہ کے ایک حصہ کے ہبہ بالوصیت کئے جانیکی صورت میں ہوتی تھی قیمت (پارٹی ٹیو Portitio) - بیع میانکی پیشن) صرف ایک حصہ تک محدود ہوتا مثلاً نصف حصہ ترکہ تک اور جو معاہدات آپس میں کئے جاتے وہ بھی اسی حصہ تک محدود ہوتے (حصہ بمقابلہ حصہ : پارٹس ایٹ پرو پارٹی Partis et pro parte) ۔ ظاہر ہے کہ طریقہٗ صدر سے زید کو بہت نقصان پہنچ سکتا تھا مثلاً اگر کل ترکہ زید کی امانت میں عمرو کے لئے دیا جائے اور ترکہ کی جائداد مادی (زمین وغیرہ) کی مالیت پچاس آری Auri اور دیون وصول طلب ایک سو آری اور دیون ادا طلب نوے آری ہوں اور زید حسب طریقہٗ صدر اراضی اور دیگر جائداد مادی عمرو پر منتقل کردے اور دیون وصول طلب بھی حوالہ کردے تو عمرو کو ڈیڑھ سو آری وصول ہو جائیں گے ۔ ممکن ہے کہ عمرو یہ جائداد مع اپنی ذاتی جائداد کے کسی معاملہ میں ناعاقبت اندیشی سے کھو بیٹھے ۔ ایسی صورت میں اگر متوفی کے دائن زید کو اپنے دین کی ادائی پر مجبور کریں تو اسکو نوے آری اپنی جیب سے دینا ہوگا ۔ اور اس کے علاوہ وہ اخراجات بھی ہیں جو زید کو عمرو سے اس کے معاہدہ ادائے نقصان کی تعمیل کرانیکی کوشش میں برداشت کرنا ہوگا ۔

اس نقص کو رفع کرنے اور اس طویل طریقہٗ کارروائی کو جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے منسوخ کرنیکے لئے ۵۶ء میں ایس ۔ سی ٹریبلیانم (S C. Trebellianum) نافذ کیا گیا

اور سنہ [illegible] ء میں بذریعہ ایکٹ پیگاسیانم اس میں ترمیم کی گئی ۔ گیئس کے زمانہ میں اس قسم کی تمام کارروائیاں اس قانون مرمہ کی رو سے کیجاتی تھیں ۔ عمرو کی حیثیت کبھی تو وارث کی ہوتی (ہیریڈس لوکو Heredes loco) مثلاً جب کہ ٹریبلیانم کا اطلاق ہوتا تھا ۔ اور کبھی موہوب لہ کی (لیگے ٹیری لوکو Legatarii loco) مثلاً جب کہ پیگاسیانم سے مدد لیجاتی ۔ ٹریبلیانم کے احکام یہ تھے ۔ جیسے ہی زید عمرو پر جائداد ترکہ منتقل کر دے تو ترکہ کے متعلق جملہ نالشات جو زید پیش کرسکتا یا جو اس کے خلاف پیش ہوسکتے وہ سب عمرو پیش کرسکتا اور اسکے خلاف پیش ہوسکتے اور اسوقت سے یس ۔ سی کی بنا پر پریٹر عمرو کو نالش کرنے پر یا اسکے خلاف[1] نالش پیش ہونے کی اجازت دیتا تھا گویا کہ وہی وارث تھا ۔ اسلئے اسکو گیئس بجائے وارث (ہیریڈس لوکو Heredis loco) کے لفظ سے موسوم کرتا ہے یہ سچ ہے کہ عمرو محض وارث بربنائے تصفیت تھا لیکن وراثت کے تمام عملی فوائد اس کو حاصل ہوگئے تھے ۔ اور اگرچہ وارث بگروزہ وارث دائمی کا مسلمہ قانونی امر اس یس ۔ سی کی رو سے لفظاً منسوخ نہیں ہوا لیکن یہ حقیقت بیکار کردیا گیا ۔ کیونکہ اگر انتقال ترکہ کے بعد متوفی کے دائنین زید پر دعویٰ کرتے تو زید یہ عذر داری پیش کرسکتا تھا کہ اس نے ترکہ کو منتقل کر دیا ہے ۔ اس عذر داری کو لا عذرداری انتقال ترکہ " کہتے تھے ۔ بعض اوقات عذر داری قانون ٹریبلیانم بھی پیش کرسکتا تھا اور اسطرح سے دائنین کو ہر صورت میں شکست دے سکتا تھا ۔ چونکہ ہبہ بالوصیت کی طرح امانت کا انحصار وراثت کی دخلیابی (ایڈیٹیو Aditio) پر تھا اس لئے اگر زید دخلیابی سے انکار کرتا تو امانت بیکار ہو جاتی ۔ یہ ظاہر ہے کہ جب زید کو خود کوئی فائدہ نہ ہوتا تو وہ ضرور انکار کرتا جیسے کہ جب کل جائداد یا اسکے ایک بڑے حصہ کی امانت ہوتی ۔ اس نقص کو رفع کرنیکے لئے پیگاسیانم سنہ [illegible] ء میں نافذ ہوا جس سے وارث کو اجازت دی گئی کہ (جس طرح بربنائے قانون فلکیدیہ ہبہ جات بالوصیت کے متعلق عمل ہوتا تھا) ورثہ کا ربع حصہ وہ اپنے لئے رکھ لے اور اگر دیگر ورثا بھی ہوں تو اپنے حصہ کا ربع ۔ یس ۔ سی کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر زید دخلیابی سے انکار کرے (جیسے اگر ورثہ بے منافع ہوا)

[1] بذریعہ نالش ایکٹیو یوٹی لس (Actio utilis)

تو عمرو جو بجائے ماموں لہ ہے اسکو مجبور کرنیکے لئے پریٹر سے احکام حاصل کرسکتا اور ایسی صورت میں زید کو نہ نفع ہوتا اور نہ نقصان۔ اس طریقہ سے جو منتقلی عمرو پر ہوتی وہ قانون ٹریبیلیانم کے تحت تصور کیجاتی۔ اور عمرو بہ حیثیت وارث نالش کرسکتا۔ اور اس پر نالش ہوسکتی۔ اور جب زید پر نالش کی جاتی تو وہ عذرداری انتقال جائداد پیش کرسکتا تھا۔

قانون پیگاسیانم نے قانون اول الذکر کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس میں ترمیم کی۔ قانون اول الذکر کا اطلاق صرف اس وقت نہیں ہوتا تھا جب کہ زید کے لئے ترکہ کے ربع سے بھی کم حصہ کی وصیت کی گئی ہو۔ اور ایسی صورت میں زید و عمرو اور جائداد کے دائن اور مدیون کے درمیان وہی تعلقات ہوتے تھے جو نظام قدیم[1] میں قانون ٹریبیلیانم کے نفاذ سے پہلے ہوا کرتے تھے۔ گیئس کے اس بیان کے معنی اب سمجھ میں آجاتے ہیں کہ عمرو جو سابق میں بجائے بایع ہوتا تھا اس کے زمانہ میں بعض اوقات بجائے وارث (ایلی کوانڈو ہیریڈس لوکو Aliquando heredis loco) اور بعض اوقات بجائے موہوب لہ (ایلی کوانڈو لیگے ٹاری: Aliquando legatarii) متصور ہوتا تھا۔ عمرو بجائے وارث (یعنی ہیریڈس لوکو) اس وقت خیال کیا جاتا جب کہ قانون ٹریبیلیانم کی رو سے وہ خود نالش کرسکتا اور اس پر نالش ہوسکتی اور زید کو عذرداری انتقال کے پیش کرنیکا حق حاصل ہوجاتا۔ یعنی (۱) جب کہ زید سے سہ ربع حصہ جائداد سے زائد منتقل کرنیکی درخواست نہ کیگئی ہو۔ (۲) جب زید نے دخلیابی سے انکار کیا ہو اور پریٹر نے اسکو اس پر مجبور کیا ہو۔

عمرو اس وقت بجائے موہوب لہ خیال کیا جاتا جب کہ زید کے لئے ایک ربع سے کم حصہ ورثہ چھوڑ جائے۔ اور وہ دخلیاب ہوکر اپنے ربع حصہ کے لئے قانون پیگاسیانم سے استدلال کرے۔ ایسی صورت میں عمرو کا حصہ بذریعہ فرضی بیع منتقل کیا جاتا اور زید و عمرو کے مابین اسی طرح حصہ بہ مقابلہ حصہ کے اصول سے کئے جاتے جیسا کہ اس قسم کے ہبہ بالوصیت میں ہوتا تھا جسکو اقسام یا قسمت کہتے تھے۔

[1] یعنی شرائط کے ساتھ فرضی بیع۔

اگر زید قانون پگامیانم سے استدلال نہ کرتا تو پوری جائداد کا بیع اور شرائط بھی بمعاملہ مماثل بیع ترکہ کے اصول سے پورے ترکہ کے متعلق کئے جاتے تھے۔ یہ واضح ہوگا کہ گو عمرو کو دونوں صورتوں میں " بجائے موہوب لہٗ " کہا گیا ہے مگر یہ اصطلاح صورت اول الذکر میں زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جب کہ زید اپنے ربع کے لئے یس۔سی سے استدلال کرے تو عمرو کی حالت بالکل " بجائے موہوب لہٗ " کی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ موہوب لہٗ جسکو ورثہ کا ایک جزو ہبہ بالوصیت کیا گیا ہو۔ دوسری صورت میں (جہاں شرائط معاملہ مماثل بیع ترکہ کے اصول سے کئے جاتے ہیں) عمرو کی حالت گو وارث کی بہ نسبت موہوب لہٗ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے لیکن مناسبت کے ساتھ اس کو " بجائے بائع " بھی کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ قانون ٹربیلیانم کے نفاذ کے پہلے کہا جاتا تھا۔

جسٹنین کی ترمیمات کا ذکر کرنے کے پہلے ان قوانین کے متعلق اور ایک امر اس قابل ہے کہ نظر انداز نہ کیا جائے۔ اگر زید کو ترکہ کے ایک حصہ کی وصیت کرنیکے بجائے موصی صرف کوئی شے یا اشیا مثلاً اراضی یا غلام وغیرہ وصیت کرتا اور ترکہ امانت میں عمرو کی چھوڑتا تو ایسی صورت میں یہ اشیا چاہے کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں یعنی انکی قیمت جائداد کے ایک بڑے حصہ کے برابر بھی ہو تب بھی جیسی ہے زید عمرو کو منتقل کر دیتا۔ تمام نالشات عمرو کے خلاف یا اس کی طرف سے کیجاتیں اور زید ادائی دیون سے بری الذمہ ہو جاتا[1]۔

ان دونوں یس۔سی۔سی (S.C.C.) کے فوائد باقی رکھ کر جسٹنین نے انکو ایک ہی کے تحت تنظیم دی۔ ہر صورت میں اگر وارث چاہے تو وہ کم از کم اپنے ربع حصہ کا اسے حق حاصل تھا اور ہر صورت میں فرضی بیع اور شرائط غیر ضروری تھیں جس مقدار میں جائداد ماموں لہٗ کو منتقل ہوتی اسی نسبت میں وہ نالشات کر سکتا تھا یا اس کے مقابل میں نالشات ہو سکتی تھیں۔ اور جہاں تک اسکے حصہ کا تعلق تھا اس کی حالت ہمیشہ قائم مقام وارث کی ہوتی اور وارث اپنے حصہ محصلہ کی حد تک وارث ہوتا۔

---

[1] مقابلہ کرو جسٹنین کی کتاب دوم ۲۳۔۹۔ جسٹنین کے وضع قوانین نے قانون کو اس خصوص میں نہیں بدلا۔

یعنی اس حد تک وہ نالشات کرسکتا یا اس پر نالشات ہوسکتیں۔ بالآخر قانون پیگا سیانم کے حسکم کی طرح اگر وارث دفلیا بی سے انکار کرتا تو اس کو مجبور کیا جاتا مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ذمہ داری سے بالکل بری ہوتا تھا۔

ج۔ ٹسٹمنٹی فیاکٹیو (Testamenti factio)۔اہلیت الوصیت اسکے تین پہلو ہیں:۔
(۱) ٹسٹمنٹی فیاکٹیو ایکٹیوا (Testamenti factio activa) سے مراد وصیت کرنیکا اختیار۔
(۲) ٹسٹمنٹی فیاکٹیو پیاسیوا (Testamenti factio Passiva) سے مراد موصی لہ بننے کی اہلیت
(۳) ٹسٹمنٹی فیاکٹیوا اور اسکے تیسرے معنی ہیں اس سے مراد وصیت نامہ کے متعلق گواہ بننےکی قابلیت

ٹسٹمنٹی فیاکٹیو اکیٹوا۔ صرف وہ لوگ وصیت کرسکتے تھے جن کو اختیار تجارت یا دادوستد حاصل تھا۔ اور جن پر کوئی قانون ناقابلیت عائد نہ تھی۔ اور معمولی صورتوں میں انھیں یہ حق نہ صرف بوقت وصیت ہونا پڑتا تھا بلکہ بوقت مرگ بھی۔ غیر مختار (ایلینی جورس Alieni juris) ہونیکے باعث غلام[1] اور ابن العائلہ وصیت کرنیکے نا قابل تھے۔ بجز اسکے کہ کوئی ابن العائلہ اپنا اثاثہ جنگی یا اثاثہ ہمشکل جنگی وصیتاً دے سکتا تھا۔ کیونکہ ایسے اثاثہ کے متعلق یہ تصور کیا جاتا تھا کہ وہ اسکا خود مختار مالک ہے۔ نابالغ بھی ناقابل تھا کیونکہ باوجود اسکے کہ وہ خود مختار (سوئی جورس Sui juris) ہوسکتا تھا۔ مگر اسکی کم عمری مانع تھی۔ اسی طرح مجنون اور وہ مسرفین بھی جنکی جائداد قابل نگرانی ہونا قابل تھے جنھیں پریٹر نے اپنے کاروبار کا انتظام کرنے سے منع کردیا تھا۔ (لیاٹی نس جونیانس Latinus junianus) کو حق دادوستد بذریعہ وصیت (جس کمرشی ارٹس کاوزا Jus commercii mortis causa) حاصل نہیں تھا۔

ڈیڈی ٹیکیٹیس (Deditieiaus) کو کسی قسم کے لین دین کا حق نہ تھا۔ اسلئے وہ اپنی جائداد کو بذریعہ وصیت نامہ منتقل نہیں کرسکتے تھے اور یہی حالت اس شخص کی بھی تھی جو از روئے حسکم مجلس اکابرین غیر قابل وصیت (ان ٹسٹابلس Intestabilis قرار دئے گئے (مثلاً بر بنائے اشعار رزیل حیثیت عرفی) اگر کوئی رومی مدنی جنگ میں اسیر ہوکر غلام بن جاتا تو اسکی یہ قابلیت زائل ہوجاتی اور دوران اسیری میں اگر وہ

---

[1] لیکن اہل روما کا غلام عامہ اپنے نصف اثاثہ کو از راہ وصیت نامہ دے سکتا تھا۔

کوئی وصیت نامہ مرتب کرتا تو وہ ناجائز ہوتا۔ خواہ اسکے بعد وہ فرار ہوکر رہا واپس بھی ہوگیا ہو۔ لیکن اگر اسیری سے پہلے وصیت ہوچکی ہو تو وہ جائز تھی عام ازیں کہ وہ رومنی واپس ہوا ہو کہ نہیں۔ اگر وہ واپس ہو جاتا تو بر بنائے حق (جس پاسٹلی مینی Jus postliminii) اسکا وصیت نامہ جائز ہوتا۔ یعنی اس امر مفروضۂ امکانی کے ذریعہ سے کہ وہ کبھی اسیر ہی نہیں ہوا تھا۔ اگر وہ واپس نہ ہوتا اور عالت اسیری میں مرجاتا تو اسکا وصیت نامہ بربنائے امر مفروضۂ امکانی قانون قرنیلی (فکٹیو لیگس کارنیلیائی Fictio legis corneliae) یہ فرض کرلیا جاتا کہ جو رومنی مدنی بحالت اسیری مرجائے وہ کبھی اسیر ہوا ہی نہیں بلکہ اسیر ہوتے ہی مرگیا۔

گیئس کے زمانہ میں گونگے اور بہرے بھی وصیت کرنیکے ناقابل تھے۔ اول الذکر اس لئے کہ وہ سن نہیں سکتے اور آخر الذکر اس لئے کہ وہ بیع نقد کا حصۂ زبانی (نکیوپاٹیو Noncupative) باللسان ادا نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن جسٹنین نے ان ناقابلیتوں کو منسوخ کردیا الّا ایسے اشخاص کی صورت میں جو مادرزاد گونگے اور بہرے ہوں۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ اندھا ہمیشہ وصیت کا مجاز تھا۔ مگر جسٹنین کے زمانہ میں چند خاص رسوم باضابطہ کا ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ معمولی سات گواہوں کے علاوہ ایک عہدہ دار یا دواشت نویس (نوٹری Notary) کا ہونا ضروری تھا۔ اور اگر یہ عہدہ دار نہ مل سکے تو کوئی آٹھواں گواہ فراہم کرنا پڑتا تھا اور اس کے بعد لازم تھا کہ وصیت نامہ بہ آواز پڑھا جائے۔ جو عورتیں زیر ولایت ہوں انکی حالت وصیت کرنیکے متعلق جو تھی اس سے اوپر بحث ہوچکی ہے[1]

ٹسٹمنٹی فیاکٹیو پیاسیوا (Testamenti factio passiva) اس حق کا نام ہے جو کسی کو بربنائے وصیت نامہ[2] وارث بننے یا کوئی ہبہ بالوصیت پانیکی نسبت حاصل ہو۔ اور یہ ضروری تھا کہ یہ حق نہ صرف بوقت وصیت موصی حاصل بلکہ دخلیابی وارث تک باقی رہے۔ لیکن یہ حق ایسے بہت سے اشخاص کو حاصل تھا

[1] دیکھو پیج صفحہ ۱۰۷۔

[2] قبل ازیں ذکر ہوچکا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو موصی لہ نہیں بن سکتے تھے ازروئے امانت انکو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔

جو وصیت کرنیکے مجاز نہ تھے کیونکہ ہر وہ شخص جو مدنی تھا یا جو کسی مدنی کے زیر اختیار تھا قانونی ناقابلیت کے باوصف بھی مثلاً مجنون یا نابالغ وغیرہ ہونے پر بھی ازروئے وصیت نامہ جو اسکو دیا گیا ہو وہ اسے حاصل کرسکتا۔

وہ لوگ جو کسی وصیت نامہ سے فائدہ اٹھانے سے محروم تھے انکی بڑی مثال غیر ملکی۔ لاطینی[1] ڈیڈی ٹیکی۔ وہ اشخاص جن کی نسبت حکم دیدیا گیا تھا کہ وہ وصیت نہیں کرسکتے۔ اشخاص غیر معین[2]۔ اور وہ اشخاص جن کو بربنائے مصلحت عامہ بذریعہ قانون موضوعہ ناقابل وصیت قرار دیا گیا ہوتھے۔ مثلاً جسٹینین کے زمانہ میں کفار۔ ملحدین اور ایسے اشخاص کے بچے جنھیں بعلت بغاوت سزا دیگئی ہو۔ بربنائے قانون وقونیہ کوئی موصی جسکی جائداد کی مالیت ایک لاکھ آری یا اس سے زائد ہو اپنا وارث کسی عورت کو نہیں بناسکتا تھا لیکن یہ ناقابلیت جسٹینین کے زمانہ میں منسوخ تھی۔ ناقابلیت بربنائے قانون موضوعہ کی دوسری مثال وہی ہے جو ازروئے قانون جولیا ییٹ پیا پیا پیپہ دستیاب ہوئی ہے۔ قانون جولیا نے ناکتخدا شخص کو کسی وصیت نامہ سے بھی مستفید ہونے سے محروم کردیا تھا۔ تاوقتیکہ موصی اسکا رشتہ دار چھ درجوں کے اندر نہ ہو یا تاوقتیکہ وہ ناکتخدا شخص مضامین وصیت نامہ کے معلوم ہونیکے ایک سو روز کے اندر بیاہ نہ کرلے۔ اگر لاولد اشخاص[3] کو کسی وصیت نامہ کی رو سے کوئی فائدہ پہنچتا ہو تو بربنائے قانون جولیا ان کو صرف نصف حد تک فائدہ پہنچ سکتا تھا تاوقتیکہ قانون جولیا کی طرح موصی رشتہ دار قریب نہ ہو۔ مگر ان دونوں قوانین کا نتیجہ عام ناقابلیت کے نتیجہ کی صورت سے جدا ہے۔ ناکتخدا ہو کہ لاولد کوئی بھی شخص ٹسٹمنٹی فیکٹیو (Testamenti factio) سے محروم نہ تھا۔ اور جائز تھا کہ وہ وارث بنایا جائے۔ یا اس کے مفید ہبہ بالوصیت کیا جائے (یعنی نامزدگی وارث یا عطائے ہبہ بالوصیت جائز نہیں) مگر (جزءً ہو کہ کلاً) جو فوائد اس طرح سے انھیں عطا کئے جائیں ان سے

---

[1] تاوقتیکہ انھیں مدنیت ایک سو روز کے اندر نہ ملجائے۔

[2] پاسٹیومی کے متعلق ملاحظہ ہو بیان صد یا لیج صفحہ ۱۸۴۔

[3] یعنی وہ اشخاص جنکا بیاہ ہونے پر بھی کوئی اولاد زندہ نہ ہو۔

مستفید ہونیکی ان میں قابلیت تسلیم نہیں کی گئی اور وصیت نامہ[1] ساقط ہونیکے باعث جائداد منتقل ہوتی ہے ۔

(الف) موصی کے والدین اور بچوں کو (اگر کوئی ہوں) جنھیں از روے وصیت نامہ اس نے اپنا وارث نامزد کیا ہو ۔ اگر ایسا نہ ہوا ہو تو

(ب) ورثا یا موہوب لہم کو (جیسی کہ صورت ہو) جو صاحب اولاد ہوں

(ج) ان دونوں جماعتوں کی غیر موجودگی میں داخل خزانۂ سرکاری ہو

لیکن اگر ہبہ بالوصیت مشترک ہو (جیسے زید ۔ عمرو ۔ بکر کے نام) اور ان حصوں کے منجملہ کوئی ایک حصہ ساقط ہو جائے تو دوسرے موہوب لہم اپنا اپنا حصہ وارث سے پہلے لے لیتے ہیں ۔ کیاراکیلا کے زمانہ میں جماعت مندرجہ (ب) کا حق زائل ہوگیا اس طرح کہ وہ ورثا جو موصی کے بچے یا اس کے والدین تھے جائداد لیتے تھے یا وہ خزانۂ سرکاری میں داخل ہوجاتی تھی اور جو نا قابلیتیں از روے (لیگس کیاڈوکیارائی Leges caducariae) ناکتخدا اور لاولد اشخاص پر عائد ہوئی تھیں وہ جسٹینین کے زمانہ میں بالکل متروک ہوگئی تھیں کیونکہ قسطنطین نے انکو منسوخ کر دیا تھا ۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے کسی وصیت نامہ سے متمتع ہونیکی نسبت جو حق تھا وہ نہ صرف مدنی ہی کو حاصل تھا بلکہ ان اشخاص کو بھی جو مدنیوں کے زیر اختیار ہوتے تھے اگر موصی ہی شخص اعلیٰ ہو تو جو شخص زیر اختیار ہو وہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے استعمال کر سکتا ہے

---

[1] یعنی ساقط یا ناقابل استعمال ہوں (کیاڈوکم Caducum) کی اصطلاح سے مراد وہ عطیات تھے جو از روئے قانون ملک جائز تو تھے مگر ان سے پہلو تہی یا تو کسی خاص ممانعت کی وجہ سے (مثلاً جیسے کہ یہاں جب کہ کوئی قانون موضوعہ عائد کرے) کیجاتی تھی یا جو کسی اور وجہ سے ساقط ہوگئے ہوں ۔ مثلاً کسی شرط کا پورا نہ کرنا ۔ عطیات ساقط شدہ (کیاڈوکا Caduca) سے متمائز وہ عطیات ہیں جن کو (پرونان اسکرپٹس Pro non scriptis) کہتے تھے جیسے کہ وہ ہبہ بالوصیت جو اس شخص کے لئے کیا جائے جو فوت شدہ ہو لیکن موصی کا خیال اسکے خلاف تھا ۔ کیاڈوکم سے مراد وہ سقوط ہے جو موصی کی وفات کے بعد ہوا ہو اور (ان کاوزا کیاڈوکی In causa caduci) سے مراد وہ ہبہ بالوصیت ہے جو تاریخ وصیت نامہ اور وفات موصی کے درمیان بے اثر ہوگیا ہو (دیکھو علی کتاب اول ۲۸۲ ۔ ۲۸۳) ۔

مثلاً ایک ابن العائلہ جسکو اس کے والد نے وارث بنایا ہو یا وہ غلام جو عطائے آزادی کے ساتھ وارث نامزد کیا گیا ہو[1] اور اگر شخص اعلیٰ موصی کے سوائے کوئی اور شخص ہو تو شخص زیر اختیار کو جو فائدہ عطا کیا گیا ہو اس سے معمولی صورتوں میں صرف اب العائلہ یا آقا منتفع ہوتا ہے[2] مثلاً عمرو کے غلام بکر کو زید اپنا وارث بناتا ہے۔ یہ تقرر جائز ہے بشرطیکہ عمرو کو زید کے ساتھ ٹسٹمنٹی فیاکٹیو حاصل ہو اور اگر عمرو فوت بھی ہو چکا ہو تو جائز ہے کیونکہ اسکا ورثہ معطل اس کی شخصیت کو برقرار رکھتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جب عمرو یا عمرو کے وارث کے حکم سے بکر زید کی جائداد پر دخل پاتا ہے تو اس کی حالت گویا اپنے آقا کے کارندہ کی ہوتی ہے اور اس طرح سے اس کو وارث بننے کے پورے فوائد حاصل ہو جاتے تھے بلا اسکے نقائص کے۔

ٹسٹمنٹی فیاکٹیو (Testamenti factio) کا مفہوم کسی وصیت نامہ کی شہادت کی قابلیت کے متعلق۔

شہادت کی قابلیت کی ضرورت صرف تحریر وصیت نامہ کے وقت ہوتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ گیئس کے زمانہ میں صرف وہ اشخاص گواہ ہو سکتے تھے جن میں رسم سیانگی پیشن (جس پر پورے وصیت نامہ کا دارومدار تھا) میں حصہ لینے کی صلاحیت ہوتی تھی۔ چونکہ اس رسم میں کوئی ایسا شخص حصہ نہیں لے سکتا تھا جو کہ مدنی نہ ہو اور جسکی عمر سن بلوغ سے زائد نہ ہو اور جس پر کوئی قانونی ناقابلیت عائد نہ ہوتی ہو۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکل آیا کہ گونگے بہرے۔ مجنون۔ غلام۔ عورتیں یا بچے جو زیر ولایت وحصانت ہوں اچھے گواہ نہیں ہو سکتے۔ یہی نہیں بلکہ گیئس کی تحریر کے زمانہ میں چونکہ بظاہر تمام کاروبار موصی اور مشتری عائلہ فیامی لیائی ایمپٹر (Familiae emptor) کے درمیان ہوتا تھا لہذا کوئی شخص جو ان دونوں کے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے زیر اختیار ہو جائز گواہ نہیں ہو سکتا تھا[3] لیکن وارث اصلی موہوب لہم اور انکے رشتہ دار

[1] جسکا مفہوم جسٹنین کے زمانہ کی ہدایات میں مستند تھا۔
[2] اسکا استثناء وہ ہے جبکہ دوسرے کے غلام کو بشرط آزادی وارث مقرر کیا جائے اور وہ شرط پوری ہو چکی ہو۔
[3] جو شخص مشتری کے زیر اختیار ہو شاہد جائز نہیں ہو سکتا (دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۰۵۔

جائز طور پر گواہ ہو سکتے تھے اگرچہ گیئس کا بیان ہے کہ خود وارث کا اسکا اب العائلہ اور ان لوگوں کو جو اس کے زیر اختیار ہوں نہیں چاہئے کہ گواہ بنیں[1]۔ گو جسٹینین کے زمانہ میں وصیت کسی فرضی بیع کے ذریعہ سے نہیں ہوا کرتی تھی۔ تاہم گواہ کو چاہئے تھا کہ اسکو حق تجارت حاصل ہو اور اس میں کوئی قانونی ناقابلیت نہ ہو اور جسٹینین کے قول کے مطابق عورتیں۔ نابالغ بچے۔ غلام۔ گونگے۔ بہرے۔ مجانین۔ مسرفین اور وہ لوگ جو غیر قابل وصیت قرار دئے گئے ہوں ان اشخاص میں سے کوئی بھی شہادت کا مجاز نہ تھا۔ مشتری عائلہ کا کوئی نشان باقی نہ رہا لیکن قانون قدیم کی طرح کوئی شخص بھی جو کسی کے زیر اختیار ہو یا اسی اختیار کے تحت میں ہے جیسے کہ موصی گواہ نہیں ہو سکتا اور وہ رواج جسکو گیئس نے ناپسند کیا یعنی کہ وارث اور اسکے رشتہ دار شواہد جائز تھے جسٹینین کے زمانہ میں غیر قانونی قرار دیا گیا۔ جسٹینین کے موضوعہ قانون کی رو سے کوئی شخص بھی جو وارث نامزد ہوا ہو یا جو اسکے زیر اختیار ہو یا اسکا اب العائلہ یا اسکا بھائی جو اسی اختیار میں ہو غرض ان میں سے کوئی شخص بھی گواہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جسٹینین کے زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ موہوب لہم اور وہ اشخاص جنھیں امانت بذریعہ وصیت[2] سونپی گئی ہو گواہ وصیت ہو سکتے تھے اگرچہ اس سے ان کا فائدہ ہوتا ہو۔

ج۔ وصیت نامہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے۔ جو وصیت نامہ ابتدا ہی سے ناجائز ہوتا تھا اسکو ناجائز (ان جسٹم In justum) یا کالعدم (نان جوری فیاکٹم Non jure factum) کہتے تھے۔ اور اس وصیت نامہ کا نام جو بوقت تحریر جائز ہو مگر کسی واقعہ مابعد کے باعث وہ ناجائز قرار دیا گیا ہو (رپٹم Ruptum) تھا۔

وصیت نامہ جائز (ٹسٹمنٹم ان جسٹم Testamentum injustum)

وقت تحریر ہی سے کوئی وصیت نامہ کالعدم اور بے اثر ہوتا تھا۔ کیونکہ

الف۔ موصی کو حق ٹسٹمنٹی فیاکیٹو حاصل نہ تھا۔ مثلاً وہ لاٹینی (لیاٹی نی جونیانس) تھا۔

---

[1] "اپنی قابلیت کا استعمال نہ کریں" (دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۱۰۸)۔

[2] اور لازماً ان کے رشتہ دار بھی۔

(ب) وصیت غیر صحیح طور پر کی گئی۔ مثلاً چند گواہ قانونی گواہ ہونیکی اہلیت نہیں رکھتے تھے یا یہ کہ موصی نے نامزدگی وارث اور کسی اپنے بیٹے کو جو اس کے زیر اختیار ہو محروم الارث کرنا ترک کیا ہو۔

ٹسٹمنٹم رپٹم (Testamentum ruptum) کوئی وصیت نامہ جائز کالعدم ہوجاسکتا تھا کیونکہ

الف۔ موصی نے اس کو فسخ کر دیا کیونکہ ایک نئے وصیت نامہ کے ذریعہ سے جو از روئے قانون ملک جائز تھا اس کو حق تھا کہ پہلا وصیت نامہ فسخ کر دے۔ لیکن دوسرے ناجائز وصیت نامہ سے بھی پہلا وصیت نامہ فسخ ہو جاتا تھا اگر موصی کے وہ ورثہ جو بعدم موجودگی وصیت نامہ ورثہ قرار پاتے پہلے وصیت نامہ میں متروک ہوتے اور دوسرے میں وارث ٹھہرائے جاتے اور دوسرے وصیت نامہ سے گو وہ صحیح طور پر مرتب ہوا ہو اور اسکے اثر سے وصیت نامہ سابق فسخ ہو جاتا ہو۔ اور اگر وہ شخص جو اس میں وارث نامزد ہوا ہو چند خاص اشیا کی حد تک وارث ہوا ہو تو یہ تعبیر کیجا سکتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسکو ایک امانت بذریعہ وصیت سونپی گئی ہے کہ جائداد کا باقی حصہ اس وارث کے حوالہ کر دے جسکا ذکر ابتدائی وصیت نامہ میں آیا ہو۔ گو اگر ان اشیائے خاص کی کل مالیت پوری جائداد کے ایک ربع کے برابر نہ ہو تو اشیائے عطیہ کے علاوہ وہ وارث جو دوسرے وصیت نامہ میں نامزد کیا گیا ہو جائداد کا اور اتنا حصہ رکھ لے سکتا ہے جس سے کہ ایک ربع کی تکمیل ہو سکے اور یہ حصہ ربع اسکو از روئے قانون پیکا سیائم حاصل[1] ہوتا تھا۔ احکام تھیوڈوسیس کے بعد کوئی وصیت نامہ دس سال کے مرور کے بعد منسوخ ہو جاتا تھا۔ لیکن جسٹینین کے زمانہ میں محض مرور ایام کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا تا وقتیکہ دس سال کے بعد موصی از راہ انفساخ نہ ظاہر کرے۔ (تین گواہوں کے آگے زبانی کہنے سے یا اپنا بیان ایکٹا (Acta)

---

[1] نہ کہ قانون فالکیدیہ جیسا کہ جسٹینین بیان کرتا ہے۔ دیکھو جسٹینین ۲-۱۷-۳-

میں رجسٹری کرادے۔ محض نیت انفساخ کافی نہیں تھی۔ (جسٹنین ۲-۱۷-۷) لیکن وہ انفساخ درست متصور ہوتا تھا اگر وصیت نامہ تلف کر دیا جاتا مثلاً پھاڑ ڈالا جاتا۔ یا وارث کی نامزدگی محکوک کر دی گئی ہو۔

ب۔ کوئی وصیت نامہ کالعدم (رپٹم Ruptum) ہو جاتا اگر (پاسٹومس سوآس Postumus suus) (باپ کی وفات کے بعد کوئی خویش) پیدا ہوتا یا تاریخ وصیت کے بعد کسی طرح سے کوئی شخص وارث بلا وصیت ہو جاتا۔ مثلاً ازدواج باحق شوہر یا تبنیت خود مختار (ایروگیشن Arrogation) کے ذریعہ سے۔ لیکن جسٹنین کے زمانہ میں کسی پاسٹیومس کی ولادت کی وجہ سے وصیت نامہ کا ٹوٹنا ضروری نہ تھا کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ایسے اشخاص کی وراثت کے لئے نامزدگی یا ان کو محروم الارث کرنا توقعاً ہو سکتا تھا۔ اور ازدواج باحق شوہر تو بالکل متروک ہو چکا تھا۔ لیکن جسٹنین کہتا ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی اگر کوئی موصی کسی بالغ کو متبنی کرتا اور یا کسی کو بذریعہ تبنیت کامل متبنی بناتا تو (سوس ہیرس Suus heres) کے ہمشکل ہم جد ہونیکے باعث اسکا وصیت نامہ فسخ ہو جاتا۔

ج۔ کوئی وصیت نامہ کالعدم ہو جاتا (یا رپٹم کی اس نوع کو کبھی ارٹی ٹم Irritum) بھی کہتے تھے) جب کہ تاریخ وصیت کے بعد موصی کی حیثیت قانونی میں تنزل واقع ہو لیکن اگر (۱) موصی کے غنیم کے ہاتھ اسیر ہونیکے باعث تنزل حیثیت واقع ہوا ہو تو اسکے وصیت نامہ کو ارٹی ٹم نہیں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اس کی حمایت یا توجُس پاسٹی لیمنیم سے اِفِکٹیو لِگِیس کارنیلیا (Fictio legis cornelia) سے ہوتی تھی اور (۲) اگر تنزل حیثیت اقل درجہ کا ہوتا اور موصی مدنی اور بوقت مرگ خود مختار سوئی جورس ہوتا (مثلاً متبنیٰ ہونیکے بعد: ایروگاٹی: پھر آزاد ہو جانے سے) تو پریٹر اس وارث کو جس کا نام وصیت نامہ میں ہو قبضہ بہنائے معدلت و مطابق الواح عطا کرتا مگر یہ صرف (سائن ہی

(Sine re[1]) ہوتا تھا تاوقتیکہ اپنی حیثیت سابقہ دوبارہ حاصل کرنیکے بعد موصی صریح طور پر اپنی خواہش ظاہر کرے کہ وصیت نامہ بحال رکھا جائے[2]

د۔ وصیت نامہ کے کالعدم ہونیکی ایک اور مثال (یا جیسا کہ یہاں خاص طور سے اسکو (ڈیسٹی ٹیوٹم یا ڈیزرٹم Destitutum or desertum) کہا جاتا تھا) یہ تھی کہ کوئی شخص بدل نہ ہونیکے باعث وارث نہ لے سکا یعنی موصی سے پہلے مرگیا یا ٹسٹمنٹی فیاکٹیو زایل ہوگیا یا انکار کردیا۔

ھ۔ وصیت کے منسوخ ہوجانے کی سب سے آخری شکل یہ تھی کہ فریاد برنبائے وصیت نامہ ناانصفانہ پیش کیجائے۔ (کویریلا ان آف کیاسی ٹسٹمنٹی Querela Inofficiosi Testamenti) کی کامیابی پر وصیت نامہ کالعدم ہوجاسکتا تھا۔

ذیلی دفعہ ۲۔ جانشینی بعدم وصیت انٹسٹیٹ سکسیشن (Intestate succession)

اگر کوئی شخص بغیر وصیت کے مرجائے یا ایسا وصیت نامہ چھوڑے جو بے اثر ہو تو وہی اشخاص وارث ہوتے تھے جن کو قانون وارث تسلیم کرتا جسٹینین کے جدید فرامین نافذ ہونے تک وارث کے قرار دینے کا اصول قرابت ہم جدی کے اصول پر مبنی تھا۔

اگرچہ پریٹروں کا اصلاحوں اور دیگر تبدیلیوں سے جو زمانہ جسٹینین سے پہلے بلکہ خود جسٹینین کے زمانہ میں اس کے جدید فرامین سے پہلے اور ان کے ذریعہ سے بھی کیگئی تھیں اس میں ترمیم ہوگئی پس اس مضمون کو ذیل کے عنوانات کے تحت ترتیب دے سکتے ہیں:۔

الف۔ ازروئے قانون ملک۔

ب۔ پریٹروں کی اصلاحیں۔

ج۔ جسٹینین کی ابتدائی ترمیمات کے پہلے کا قانون۔

---

[1] یعنی قابض برنبائے معدلت کو وارث بلا وصیت بیدخل کرتا۔
[2] مقابلہ کرو گیئس ۲ کتاب دوم فقرہ ۱۴۷ تا ۱۴۹۔

ل- جدید فرامین (ناولس Novels)

ھ- جانشینی اشخاص آزاد شدہ مولی العتاقہ کے حق کا ذکر ایک جداگانہ بحث کا محتاج ہے۔

الف- از روئے قانون ملک۔ جیساکہ قبل ازیں ذکر ہوچکا ہے کسی شخص کے بلا وصیت مرنے پر جو صنف اول اسکے متروکہ کی مستحق ہوتی ہے وہ اس کے ورثائے بنفسہ ہوتے ہیں۔ یعنی وہ اشخاص جو اسکی وفات کے وقت اسکے زیر اختیار تھے مگر جو اس کی وفات کے باعث خود مختار (سوئی جورس Suis juris) ہو جاتے ہیں قائم مقامی بھی جائز تھی یعنی اگر کوئی وارث بہ نفسہ فوت ہو جائے تو اسکے حصے کا استحقاق اس کے بچوں کی طرف منتقل ہو جاتا وارث متوفی کے ورثہ اسکا حصہ بالنسب لیتے تھے (پر اسٹرپس Per stirpes) یعنی بچے آپس میں وہ حصہ بانٹ لیا کرتے جو ان کے سورث کو ملنے والا تھا مثلاً میت کے حسب ذیل ورثہ موجود ہیں اسکا ایک لڑکا عمرو جو تبنیت میں دیا جا چکا ہے دوسرا لڑکا مسمی بکر ہے جسکو وہ آزاد کرچکا۔ ایک بیٹی مسماۃ ہندہ ہے جسکا ازدواج باحق شوہر ہوچکا۔ ایک اور بیٹا مسمی خالد ہے جسکا بیاہ ہوچکا اور جسکا ایک بیٹا مسمی حامد ہے۔ اور ایک فرزند متوفی گیئس سے دو پوتے ہیں۔ زید کی وفات کے وقت عمرو۔ بکر اور ہندہ اسکے اختیار میں نہیں تھے۔ حامد تھا مگر زید کی وفات سے وہ خود مختار نہیں ہوتا۔ پس ان میں سے کوئی شخص بھی زید کے ورثائے بنفسہ سے نہیں ہوسکتا۔ لیکن خالد اور دو پوتے زید کی وفات کے وقت اس کے زیر اختیار تھے اور خود مختار ہوتے ہیں اس لئے خالد نصف جائداد کا وارث ہے اور دونوں پوتے بقیہ نصف کے کیونکہ وہ اپنے متوفی باپ کے قائم مقام ہیں اور بہ لحاظ نسب اپنا حصہ لیتے ہیں۔ اگر قائم مقامی بالنسب ہونے کے عوض بالراس (پرکیاپیٹا Per capita) ہوتی تو خالد اور ہر ایک پوتا جائداد کے ایک ایک ثلث کا وارث ہوتا۔

ورثائے بنفسہ کے نہ ہونیکی صورت میں متروکہ ہم جدی رشتہ داراں اقرب (اگناٹی پراکسیمی Agnate Proximi) میں تقسیم کر دیا جاتا ہے یعنے وہ ہم جدی رشتہ دار (جو ورثائے بنفسہ سے جدا ہوں) جو موصی کے وفات کے وقت یا وصیت نامہ کے

ناقابل تعمیل ہونیکے وقت اسکے قریب ترین رشتہ دار ہوں مثلاً وہ بھائی جو موصی کے باپ [1] سے پیدا ہوئے ہوں یا کوئی چچا۔ ہم جدیوں کی صورت میں جو قواعد ہیں وہ ورثائے بنفسہ کے قواعد سے جدا ہیں کیونکہ

الف۔ درجہ میں جو سب سے قریب ہو وہ دوسرے ہم جدیوں کیلئے حاجب ہوتا تھا یعنی یہاں قائم مقامی کا اصول ملحوظ نہیں رکھا جاتا ہے مثلاً اگر میت کے کوئی ورثہ بنفسہ موجود نہ ہوں بلکہ صرف ایک بھائی عمرو اور دوسرے متوفی بھائی کا بیٹا مسمی بکر موجود ہوں تو عمرو درجہ میں قریب ہونیکی وجہ سے تنہا وارث قرار دیا جائیگا اور بکر درجہ میں بعید ہونیکی وجہ سے محجوب ہو جائیگا۔

ب۔ صورت متذکرۂ صدر میں بکر کو جانشینی کی بابت حق سقر وطی بھی حاصل نہیں ہوتا اگر عمرو قبل از دخلیابی مرجائے یا ورثہ لینے سے انکار کرے۔ " اس حق میں تو جانشینی ہے ہی نہیں " [2]

ج۔ اگر مساوی درجہ کے کئی ہم جدی ہوں تو جانشینی بالراس ہوتی نہ کہ بالنسب فرض کرو کہ میت کا کوئی وارث بنفسہ نہیں ہے اور نہ کوئی بھائی یا بہن بلکہ ایک متوفی بھائی کا بیٹا مسمی عمرو اور ایک دوسرے متوفی بھائی کے دو بیٹے بکر اور خالد زندہ ہوں تو ان تینوں میں سے ہر ایک ایک ثلث ترکہ کا مستحق ہوگا۔

د۔ از روئے قانون وو کونیا عورتیں ہم جدی قرابتدار کی حیثیت سے محروم تھیں باستثنا ان عورتوں کے جو خونی رشتہ دار ہوں۔

اگر ورثائے بنفسہ اور ہم جدان قریب نہ ہوں تو جائداد اہل قبیلہ کو ملتی لیکن گیئس کے زمانہ میں اہل قبیلہ کا حق جانشینی متروک ہو چکا تھا اور اس لئے وہ اس مبحث پر بالتفصیل بحث نہیں کرتا ہے [3]

---

[1] برادران وخواہران ہم جدی یعنی وہ بھائی بہنیں جو متوفی کے باپ ہی سے پیدا ہوئے ہوں۔ درجہ میں سب سے قریب تھے اور انکو " ہم خون " کا خاص نام دیا گیا تھا۔ ورثائے ناجی اور ہم جدی دونوں کو بعض اوقات ورثائے جائز کہا جاتا تھا۔ کیونکہ قانون الواح اثناعشرہ کی رو سے انہیں ورثہ کی طرف بلایا جاتا ہے۔

[2] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ (۱۲)

[3] " " " (۱۷)

ب ۔ پریٹروں کی اصلاحیں ۔ قانون ملک میں وراثت بلا وصیت کی بابت جو نقائص[1] تھے ان کو گیئس[2] یوں مجملاً بیان کرتا ہے :۔
(۱) جو بچے آزاد کر دیئے گئے تھے انکا کوئی حق نہ تھا اور نہ ان بچوں کا تھا جو تبنیت میں دئیے گئے تھے یا جنکا ازدواج با حق شوہر ہو چکا تھا ۔
(۲) جو بچے اپنے باپ کے ساتھ مدنی قرار دیئے گئے تھے وہ باپ کے زیر اختیار نہیں تھے تاوقتیکہ شہنشاہ اسکے متعلق فرمان نہ جاری کرے[3] اور اسلیئے وہ اس کے ورثائے بہ نفسہ نہیں تھے ۔
(۳) رشتہ داران ہم جد کو جن کی قانونی حیثیت میں تنزل ہوا تھا حق وراثت حاصل نہیں ہوتا تھا ۔ کیونکہ گو تنزل حیثیت درجہ اقل کا ہی کیوں نہ ہو وہ ہم جدی کی تعریف سے باہر ہو جاتے تھے ۔
(۴) قریب ترین ہم جدی کے نہ ہونیکی صورت میں رشتہ داران بعید کا کوئی حق نہ تھا ۔
(۵) بجز ہم خونی کے (ایک ہی باپ سے پیدا ہوئی بہنیں) کوئی ہم جدی عورت جانشین نہیں ہو سکتی تھی ۔ اور
(۶) کاگناٹس (Cognates) کا جو ہم جدی نہ تھے کوئی حق تھا ہی نہیں ۔
اس طرح وہ لوگ جنھیں رشتہ داری اناث کے ذریعہ سے حاصل تھی بالکل محروم تھے ۔ اس بنا پر ماں کو اپنے بچوں کی جانشینی کا کوئی حق نہیں تھا (اور اس کے بالعکس) تاوقتیکہ اسکا ازدواج با حق شوہر نہ ہو چکا ہو تاکہ اسکی حالت اپنے بچوں کے مقابلہ میں ہمشکل خواہر بواسطہ ہم جدی کے ہو[4] (ہم جدی ۔ ایگناٹین)۔

---

[1] اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی رومنی بلا وصیت مرنے سے کیوں ڈرتا تھا ۔
[2] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۱۸ تا ۲۴ ۔
[3] مقابلہ کرو گیئس کتاب اول فقرہ ۹۴ ۔
[4] ایک دوسری سختی یہ تھی کہ جہاں خونی رشتہ داری کے دعوی فطری کی طرف سے اس قدر بے اعتنائی کیگئی ہم جدی رشتہ داری متوفی اور کسی بالکل اجنبی شخص کے درمیان قائم ہو سکتی تھی ۔ مثلاً وہ شخص جسکو اس نے اپنی تبنیت میں لیا ہو اور جو اس بنا پر اسکے حقیقی بیٹے کو جو آزاد کر دیا گیا ہو محروم کر دیتا ہے ۔

گیئس کہتا ہے کہ ان تمام نامساواتوں میں پریٹر نے اپنے اعلاناتی احکام کے ذریعہ ترمیم کر دی ترمیم ان معنوں میں نہیں کی گئی کہ اشخاص محروم الارث کو بموجب قانون ملک وارث بنایا گیا ہو (چونکہ پریٹر وارث نہیں بنا سکتا) بلکہ ان کو حقیت نفعی بعدم وصیت (بونرم پزیسیو Bonorum possessio) دیتا تھا۔ اسکی خاص اصلاحیں حسب ذیل تھیں۔ اس نے ایک ترتیب مائیہ کی کہ اس ترتیب کے لحاظ سے حقیت نفعی دیا جاتا تھا اور جائداد کا تمتع و تصرف ان اشخاص کو دیا کرتا تھا جنکا شمار ان مختلف جماعتوں میں ہوتا تھا۔ عام ازیں کہ ایسے اشخاص قانونی ورثا ہوں یا وہ لوگ ہوں جو از روئے قانون ملک محروم الارث ہونیکے باعث پریٹر اس کی حمایت کرتا ہو۔ اگر حقیت نفعی ایسے شخص کو دیجائے جو کہ از روئے قانون ملک وارث ہو تو ظاہر ہے کہ یہ صرف قانون ملک کو مدد دینے کی غرض سے تھا" دوسری صورتوں میں قانون کو درست کرنیکی غرض سے تھا۔

انکے چار خاص درجے حسب ذیل تھے:-

(۱) انڈی لبری Unde liberi
(۲) انڈی لیجی ٹیمی Undi legitimi
(۳) انڈی کاگناٹی Unde cognati
(۴) انڈی ویرایٹ اکسر Unde vir et uxor

قبضہ بربنائے معدلت۔ بونرم پزیسیو انڈی لبری Bonorum possessio undi liberi

پریٹر کے اعلانی احکام موسومہ انڈے لبری متعلق آزاد شدہ کی رو سے حقیت نفعی کے مستحق نہ صرف ایسے ورثائے ذاتی قرار دئے گئے اپنے اعلانی احکام کے اسی حصہ میں پریٹر نہ صرف ورثائے لازمی سے جو از روئے قانون ملک مستحق ہیں قبضہ بربنائے معدلت کا وعدہ کرتا تھا جو کہ از روئے قانون ملک مستحق تھے بلکہ (۱) آزاد شدہ لڑکا اور (۲) ایسا بچہ جو تبنیت میں دیا گیا ہو اور بعد میں آزاد کر دیا گیا ہو[1]۔ گر آزاد شدہ لڑکے کے متعلق

[1] اگر کوئی بچہ تبنیت میں دیا جائے اور وہ اسکے حقیقی باپ کی وفات کے بعد آزاد کر دیا جائے تو جسٹینین کے زمانہ ماقبل میں یہ قاعدہ تھا کہ اس بچہ کو نہ اپنے حقیقی باپ اور نہ پدر متبنی کی جانشینی کا کوئی حق رہا بجز اسکے کہ وہ اول الذکر کا کاگناٹی ہوتا تھا۔

یہ شرط تھی کہ وہ دیگر ورثا کے ساتھ اشتمال جائداد کرے (کولاٹیو بونرم Collatio bonorum) یعنی انکے ساتھ شریک حصہ جائداد ہونے سے پہلے اسکو سرمایۂ عام میں وہ تمام مال بجز اثاثۂ جنگی و ہمشکل جنگی کے جو اس نے تاریخ آزادی سے حاصل کیا ہو لاکر جمع کرے۔ اسکی وجہ مثال سے واضح ہوگی۔ زید کے تین بیٹے ہیں۔ عمرو۔ بکر۔ اور خالد۔ اگر وہ عمرو کو آزاد کردے۔ اور چار سال کے بعد وہ فوت ہو جائے تو بکر اور خالد ورثائے بنفسہ ہوتے ہیں اور پریٹر عمرو کو انکے ساتھ حقیت تصفتی دیتا ہے۔ لیکن بدیں خیال کہ عمرو نے اپنی تاریخ آزادی اور باپ کی وفات کے درمیانی زمانہ میں بہت کچھ جائداد پیدا کرلی ہوگی درحالیکہ بکر اور خالد بجز اثاثۂ جنگی یا ہمشکل جنگی[1] کے کوئی اور چیز کما نہیں سکتے تھے عمرو کو حصہ میں شریک ہونیکی اجازت اس شرط سے دیجاتی تھی کہ اپنی جائداد بھی شامل ترکہ کرے جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اگر کوئی لڑکا آزاد کردیا جائے اور اس کے بچے جو آزادی سے پہلے پیدا ہوتے تھے اپنے اب العائلہ کے زیر اختیار رہوں تو وہ موخر الذکر کے ورثائے بنفسہ ہوتے اور از روئے قانون ملک خود اپنے باپ کو محروم الارث کرتے لیکن پریٹر نصف جائداد کی حقیت تصفتی باپ کو اور باقی نصف کی حقیت اس کے بچوں کو دیتا۔ مگر ظاہر ہے کہ اگر ورثہ متعدد ہوتے تو باپ اور بچے ہر ایک آدھی آدھی جائداد نہیں لیتے بلکہ اس کے حصہ کا آدھا۔ اگر کوئی آزاد شدہ بچہ اپنے تئیں تبنیت (خود مختار) میں دیدے تو اسکے حقیقی باپ کی جائداد کا اسکو قبضہ بربنائے معدلت نہیں دیا جاتا تھا تا وقتیکہ جس شخص نے اسکو بتبنیت بالغ میں لیا تھا اسکے باپ کے حین حیات اسکو آزاد نہ کردے۔

انڈی لیجی ٹیمی (Unde legitimi) ایسا پایا جاتا ہے کہ اس نوع کا قبضہ بربنائے معدلت پریٹری واز روئے قانون ملک جائز تھا کیونکہ وہ بموجب قانون ملک ورثائے لازمی کے واسطے تھا جنھوں نے انڈی لبری[2] کا مطالبہ نہ کیا ہو اور انکے واسطے بھی جو ہم جدان اقرب تھے

---

[1] اسکے سوائے باقی جو کچھ انھوں نے کمایا اپنے باپ کیلئے کمایا۔

[2] یعنی جنھوں نے ایک سال کے اندر قبضہ بربنائے معدلت کے دعوے سے غفلت کی ہو اور اسلئے انکو اس دوسرے موقع کا فائدہ اٹھانا پڑا جو انھیں پریٹر نے دیا۔ یعنی وارث جائز ہونیکا دعوی پیش کریں۔

جیسا کہ قبل ازیں تشریح ہو چکی ہے۔ یہ سچ ہے کہ پریٹر ان ہم جدی کی مدد کیا کرتا تھا جو از روئے قانون ملک محروم تھے مگر پریٹر اس درجہ رشتہ داری میں مدد نہیں کرتا تھا بلکہ درجۂ مابعد میں۔

انڈی کاگناٹی: (Unde cognati) پہلی دو جماعتوں سے جن اشخاص کا استحقاق متعلق ہو اگر انکے منجملہ کوئی شخص بھی اپنا دعوے پیش نہ کرے تو پریٹر قبضہ بربنائے معدلت (بونرم پزیسیو انڈی کاگناٹی[1]) ان لوگوں کو دیتا تھا جو متوفی کے رشتہ دار خونی ہوں۔ اس جماعت کے اندر تمام فروع داخل تھے خواہ وہ آزاد شدہ ہوں یا تبنیت میں دئے ہوئے ہوں یا نہ دئے ہوئے ہوں۔ اور گو بچہ ہنوز اپنے پدر تبنی کے اختیار میں ہو۔ وہ تمام رشتہ داران ہم جد جنکی قانونی حیثیت میں تنزل واقع ہوا ہم جدان البعد جنھیں ہم جدان اقرب نے محروم کیا ہو۔ وہ عورتیں جو ہم جد تھیں (اگرچہ وہ ہم خونی نہ ہوں) اور دیگر قرابتدار گو رشتہ داری بذریعہ اناث قائم ہوتی ہو اس طرح کہ بچہ اپنی ماں کا جانشین ہو سکتا اور بالعکس۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام اشخاص وقت واحد میں دعوی کا حق پیش نہیں کر سکتے تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب قبضہ بربنائے معدلت اس جماعت تک پہنچتا[2] تو وہ تمام اشخاص جنکو متوفی سے قریب ترین خونی رشتہ داری ہو آپس میں مساوی حصے بانٹ لیتے اور قائم مقامی کی کوئی شکل پیدا نہیں ہوتی تھی۔

انڈی ویرایٹ اکسر (Unde vir et uxor) اگر جماعتہائے متذکرۂ صدر میں سے کسی کو بھی ورثہ نہ ملے مثلاً اس لئے کہ جو لوگ مستحق تھے انھوں نے اپنا دعوی پیش نہیں کیا تو پریٹر متوفی کی بیوہ یا شوہر کو جیسی کہ صورت ہو قبضہ بربنائے معدلت عطا کرتا۔

ج۔ جسٹنین کے ابتدائی وضع قوانین کے ذریعہ سے قانون کی کیا تعریف کی گئی اور اس سے پہلے قانون کا کیا تصور تھا۔

جسٹنین کے زمانہ سے پہلے قانون میں جو تبدیلیاں ہوئیں ان سے واضح ہوگا کہ ہم جدی کے خیال کو دور کر کے کاگناٹیو کے اصول کو تدریجاً تسلیم کیا گیا اور اس نشو ونما کی تکمیل

[1] لیکن کاگناٹی صرف چھٹے درجہ میں اور بھتیجے کی نسل ساتویں درجہ میں شریک کیجاتی تھی۔
[2] یعنی متوفی کی وفات کے وقت نہیں۔

بالآخر خود جسٹنین نے کی۔
از روئے قانون ٹرٹیلیانم جو ہیڈرین کے زمانہ میں منظور ہوا تھا ماؤں کی حالت بہتر ہوگئی تھی جن کو کہ تاوقتیکہ انھوں نے ازدواج باحق شوہر نہ کیا ہو اس وقت تک زیادہ سے زیادہ اپنے تیسرے درجہ کے بچوں یعنی انڈی کاگناٹیو کی جائداد میں قبضہ بربنائے معدلت کا حق حاصل ہوتا تھا اگر (ان جی نوا Ingenua کے باعث اسکو (جس ٹرایم لبرورم Jus trium liberorum) یا آزاد شدہ ہونیکی وجہ سے (جس کوے ٹور لبرورم[1] Jus quatuor liberorum) حاصل ہوتو از روئے قانون موضوعہ ماں کو اپنے بچوں (لبری Liberi) انکے باپ اور ان کے ہم جدی بھائی کے بعد اپنے بچوں کی جانشینی کی بابت حق، قانون ملک حاصل تھا۔ پس اگر کوئی بچہ اس طرح مرتا کہ اس کے کوئی بچے ہوتے نہ باپ اور نہ ہم جدی بھائی تو ماں قانونی وارث ہوتی تھی اور اگر بچہ کی بہنیں ہوتیں تو ماں کو جائداد کا نصف حصہ ملتا۔ اس کے بالعکس از روئے قانون آرفی ٹیانم مصدرہ ۱۷۸ء بچوں کو اپنی ماں کی جائداد کی جانشینی کا حق حاصل ہوا۔ ابتک یہ ہوتا تھا کہ بچے اپنی ماں (انڈی کاگناٹی) کی جائداد کی بابت صرف قبضہ بربنائے معدلت کا مطالبہ کرسکتے تھے مگر قانون کا یہ نتیجہ ہوا کہ انھیں درجہ اول پر چڑھا دیا گیا۔[2] "ویلن ٹی نین" اور تھیوڈوسیس کے ایک دستور نے قانون آرفی ٹیانم میں جو ایک کسر باقی رہ گئی تھی اسکی تکمیل کردی۔ اسطرح کہ نواسوں کو انکے نانا۔ نانی کی اور پوتوں کو انکی دادی کی قانونی جانشینی عطا کی۔ اور آخر میں "اناسٹےسیس" نے یہ قانون ۴۹۸ء میں جاری کیا کہ متوفی کے آزادی یافتہ بھائی اور بہنیں جو سابق میں صرف تیسرے درجہ میں شریک تھے دوسرے درجہ کے ہم جدی (یعنی آزادی یافتہ) بھائی اور بہنوں کے ساتھ دوش بدوش جانشین ہوتے ہیں۔ لیکن انکو حقیقی ہم جدوں کا نصف حصہ ملنا چاہیے۔

---

[1] یعنی تین یا چار بچے زندہ پیدا ہوئے ہوں۔

[2] لیکن ان کا حصہ اپنے اسلاف (لبری Liberi) کے لئے ایک ثلث گھٹا دیا گیا۔ اگر کوئی لبری نہ ہو تو ہم جد کو ایک ربع ملتا تھا۔

جو تبدیلیاں جسٹنین نے اپنی ۱۱۸ ویں اختراع سے کی تھیں ان کے لحاظ سے اس کے زمانہ میں حالت حسب ذیل تھی :-

قانون ملک کے مسلمہ ورثائے لازمی - پریٹر کے اعلان احکام کے لبری از روئے قانون آرفی ٹیانم متوفی ماں کے بچے اور ویالن ٹی نین اور تھیوڈوسیس کے قانون کی بنا پر[1] پوتے اور نواسے پہلی جماعت میں داخل تھے - جو بچہ تبنیت میں دیا گیا ہو وہ اپنے حقیقی باپ کا وارث بدستور قائم رہتا تاوقتیکہ تبنیت کامل نہ ہو -

دوسری جماعت (قدیم ہم جدان اقرب) کی ترکیب اشخاص ذیل سے ہوتی تھی :-

(۱) ماں[2] اور حقیقی بھائی بہنیں عام ازیں کہ وہ ہم جدی ہوں کہ نہ ہوں[3]

(۲) برادراں یا خواہران علاتی یا اخیافی[4]

(۳) دوسرے درجہ کے ہم جدی بھائی بہنوں کے بعد اور متوفی بھائی بہنوں کے لڑکے اور لڑکیاں

(۴) ہم جدان البعد درجہ کی نزدیکی کی مطابقت کے ساتھ[5]

تیسری جماعت میں پریٹر کے اعلان احکام کے انڈی کاگناٹی تھے - اور اس میں ایسے اشخاص (جیسے کہ آزادی یافتہ بھائی) شریک نہ تھے جن کو حسب بیان مندرجہ صدر درجہ مافوق میں شامل کر لیا گیا ہو -

ل - اختراعات : ناولس (Novels) یہ انتظام بہت پیچیدہ تھا کیونکہ اسکا سارا دارومدار اس پر تھا کہ پہلے یہ امر متحقق ہو جائے کہ علی الترتیب ورثائے لازمی اور ہم جدان اقرب کون لوگ تھے تاکہ اعلان احکام پریٹر اور وضع قوانین کی روشنی میں ان دو جماعتوں کو وسعت دیجائے اور ان پر انڈی کاگناٹی کا طبقہ اضافہ کیا جائے اور پھر وراثت کی دو عملی ہنوز باقی رہ جاتی تھی کیونکہ ایک طرف وارث مسلمہ قانون ملک

---

[1] جسٹنین نے تخفیف کو منسوخ کر دیا -

[2] اگر اسکو جس لبرورم حاصل نہ ہو -

[3] جسٹنین نے آزادی یافتہ بھائی اور بہنوں کو حصہ لینے کی اجازت دی جو قانون اناسٹے سیس کی رو سے لازمی تھی -

[4] جسٹنین نے آدھا حصہ بھائی بہنوں کیلئے اٹھا رکھا -

[5] جسٹنین نے ہم جدوں میں ایک ترتیبی سلسلہ جانشینی قرار دیا تھا -

ہوتا تھا اور دوسری طرف قابض جائداد بر بنائے معدلت ۔ بناءً علیہ جسٹینین نے
ارادہ کر لیا کہ اس تمام کام کو سہل کر دیا جائے اور پریٹروں نے جن اصلاحات کا
آغاز کیا تھا ان کو منطقی اختتام تک پہنچا دیا جائے ۔ اس طرح کہ علاً ہر صورت میں
ہم جدی کی فرضی رشتہ داری کو خونی رشتہ داری کے اصول سے بدل دیا جائے۔
اسکی اخیر اصلاح ۱۱۸ ویں اور ۱۲۷ ویں اختراعات کی تعریف کے بموجب حسب ذیل تھی :-
بلا وصیت کی وفات کی صورت میں ورثا کی چار جماعتیں ہوتی تھیں جنکی ترتیب حسب ذیل تھی۔
(۱) جماعت اول میں آل و اولاد داخل تھی خواہ متوفی مرد ہو کہ عورت اور ان آل و
اولاد کی تشخیص خونی رشتہ داری کی بنا پر ہوتی تھی بجز ایسی صورت کے کہ جو بچہ
تبنیت میں لیا جائے اسکا شمار حقیقی بچوں میں ہو جاتا تھا۔ درجہ اول میں آل و اولاد
یعنی بیٹے اور بیٹیاں برابر کا حصہ بالراس لیتی ہیں۔ اور وہ اپنے بچوں کو محروم کر تی
ہیں ۔ لیکن اگر آل و اولاد سے کوئی شخص وفات بلا وصیت سے پہلے مرجائے تو
قائم مقامی قائم ہوتی تھی۔ اور اسکے بچوں کو بالنسب وہ حصہ ملتا ہے جو انکے باپ کو
ملتا اگر وہ اس وقت تک زندہ رہتا ۔ مثلاً زید ایک بیٹا عمرو اور عمرو سے ایک پوتا
بکر چھوڑ کر مرتا ہے۔ عمرو بکر کو محروم الارث کر دیتا ہے۔ زید ایک بیٹا عمرو اور دوسرے متوفی بیٹے بکر سے دو پوتے چھوڑ کر مرتا ہے
عمرو کو نصف جائداد ملتی ہے اور اسکے پوتوں کو دوسرا نصف بالنسب ملتا ہے کیونکہ وہ اپنے باپ کے قائم مقام ہیں ۔
(۲) جماعت دوم کی تشخیص صرف کاگناٹیو سے ہوتی ہے اور اس میں اسلاف
یا اصل حقیقی بھائی بہنیں اور ایسے بھائی بہنوں کے بچے جو وفات بلا وصیت سے پہلے
مر چکے ہوں شامل تھے۔ اسلاف یا اصول کے منجملہ جانشینی صرف انھیں ملتی ہے جو قریب
ہوتے ہیں اس طرح کہ اگر متوفی کے ماں باپ موجود ہوں تو اسکے دادا دادی
اور نانا نانی محروم ہو جاتے ہیں ۔
(۳) برادراں و خواہراں علاتی یا اخیافی اور ایسے بھائی بہنوں کے بچے جو وفات
بلا وصیت سے پہلے مر چکے ہوں ۔
(۴) باقی کے تمام رشتہ داراں طرفین قربت درجہ کے مطابق چھٹا درساتویں درجہ کے

لہ ہم جدی (اگناٹک (Agnatic) اصول کی اخیر یادگار۔

متعلق پریٹر نے جو قید لگائی تھی وہ منسوخ ہو چکی تھی۔

ان اصلاحوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وراثت اور قبضہ بربنائے عدلت میں جو امتیاز تھا وہ دور ہو گیا الّا ایک صورت کے مثلاً زن و شوہر کے درمیان۔ کیونکہ یہ بات دیکھی گئی ہوگی کہ انتظام مصرحۂ صدر میں ایسی رشتہ داری کے متعلق کوئی احکام نہیں دئے گئے اس طرح کہ کوئی شوہر اپنی زوجہ کی جائداد کی بابت صرف قبضہ بربنائے معدلت (بونرم پزیسیوانڈی ویرایٹ اکسر) کا مطالبہ کرسکتا تھا۔ اور اسکے بالعکس یعنی انکا شمار تمام رشتہ داران طرفین کے بعد تھا تاکہ جائداد کو داخل خزانہ سرکاری ہونے سے بچالیا جائے۔ مگر جسٹنین نے ایسی بیوہ کو جو بہت عسیر الحال تھی اور جسکا کوئی جہیز نہ تھا اسکے شوہر کی جائداد کا ایک ربع حصہ عطا کیا۔ لیکن اگر تین سے زائد بچے ہوں تو بیوہ کو (پارٹیو ویریلس Partio virilis) میں صرف حق انتفاع ملتا تھا۔

۴۔ جانشینی (الف) احرار اور (ب) ابنسا Filu

الف۔ جانشینی احرار: الواح اثنا عشر کے بموجب جو غلام صحیح طور پر آزاد ہو جائے اسکو پورا اختیار تھا کہ اپنی جائداد کو بذریعہ وصیت نامہ منتقل کرے اور وہ اپنے مربی کا ذکر ترک کرسکتا تھا۔ کیونکہ از روے الواح اثنا عشر مربی کو ورثہ اس وقت ملتا جب کہ حُر بلا وصیت اور کوئی ورثائے لازمی چھوڑے بغیر مر جاتا۔ پہلی دفعہ جو قید لگائی گئی وہ پریٹر کی طرف سے تھی۔ اگر کوئی حُر اپنے حقیقی بچوں کو محروم کئے بغیر چھوڑ کر مرے تو کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہ تھی۔ بربنائے معدلت انکو مربی پر ترجیح حاصل تھی۔ لیکن اگر اس کے کوئی بچے نہ ہوتے یا ہونے پر انھیں محروم کر دیتا تو پریٹر مربی کو نصف جائداد کی بابت قبضہ بربنائے معدلت دیتا عام ازیں کہ حُر نے کوئی وصیت نامہ چھوڑا ہو جس میں اس نے مربی کو کچھ بھی نہ دیا ہو یا آدھے سے کم دیا ہو یا وہ بلا وصیت مرا ہو۔ اور اگر حُر کوئی ایک وارث لازمی بھی نہ چھوڑتا تو مربی کو بربنائے قانون ملک پوری جائداد کے متعلق دعویٰ کا حق ہوتا۔ دوسری تبدیلی قانون پاپیہ سے ہوئی جسکا اطلاق صرف ان صورتوں میں ہوتا تھا کہ حُر کی کل جائداد کی مالیت ایک لاکھ سکہ یا اس سے زائد ہو۔ جہاں جائداد کی مالیت اس قدر ہوتی تو تاوقتیکہ حُر تین یا تین سے زائد حقیقی بچے بطور وارث کے نہ چھوڑتا مربی کو "پارٹیو ویریلی" یعنی ہر بچہ کے حصہ کے

برابر کا حصہ دیا جاتا یعنی اگر حُر دو بچوں کو وارث چھوڑ جاتا تو مربی اور ہر بچہ کو جائداد کا ایک ایک ثلث ملتا۔ اگر ایک وارث چھوڑتا تو مربی اور بچہ آدھا آدھا حصہ لیتے۔ جسٹینین نے قانون میں حسب ذیل ترمیم کی۔ کسی حُر کے پاس ایک سو آری (ایک قسم کا سکہ) سے کم ہو تو وہ اس کو از راہ وصیت نامہ جس طرح چاہتا منتقل کر سکتا اگر جائداد کی مالیت ایک سو آری ہو اور حُر نے اپنے بچے چھوڑے اور انھیں اپنا وارث بنایا ہو تو مربی کو دعویٰ کا کوئی حق نہ تھا۔ اگر اس کے بچے نہ ہوں اور اگر ہوں تو انھیں محروم الارث کیا ہو تو مربی صرف ایک ثلث کی بابت مطالبہ کر سکتا تھا خواہ اس کو وہ ثلث دیا گیا ہو کہ نہ دیا گیا ہو۔ اگر بچے بھی نہ ہوئے اور حُر نے کوئی وصیت بھی نہ کی ہو تو تمام جائداد مربی کو ملجاتی تھی۔ پس جانشینی بلا وصیت کے قواعد کو جس طرح جسٹینین نے طے کیا وہ حسب ذیل تھے۔

(۱) حُر کے اولاد حقیقی۔

(۲) مربی۔

(۳) مربی کے بچے[۱]

(۴) مربی کے رشتہ داران طرفین پانچویں درجہ تک[۲]

لیاٹی نی جونیانی (Latini juniani) اور ڈیڈی ٹیکی (Dediticu) کی جانشینی:-

چونکہ کسی لیاٹی نس کو وصیت کرنیکا حق نہ تھا اسکی جائداد کسی صورت میں بھی اسکے مربی کو منتقل ہو جاتی تھی۔ جو کہ (جورے ہیریڈیٹاریو Jure hereditario) نہیں لیتا تھا۔ جیساکہ حُر کی صورت میں ہوتا تھا بلکہ (جورے پیکیلیائی Jure quodammodo peculiu)[۳] پس مربی کو جو حق کسی ملکی حُر اور کسی لیاٹی نس جونیانس کی جانشینی کے متعلق تھا اس میں اہم تفاوتیں تھیں مثلاً:-

---

[۱] کلاڈیس کے زمانہ میں بربنائے سیناٹس کنسلٹا کوئی اب العائلہ کسی حر کو کسی خاص بچے کے نام منتقل کر سکتا تھا (دیکھو جسٹینین کتاب سوم ۸)

[۲] جانشینی احرار کے متعلق مزید تفصیلی بیان کے لئے دیکھو روبی کتاب اول، ۲۷ اور دایل صفحہ ۲، ۳ -

[۳] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۵۶ -

(۱) کسی لیبائی نس جو لیانس کا کوئی وارث لازمی ہونا ممکن نہ تھا۔
(۲) کسی ملکی حُرہ کی جائداد کسی صورت میں بھی اس کے مربی کے وارث خارجی کو منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ درحالیکہ کسی لیبائی نس کی جائداد منتقل ہو سکتی تھی[۱]
(۳) اگر دو یا دو سے زیادہ مربی ہوں تو ملکی حر کی جائداد ان میں مساوی طور پر تقسیم ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ انکا غلام نامساوی حصوں میں رہا ہو لیکن مربیان شریک لیباٹینی جونیانی کی جائداد میں اسی نسبت میں وارث ہوتے جس میں کہ سابق میں وہ انکا غلام رہ چکا ہوتا[۲]
ڈیڈی ٹیکی کی جائداد بہ تمام صورتوں میں انکے مربیوں کی ہوتی تھیں جو بعض اوقات لیتے تھے جسطرح کہ جانشینی احرار ملکی کی صورت میں (یعنی جہاں غلام نیک چلن ہوتا تو بعد عتاق وہ آزاد (لبرٹس (Libertus) ہو جاتا اور بعض اوقات جسطرح جانشینی لیباٹینی جونیانی کی صورت میں ہوتا (یعنی جہاں اگر غلام نیک چلن ہوتا تو وہ لیباٹینی بن جاتا)[۳]
ب ۔ جانشینی ابن العائلہ۔ کوئی ابن العائلہ یا تو اپنے اسلاف کے زیر اختیار مرتا یا آزاد ہونیکے بعد "سوئی جورس" (یعنی خود مختار ہو کر)
(۱) اگر بیٹا زیر اختیار مرتا تو بموجب قانون قدیم اسکا باپ اس کی تمام جائداد "جوری کمیونی" (Jure communi) لے لیتا جب اثاثہ جنگی کا رواج ہوا تو بیٹا ازروئے وصیت جسطرح چاہتا اس کو منتقل کرسکتا اور جسٹنین کے زمانہ میں اثاثہ ہمشکل جنگی کو بھی وہ اسی طرح منتقل کرسکتا لیکن اگر وہ بلا وصیت مرجائے تو اس کا باپ معمولی طریقہ سے دونوں اثاثہ جات لے لیتا مگر باپ کو جو حق اس خصوص میں حاصل تھا اسکو جسٹنین نے بیٹے کے بچوں اور اسکے بھائی بہنوں کیلئے محفوظ کردیا۔[۴] لیکن اثاثہ کو بیٹا اس طرح جسٹنین کے زمانہ میں بھی منتقل نہیں کرسکتا تھا اور ہر حالت میں

---

[۱] کسی لیباٹینی نس جونیانس کی جائداد کے متعلق قانون (لارگیانم (Largianum) کی رو سے مربی کے بچوں کو جو صریحاً محروم نہ کئے گئے ہوں خوارج (اکسٹرینی ای (Extranei) پر ترجیح حاصل تھی۔
[۲] مزید تفاوتوں کے لئے دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۶۰ تا ۶۷ ۔
[۳] دیکھو گیئس کتاب سوم فقرہ ۷۴ تا ۷۶ ۔
[۴] دیکھو جسٹنین کتاب دوم ۱۲ ۔

اس کے مرنے پر اسکا باپ وہ اثاثہ لے لیتا تھا۔ ابتدائً باپ اثاثہ (پیکیولیم ایڈون ٹیکیم)
بھی لے لیا کرتا تھا لیکن "تھیوڈوسیس" اور "ویالن ٹی نین" نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ
جس حد تک اس اثاثہ میں (بانامیاٹرنا Bonamaterua) داخل ہے حسب سابق
اس حد تک وہ باپ کو ملنا چاہیئے۔ مگر جس حد تک (لیوکرانپٹیالا Lucra Naptiala)
شریک ہے باپ کو صرف حق تصرف در پیداوار (یوزوفرکٹ Usufruct) حاصل
ہے اور اس شرط کے ساتھ ابن العائلہ کے بچے مالک جائداد ہوتے تھے۔ اگر بچے
نہ ہوں تو ملکیت بھی باپ کو پہنچتی تھی۔ "لیو" (Leo) کے زمانہ میں باپ کا حق
ابن العائلہ کے بھائی بہنوں اور بچوں کے بعد ہوتا تھا۔ جسٹنین نے ان قواعد کو
نہ صرف بانامیاٹرنا کے ساتھ بلکہ ہر قسم کے اثاثہ (پیکیولیم ایڈون ٹیکیم) سے متعلق کردیا۔
اس طرح جسٹنین کے زمانہ میں باپ ہر صورت میں اثاثہ (پیکیولیم پرافکٹیکیم Peculium
propicticium) کا وارث ہوتا تھا اور اثاثہ جنگی اور بشکل جنگی کا بھی۔ اگر بیٹا بلاوصیت
مرجائے۔ اور اس صورت میں بھی اس کے بچوں بھائی اور بہنوں کے بعد۔ اثاثہ
(پیکیولیم ایڈون ٹیکیم) کی بابت اسکو حق انتفاع حاصل تھا اور اگر متوفی کے کوئی
بچے بھائی اور بہن نہ ہوں تو وہ پوری جائداد کا مالک ہوتا تھا۔

(۲) اگر بیٹا آزادی حاصل کرلیتا تو وصیت کے متعلق اسکو پوری پوری قابلیت حاصل ہوتی۔
اگر وہ بلا وصیت مرتا تو اسکی جائداد اسکے ورثائے لازمی کی ملک تھی اور اگر ورثائے لازمی
نہ ہوں تو جائداد اس شخص کی ہوتی جس نے اسکو آزادی دی تھی (خواہ وہ باپ ہو کہ غیر)[1]
تاوقتیکہ اس کے باپ کے مفید کوئی امانت (فائیڈوکیا Fiducia) کی کارروائی
نہ کی گئی ہو۔ مگر جسٹنین کے زمانہ میں ہر قسم کی آزادی کے اندر امانت کا پہلو مضمر ہوتا تھا[2]۔
اور جانشینی کی ترتیب یہ ہوتی تھی۔ سب سے پہلے متوفی کے بچے۔ اسکے بعد باپ مگر اس کے
ساتھ ساتھ متوفی کی ماں بھائی اور بہنوں کو بھی (اگر کوئی ہوں) چند حقوق حاصل تھے[3]۔

---

[1] ملاحظہ ہو بیان صدر۔ آزاد کنندۂ غیر پر پریٹر نے دس اشخاص کو ترجیح دی ہے (دیکھو رومی کتاب اول صفحہ ۲۶۰)

[2] دیکھو جسٹنین کتاب سوم ۲ - ۸ -

[3] دیکھو ہایل صفحہ ۲۵۷ -

ذیلی دفعہ ۳۔ قبضہ بر بنائے معدلت

قبضہ بر بنائے معدلت جسکی بہت ساری تفصیل اوپر ہو چکی ہے کل جائداد کی جانشینی کا نام تھا جو بہ بنائے معدلت دیا جاتا تھا کیونکہ قانون کی نظر میں قابض بر بنائے معدلت کی کوئی حیثیت بطور قابض معدلت کی نہیں تھی اگرچہ پریٹر اسکی بہت کچھ حمایت کرتا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے تین بناؤں پر قبضہ بر بنائے معدلت دیا جاتا تھا:۔

(۱) مطابق الواح (سیکنڈم ٹیبابولاس Secundum tabulas) یعنی جہاں کہ وصیت نامہ بہ ثبت مہر باضابطہ موجود ہو۔

(۲) خلاف الواح (کونٹرا ٹیبابولاس Contra tabulas یعنی جہاں کہ پریٹر وصیت نامہ کو کلیتہً یا جزاً کالعدم کر دیتا تھا۔ مثلاً کوئی وصیت نامہ اس وقت کلیتہً کالعدم کر دیا جاتا جب کہ ایک (فی لیس سواس Fibus suus) (پریٹر ٹیریٹس Praeteritus) بنا دیا گیا اور ایسے بیٹے نے قبضہ کی درخواست کی۔ کیونکہ فی لیس سواس ہونے کے باعث وصیت نامہ قانون ملک کے بہ موجب بھی کالعدم ہو جاتا تھا۔ یعنی اگر پریٹر کی شرائط سے بھی اس کو جدا کر کے دیکھا جائے۔ وصیت نامہ کے جزاً کالعدم ہونے کی مثال یہ ہے کہ جہاں کوئی شخص "پرائی ٹیریٹس" ہو (جو فی لیس سواس سے علیحدہ ہو) اور اسکے متعلق پریٹر یہ چاہتا ہے کہ یا تو وارث نامزد ہو یا محروم الارث کر دیا جائے۔ ایسی صورت میں پرائی ٹیریٹس کو قبضۂ معدلت مل سکتا تھا۔ لیکن وصیت نامہ کی بعض شرطوں کی پابندی اس پر لازمی ہوتی تھی مثلاً اولیا کے تقررات۔

(۳) بہ عدم وصیت (ایب ان ٹسٹاٹو Ab intestato) جب کہ قبضہ بہ بنائے معدلت یا وارث قانون ملک کو (ایڈجوانڈی کا وزا Adjuvandi causa) دلایا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح اسکو زیادہ تر کارآمد چارۂ کار حاصل ہوتا تھا یا بطور (کاریجنڈی کا وزا Corrigendi causa) کسی شخص کو جس کو قانون ملک محروم کرتا ہو مثلاً آزادی یافتہ بیٹا یا شوہر یا زوجہ۔

متوفی کی جائداد کے قبضہ کے لئے جو باضابطہ درخواست پریٹر کے پاس پیش ہوتی تھی اسکو (اگنیشیو Agnitio) کہتے تھے اور اصول اور فروع یا اسلاف و اخلاف کو

ایسی درخواست پیش کرنیکے لئے ایک سال (انس یوٹی لس Annus utilis) اور دوسرے اشخاص کیلئے ایک سو روز کی مدت دیجاتی تھی (سینٹم ڈیس یوٹی لس Centum dies utilis)۔ اندرون مدت مقررہ درخواست پیش نہ ہو تو حق زائل ہو جاتا تھا۔ اس عطیہ کے ساتھ وراثت بربنائے معدلت بھی جو مستقل (کم ری Cum re) ہو سکتی تھی یا عارضی (سوئی ری Sui re) مستقل اسی وقت ہوتی تھی جب کہ قابض بربنائے معدلت کسی دوسرے شخص سے جو بہتر استحقاق حق رکھتا ہو بیدخل کئے جانیکا مستوجب نہ ہو اور عارضی اس وقت جب کہ وہ بیدخل ہو سکتا ہو مثلاً زید جو وارث تحریری (اسکرپٹس ہیرس Scriptus heres) ہے قبضہ بربنائے معدلت طلب نہیں کرتا ہے۔ پس عمرو کو جو وارث بلا وصیت ہے قبضہ دلایا جاتا ہے۔ قبضہ بربنائے معدلت عارضی ہوگا اگر وصیت نامہ درست طور پر مرتب کیا گیا ہو اور شرائط مصرحہ صدر کی تکمیل بھی ہوئی ہو۔ کیونکہ بربنائے قانون ملک نالش کر کے درخواست ورثہ (ہیری ڈیٹاٹس پے ٹی ٹیو Hereditatio petitio) زید عمرو کو جسکا قبضہ محض (جورس کیویلس سپلنڈی کاوزا Juris civiles suppiendi causa) تھا بیدخل کر سکتا ہے۔ اس کے برخلاف جو قبضہ وارث قانون ملک کو (جورس کیویلس اڈجو ونڈی کاوزا Juris civiles adjuvandi causa) دلایا گیا ہو جو کسی دوسرے شخص کو پریٹر نے وارث قانون ملک[1] پر ترجیح دیکر (جورس کیویلس کاریگنڈی کاوزا Jus civiles corrigendi causa) دلایا ہو وہ قطعی اور اس لئے مستقل تھا۔

قابض بربنائے معدلت کے چارہ ہائے کار حسب ذیل تھے:-

(الف) انٹرڈکٹم کورم بونرم (Interdictum quorum bonorum) جسکے ذریعہ سے ورثہ سے جو مادی جائداد متعلق ہو اسکی نسبت جو حق حاصل ہو اس کی تعمیل کرائی جاسکتی تھی۔

(ب) پے ٹی ٹیو ہیری ڈی ٹاٹس پزیسیوریا (Petitio hereditatis posses). جو وارث قانون ملک کی درخواست ورثہ کے مماثل تھی۔

[1] یعنی اس خصوص میں پریٹر کا اختیار مسلم ہونیکے بعد۔

(ج) مدیونان جائداد پر نالش کرنا اس امر مفروضہ امکانی کی بنا پر جس سے انکار نہیں ہوسکتا تھا کہ قابض بربنائے معدلت[1] درحقیقت وارث قانون ملک ہے (فکٹوسی ہیریڈی Fictose herede) -

یہ صاف طور سے معلوم نہیں ہوتا کہ قبضہ بربنائے معدلت کی ابتدا کیونکر ہوئی - اس کی قدیم ترین شکل صرف (جورس کیولس ایڈجوونڈی گراٹیا Juris civiles adjuvandi gratia) کی تھی یعنی وصیت نامہ صحیح کی بنا پر وارث تحریری کے مقابلہ میں اسکی شکل مطابق الواح کی تھی یا ہم جد اقرب کے مقابلہ میں بہ عدم وصیت کی۔ یہ رائے سب سے زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ ورثائے لازمی کو قبضہ خود قانوناً ملتا تھا درحالیکہ دوسروں کو جیسے کہ وارث خارجی۔ تحریری اور ہم جد کو صرف پریٹر کے حکم سے[2] قبضہ بلا شرکت حاصل ہوتا تھا لہذا قبضہ بربنائے معدلت کا رواج سب سے پہلے اس وقت ہوا جب کہ ورثائے لازمی کی عدم موجودگی سے ورثائے وصیت اور بلا وصیت میں نزاع واقع ہوئی - اس طرح قبضہ بربنائے معدلت عطا کرنے سے نہ صرف نزاع کا تصفیہ ہوگیا بلکہ کسی فریق ثالث کے لئے یہ موقع بھی نہ رہا کہ بربنائے (یوزوکیپیو پری ہیریڈے Usucapio preherede) جائداد حاصل کرے - اسکے بعد قبضہ بربنائے معدلت (جورس کیولس سپلنڈی کاوزا) ہو گیا اور اس وقت دیا جانے لگا جب کہ وارث تحریری نے قبضہ بربنائے معدلت کے لئے بروقت درخواست نہ دی ہو (اگرچہ اس صورت میں وہ مستقل قبضہ ہو نہیں سکتا تھا - کیونکہ وارث تحریری کے لئے یہ ممکن تھا کہ متعاقب وہ درخواست ورثہ کی نالش دائر کرے) اور آخر کار یہ عطیہ[1] کاریجنڈی گراٹیا" ہوگیا - یعنی جب کہ سیسرو کے زمانہ سے لیکر آگے تک پریٹر ایسے قبضہ کا وعدہ ان اشخاص کے ساتھ کرتا رہا

---

[1] اسکے بالعکس جو اشخاص جائداد کے دائن تھے انکو اسی امر مفروضہ امکانی کی بنا پر نالش کرنیکی اجازت تھی -

[2] الواح اثنا عشر میں یہ قاعدہ مندرج تھا کہ سوا اُس کے جو ہی وارث ہو - سو اس نہ ہونیکی صورت میں ہم جد اور اہل قبیلہ وارث نہیں ہوسکتے - وہ صرف جائداد لے سکتے ہیں - عائلہ (قبضہ بربنائے معدلت کی ابتدا کے لئے دیکھو سام صفحہ ۵۳۸ - ۵۵۰ اور رابل صفحہ ۴۶۹ تا ۴۷۳ -

جن کو بموجب قانون ملک کسی معنی میں بھی استحقاق حاصل نہ تھا۔

ذیلی دفعہ ۔ حصول آزادی کی بنا پر عدالت کا کل جائداد بذریعہ فیصلہ عطا کرنا۔

ایڈکٹیو بونرم لبراٹس کاوزا (Addictio bonorum liberatis causa)

اس فیصلہ معدلت (ایڈکٹیو بونرم (Addictio bonorum) کو "مارکس آریلیس" نے رواج دیا اور اس امر قوی سے کہ گیئس اسکا ذکر نہیں کرتا ہے ہمیں انسٹی ٹیوٹس کی تاریخ کی تعیین میں مدد ملتی ہے۔

اگر کوئی شخص ازروئے وصیت اپنے چند غلاموں کو آزادی دے اور اسکے ورثہ کو لینے سے وارث وصیت نامہ وارث بلا وصیت اور خزانۂ سرکاری انکار کرے تو ازروئے فیصلہ وہ جائداد دائنین کو دیجائیگی تاکہ اسکو فروخت کریں اور اپنے مطالبات کا تصفیہ کرلیں اور اس طرح سے عطائے آزادی بیکار ہوجاتی تھی۔ مارکس آریلیس نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ بعوض اسکے کہ جائداد دائنین کے حوالہ کیجائے کسی غلام کو جسے آزادی دی گئی ہو دیدی جائے جب کہ ایسا غلام اسکی نسبت درخواست پیش کرے اور ضمانت بھی دے کہ دائنین کے مطالبات تمام و کمال ادا کردئے جائیں گے۔ یہ فیصلہ معدلت بربنائے آزادی تھا کیونکہ اسی بنا پر وہ تمام غلام آزاد ہوجاتے تھے جنھیں بالراست آزادی دیجاچکی تھی۔ اور ان غلاموں کو جن کو آزاد کرنیکی نسبت وارث کو حکم دیا گیا تھا وہ غلام آزاد کرتا تھا جسکو کہ مال و اسباب ازروئے فیصلہ ملا ہو۔[1] مارکس اریلیس نے بھی یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ اگر جائداد کو خزانۂ سرکاری کے قبول کرلینے کے باعث فیصلہ نافذ نہیں ہوسکتا ہو تو کم سے کم غلاموں کو آزادی دیدینی چاہئے۔ شہنشاہ (گارڈین (Gordian) نے اجازت دی تھی کہ فیصلہ معدلت کسی اجنبی کو بھی عطا کیا جاسکتا ہے

---

[1] لیکن وہ غلام جسکو ازروئے فیصلہ مال و اسباب دیا گیا ہو اور جو اسطرح سے لازماً خود بھی آزاد ہوچکا تھا عطائے قبضہ کے وقت یہ شرط پیش کرسکتا کہ وہ تمام غلاموں کو آزاد کردیگا (یعنی انکو بھی جنھیں ازروئے وصیت نامہ بالراست آزادی دیجاچکی تھی) اور اگر غلامان زیر بحث راضی ہوجاتے تو اسی طرح قبضہ دیا جاتا مگر اس میں فائدہ یہ تھا کہ جو غلام اپنے سائنہ کے غلاموں کو آزادی دیدیتا وہ انکا مربی بن جاتا تھا (دیکھو جسٹنین کتاب سوم ۱ - ۱۱)

بشرطیکہ وہ کافی ضمانت داخل کرے۔

جسٹینین یہ نکتہ بیان کرتا ہے کہ مارکس آریلیس کے تحریری جوابات جن سے کہ فیصلہ (ایڈیشیو (Additio) کا رواج ہوا نہ صرف غلاموں کے حق میں مفید ثابت ہوئے بلکہ موصی متوفی کے لئے بھی کیونکہ وہ اس ذلت سے بچا لئے گئے کہ انکی وفات کے بعد دائنین نے انکے مال واسباب کو بیچ کھوچ ڈالا۔ شہنشاہ مذکور یہ بھی کہتا ہے کہ ان تحریری جوابات کا استعمال صرف وہیں نہیں ہوتا تھا جہاں کہ وصیت نامہ موجود ہو جسکی رو سے غلاموں کو آزادی دیگئی ہو بلکہ اس صورت میں بھی جب کہ آقا بلا وصیت مرجائے اور اپنے غلاموں کو تتمہ جات وصیت نامہ کے ذریعہ سے آزادی دی ہو اور جب کہ جائداد کو قبول کرنے سے وہ لوگ انکار کرتے ہوں جنھیں بعدم وصیت استحقاق حاصل ہے۔ اور اسکی یہ بھی رائے ہے کہ ان تحریری جوابات کو ان تمام صورتوں پر حاوی سمجھا جائے جس میں آقا نے آزادی حین حیات (انٹر ویواس Inter vivos) یا بطور عطا بخیال مرگ دی ہو اس طرح کہ کبھی یہ سوال نہ پیدا ہو کہ آیا دائنین کے ساتھ دغا کی گئی[1]

قبضہ اس وقت تک نہیں دیا جاتا تھا جب کہ یہ یقین نہ ہوجائے کہ جائداد کو کوئی شخص بھی قبول نہیں کریگا اور جس شخص کی عمر پچیس سال کے اندر تھی اپنے قبول یا انکار سے پابند نہیں ہوسکتا تھا تاوقتیکہ وہ اس عمر کو نہ پہنچے[2]۔ اس لئے اگر زید جو وارث بلا وصیت ہے بست سالہ ہو تو معقولیت کے ساتھ کوئی جائز فیصلہ پانچ سال تک نہیں دیا جاسکتا لیکن جسٹینین کہتا ہے کہ اس صورت میں بھی فیصلہ ہوسکتا ہے اور اگر زید پچیس سال کی عمر سے پہلے انکار کردے تو فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اور غلام آزاد ہوسکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر پچیس سال کی عمر میں وہ ارادہ بدل بھی دے اور وہ براءت کامل کی درخواست بھی کرے جس سے فیصلہ منسوخ ہوتا یا واپس لیا جاتا ہو تو عطائے آزادی کی ہنوز حمایت کیجاتی تھی۔

قبضۂ کامل جائداد کی یہ چار شکلیں جنکا اوپر ذکر ہوا ہے جسٹینین کے زمانہ میں رائج تھیں اور جن شکلوں کا اب ذکر کیا جائیگا وہ یا تو متروک تھیں یا انکا وہی اثر باقی نہ رہا تھا۔

---

[1] دیکھو جسٹینین کتاب سوم ۶۔ ۱۱ یعنی لیکس ایلیا سینٹیا کے تحت۔

[2] یعنی اس لئے کہ شاید یہ پریٹر ان انٹگرم ریسٹی ٹیوٹیو (In integrum restitutio) عطا کرے۔

ذیلی دفعہ ۵۔ فرضی دعوی کی بنا پر وارث کا جائداد غیر کو عمداً دیدینا[1]

(ان جورے سیسیو ہیریڈی ٹاٹس In jure cessio hereditatis)

خلافت مجموعی کی یہ نوع ایسی تھی کہ ایک فرضی دعوے قانونی کی بنا پر وارث اپنی جائداد شخص غیر پر منتقل کردیتا تھا تاکہ اصلی وارث کے بجائے وہ اجنبی وارث بنے۔

اس قسم کا انتقال مرگ بلا وصیت کی صورت میں صرف وارث ہم جدو وارث جائز کرسکتا تھا۔ اور وہ بھی اپنے دخلیاب ہونے سے پہلے۔ اس طرز عمل کو ٹھیک طور پر اس قاعدہ کی خلاف ورزی نہیں کہا جا سکتا کہ " وارث یکروزہ وارث دائمی ہوتا ہے" کیونکہ سُورس کے بالعکس وارث جائزہ دخلیابی تک ہرگز وارث تصور نہیں ہوسکتا۔ پس جس چیز کو اس نے منتقل کیا وہ اسکی وراثت نہ تھی بلکہ اسکا حق دخلیابی۔ اگر ایسا شخص بعد دخلیابی فرضی دعوی قانونی کرے اگرچہ اس نے ورثہ سے متعلق جو مادی جائداد ہو اسکو جائز طور پر منتقل کردیا ہو وہ ہنوز وارث سمجھا جاتا تھا۔ اور جائداد کے دائنین کے مقابلہ میں وہ مستوجب ادائی تھا گر جائداد کو جو دیون وصول طلب تھے وہ سب ساقط ہوگئے اور متوفی کے مدیون نفع میں رہے۔

اگر وہ وارث جسکا نام وصیت نامہ میں مندرج ہو (خارجی) دخلیابی سے پیشتر فرضی دعوائے قانونی کرے تو نتیجہ میں حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا تھا کیونکہ ورثہ کی نسبت اسکا حق (یعنی دخلیابی کے بعد) محض مشروط تھا اور وارث جائز کی صورت کی طرح حق حاصل شدہ نہ تھا کہ وہ منتقل ہوسکتا۔ اگر خارجی تحریری وارث بعد دخلیابی منتقل کرے تو نتیجہ وہی ہوتا جو وارث جائز کے بعد دخلیابی منتقل کرنیکا ہوتا تھا۔

انتقال منجانب سُورس ہیریس کے متعلق جو ظاہر ہے کہ بغیر دخلیابی کے بھی وارث ہوتا تھا مقننین کے دونوں گروہ میں تنازعہ تھا۔ سیابی نینس کہتے تھے کہ ایسا انتقال سراسر بے اثر تھا۔ اور پراکیولینس کا خیال تھا کہ نتیجہ وہی ہوتا تھا جو وارث جائز یا وارث خارجی کے بعد دخلیابی کرنیکا ہوتا تھا۔

---

[1] دیکھو گیئس کتاب دوم فقرہ ۳۴-۳۷ اور مقابلہ کرو کتاب سوم فقرہ ۸۵ تا ۸۷۔

اس قسم کی جانشینی جسٹنین کے زمانہ میں متروک ہونے کے باعث وہ اسکا ذکر بھی نہیں کرتا ہے۔

ذیلی دفعہ ۶ ۔ (الف) دیوالیہ۔ (ب) تبنیت بالغ۔ ازدواج بیع زوجہ بحق شوہر (ج) سیناٹس کنسلٹا کلاڈیانم۔

الف۔ دیوالیہ۔ اس موضوع پر قانون متعلق نالشات[۱] کے تحت میں مفصل بحث کیجائیگی۔

ب۔ تبنیت بالغ۔ ازدواج بیع زوجہ بحق شوہر۔ اس لحاظ سے کہ وہ بھی استحصال وراثت کل جائداد کے طریقے میں نظر ڈالی جاچکی ہے۔ جسٹنین کے زمانہ میں ازدواج باحق شوہر اور بیع زوجہ بحق شوہر بہ طریقۂ امانت بالکل متروک تھے۔ اور وراثت کل جائداد پر تبنیت بالغ کا کسی قسم کا عمل تھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس سے تبنیت میں لینے والے شخص زیر تبنیت کی جائداد میں صرف حق انتفاع حاصل تھا۔

ج۔ سیناٹس کنسلٹا کلاڈیانم۔ میزرے بلس پر یونیورسی ٹاٹم ایڈکیو ئی سی ٹیو: (Miserabilis per universitatem adquisitio) جو اس وقت واقع ہوتا تھا جب کہ کوئی آزاد عورت کسی غلام کی محبت میں پھنسکر اپنی آزادی اور اپنی جائداد دونوں اس غلام کے آقا کے حوالہ کردیتی تھی جسٹنین[۲] نے اسکو منسوخ کردیا۔

نوٹ ششم

وصیت ناجات مراعات خاص

جولیس سیزر کے زمانہ سے لیکر آگے تک سپاہیوں کے ساتھ ترتیب وصیت ناجات کے متعلق خاص رعائتیں کی گئیں۔ انکی ناتجربہ کاری کے باعث انکو اجازت دی گئی تھی کہ

---

[۱] دیکھو ہیج صفحہ ۴۱۱۔
[۲] ؍؍ ؍؍ صفحہ ۴۵۔

جب وہ میدان جنگ میں ہوں (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۱۱) بغیر کسی ضابطہ کے کوئی وصیت نامۂ جائز مرتب کریں۔ اگر وصیت نامہ تحریری ہوتا تو گواہوں کی ضرورت نہیں تھی۔ اور زبانی وصیت کی صورت میں بھی شہود کی معمولی تعداد کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ ثابت کرنیکے لئے کہ سپاہی نے کیا کہا اور جو کچھ اس نے کہا سچے دل سے کہا ایک دو گواہ کافی تھے[1] جسٹینین کے زمانہ میں ایسا وصیت نامہ سپاہی کے ترک ملازمت سے ایک سال تک جائز تھا اگرچہ وارث کی نامزدگی کسی شرط کے ساتھ بھی ہوئی ہو۔ جو اس سال کے بعد تک پوری نہیں ہوئی۔ لیکن اگر سپاہی کو ذلت کے ساتھ ملازمت سے علٰحدہ کر دیا جائے تو وصیت نامہ بیکار ہو جاتا۔ سپاہی کی وصیت میں یہ بھی ایک رعایت تھی کہ گونگا اور بہرا شخص بھی وصیت کر سکتا تھا۔ اور وہ اپنی جائداد کا صرف ایک حصہ منتقل کر سکتا تھا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ پوری جائداد ہبہ بالوصیت اور امانت بذریعۂ وصیت سے ہی ختم ہو جا سکتی تھی کیونکہ یہاں قانون فالکیدیہ اور قانون پیگاسیانم کا اطلاق نہیں ہوتا تھا۔ اشخاص غیر معین کے سوائے غیر ملکی اور لیاٹینی جونیانی وارث اور موہوب لہم بن سکتے تھے[2]۔ اپنے بچوں کو محروم الارث کرنا سپاہی کے لئے غیر ضروری تھا۔ کیونکہ اسکی خاموشی سے یہ محرومیت ظاہر ہوتی تھی تاوقتیکہ اس خاموشی کی یہ وجہ نہ ہو کہ اسکو اس بات کا علم نہ تھا کہ اسکے بچے بھی ہیں[3]۔ اگر سپاہی کی حیثیت قانونی میں تنزل ہو تب بھی اس کی وصیت برقرار رہتی تھی[4]۔

جسٹینین کے زمانہ میں خاص خاص رعایتوں والی وصیت کی دوسری مثالیں یہ تھیں :۔

---

[1] یعنی دوران گفتگو میں یونہی یا دل لگی سے نہ کہا ہو (دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۱ - ۱۱)

[2] دیکھو جسٹینین کتاب دوم ۲۰ - ۲۵ -

[3] " " " " ۶ - ۱۳ -

[4] سپاہیوں کے ساتھ جو خاص رعایت کیجاتی تھی اسکی دوسری مثال اثاثۂ جنگی ہے۔ اگر کسی ابن العائلہ نے میدان جنگ میں رہ کر اس اثاثہ کو وصیتاً منتقل کر دیا تو وہ وصیت بے ضابطہ قرار دیجا سکتی تھی۔ اگر میدان جنگ میں رہ کر منتقل نہ کرے تو لازم تھا کہ وصیت معمولی شکل کی وصیت کی طرح کیجائے۔

(۱) ٹسٹمنٹم پیریاٹم انٹرلبراس Testamentum pareatum inter liberos
یعنی اگر کوئی شخص اپنی جائداد صرف اپنے بچوں کے لئے ہی چھوڑے تو اس کی وصیت بغیر کسی گواہ کے بھی جائز تھی۔
(۲) ٹسٹمنٹم ٹمپورے پسٹس Testamentum tempore pestis جب کہ موصی کسی مرض متعدی میں مبتلا ہو تو گواہوں کے فی الحقیقت حاضر رہنے کی ضرورت نہ تھی۔
(۳) ٹسٹمنٹم روری کیانڈیٹم (Testamentum ruri canditum) اگر وصیت اضلاع میں کی جائے تو پانچ گواہ کافی تھے (بجائے سات کے) اور اگر بعض گواہ لکھ نہیں سکتے تھے تو انکی دستخط کی بھی ضرورت نہ تھی۔

دفعہ ۵ ۔ وجوبات

صدر کے ابواب میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جب جائداد بطریقہ قائم مقامی کلی یعنی (Successio per universitatum) ایک شخص سے دوسرے شخص کو حاصل ہوتی ہے تو وجوبات بھی مثل جائداد کے اس شخص پر منتقل ہوجاتے ہیں۔ اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ وجوبات کس طرح وجود میں آتے ہیں اور قائم مقامی کلی کے علاوہ دیگر طریقوں سے کس طرح منتقل ہوتے ہیں اور کس طرح معدوم ہوجاتے ہیں۔
وجوب کی تعریف جسٹنین یوں کرتا ہے کہ "وجوب ایک عقد قانونی ہے جسکی وجہ سے ہم پر اس بات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اپنے ملک کے قانون کے مطابق جو چیز ادا کرنی ہو ادا کردیں" (دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۱۳)۔ یعنی یہ ایسا رشتہ قانونی ہے دو اشخاص کے مابین جس سے ان پر یہ پابندی عائد ہوتی ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے فائدے کیلئے کوئی کام کرے یا کسی کام کے کرنے سے اجتناب کرے [۱]

[۱] عموماً کم سے کم دو اشخاص میں ہوتا ہے ان کی تعداد اس سے زائد بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ زید پر عمرو کے پانچ پونڈ لے ہوں یا زید اور عمرو ملکر پانچ پونڈ بکر کو دینے ہوں یا عمرو اور بکر کو زید سے پانچ پونڈ وصول طلب ہوں۔ پس اس سے بھی زیادہ صحیح تعریف یوں ہوسکتی ہے کہ "وہ ایک عقد قانونی دو یا زائد اشخاص کے مابین ہے جو ان پر یا ان سے کسی ایک پر دوسرے یا دوسروں کے فائدہ کیلئے کسی کام کے کرنے یا اس سے اجتناب کرنیکے لئے پابندی عائد کرتی ہے۔"

اس شخص کو جو اس فائدہ کا استحقاق رکھتا ہے اسکی بابت ایک قانونی حق حاصل ہے اس طرح کہ ہر وجوب میں ایک حق مستتر ہے اور اسکے بالعکس۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قانون وجوبات کو جسطرح کہ کتاب (Institutes) میں اس پر بحث ہوئی ہے ایک ایسا قانون تصور کر لیا جا سکتا ہے جو ان حقوق کی تعریف کرتا ہے جنکا تعلق بالراست جائداد سے نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر قانون وجوبات حقوق بالتخصیص (rights in personam) کی تعریف کرتا ہے (یعنی کسی شخص معین کے مقابل میں) جو جداگانہ ہے قانون جائداد سے جو تمام دنیا کے مقابل میں یعنی حقوق بالتعمیم (inrem) عطا کرتا ہے[1]۔ زید ایک غلام کا آقا ہے اور اس طرح اسکو حق بالتعمیم حاصل ہے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی اس سے اسکے غلام کو لے نہیں سکتا۔ عمرو نے زید سے پانچ پونڈ دینے کا وعدہ کیا یا عمرو نے زید کی توہین کی۔ زید کو عمرو کے مقابل میں فقط حق بالتخصیص حاصل ہے کہ عمرو پانچ پونڈ ادا کردے یا توہین کے باعث زید نے جو نقصان برداشت کیا ہو اسکا معاوضہ ادا کرے۔ وجوبات ذیل کی چار شکلوں سے پیدا ہوتے ہیں:—

(۱) معاہدہ

(۲) مماثل معاہدہ

(۳) جنایات

(۴) مماثل جنایات[2]

ذیلی دفعہ ا ۔ وجوبات جو معاہدات سے پیدا ہوتے ہیں

انگلستان کے معاہدہ (معاہدہ انگلشیہ) کی طرح رومنی معاہدہ بھی ایک اقرار ہے

---

[1] مقابلہ کرو (Leage) صفحہ ۷ سے۔

[2] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۱۳-۲- جن وجوبات کا ذکر (Gaius) کرتا ہے ان کو جسٹنین "ہمشکل معاہدی" اور "ہمشکل مضرتی" کہتا ہے جو Exvarius causarum figuris وجود میں آتے ہیں۔ وجوبات کی تقسیم یوں بھی ہوسکتی ہے۔

جس سے ایسا وجوب پیدا ہوتا ہے جسکی تعمیل قانون کراتا ہے۔ لیکن ان دونوں ممالک میں محض قرارداد فریقین سے بڑھ کر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تاکہ وجوب واجب التعمیل ہوسکے۔ کسی وجہ (Causa) یا قانونی وجہ کی ضرورت تھی کہ قانون کیوں تعمیل کرائے ورنہ اقرار محض اقرار ہے اور بلا بدل (nudum) واجب التعمیل نہیں ہوتا۔ انگلستان میں اس قسم کا (Causa) یا وجہ قانونی ان دو سے کوئی ایک ہوسکتی ہے۔ ایک یہ کہ

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ (۱) ملکی (civiles) یعنی جو بربنائے قانون ملک قابل ارجاع دعویٰ ہوں مثلاً اقرار زبانی کے باعث اور یہ پریٹری یا (honorariae) سے متاثر ہیں جو پریٹر کے اعلان کی وجہ سے واجب التعمیل ہوتے ہیں مثلاً (Pactum constitutae pecuniae)

(۲) ملکی (Civiles) جو قدرتی کا ضد ہے۔ ملکی وجوب سے جو قدرتی وجوب کا ضد ہے یہ مراد ہے کہ وہ ایسا وجوب ہے جسکی تعمیل معمولی طور پر بربنائے قانون ملک یا اعلان پریٹر ہوگی۔ اسکے برعکس قدرتی وجوب وہ ہے جسکی بنا پر دعویٰ دائر نہیں کیا جا سکتا جسکی وجہ عموماً یہ ہوتی تھی کہ کسی ایک فریق میں اسکی قابلیت نہیں ہے مثلاً وہ معاہدہ جو کسی اب العائلہ اور ابن العائلہ کے مابین ہو۔ انگلستان کے معاملات ناکامل الوجوب کی طرح (مثلاً معاہدات جو قانون موضوعہ فریب کے دفعہ (۴) کی تکمیل نہیں کرتے) قدرتی وجوب کالعدم متصور ہوتا تھا اگرچہ اسکی تعمیل بالراست دعویٰ کے ذریعہ نہیں کرائی جا سکتی تھی)۔ ممکن تھا کہ اس سے قانونی نتائج مترتب ہوں۔ روما میں قدرتی وجوب کے اثرات حسب ذیل تھے:-

(الف) اسکے ذریعہ (Condictio indebiti soluti) کی جوابدہی ہوتی تھی یعنی جس قرضہ کی شکل "اخلاقی" ہو اور اگر وہ رقم قرضہ غلطی سے ادا ہو جائے تو اس نالش سے اسکی بازیافت نہیں ہوسکتی تھی۔

(ب) قانونی وجوب کی بنا پر جو دعویٰ کیا جائے اسکے رد اثر کیلئے قدرتی وجوب کا استعمال کیا جا سکتا تھا مثلاً یہ کہ عمرو کے ذمہ زید کے پانچ روپے ازروئے قانون ملک واجب الادا ہیں اور اتنی ہی رقم زید پر عمرو کی اخلاقاً آتی ہے۔ اگر زید وجوب قانونی کی بنا پر عمرو پر دعوے کرے تو عمرو اخلاقی وجوب کی بنا پر زید پر دعوئے متقابل کرسکتا ہے۔

(ج) رہن۔ کفالت یا ضمانت اور تجدید وجوب کیلئے اخلاقی وجوب وجہ معقول تھا (دیکھو مابعد)

(د) اگر متعاقدین کے درمیان باپ اور بیٹے یا آقا اور غلام کا تعلق ہو تو بیٹے یا غلام کے اثاثہ کی کمی یا بیشی کے لئے اخلاقی وجوب کامل خود بخود ہو جاتا تھا۔

معاملہ بہ ثبت مہر ہوا ہو اور دوسرا موجودگی بدل عہد۔ بہ الفاظ دیگر اگر زید عمرو پر پانچ پونڈ دینے کے وعدہ پر دعوےٰ کرے تو زید کو اسی وقت کامیابی ہوگی جب کہ وہ یہ ثابت کرسکے کہ عمرو نے بہ تحریر دستاویز و ثبت دستخط و مہر پانچ پونڈ دینے کا وعدہ کیا تھا یا یہ ثابت کرے کہ زید نے عمرو کو کچھ بدل عہد یعنی کوئی بدل باہمی عمرو کے وعدہ کے معاوضہ میں دیا تھا مثلاً کوئی ایسا کام کیا یا کرنیکا وعدہ کیا جس سے عمرو کو فائدہ ہوا۔

روما میں یہ معاملہ اس قدر سادہ نہ تھا۔ وہاں چار بڑی وجوہات (Causae) قائم کی گئی تھیں جن کی بنا پر کسی معاملہ کی نسبت یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس سے وجوب قابل ارجاع دعویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اور ان سے بعض کی ذیلی تقسیمیں ہوئیں اور انکی توسیع بھی کی گئی۔ وہ چار وجوہات جن کی بنا پر کوئی معاملہ یا معاہدہ طے شدہ سمجھا جاتا تھا حسب ذیل تھیں :-

(الف) بالشئ (Re) یعنی شی کے متعلق

(ب) باللسان (Verbis) یعنی اقرار زبانی

(ج) بالتحریر (Litteris) یعنی اقرار تحریری

(د) بالرضا (Consensu) یعنی مبنی محض بر رضامندی

الف ۔ معاہدات متعلق بہ اشیا ۔

معاہدات متعلق بہ اشیا کا یا جیسا کہ اسکو معاہدۂ تعمیل شدہ بھی کہتے ہیں جزو اصلی یہ ہے کہ جس وقت معاملہ کیا گیا ہو اس وقت ایک فریق نے اپنی ذمہ داری کو جو کہ از روئے معاہدہ اس پر عائد ہوئی ہو پورا کردیا ہو جیسا کہ دوسرے شخص کو اپنی کوئی شے منتقل کی ہو۔ انگریزی قانون کی اصطلاح میں یہ کہا جائیگا کہ بدل عہد یک طرفہ تعمیل شدہ ہے یا جیسا کہ رومنی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ کسی شے کی حوالگی سے معاہدی وجوب وجود میں آتا ہے یعنی "کسی چیز کی حوالگی سے وہ شخص وجوب کے آغاز کی تکمیل کرتا ہے"۔ جسٹینین کہتا ہے کہ معاہدات متعلق بہ اشیا کی چار قسمیں تھیں :-

(الف) قرض (Mutuum) یعنی قرضہ بروے صرف[1]

---

[1] (Gaius) فقط اسی ایک معاہدہ متعلق اشیا کا ذکر کرتا ہے لیکن اسکے زمانہ میں دوسرے معاہدات کو قانونی معاملات کہتے تھے اور وہ اکثر ان معاملات کا ذکر کرتا ہے۔

(ب) (Commodatum) یعنی عاریت
(ج) تحویل امانتی یا ودیعت (depositum) مثلاً زید اپنی گھڑی عمرو کو حفاظت سے رکھنے کے لئے دیتا ہے۔
(د) رہن (Pignus)

اقسام متذکرۂ صدر پر بحث کرنے سے پہلے معاہدۂ متعلق اشیا کی ایک قدیم شکل محتاج توجہ ہے مثلاً قرضۂ رقم بالکفالت شخصی (Nexum) جو جسٹینین کے زمانہ سے اقبل متروک ہوچکا تھا اور تمام عملی اغراض کے لئے (Gaius) کے زمانہ میں بھی غیر رائج تھا اور وہ بھی اسکا ذکر صرف وہاں کرتا ہے جہاں کہ اس نے اس قسم کی ذمہ داری سے بری ہونیکا طریقہ بتلایا ہے جس کو رومنی اصطلاح میں (Nexi liberatio) کہتے تھے[1]

بیع نقد (Mancipatio) کی طرح قرضۂ رقم بالکفالت شخصی (Nexum) بھی ایک کارروائی تھی جو بہ طریقہ مس و میزان کی جاتی تھی مگر فرق یہ ہے کہ (Mancipatio) طریقۂ بیع تھا اور (Nexum) قرضۂ رقم[2] داین اور مدیون دونوں ملکر پانچ رومنی مدنیوں کو جنکا سن سن بلوغ سے زائد ہو اور ایک میزان بردار کو فراہم کرتے اور جو دھات[3] قرض دیجاتی اسکو قرض دہندہ ترازو میں ڈالتا اور اس کو تول کر میزان بردار قرض گیرندہ کو دیدیتا اور اس وقت قرض دہندہ بیان کرتا کہ وہ قرض گیرندہ اسکا مدیون ہے (Latindare daumas esto) اس وقت سے مدیون دائن کے مقابل میں مکفول بالذات (Nexus) متصور ہوتا تھا یعنی یہ کہ وہ قرضہ کے ادا ہونے تک

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۷۳۔
[2] مگر بعض اوقات اصطلاح (Nexum) سے مراد حسب ذیل ہوتی تھی (۱) قانونی عقد یا رشتہ جیسے مملکہ (۲) قید بوجہ عدم ادائی قرضہ اور (۳) ایک عام اصطلاح جس میں وہ تمام کارروائیاں شامل تھیں جو بذریعہ مس و میزان کیجاتی تھیں (بشمول بیع نقد)
[3] کیونکہ بیع نقد کی قدیم ترین شکل کی طرح قرض کی رقم بالکفالت شخصی (nexum) کا رواج بھی اس زمانہ سے ہے جب کہ سکہ کا رواج نہ تھا۔

بنفسہ بکفول سمجھا جاتا تھا اسطرح کہ دائن مدیون کو اپنے قرضہ کی عدم ادائی کی وجہ سے گرفتار کرلے سکتا تھا (Manus injectio) یعنی یہ کہ اپنی رقم کی ادائی کے لئے مدیون کو غلام بنالیتا تھا جب سکہ کا رواج ہوا تو اسکا اثر یہاں بھی وہی ہوا جو بیع نقد (Manoo) پر ہوا۔ دھات اب تولی نہیں جاتی تھی بلکہ زر قرضہ قرض دہندہ قرض گیرندہ کو بالراست دیدیتا تھا۔ مگر قرضۂ رقم بالکفالت شخصی (Nexum) کا رسمی حصہ بحال رہا۔ قرض دہندہ ایک ہی سکہ لیکر اس سے میزان کو مارتا تھا اور وہ ضابطہ بھی بدستور جاری رہا جسکی رو سے قرض دہندہ کو حق حاصل تھا کہ مدیون کو گرفتار کرلے (manus injectio)[1] گو قرضۂ رقم بالکفالت شخصی (nexum) کا رواج اس وقت اٹھ گیا ہوگا جب کہ ایک قانون (Poetelia) نے جسکی تاریخ نفاذ غیر تعینی ہے[2] اس کے چارۂ کار میں یہ تخفیف کردی کہ ذات پر تعمیل کرانے کے عوض قرض گیرندہ کا مال و اسباب قرق کیا جانے لگا اور مجتہدین مستند کے زمانہ میں زر قرضہ معمولی طور پر (Mutuum) کے ذریعہ دیا جانے لگا اور معاہدہ متعلق اشیا کا یہ پہلا طریقہ ہے جسکا ذکر جسٹنین کرتا ہے[3]

(الف) (Mutuum) وہ قرضہ تھا جو اشیائے قابل تبادلہ یا مثلی (resfungibiles) (مثلاً زر نقد۔ شراب یا اناج)[4] کے صرف کے لئے کیا جاتا تھا۔ اس لئے قرض گیرندہ مالک ہوجاتا تھا[5] اور اس پر خود اسی شئے کے واپس کرنیکی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی بلکہ اسی قیمت کا معاوضہ دینے کی۔ چونکہ (Mutuum) قدیم قانون ملک کے طریقۂ (nexum) پر مبنی تھا اس لئے یہ معاہدہ (Strictus juris) تھا یعنی اس میں قانون ملک کی سختی کے ساتھ پابندی کیجاتی تھی[6] اس لئے خود معاہدہ کے اثر سے قرض گیرندہ پر

---

[1] اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زر مسکوک کے رواج کے بعد بھی جب کہ دھات کو تولنے کی کوئی حقیقی ضرورت باقی نہیں رہی تھی قرضۂ رقم بالکفالت شخصی (nexum) کا رواج کس طرح جاری رہا۔

[2] اسکی جو مختلف تاریخیں بتائی گئی ہیں انکے لئے دیکھو (Girard) صفحہ ۴۷۹۔

[3] اس پورے موضوع پر دیکھو (Roby) دفتر دوم صفحات ۲۹۶۔۳۱۰ اور (Sohm) صفحات ۵۲ اور ۳۹۲۔

[4] دیکھو (Leage) صفحہ ۱۲۳۔

[5] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۱۴۔

[6] معاہدہ یا negotium stricti juris وہ تھا جس میں متعاقدین کے مستوجبات کا اندازہ

فقط اتنی پابندی تھی کہ جو کچھ اس نے لیا ہو اسکی ٹھیک ٹھیک قیمت بغیر سود کے ادا کردے اگرچہ ادائی میں اس سے قصور ہوا بھی ہو (قصور mora یعنی وقت مقرر پر واپس نہ دیا ہو۔ سود لینا مقصود ہو تو اسکا یہی ایک طریقہ تھا کہ ایک جداگانہ معاہدہ کے ذریعہ سے اس سے اقرار کرائے اور ایسے زبانی معاہدوں کو (Stipulatio)[1] کہتے تھے۔ قانون مستند کے زمانہ میں قرض دہندہ کے چارہ ہائے کار نہایت سخت تھے مثلاً Condictio certi یا triticaria) جسکے ذریعہ سے نہ فقط قرض دی ہوئی چیز کی قیمت واپس لیجاتی تھی بلکہ سزا کے طور پر اسکا ثلث مزید بطور تاوان کے۔

اب فقط یہ دیکھنا رہ گیا ہے کہ ازروئے تجویز سناٹ (Macedonianum[2] جو Vespasian) کے زمانہ میں منظور و نافذ ہوئی تھی ممانعت کردیگئی تھی کہ ابن العائلہ کو رقوم بطور قرضہ کے نہ دی جائیں۔ اس قانون موضوعہ کے بعد سے ہوتا یہ تھا کہ جب کسی ابن العائلہ پر اس قسم کے قرضہ کا دعویٰ ہوتا تو وہ تجویز سناٹ (Macedoniani) کی عذر داری کی بنا پر مدعی کو شکست دے سکتا تھا۔

(ب) Commodatum) کسی چیز کا کسی خاص استعمال کے لئے عاریۃً دینا تھا (مثلاً گھوڑا ایک دن کی سواری کے لئے) اس دادوستد کا جزو اصلی یہ تھا کہ وہ بلا عوض ہو یعنی معیر کو عاریت کے عوض کوئی نفع نہ پہنچے ورنہ اس معاہدہ پر قواعد عاریت Commodatum) کا استعمال نہ ہوسکیگا بلکہ وہ locatio-conductio rei (یعنی اجارہ کے قواعد کی تحت میں آجائیگا جو (Cousausal contract)(معاہدہ بالرضا) کی ایک نوع ہے۔ مستعیر کو کسی چیز کی ملکیت حاصل ہوتا تو کجا اسکا قبضہ بھی قانوناً تسلیم نہیں کیا جاتا تھا چونکہ اسکو صرف قبضۂ واقعی (detentio) حاصل تھا اسی وجہ سے مستعیر کی اور اس شخص کی جس نے کوئی چیز بطور قرضہ لی ہو ذمہ داری میں اہم فرق تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ بالکل ان کے عہود کے لحاظ سے کیا جاتا تھا برخلاف معاہدہ نیک نیتی (مثلاً معاہدہ بالرضا) کے جس میں (equitus) کا بھی لحاظ کیا جاتا تھا۔

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۷۲۔

[2] جو ایک عام حکمت عملی کی بنا پر نافذ ہوئی تھی کہ مبادا ورثائے متوقع کو پدرکشی کی ترغیب ہو۔

چونکہ آخر الذکر مالک شئے ہوتا تھا اس لئے اس اصول کی بنا پر کہ شئے کے ہلاک ہونے سے مالک کا نقصان ہوتا ہے (res perit domino) اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ اس صورت میں بھی جب کہ شئے محض حادثہ سے ہلاک ہوئی ہو (جیسا کہ جہاز کے ڈوب جانے سے) اسی قیمت کی شئے واپس کرے۔ برخلاف اسکے اگرچہ مستعیر پر یہ لازم تھا کہ احتیاط معقول ملحوظ رکھے جیسا کہ ایک نیک روش اب العائلہ اپنی شئے کی احتیاط کرتا ہے مگر محض حادثہ سے بلا اسکے قصور کے شئے کے ہلاک ہونیکی صورت میں اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی[1]۔ معیر کو یہ حق حاصل تھا کہ بذریعہ دعویٰ Commodatarı directa) مستعیر کو اس امر پر مجبور کرے کہ (۱) مستعار کو مدت عاریت ختم ہونے کے بعد واپس کرے۔ اور (۲) مستعیر معقول احتیاط ملحوظ رکھے۔ بالخصوص یہ کہ اسکو اچھی حالت میں رکھے اور جس قسم کے استعمال کے لئے وہ چیز لی گئی ہو اس کے سوائے کسی اور قسم کا استعمال نہ کرے۔ اگر مستعیر اس طرح استعمال کرے تو اس پر سرقہ کا الزام عائد ہوتا تھا۔

مستعیر کو معیر کے مقابل میں حسب ذیل صورتوں میں دعوے Commodatı contrarıa) دائر کرنیکا حق حاصل تھا:—

(۱) جب کہ اس پر شئے مستعار سے متعلق غیر ضروری (غیر معمولی) اخراجات عائد ہوئے ہوں یا

(۲) معیر کے قصداً فعل بیجا (dolus) یا غفلت (Culpa lata) سے شئے مستعار سے مستعیر کو مضرت پہنچی ہو۔ (مثلاً معیر کو علم تھا کہ وہ چیز مرض متعدی سے متاثر ہے اور اسکا اثر مستعیر پر پڑا)۔ یہ دعاوی (بالراست و برخلاف) نیک نیتی پر مبنی نہیں کیونکہ یہ معاہدہ (تمام معاہدات متعلق اشیا کی طرح باستثنائے قرض (mutuum) نیک نیتی کا عہد و پیمان تھا (یعنی معاملات (bona fideı تھے)۔

(ج) ودیعت۔ (depositum) وہ معاملہ تھا جس میں ایک شخص کوئی چیز دوسرے شخص کو حفاظت سے رکھنے کی غرض سے دیتا تھا اور آخر الذکر کو عاریت کی طرح اس چیز کا

---

[1] لیکن اگر کوئی مستعیر مستعار کو سفر پر لیجائے اور وہ رہزنی یا شکستگی جہاز کے باعث ہلاک ہوجائے تو اس پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی (دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۴-۲)۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ مستعیر کو حق نہ تھا کہ مستعار کو وطن سے دور لیجا کر خطرہ میں ڈالے۔

فقط قبضہ واقعی یا حبس (detentio) حاصل ہوتا تھا۔ عاریت کی طرح یہ معاہدہ بھی بلاعوض ہوتا تھا یعنی امین کو کوئی چیز نہ دیجائے ورنہ معاملہ مثل اجارہ کے ہوجاتا (locatio conductio operis) مودّی کو یہ حق حاصل تھا کہ بذریعہ دعویٰ ودیعت (actio depositi directa) شئے کے واپس کرنے پر مجبور کرے[1] اور یہ دعوے اس وقت بھی ہوسکتا تھا جب کہ امین سے ودیعت کے متعلق کسی قسم کی غفلت ہوئی ہو یا مضرت پہنچی ہو۔ امین اس چیز کو جو اسکے پاس رکھ چھوڑی گئی ہو استعمال کرے تو اس پر سرقہ استعمالی (furtum uses) کا الزام عائد ہوتا تھا مگر اس صورت میں نہیں جب کہ اس نے ایسا استعمال نیک نیتی سے کیا ہو۔ ایسی صورت میں اس پر اس منفعت کا واپس کرنا لازمی تھا جو کہ اسکو ودیعت سے حاصل ہوئی ہو۔ امین کو دعویٰ ودیعت (actio depositi contraria) کرنیکا حق حاصل ہوتا تھا (۱) اگر مودی نے احتیاط معقول ملحوظ نہ رکھی ہو مثلاً ایسی چیز ودیعتہً سونپی ہو جس میں کوئی عیب پوشیدہ تھا (۲) اس چیز کے رکھنے میں اگر اسکو کچھ صرفہ برداشت کرنا پڑا ہو تو وہ صرفہ واپس حاصل کرنا۔

ودیعت (depositum) کی یہ تین مستثنیٰ صورتیں تھیں :—

(الف) ودیعت بحالت مجبوری (depositum miserable) یعنی جب کہ کوئی شئے ضرورت شدید کے موقع پر حفاظت سے رکھنے کے لئے دیگئی ہو مثلاً آتشزدگی یا شکستگی جہاز کے موقع پر۔ اس صورت میں اگر امین احتیاط معقول ملحوظ نہ رکھے تو وہ دوگنے ہرجہ کا مستوجب ہوتا تھا۔

(ب) ودیعت بے ضابطہ (depositum irregulare) اس وقت ہوتی تھی جب کہ کوئی شئے قابل تبادلہ یا مثلی (resfungibiles) (مثلاً رقم) ایک شخص دوسرے شخص کو اس سمجھوتہ پر دیتا کہ امین اسکا مالک ہوجائے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ہم قیمت کی شئے کو واپس کرے۔ اس صورت میں چونکہ امین یا مودع مالک ہوتا تھا لہٰذا اگر وہ چیز کسی حادثہ یا سوء اتفاق سے بھی ہلاک ہوجائے تو اس پر اسکی قیمت کا معاوضہ

---

[1] اگر امین یا مودع واپسی شئے سے انکار کرے تو بربنائے دعویٰ ودیعت actio depositi directa اسکو سزا دیجاتی اور اسکی بدچلنی کی تشہیر (Infamia) بھی ہوتی۔

ادا کرنیکی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ گریہ معاملہ قرض (Mutuum) سے اس لئے مختلف تھا کہ (۱) یہ معاملہ زیادہ تر مودع کے فائدہ کی غرض سے کیا جاتا تھا گو مودع کو اس رقم کے استعمال کرنیکا حق حاصل ہوتا تھا۔(۲) اگر رقم وقت مقررہ پر واپس نہ ہو تو بذریعہ دعوی ودیعت (directa) سود کا مطالبہ کیا جاسکتا تھا اور وہ نیک نیتی پر مبنی ہوتا چونکہ یہ دعوی (bona fidei) ہوتا تھا۔ برخلاف اس کے قرضہ کی صورت میں سود کبھی نہیں ملتا تھا مگر صرف اس صورت میں جبکہ اسکے لئے کوئی صریحی اقرار زبانی (Stipulatio) ہو۔

(ج) متنازعین کا شئے متنازعہ فیہ کو فریق ثالث کے پاس ودیعتہً رکھنا۔ اسکا بیان صدر میں آچکا ہے کہ یہ بھی ایک مستثنیٰ صورت ہے جس میں اس شخص کو جسے ازروئے معاہدہ حق وساطتی حاصل ہوا ایسا قبضہ حاصل ہوتا تھا جسکو قانون ملک تسلیم کرتا تھا اور اسکی حفاظت کے لئے (Possessary Interdicto) دئے جاتے تھے۔

(د) رہن (pignus)۔ اس معاہدہ کا ذکر ہوچکا ہے کہ اس کا نتیجہ رہن ہوتا تھا۔ جسٹینین کے زمانہ میں مدیون کی جائداد کے کسی خاص جزو کی بابت دائن کو یا قبضہ حاصل ہوتا تھا (Pignus) جبکہ رہن بلاقبضہ (hypotheca) ہو تو صرف شئے مرہونہ کو بیع کرنیکا حق حاصل ہوتا تھا۔ اس طرح سے اسکو ایک حق بہ جائداد غیر (jus in re aliena) حاصل ہوتا تھا۔

معاہدات متعلق اشیا کی توسیع

یہ واضح ہوچکا ہے کہ معاہدات متعلق اشیا کا اصول یہ تھا کہ تعمیل یکطرفہ ہوجاتی تھی بشرطیکہ معاملہ ذیل کے کسی طریقہ سے ہو یعنی معاملۂ قرضہ ہو یا ودیعت یا رہن یا عاریت۔ مگر ظاہر ہے کہ اس کے لئے کوئی لازمی وجہ نہیں تھی کہ کیوں یہ تصور ان خاص معاہدوں پر محدود ہو اور اسی وجہ سے یہ عام اصول کہ کسی کام کے کرنے یا چیز کے دینے کے وعدے کے معاوضہ میں چاہے کسی قسم کا کام کیا یا چیز دیجائے ابتدائی شہنشاہیت کے دور میں مقننین کے اثر سے جن میں (Labes) کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے تدریجاً مسلم ہونے لگا۔ جن معاملات کی اس طرح تعمیل کرائی جاتی تھی ان کو مصنفین جدید معاہدات غیر موسومہ متعلق اشیا (innominate real contracts) کہتے ہیں جو چار معاہدات

متعلق اشیا سے جنکے خاص نام ہیں متمائز ہیں۔ معاہدات غیر موسومہ innominate contracts یہ ہیں :-

(۱) معاہدۂ متقالفہ (Permutatio)۔ مثلاً عمرو نے گھوڑا دینے کا وعدہ کیا اور اسکے معاوضہ میں زید ایک تلوار دیتا ہے۔

(۲) معاہدۂ بدل (testrinatum)۔ زید عمرو کو ایک گھوڑا جسکی قیمت پچاس (aurei ہو عمرو کے وعدہ کے معاوضہ میں دیتا ہے کہ یا تو وہ گھوڑا واپس دیگا یا اس کی قیمت کریگا۔ اور

(۳) قبضہ تا مرضی مالک (precarium)۔ مثلاً زید ایک قطعہ زمین عمرو کو دیتا ہے جسکی بابت عمرو وعدہ کرتا ہے کہ عند الطلب واپس دیدیگا۔

اگر زید کوئی چیز عمرو کو اس کے وعدہ کے معاوضہ میں دے اور بعد میں عمرو اس پر عمل کرنے سے انکار کرے تو از روئے (condictio causa data cause non secuta) زید اپنی جائداد واپس لے سکتا تھا اور چاہے زید کے فعل کی ماہیت کچھ بھی ہو (یعنی خواہ کوئی چیز دیتا یا کوئی کام کرتا ہو) وہ از روئے دعویٰ (infactum praescriptio verbis [۱] یا بربنائے دعویٰ (in factum Civilis عمرو سے بجبر اس کے وعدہ کا ایفا کرا سکتا۔

ب معاہدات بطریق اقرار زبانی

رومنی قانون کے معاہدات متعلق اشیا اور معاہدات غیر موسومہ کا مقابلہ انگلستان کے قانون کے سادہ معاہدات کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ واجب التعمیل اس لئے نہیں ہوتے تھے کہ وہ کسی خاص طریقہ سے کئے گئے تھے۔ اس کے برخلاف زبانی اور تحریری معاہدے زیادہ تر انگریزی معاہدۂ مہری کے مشابہ ہیں۔ انکا نفاذ صرف اس خاص طریقہ کی وجہ سے ہوتا تھا جس سے کہ وہ کئے جاتے تھے [۲] معاہدات بطریق اقرار زبانی کی

---

[۱] یعنی جہاں ہدایتی نمونہ (Formula) کا خاکا اسلئے نہیں تیار کیا گیا تھا کہ کسی مسلمۂ عام قانونی حق کا اظہار کیا جائے بلکہ اس مخصوص صورت زیر بحث کے حالات کے خاص اعتبار سے۔

[۲] مگر جیسا کہ سطور ذیل میں بیان ہوگا ایسا پایا جاتا ہے کہ معاہدات زبانی سے زیادہ حوالت" (novation)

چار قسمیں تھیں :-

(۱) متعلق بہ جہیز موجل Dotio dictio [1]

(۲) غلام کا عتاق کے وقت معتق کے لئے چند خدمات کرنیکے لئے حلفی وعدہ کرنا Jurata promissio liberti

(۳) کسی وقف کے متعلق عہد کرنا۔ اور آخر میں اور سب سے زیادہ اہم

(۴) اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب Stipulation

(الف) اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب اور اسکا طریقہ ۔ اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب کی تعریف یوں کیجا سکتی ہے کہ وہ معاہدہ کی وہ نوع ہے جو کسی شخص پر اس وجہ سے وجوب یا ذمہ داری عائد کرتی ہو کہ اس نے معینہ الفاظ (یا الفاظ معین) میں مقرلہ کے باضابطہ سوال کا جواب دیا تھا جس میں موضوع وعدہ کا اظہار ہو۔ مثال سے اسکی بخوبی توضیح ہو جائیگی۔ اگر زید عمرو سے اسکو اپنا غلام بکر دینے کا وعدہ کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ عمرو سے صرف یہ کہتا ہے کہ "میں اپنا غلام بکر تجھ کو دینے کا وعدہ کرتا ہوں" تو یہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔ اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب صحیح طور پر کرنیکے لئے عمرو کو یہ بات زید سے پوچھنا لازمی تھا کہ "کیا تم باضابطہ وعدہ کرتے ہو کہ تمھارے غلام بکر کو مجھے دو گے" اور اگر اسکے جواب میں زید کو (Spondeo) کہنا لازمی تھا یعنی یہ کہ "ہاں میں باضابطہ عہد کرتا ہوں" [2] ابتدا میں اس قسم کے سوال وجواب کیلئے (Spondes) اور (Spondeo) کے الفاظ استعمال کرنا لازم تھا۔ کوئی دوسرے الفاظ گو ان سے ٹھیک ٹھیک وہی معنی کیوں نہ ادا ہوتے ہوں اس قسم کی ذمہ داری پیدا نہیں کر سکتے تھے [3] لیکن (Gaius) کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کا کام لیا جاتا تھا اور شاید اس بنا پر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسکی بنیاد کسی اور چیز پر رکھی گئی تھی جو محض شکل سے زیادہ اہم ہو۔

[1] اسکا بیان معاہدہ مابعد الذکر کے ساتھ قبل ازیں ہو چکا ہے۔ دیکھو (Leage) صفحات ۲۰ اور ۶۱۔

[2] واضح ہو کہ کا معاہدہ زبانی میں ذمہ داری یکطرفہ ہوتی ہے یعنی فقط ایک فریق (زید) پابند ہوتا ہے۔ معاہدہ دوطرفہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ فریقین پابند ہوں مثلاً بیع وشرا (emptio venditio) میں بائع پر مبیع کا انتقال اور مشتری پر ادائے ثمن لازم ہے۔

[3] اقرار زبانی بذریعہ سوال وجواب کے ضابطہ کے متعلق یہ خیال کیا گیا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ذمہ داری

زمانہ میں (Dubio) ؟ اور (Dabo promittio) ؟ اور (promitto)
(fidejubis ؟ اور (fidejubeo) اور اسی قسم کے الفاظ اگر یونانی زبان میں بھی ادا کئے
جائیں تو جائز تھے اگرچہ (Spondes) ؟ اور (Spondeo) کے ذریعہ سوال وجواب کا طریقہ
اس وقت تک بھی رومنی مدنیوں کے لئے مخصوص سمجھا جاتا تھا۔ (Leo) نے یہ قاعدہ ۴۷۲ء
میں جاری کیا کہ اگر سوال وجواب زمانۂ قدیم کی خاص اصطلاحوں میں (باضابطہ الفاظ
Solemnia verbis) ادا نہ بھی ہوں تو اقرار زبانی جائز ہے اور اسی طرح جسٹنین
کے زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ بشرطیکہ جواب وسوال میں مطابقت ہو اقرار زبانی کسی الفاظ
اور کسی زبان میں بھی ہو سکتا ہے[1] اگر وہ معاملہ جسکے متعلق اقرار زبانی ہو تحریر میں لایا جاتا تو
تیسری صدی عیسوی کے سے قدیم زمانہ میں بھی یہ امر طے شدہ سمجھا جاتا تھا کہ اس سے
یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ وہ وعدہ نتیجہ تھا اس اقرار زبانی کا جو صحیح طور پر سوال وجواب کے
ذریعہ قرار پایا ہو اگرچہ یہ ثابت کرنے سے کہ مثلاً متعاقدین نے جو کچھ لکھا تھا وہ محض ایک
بے ضابطہ (pactum) تھا اسکی تردید کیجا سکتی تھی (مقابلہ کرو جسٹنین دفتر سوم ۱۹-۱۷) -
اقرار زبانی ہر قسم کی ذمہ داری پیدا کرنیکا ذریعہ تھا جیسے رقم کے ادا کرنے۔ جائداد کے
دینے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنیکے متعلق۔ اور اسی طریقہ سے یہ بھی ممکن تھا کہ ایک موجودہ
وجوب کے عوض ایک دوسرا وجوب وجود میں لائیں یعنی تجدید وجوب (novation) اس
آخرالذکر اقرار زبانی کے استعمال کی وجہ یہ تھی کہ اسکی بابت جو چارہ کار تھا (ایک ثلث کے
تاوان کے ساتھ (condictio) وہ دوسری قسم کے معاہدہ کے چارہ کار سے زیادہ سخت تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - پیدا کرنیکا یہ طریقہ زمانۂ قدیم کے وعدۂ حلفیہ سے مستخرج ہوا ہے - زید عمرو کیلئے کچھ کام
کرنے یا کچھ چیز دینے کا وعدہ کرتا ہے اور اسکے ساتھ دیوتاؤں پر شراب کا چڑھاوا چڑھاتا ہے اور انکے
نام کی قسم کھاتا ہے اگر وہ اپنے وعدے سے پھر جائے۔ اول اول اس ذمہ داری کی تعمیل مذہبی
یا اخلاقی احکام کے ذریعہ کرائی جاتی تھی اور اسکے بعد قانونی کارروائی کی جانے لگی اور بالآخر قسم
(بجز Jurata promissio liberti کی صورت کے) باطل ہوگئی اور مقر لہ مقر سے سوال کے
طور پر وہی بات پوچھتا ہے جو بابتدا میں حلف میں ہوتی تھی۔ اس مضمون پر جو نظر ثانی ہے اسکے لئے دیکھو (Muirhead) صفحہ ۲۱۲ -

[1] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۱۵-۱ -

بجز قرض (Mutuum) اور تحریری معاہدات کے جس میں چارہ کار وہی تھا یہ تجدید وجوب (novatio) سے مراد ذمہ داری سابقہ کا مفقود ہونا اور اسکی بجائے نئی ذمہ داری کا قائم ہونا ہے۔ مثلاً عمرو کو بر بنائے معاہدہ بیع و شری (emptio-venditio) زید سے دس روپے وصول شدنی ہیں۔ اس وجوب ادائی کی تجدید یوں ہو سکتی کہ عمر زید سے سوال کرے "کیا تم مجھ کو دس روپے دینے کا باضابطہ وعدہ کرتے ہو" اور زید جواب دے "ہاں میں باضابطہ وعدہ کرتا ہوں"۔ اس بنا پر وصول پانیکے لئے ایک بہتر چارہ کار عمرو کو حاصل ہو گیا اور بطور شہادت کے اسکو فقط یہ ثابت کرنا لازمی تھا کہ اسکے متعلق اقرار زبانی ہوا تھا یعنی یہ کہ زید اسکو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا تھا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ بیع دراصل ہوا تھا۔ بہ طریقہ تجدید متعاقدین کا بدلنا بھی ممکن تھا اور اسکو شرع شریف کی اصطلاح میں "حوالت" کہتے ہیں۔ مثلاً عمرو کو زید سے دس روپے وصول شدنی ہیں۔ یہ رقم بکر آپ ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہے اور عمرو بکر کو اپنے مدیون کے طور پر قبول کر لیتا ہے۔ عمرو بکر سے پوچھتا ہے کہ دس روپے جو زید کے ذمہ واجب الادا ہیں آیا وہ ان کو آپ ادا کریگا اور بکر اس کے ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہے (ex promissio) اس کے بعد زید کی سابقہ ذمہ داری ادائی مفقود ہو جاتی ہے اور اسکی جگہ ایک نئی ذمہ داری بکر پر عائد ہوتی ہے۔

اقرار زبانی سادہ ہوتا یا اسکے نفاذ کے لیئے کوئی مدت مقرر کیجاتی (ex die) یا وہ مشروط ہو سکتا تھا۔ اگر سادہ ہو تو یہ سوال کیا جاتا "کیا تم مجھے پانچ روپے دینے کا وعدہ کرتے ہو" اور اسی وقت سے ادائی رقم کی ذمہ داری اور دائن کا حق مطالبہ پیدا ہو جاتا۔ اگر مدت مقرر کیجاتی (ex die) تو مثلاً یہ سوال کیا جاتا "کیا تم مجھے پانچ روپے وسط مارچ پر ادا کرنیکا وعدہ کرتے ہو" تو یوم مقررہ پر ادا کرنیکا وجوب اسی وقت پیدا ہو جاتا لیکن یوم مقررہ تک دائن مطالبہ نہیں کر سکتا اور ادائی کے لئے وہ پورا دن دیدیا جاتا تھا (یا یوم مقررہ میں ادائی کسی وقت بھی ہو سکتی تھی)[1]۔ اس اقرار زبانی کی نسبت "کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ جب تک میں زندہ رہوں ہر سال تم مجھے پانچ روپے ادا کیا کرو گے" یہ تعبیر کی گئی کہ

[1] دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۵ - ۲

وہ سادہ ہے اور مقرلہٗ کے مرنے پر بھی ادائی کی ذمہ داری باقی رہتی ہے کیونکہ اقرار زبانی میں " ادائی کسی یوم خاص تک واجب الادا نہیں کیجا سکتی[1] " مگر اس اصطلاحی قاعدہ سے کوئی واقعی بے انصافی بھی نہیں ہوئی کیونکہ اگر وارث دعوے کرے تو عذر داری فریب (exceptio doli) سے اسکا جواب دیا جا سکتا ہے[2]۔
اگر کوئی اقرار زبانی کسی شرط ماقبل پر منحصر ہو (مثلاً اگر زید قنصل ہو جائے تو کیا تم مجھے پانچ روپے دینے کا وعدہ کرتے ہو[3]) تو اس سے کوئی وجوب قابل ارجاع دعویٰ پیدا نہیں ہوتا مگر اس سے فقط امید پیدا ہوتی ہے یعنی یہ کہ عہد اس وقت نافذ ہوگا جبکہ شرط پوری ہوگی۔ اگر مقرلہٗ کی زندگی تک یہ شرط پوری نہ ہوئی تو ایسی توقع مقرلہ کے وارث کو منتقل ہو سکتی تھی[4]۔ اگر شرط کا تعلق کسی ایسے واقعہ کے وقوع کے ساتھ ہو جو درحقیقت وقوع میں آچکا ہو جیسا کہ شرط یہ ہو کہ " اگر عمرو فوت ہو چکا ہو " جس کا علم متعاقدین کو نہ ہو تو وجوب کے قائم ہونے میں اس سے کوئی تاخیر نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت میں اقرار زبانی ایک قسم کا معاملۂ شرطیہ ہوتا تھا۔ اگر عمرو زندہ ہو تو اقرار زبانی کالعدم ہو جائے ورنہ اقرار زبانی فوراً نافذ ہو جاتا تھا۔ جہاں شرط کسی شئے معینہ کے دینے یا کسی رقم کے ادا کرنیکے متعلق نہ ہوتی تھی (مثلاً یونانی زبان کی تعلیم دینی) یا کسی کام سے اجتناب کرنے (مثلاً روما کو نہ جانے) کے متعلق ہو تو عموماً اس کے ساتھ تاوان کا بھی اضافہ کر دیا جاتا یعنی بطور ہرجۂ مشخصہ کے کسی رقم کا مقرر کرنا[5] مثلاً " کیا تم روما جانیکا وعدہ

---

[1] یعنی مرور ایام سے دین ساقط نہیں ہوتا اسطرح کہ اگر کوئی شئے واجب الادا ہو تو وہ ہمیشہ کیلئے واجب الادا ہے اگرچہ متعاقدین نے حسب مثال صدر کوئی حد مقرر کر بھی لی ہو۔

[2] دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۵ - ۳ -

[3] اگر شرط منفی ہو مثلاً " اگر میں (Capital) تک نہ جاؤں تو اس امر کی قطعی تحقیق تا مرگ ممکن نہیں اور جسٹینین کا قول ہے کہ جو وعدہ ایسی شرط پر مبنی ہو بعینہٖ اس وعدہ کے مماثل ہے جسکا ایفا بوقت مرگ ہو۔ دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۵ - ۴ -

[4] اگر ہبہ بالوصیت کسی شرط ماقبل کے ساتھ کیجائے تو صورت اور ہو جاتی تھی -

[5] قانون روما میں کوئی ایسا قاعدہ نہ تھا جسکی رو سے انگلستان کی طرح ہرجۂ مشخصہ تاوان غیر واجب متصور ہو اور اس لئے عدالت اسکی مقدار میں تخفیف کرے -

کرتے ہو؟" "ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔" "اور اگر تم نہ جاؤ تو کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے دس روپے بطور تاوان کے دو گے؟" "ہاں میں وعدہ کرتا ہوں"[ا] اس عملدرآمد سے نہ فقط یہ فائدہ ہوا کہ مدعی کے لئے وعدہ کی قیمت ثابت کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی بلکہ اس سے اسکو دعویٰ اقرار زبانی (ex Stipulatu) کی بجائے (Condictio certi) کا دعویٰ دائر کرنیکا حق حاصل ہو گیا[۲]

جسٹینین کہتا ہے کہ اقرار زبانی یا عدالتی یا پریٹری یا عہدی یا مشترک یعنی عدالتی اور پریٹری دونوں ہوتا تھا۔ عدالتی پریٹری اور مشترک ایسے اقرار زبانی کے مثالیں ہیں جنکے کرنے پر متعاقدین مجبور کئے جاتے تھے۔ عدالتی سے مراد ایسا اقرار زبانی ہے جو حاکم عدالت کے حکم سے کیا گیا ہو۔ اگر پریٹر کے حکم سے کیا گیا ہو تو اسکو پریٹری کہتے تھے اور مشترک وہ تھا جو بعض اوقات پریٹر کے اور بعض اوقات حاکم عدالت کے حکم سے کیا جاتا تھا۔ اور یہ تینوں اقسام اس عملدرآمد کے مماثل ہیں جو کہ قانون انگریزی میں ایسے اشخاص سے مچلکہ لینے کی نسبت ہے۔ مثلاً عدالت میں حاضر ہوں یا حفظ امن رکھنے کے متعلق

جسٹینین نے عدالتی اقرار زبانی کی جو مثالیں دی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(الف) فریب نہ دینے کی ضمانت۔ (cautis de doli) اس ضمانت کے ذریعہ مدعی علیہ پر یہ ذمہ داری عائد کیجاتی تھی کہ وہ شئے متنازعہ فیہ کو بلا کسی فریب کے مدعی کے حوالہ کردے۔ یعنی حوالگی سے پہلے کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اسکی قیمت گھٹ جائے۔

(ب) کسی غلام مفرور کے تعاقب یا اسکی قیمت ادا کرنیکی بابت ضمانت دینا۔ (cautis de per siquendo seroo qui in fuga est resti tuendua pretio) ایسی ضمانت اس مدعی علیہ کو داخل کرنا لازم تھا جسکے قبضہ میں مدعی کا غلام فرار ہونیکے قبل تھا اور اس ضمانت یا اقرار زبانی سے مقصد یہ تھا کہ مدعی علیہ غلام کا تعاقب کرے اور اگر کسی شخص ثالث کے پاس ہو تو اسپر اسکی واپسی کی بابت نالش کرے یا مدعی کو

[ا] یہ خیال کرنیکے لئے وجہ موجود ہے کہ ابتدا میں اقرار زبانی کا اطلاق فقط اس صورت پر ہوتا تھا کہ کوئی معینہ رقم کی ادائی کا وعدہ کیا گیا ہو اور اسلئے ادائی رقم کے سوائے وعدہ کسی اور چیز کا ہو تو لازم تھا کہ تاوان نقدی کی شرط لگائی جائے۔

[۲] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۸۲۔

غلام کی قیمت ادا کرے۔

پریٹری اقرار زبانی کی مثالیں یہ ہیں[1]:-

(الف) ضمانت ایسے نقصان کے متعلق جس سے دوسرے کو پہنچنے کا اندیشہ ہو (Cautio daumi infecti) اگر کسی شخص کی جائداد کی ناقص حالت سے یہ اندیشہ ہو کہ اس سے ہمسایہ کو نقصان پہنچیگا تو وہ شخص مجبور کیا جاتا تھا کہ اس بات کی ضمانت دے کہ اگر اسکے ہمسایہ کو نقصان پہنچیگا تو وہ اسکی تلافی کریگا - اگر ضمانت باضابطہ طور پر نہ دیجائے تو پریٹر اس جائداد کا قبضہ اس شخص کو دلاسکتا تھا جسکو کہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور یہ قبضہ کچھ دنوں کے بعد مستقل ہوجاسکتا اور اس خطرناک جائداد کا مالک تعمیل حکم میں اسی طرح قاصر رہتا۔

(ب) ضمانت ہبہ بالوصیت (Cautio legotorum) - جب کسی ہبہ بالوصیت کی رقم فوری ادائی کے قابل نہ ہو تو وارث پر ضمانت دینا لازم تھا مثلاً اگر ہبہ بالوصیت مشروط ہو۔ اور موہوب لہٗ کو استحقاق حاصل تھا کہ اس اطمینان کیلئے کہ ادائی متعاقب ہوگی نہ فقط وارث سے بلکہ ضامنوں سے بھی وعدہ لے۔ ضمانت نہ دی جانیکی صورت میں موہوب لہٗ اپنی شئے موہوبہ کے فوری قبضہ کا دعویٰ کرسکتا تھا۔

مشترکہ اقرار زبانی کی جو مثالیں جسٹینین نے دی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

(الف) "جائداد نابالغ کے لئے محفوظ رکھی جائیگی" (Rem Salvam fare pupilli) یہ اقرار زبانی بعض اوقات پریٹر اور بعض اوقات حاکم عدالت کے حکم سے کیا جاتا تھا۔

(ب) "اس امر کی منظوری دی گئی ہے" (Rem ratam haberi) ایسا اقرار زبانی اس کارندہ کو کرنا لازمی تھا جو کسی دوسرے شخص کے لئے کسی قانونی مقدمہ کی پیروکاری کررہا ہو اور اسکا مقصد یہ تھا کہ اصل شخص اپنے کارندہ کے افعال کو منظور کرے۔

عہدی اقرار زبانی سے مراد ایسا اقرار ہے جو کہ نہ تو پریٹر اور نہ عدالت کے حکم سے کئے جاتے ہوں بلکہ وہ جو متعاقدین اپنی رضامندی سے کرتے ہوں۔ اس قسم کے اقرار زبانی کا جو معمولی طریقہ تھا اسکی کافی مثالیں دیجاچکی ہیں۔

(ب) اقرار زبانی غیر موثر[2] (Inutiles Stipulationes)

---

[1] ان میں (aediler) کے اقرار زبانی بھی شامل ہیں۔ (دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۸ - ۲)

[2] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرات ۹۷ تا ۱۰۹ و ۱۱۷ و ۱۱۹ اور جسٹینین دفتر سوم ۱۹۔

ذیل کی صورتوں میں اقرار زبانی کا لعدم ہو جاتا تھا :—

(۱) اگر ابتداہی سے ناممکن ہو جیسے عمرو نامی غلام فوت شدہ کو دینے کے متعلق کسی ایسے جانور کے دینے کے متعلق جو خلقت میں نہ ہو جیسے ایسا جانور جسکا آدھا جسم انسان کا ہو (hippocantour) کہ وہ چیز جو قانون الٰہی (divini juris) میں داخل یا جو غیر قابل تجارت ہو۔ وہ حُر جسکو غلطی سے غلام سمجھ لیا گیا ہو[1] یا وہ چیز جو پہلے ہی سے مقرلہٗ کی ملک ہو۔ اگر کوئی اقرار زبانی ابتداہی سے کالعدم ہو اور اگر اسکا پورا کرنا بعد میں ممکن ہو جائے تو تب بھی وہ جائز نہیں ہو سکتا۔ جیسے کسی حُر کے مقر کے غلام ہو جانے سے۔ اسکے بالعکس اگرچہ اقرار زبانی ابتدا میں ممکن تھا مگر بعد میں اسکے ناممکن ہونیکے باعث کالعدم ہو جاتا ہے بشرطیکہ اسکا ناممکن ہونا مقر کے قصور کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔

(۲) اگر زید عمرو سے یہ وعدہ کرے کہ بکر کوئی کام عمرو کو فائدہ پہنچانیکے لئے کریگا تو اصولاً ازروئے قانون ملک ایسا اقرار زبانی کالعدم تھا " اگر کوئی معاملہ چند اشخاص کے مابین کیا جائے تو اس سے دوسرے اشخاص کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ فائدہ " مگر بعض ایسی مستثنیٰ اشکال تھیں جن میں زید کا عہد واجب التعمیل سمجھا جاتا تھا۔ (الف) اگر اس نے یہ عہد کیا ہو کہ وہ بالذات بکر کے اس کام کے کرنیکا ذمہ دار ہوگا۔ (ب) یا اگر زید نے یہ عہد کیا ہو کہ اگر وہ کام بکر انجام نہ دیگا تو زید تاوان ادا کریگا۔ اور بکر پر بھی ذیل کی اشکال میں ذمہ داری عائد ہو سکتی تھی :—

(الف) بعض صورتوں میں بذریعہ دعویٰ (adjectitiae qualitatis)[2]

(ب) جسٹینین کے قانون کی رو سے اگر وہ زید کا وارث ہو۔

(۳) مسئلہ متذکرۂ صدر کا دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ اگر زید عمرو سے عہد کرے کہ وہ بکر کو فائدہ پہنچائیگا تو وہ عہد کالعدم تھا مگر استثناءً عمرو ذیل کی صورتوں میں عہد کی تعمیل کرا سکتا تھا۔

---

[1] اگر اقرار زبانی اسطرح بھی کیا گیا ہو کہ بامر وعدہ کرنے ہو کہ بکر کو اسکے آزاد ہونے پر مجھے دوگے " تو یہ اقرار کالعدم تھا۔ ('quod, initio Vitiosum est, non Potest tractu temporis convalescere') اسی طرح سے استحصال جائداد کے بعد دینے کا وعدہ بھی باطل تھا۔

[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۹۵۔

(الف) اگر عمرو کو اس عہد کی تعمیل سے فائدہ پہنچتا ہو جیسے اگر بکر اسکا دائن ہو[1] اور
(ب) اگر زید نے یہ عہد کیا ہو کہ وہ یا تو اس کام کو انجام دیگا یا تاوان ادا کریگا۔
اسی طرح سے بکر زید سے بجبر اسکے عہد کی تعمیل استثناءً کرا سکتا (الف) اگر وہ عمرو کا
اب العائلہ یا مولی ہو (ب) جسٹینین کے زمانہ میں عہد عمرو کے وارث کے مفاد
کے لئے ہو اور بکر اسکا وارث ہو اور (ج) اگر عمرو نے زید سے عہد بکر کی جائداد
کے متعلق کیا ہوا ور بکر اس کے زیر ولایت ہو تو بکر وفائے عہد کے لئے دعوی
(utilis) داخل کر سکتا تھا[2]
(۴) ایسے وعدہ زبانی کی صورت میں "مجھ کو یا زید کو دینے کا وعدہ کرتے ہو" فقط مقرلہٗ کو
نالش کرنیکا حق تھا۔ لیکن اسکی مرضی کے خلاف بھی زید کو رقم ادا کرنا قانوناً جائز تھا۔
اور اس سے مدیون کی ذمہ داری مرتفع ہو جاتی تھی۔ مگر مقرلہٗ بذریعہ دعوی وکالت
(actio mandati) زید سے رقم واپس لے سکتا تھا۔
(۵) پیمان یا اقرار زبانی مجھ کو اور زید کو جب کہ زید مقرلہ کا اب العائلہ یا مولی ہو تو
اس سے زید کو فائدہ پہنچتا تھا۔ اگر زید غیر ہو تو فقہا کے گروہ میں اختلاف رائے تھا۔
(Sabinians) کی رائے تھی کہ مقرلہٗ کو کل کے وصول کرنیکا حق تھا (Proculians)
کا خیال تھا کہ اسکو فقط نصف حصہ کا استحقاق تھا۔ اور دوسرے نصف کے بابت
اقرار زبانی کالعدم تھا (Justinians) نے آخر الذکر رائے کو بحال رکھا۔
(۶) جب فریقین کے سوال و جواب میں پوری پوری مطابقت نہ ہو تو اقرار زبانی
باطل سمجھا جاتا تھا مثلاً "(الف) کیا تم دس روپے دینے کا وعدہ کرتے ہو"؟ "میں
پانچ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں[3]" یا (ب) جب کہ جواب مشروط ہو[4]

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۱۹-۲۰۔
[2] اسکے بالعکس دعوی (utilis) بہ ڈگری کسی نابالغ کے خلاف اسکے سن بلوغ کو پہنچنے پر ایسے معاہدہ کی بابت دیدیجاتی تھی جو اسکے ولی نے کیا ہو۔
[3] (ulpian) کا خیال تھا کہ یہ قرار داد پانچ (aurei) کی حد تک جائز تھا۔
[4] اسی طرح انگلستان کے قانون میں بھی کسی راہدار کی قبولیت قطعی ہونی چاہئے اور اسمیں کوئی نئی اصلاح نہیں لانا چاہئے۔

(۷) اگر کوئی اب العائلہ یا مولیٰ اپنے ابن العائلہ یا غلام[۱] سے کوئی اقرار زبانی لیں تو ایسا بیان قابل ارجاع دعویٰ نہیں تھا۔ بلکہ اس سے ایک اخلاقی وجوب یا ناکمل وجوب پیدا ہوتا تھا۔

(۸) گونگے بہرے یا مجنون کسی معاہدہ یا بیان تقریری کے فریق نہیں ہو سکتے تھے۔ اور کوئی صغیر یا یتیم اپنے ولی کے اذن کے بغیر اپنے تئیں کسی بیان تقریری کا پابند نہیں بنا سکتا تھا۔ اور اگر کسی نابالغ کی عمر[۲] سات سال سے کم ہو تو تب باوجود ولی کے اذن کے بھی پابندی عائد نہیں ہوتی تھی۔

لیکن اگر کسی نابالغ کی عمر سات سال سے زائد ہو تو وہ کسی بیان تقریری میں اپنے ولی کے اذن کے بغیر مقرلہ بن سکتا تھا۔ کیونکہ اس سے اسی کو فائدہ پہنچنے والا تھا۔ جب تک حیثیت بحالت بیع (in mancipii causa) اور بحق شوہر (in manu) کا رواج رہا۔ جو اشخاص ان حالتوں میں ہوں وہ کسی اقرار زبانی کے فریق نہیں بن سکتے۔[۳] اس عورت کی حالت جو زیر ولایت دوامی ہو وہی تھی جو کہ نابالغ زائد از ہفت سالہ کی تھی۔[۴]

(۹) اگر کسی شرط ناممکن العمل کا اضافہ کیا جائے تو اقرار زبانی باطل ہوجاتا تھا مثلاً "اگر میں آسمان کو اپنی انگلی سے چھولوں تو کیا تم مجھ کو دس روپے دینے کا وعدہ کرتے ہو" لیکن اگر اقرار زبانی یوں کیا جاتا "اگر میں نے آسمان کو اپنی انگلی سے نہ چھوا تو کیا تم مجھے دس روپے دینے کا وعدہ کرتے ہو" تو شرط پر کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ اور اقرار زبانی جائز ہوتا ہے۔

---

[۱] لیکن اگر کوئی قرار داد کسی ابن العائلہ اور فریق ثالث کے درمیان ہوتی تو اس سے فقط ایک دیوانی وجوب پیدا ہوتا اور اگر کسی غلام اور فریق ثالث کے مابین ہوتی تو جب بھی وجوب اخلاقی ہوتا اگرچہ اس معاہدہ سے جو فائدہ حاصل ہوا اسکے استحصال کے لئے آقا دیوانی کارروائی کر سکتا تھا۔

[۲] مقابلہ کرو (Justinians) کتاب سوم ۱۹-۹-اور ۱۰ سے بچوں کو انکی آٹھ سال کی عمر میں قرین نابالغی (Pubertati proximi) کہتے تھے۔ اور تیرھویں سال میں قریب بلوغ (Infantiae proximi) لیکن دیکھو (Moyle) صفحہ ۴۱۴۔

[۳] دیکھو (Gaius) کتاب سوم فقرہ ۱۰۴۔

[۴] دیکھو (Gaius) " " " ۱۰۸۔

(۱۰) اقرار زبانی بین الغائبین (inter absentes) ناجائز تھا لیکن (justinians) کے ایک حکم کی رو سے اگر معاہدہ تحریر میں لایا جائے اور اگر اس تحریر میں یہ ظاہر کیا جائے کہ متعاقدین نے ایک دوسرے کے مواجہ میں بیان تقریری کیا تھا تو اس سے یہ قیاس قائم ہوتا کہ وہ موجود تھے اور اسکی تردید فقط اسوقت ممکن تھی کہ نہایت ہی بین ثبوت اس امر کا دیا جائے کہ جس دن اس معاہدہ کا طے ہونا بیان کیا گیا ہے وہ دن تمام متعاقدین مختلف مقامات میں تھے
(۱۱) (Gauis) کے زمانہ میں ذیل کے اقرار زبانی کالعدم تھے۔
(الف) (Post martem meaur (or Tuam) میری وفات یا تیری وفات کے بعد کیا (dari Spondes) تو دینے کا وعدہ کرتا ہے۔
(ب) میرے باپ یا مولی کی وفات کے بعد کیا تم دینے کا وعدہ کرتے ہو؟ (Post
Post martem patris (or domini) meidari spondes
(ج) میری وفات سے ایک روز پہلے (Pridie quam moriar) یا کیا تم اپنی وفات سے ایک روز قبل دینے کا وعدہ کرتے ہو (Pridie quam morieris dari spondes) اور (Gaius) کہتا ہے کہ (الف) اور (ج) پر یہ اعتراض تھا کہ ایسا معاہدہ کرنا نادرست تھا۔ جسکا ایفاء وفات کے بعد ہو۔ چونکہ یہ بدنما معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی ذمہ داری وارث سے ہی شروع کیجائے۔ یعنی اسی پر عائد ہوکر وجود میں آئے[1] (Jnstinians) نے ان تینوں اشکال کو جائز قرار دیا۔
(۱۲) لیکن اصول متذکرۂ صدر کے خلاف یہ بیان تقریری اسی وقت جب میں مروں (cum moriar) یا جب اس وقت تو مر رہا ہے کیا تو منتقل کرنیکا وعدہ کرتا ہے (Cum moricris dari spondes) (Gaius) کے زمانہ میں بھی جائز تھا۔[2]
(۱۳) سابق میں بھی کسی امر کے وقوع میں آنے سے پہلے Praepostere concepta اس کے متعلق بیان تقریری کرنا کالعدم تھا۔ چنانچہ اگر وعدہ اس طرح لیا جائے مثلاً اگر جہاز (Barbara) دوشنبہ آئندہ کو ایشیا سے آجائے تو کیا تم مجھ سے

---

[1] دیکھو (Gauis) کتاب سوم فقرہ ۱۰۰۔
[2] اقرار داد جو کسی فریق ثانی کی وفات کے بعد قابل نفاذ ہو جائز تھی (دیکھو Justinian) کتاب سوم ۱۹ - ۱۲

آج وعدہ کرتے ہو کہ پانچ روپے دوگے۔ ایسے معاہدہ کو (Justinian) نے جائز قرار دیا لیکن اسکا نفاذ اسوقت تک نہیں ہوسکتا تھا تاوقتیکہ شرط پوری نہ ہوجائے۔
(۱۴) زید چاہتا ہے کہ عمر سے اپنے غلام بکر کو دینے کا وعدہ کرے لیکن غلطی سے خالد کو دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ اقرار کالعدم تھا۔
(۱۵) اسی طرح سے وہ اقرار زبانی جو (Ex turpi causa) ہو یعنی جو خلاف قانون اور اخلاق ہو مثلاً ارتکاب قتل انسان کا پیمان۔
(ج) دعاوی عہد تقریری کا نفاذ کے لئے مقدمہ کے نوعیت کے اعتبار سے تین مندرجہ ذیل دعاوی ممکن تھے۔ اگر اقرار زبانی کوئی معینہ مقدار رقم دینے کا ہو تو چارہ کار کا طریقہ (Condictio certi) تھا۔ اگر کسی شئے معینہ (certa res) کی حوالگی کا اقرار ہو تو چارہ کار (Condictio triticaria) تھا[1] اور اگر کسی کام کے کرنیکا اقرار ہو تو چارہ کار (Condictio incerti) تھا جسکو عام طور پر دعویٰ عہد زبانی (actioee stipulatu) کہتے ہیں۔ اگر کسی کام کے نہ کرنیکا وعدہ اقرار زبانی سے ہو اس شرط پر کہ وعدہ پورا نہ کرنے پر تاوان دیا جائے تو (Condictio certi) کا دعویٰ کیا جاسکتا تھا معاہدات کی طرح جو دعاوی عہود زبانی کی بنا پر کئے جاتے تھے ان میں قانون کی بلفظ پابندی کیجاتی تھی اس لئے اسکو (stricti juris) کہتے تھے۔
(د) دیونان مشترک و دائنان مشترک کفالت اقرار زبانی کے ذریعہ دو یا زائد اشخاص کے ساتھ وعدہ کیا جاسکتا تھا (adstipulatores)[2] اور عہد زبانی کے ذریعہ (stipulatio) دو یا زائد اشخاص بالاشتراک کسی دوسرے شخص کے ساتھ وعدہ کرسکتے تھے۔ "(Adpromissores)" ہر صورت میں ہر مقر لہٗ کو پوری شے موعودہ ہر ایک معاہدہ لہٗ کو ہر ایک معاہد سے واجب الادا تھی لیکن ہر وجوب کی صورت میں صرف ایک ہی شئے ادا طلب ہوتی تھی۔ اس طرح کہ اگر متعاقدین مشترک سے کوئی ایک شئے واجب الادا حاصل کرلیتا یا دیدیتا تو وجوب پھر باقی نہیں رہتا (justinian) کتاب سوم ۱۶-۱)

---

[1] اسکا ماخذ (triticum) جسکے معنی اناج کے تھے ابتدائی زمانہ میں زراعت پیشہ قوم کی عہد بمقصد عام ہوتا تھا۔
[2] کسی (Adstipulator) کا حق اسکے وارث کو نہیں پہنچتا تھا۔

اشتراک معاہدلہم یا دائنین (Adstipulatio) کا استعمال اکثر وکالت کی غرض کیلئے کیا جاتا تھا اگر زید عمرو سے معاہدہ کر رہا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اسکی غیبت میں کوئی دوسرا شخص اسکی طرف سے معاہدہ کی تعمیل کرائے کیونکہ آپ سفر پر جا رہا ہے۔ اس لئے وہ بجائے خود زبانی عمرو سے عہد لینے کے لئے اسی امر کے متعلق عمرو سے بکر کو بھی وعدہ دلاتا ہے۔ اگر زید عمرو سے سوال کرے "کیا تم وعدہ کرتے ہو وغیرہ اور اسکے بعد بکر بھی یہی سوال کرے۔ اور عمرو جواب دے ہاں میں وعدہ کرتا ہوں" ظاہر ہے کہ بکر کی حیثیت محض وکیل یا کارندہ سے کہیں زیادہ ہے۔ چونکہ وہ اصل دائنین میں سے ایک ہے۔ اور عمرو پر اپنے نام سے نالش کرسکتا ہے۔ اور زید کے مقابلہ میں بکر پر لازم ہے کہ وہ اپنے حقوق کا ناجائز استعمال نہ کرے اور عمرو سے جو کچھ وہ حاصل کرے زید کو دے۔ اشتراک معاہدلہم یا دائنین (adstipulatio) کا دوسرا استعمال اس غرض سے تھا کہ اس قاعدہ کی پابندی سے بچیں۔ جو کہ (Justinian) کے زمانہ سے پہلے نافذ تھا۔ اور جسکو عہد تقریری کی ممانعت کر دی گئی تھی جسکا نفاذ صرف متعاقدین کے وفات کے بعد کسی عہد تقریری کا نفاذ ممنوع تھا۔ اگر مثلاً زید چاہے کہ عمرو سے یہ وعدہ لے کہ وہ زید کی وفات کے بعد زید کے وارث کو کچھ رقم ادا کریگا۔ تو زید اور بکر مشترکاً عمرو سے وعدہ لے لیتے اس امر کا کہ وہ زید کی وفات کے بعد رقم ادا کریگا اگر زید کی وفات کے بعد بکر زندہ رہے تو اس عہد کے بنا پر وہ نالش کرسکتا۔ اور جو کچھ اس کو حاصل ہوتا زید کے وارث کو دیدیتا۔ (دیکھو (Gaius) کتاب سوم فقرہ ۱۱۷)

اشتراک معاہدین یا مدیونان ("Adpromissio") کا استعمال زیادہ تر کفالت یا ضمانت کی غرض سے کیا جاتا تھا۔ اور تصور جدید کی مطابق اسکا اصل اصول یہ ہے کہ بکر (کفیل) زید کے قرضہ یا کسی دوسری قسم کی ذمہ داری کے متعلق عمرو سے یہ عہد کرتا ہے کہ زید اپنے قرضہ کو ادا نہ کرے یا اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو وہ اس ذمہ داری یا قرضہ کو خود پورا ادا کریگا (Justinian) کے زمانہ میں عہد تقریری کے ذریعہ کفالت کو قائم کرنیکا ایک یہی طریقہ (Fidejussio) تھا[1]۔ اور وہ دو قدیم طریقۂ شرط (fidepromissio)

---

[1] دیکھو (Justinian) کتاب سوم صفحہ ۲۰۔

اور (Sponsio) جنکا ذکر (Gaius) کرتا ہے (Justinian) کے زمانہ میں غیر رائج تھے ۔
شرط ۱: (Sponsio) اسکا استعمال اس وقت ہوتا تھا جب کہ تمام فریق مدنی ہوتے تھے اور اسکے لئے الفاظ "Spondes Spondeo" ضروری تھے (fidepromissio)
کچھ مدنیوں سے مخصوص نہ تھا اور جو الفاظ استعمال کئے جاتے تھے وہ یہ تھے (Fidepromitto
Fidepromittis) اور ان دونوں طریقوں سے صرف اس قرضہ کی کفالت ہو سکتی تھی جو بطریق عہد تقریری وجود میں آیا ہو۔ اور دونوں صورتوں میں بھی کفیل کے وارث پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی ذیل کے قوانین کا اطلاق کفالت کے ان دونوں طریقوں پر ہوتا تھا مگر پہلا قانون فقط مشارطت (Sponsio) سے متعلق تھا ۔

(۱) ازروئے قانون (Publilia) اگر وہ شخص جو بذریعہ (Sponsio) کفیل ہوا ہو دین کے ادا کرنے پر مجبور کیا گیا ہو تو اسکو حق حاصل تھا کہ اگر اصل مدیون چھ مہینے کے اندر اسکو رقم رہن ادا نہ کرتا تو بر بنائے (Action depensi) اس سے دین کی دوگنی رقم حاصل کرے ۔

(۲) ازروئے قانون "Apuleeu" اگر کفیل متعدد ہوں اور اگر کوئی ایک کفیل اپنے حصہ جائز سے زائد دینے پر مجبور کیا گیا ہو تو اسکو حق تھا کہ بر بنائے دعوی شرکت (actio pro socio) دیگر کفیل یا کفلاء سے رقم زائد ادا شدہ وصول کرے [1]

(۳) ازروئے قانون (Furia) جسکا نفاذ سرحد اطالیہ کے باہر نہیں ہوتا تھا کفیل کی ذمہ داری کو تاریخ معاہدہ سے دو سال تک محدود کر دیا گیا اور ہر شخص کی ذمہ داری کو اسکے حصہ تک محدود کر دیا گیا ۔

(۴) ازروئے قانون (Cicereia) [2] دائن پر لازم تھا کہ جو شخص کفیل ہونا چاہے اسکو مقدار دین اور تعداد کفلاء سے مطلع کرے اور ازروئے (Cornelia) مصدرہ ۸۱ سنہ ق۔م (جسکا اطلاق قوانین متذکرۂ بالا کے برخلاف (fidejussores) پر بھی ہوتا تھا۔ کوئی شخص مدیون کے لئے اور ایک ہی دائن مقابل میں ایک ہی سال میں

---

[1] یعنی گویا کہ سب کے سب شریک تھے ۔
[2] ان تمام قوانین کے تواریخ نامعلوم ہیں ۔

بیس ہزار روپے سے زائد رقم کے لئے کفیل نہیں ہوسکتا اور جو رقم اس رقم معینہ سے بڑھ جائے وہ باطل تھی۔

(Justinian-fidejussio) کے زمانہ میں عہد تقریری کے ذریعہ کفالت فقط اسی ایک طریقہ سے ممکن تھی۔ اور اسکی تاریخ کم از کم ۸۱ سنہ ق۔م ہونی چاہئے کیونکہ قانون (Cornelia کا جو اسی سال نافذ ہوا تھا اس پر اطلاق ہوتا تھا۔ اس طریقہ میں کفالت (Fides.julus Fide-juleeo) کے الفاظ استعمال کئے جاتے تھے اور اس سے پابندی نہ صرف کفیل پر بلکہ اسکے ورثاء پر بھی عائد ہوتی تھی۔ چاہے ہر قسم کی وجوب کی کفالت اس طرح سے ممکن تھی خواہ وہ کسی قسم کی ہو یعنی گو کہ طریقہ عہد تقریری کے سوائے کسی اور طریقہ معاہدہ سے اور گو وہ فعل ناجائز (delict) سے بھی پیدا ہوا ہو۔ اور اصلی وجوب اگر محض اخلاقی ہو جب بھی اسکی کفالت اصل وجوب کے وقوع میں آنے سے پہلے بھی ہوسکتی تھی[1]۔

ہر ایک کفیل (fidejussor) پورے دین کے ادائی کا ذمہ دار تھا۔ اور دائن کو اختیار تھا کہ جس کفیل سے چاہے پوری رقم کا مطالبہ کرے اور (Justinian) کے زمانہ سے پہلے دائن کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ کفلاء پر دعویٰ کرنے سے پہلے اصل مدیون پر دعوے کیا جائے۔

لیکن (Justinian) کے ایک فرمان جدید (Novel کی رو سے اور اس کو (beneficium ordinis or lecussionis or discussionis کہتے ہیں کفیل دائن سے مطالبہ کرسکتا تھا کہ اسکے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے اصل مدیون پر دعویٰ کیا جائے۔ اگر کفیل ادائی پر مجبور کیا گیا تو اسکو حق حاصل تھا کہ رقم ادا شدہ کو بذریعہ دعویٰ وکالت (Actio mandati اصل مدیون سے وصول کرے۔ کفلاء کو ایک دوسرے کے مقابل میں (Hadrian) کے فرمان سے حق رسدی (beneficium Divisionis) حاصل ہوگیا یعنی جب کہ کسی کفیل شریک پر پورے دین کے لئے دعویٰ کیا جائے تو اس کو یہ حق حاصل تھا کہ بحساب رسدی بہ شرکت دیگر کفلاء دین ادا کرے۔

---

[1] دیکھو justinian کتاب سوم ۲۰۔ ۳۔

(ذمی استطاعت Res cript) اسکے علاوہ[1] اگر کسی کفیل سے کل دین ادائی کا مطالبہ کیا جائے تو وہ (Beneficium cedendarum actionum) سے فائدہ حاصل کرسکتا یعنی بوقت ادائی[2] دائن سے مطالبہ کرتا کہ جو چارہ کار اسکو حاصل تھے ان سب کو اپنے پر منتقل کردیا جائے (بشمول مرہونات بطور ضامن دین) اوراس طرح سے چونکہ اسکو دائن کے حقوق حاصل ہوجاتے تھے اس لیئے وہ چاہے اصل مدیون پر رقم اداشدہ کی وصولیابی کے لئے دعوئی دائر کرسکتا تھا یا دیگر کفلا، پر کفول بہ میں انکا واجبی حصہ رسدی اداکرنیکے لئے دعوئی کرسکتا تھا۔ گرکسی صورت میں بھی (Fide-jussor) اصل مدیون سے زائد رقم اداکرنیکی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی مگر یہ ممکن تھا کہ کفیل پر اصل مدیون سے کم یا کسی شرط کے ساتھ رقم اداکرنکی ذمہ داری عائد کیجائے۔ اور تجویز سنات (S. C. Velleiani) مصدرہ ۴۶ ء کی رو سے عورتوں کے لئے کفیل یا کسی اور طرح ضامن ہونا ممنوع تھا[3] اور اگر کسی عورت پر کفیل ہونے کی وجہ سے دعوے کیا جائے تو وہ (S. C. Velleiani) کی عذرداری پیش کرسکتی تھی۔ لیکن دوسرے صورتوں کے منجملہ اس قانون موضوعہ کا اطلاق

---

[1] یہ چارۂ کار ضامنوں کیلئے اتنا معنِد نہ تھا جتنا کہ قانون (Furia) کی رو سے طرفقدا قرار (Sponsio) اور (Fide-promissio) تھا۔ کیونکہ اس قانون کی رو سے ادائی کی ذمہ داری خودبخود تمام ضامنوں پر تقسیم ہوجاتی تھی خواہ وہ ضامن مستطیع ہوں کہ غیر مستطیع اسکے برخلاف (Fide-jussor) کو حق رسدی (Benificium Divisionis) کا صریح مطالبہ کرنا پڑتا تھا۔ اوراگر چند ضامن دیوالیہ ثابت ہوئے تو اس سے اس پر اثر پڑتا تھا۔

[2] یہ مطالبہ بعد ادائی ہو نہیں سکتا تھا کیونکہ ادائی کے بعد تمام نالشات کا سقوط ہوجاتا تھا۔

[3] معاہدۂ زبانی کے علاوہ ضمانت (۱) Mandatum qualificatum دیکھو (Leage صفحہ ۳۰۵ اور (۲) (Constitutumdebiti alieni) دیکھو (Leage ۳۰۹ سے) بھی پیدا ہوتی تھی۔

[4] غیر کی طرف سے اداکرنکی ذمہ داری کی ایک نوع ضمانت تھی۔ دوسری قسم کی ذمہ داری ادائی کسی دوسرے کے دین کی تجدید تھی جو ازراہ معاہدہ کیجاتی تھی۔ یعنی یہ کہ ازراہ تجدید زید عمرو سے قرارداد کرتا ہے کہ وہ بکر کا دین اداکرے اس لحاظ سے بکر بیباق ہوگیا۔

اس صورت پہ نہیں ہوتا تھا جس میں عورت نے فریب کا ارتکاب کیا ہو یہ اصل پیمان تقریری کی غرض فراہمی جہیز تھا (Justinian) نے ان احکام کو بحال رکھا اور ان پر یہ اضافہ کیا کہ اگر عورت ادائی کی ضامن ہو تو یہ ضمانت تحریری ہونی چاہئے۔ اور وہ تین گواہوں کے مواجہ میں لکھی جائے۔ بشرطیکہ وہ ضمانت کسی بدل محصلہ یا فراہمی جہیز کی بابت ہو ورنہ وہ قطعاً کالعدم ہوتی تھی[۱]

(ج) معاہدات تحریری

اگرچیکہ (Gaius) کے زمانہ میں تحریری معاہدہ سے وجوب پیدا ہو سکتا تھا گر وہ معاہدہ جسکو (Justinian) تحریری کہتا ہے فی نفسہ کسی وجوب کے پیدا کرنیکا ذریعہ نہیں تھا بلکہ وہ وجوب کی شہادت دیتا تھا۔ اگرچیکہ یہ شہادت ایک قسم کے معنی تقریر مخالف کے ذریعہ قطعی ہو سکتی تھی پس (Justinian) نے معاہدات تحریری کی تقسیم اس طور سے جو کی ہے وہ ابتدائی وجوب کے پیدا ہونیکا ذریعہ ہے اس میں تنظیمی نقطۂ نظر سے ایک غلطی ہے۔ چونکہ وجوب عائد ہوتا تھا تو تحریر کے وجہ سے نہیں بلکہ ایک قاعدہ شہادت کی وجہ سے۔ (Gaius) کے بیان کے بموجب تحریری معاہدہ صحیح کی تعریف اس طرح کیجا سکتی ہے کہ[۲] وہ ادائی رقم کی بابت وجوب پیدا کرنیکا ایک ذریعہ ہے اس طرح کہ جس شخص کا ارادہ قرض لینے کا ہو اسکے رضامندی سے دائن کے بہی کھاتہ میں ایک فرضی اندراج (عمل خرچ Expensilatio) کر لیا جاتا تھا "عمرو کے رضامندی سے زید یہ اندراج کرتا ہے کہ عمرو سے اسکو پچاس روپیہ واجب الادا ہیں اور اس بنا پر عمرو پر ادائی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے گو کہ انکے درمیان کوئی رقمی دادوستد ہوئی بھی نہ ہو۔

بہی کھاتہ میں اسطرح کا اندراج دو قسموں کا ہو سکتا تھا

(۱) محض قرضہ کا اندراج کرنا (Nomen Arcarium) یعنی یہ بیان کہ دائن اور دیون کے

---

[۱] یعنی نالش کئے جانیکے بھی قابلیت نہ تھی۔ اور اس سے (S. C.) کی عذرداری پیش کرنیکی ضرورت نہ تھی۔

[۲] جیسا کہ آگے چل کر واضح ہوگا یہ تعریف ترمیم طلب ہے۔ لیکن معلومات موجودہ کی بنا پر اس سے مختصر اور درست تعریف ناممکن ہے۔

درمیان فی الحقیقت رقمی دادوستد ہوئی اس صورت میں کوئی وجوب محض بربنائے تحریر پیدا نہیں ہوتا اور وہ اندراج فقط دین کی شہادت تھی۔ لیکن اسکے واقعی ہونیکی باعث وجوب کے پیدا کرنیکے لئے وہ اندراج فی نفسہ کافی تھا۔ جسکے ساتھ (Condictio) کی بابت کافی چارہ کار حاصل تھا اور۔

(۲) قرضہ کا ایک کھاتہ سے دوسرے کھاتہ میں چڑھانا (Nomen transcripticum) یہ اندراج اس قسم کا تھا کہ دائن ایک ہی کھاتہ میں حساب بند کردیتا (عمل جمع Acceptilatio) اور نئے ہی کھاتہ (عمل خرچ Expensilatio) میں نیا حساب کھولتا۔ تحریری وجوب (Obligatio Litteris) فقط اسی طریقہ سے پیدا ہوتا تھا۔ یہ موضوع مثالوں کے ذریعہ زیادہ تر صاف طور پر سمجھ میں آجائیگا۔

(۱) اگر زید عمرو کو کچھ رقم بطور قرضہ کے دے (یعنی بطریق قرض (Mutuum) اور اس قرضہ کا اندراج بہی کھاتہ میں کرلے عمرو کے ذمہ ادائی کی ذمہ داری بربنائے (Mutuum) پیدا ہوتی ہے اور اسکے وصول پانیکے لئے (Condictio) کا دعویٰ جو اس معاہدہ سے کیا جاتا ہے کرایا جاتا ہے۔ بہی کھاتہ کا اندراج (Nomen Arcarium) صرف یادداشت قرضہ کی غرض سے ہے۔ یعنی معاہدہ کی شہادت ہے۔ اور یہی ایک سبب تھا جس پر وجوب کا دارومدار تھا۔

(۲) اگر زید نے زمانہ سابق میں عمرو کے ساتھ لین دین بطریق بیع ومبادلہ وغیرہ کیا ہو جسکا حساب کتاب اسکے بہی کھاتہ میں موجود ہے جسکی رو سے عمرو کی جانب پانچسو واجب الادا نکلے ہیں۔ صفحہ مقابل پر زید (واقعات کے خلاف) یہ شرح لکھ کر کھاتہ بند کرتا ہے کہ عمرو نے پانسو ادا کردئے (عمل جمع Aceeptilatio) اور نیا حساب (واقعات کے خلاف یہ لکھ کر کھولتا ہے کہ اس نے یعنی زید نے عمرو کو پانسو روپیہ قرض دئے ہیں۔ پس جو عمل خرچ (Expensilatio) ایک قرضہ منتقلہ بدیگر (Nomen transcripticium) کو بناتا ہے۔ قرضہ ایک کھاتہ سے دوسرے کھاتہ میں منتقل ہوا اور اگر یہ معاملہ عمرو کی رضامندی صریح یا معنوی سے ہوا ہو تو محض اس جدید اندراج کے اثر سے (ipso nomine) عمرو پر رقم کی ادائی لازم آتی ہے۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ تھا کہ زید اور عمرو کے درمیان جو معاہدے سابق میں ہوئے تھے انکی تجدید کیجاتی تھی یعنی وہ سب باطل ہوگئے اور انکی جگہ ایک واحد وجوب قائم کردیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس طریقہ سے فریقین کو بہت فائدے

حاصل ہوتے تھے کیونکہ اس طرح حسابات میں سہولت[1] پیدا ہوگئی اور سابق کے دادوستد کے متعلق بھی نزاع سے بچ جاتے تھے اور اگر سابق کے معاملات ایسے معاہدے تھے جو مبنی بر نیک نیتی (Bonae-fidei) مثلاً (Emptio venditio) تھے تو دائن کو نالش ذات (Condictio) کے ذریعہ ایک بہتر چارہ کار ہاتھ آجاتا تھا۔ جس سے کہ تحریری معاہدہ (Stricti-juris) کی تعمیل کرائی جاتی تھی۔

(۳) زید کا حساب کتاب عمرو کے ساتھ ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ عمرو کی جانب ایک ہزار (aurei) واجب الادا ہیں۔ وہ عمرو کو اور زیادہ قرض دینا نہیں چاہتا ہے بلکہ عمرو کے بجائے بکر کو اپنا مدیون قبول کرنیکے لئے آمادہ ہے اور عمرو کی درخواست پر بکر راضی ہوجاتا ہے۔ پس عمرو کے حساب میں زید عمل جمع یا وصولیابی (acceptilatio) کا عمل کردیتا اور صفحہ مقابل میں عمل خرچ (Expensilatio) کے ذریعہ قرضہ غیر اداشدہ کو منتقل کردیتا ہے جس میں یہ شرح (خلاف واقعہ) ہوتی ہے۔ کہ بکر اسکو ایک ہزار روپیہ واجب الادا ہے۔ اور اس بنا پر بکر پر ادائی لازم ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے (Ipso-nomine) صورت دوم میں منتقلی مدات حساب کا قانونی نام انتقال از شخص بہ شئے

Transcriptio a re in personam or from thing to person

اور صورت سوم میں انتقال از شخص بہ شخص or Persona in personam form. (from person to) تھا۔ یہ آخر الذکر مثالیں دوادرتین بھی تحریری معاہدہ صحیح کی مثالیں ہیں۔ جو (Gaiu) بیان کرتا ہے[2]

بیان متذکرۂ صدر سے واضح ہوگا کہ تحریری معاہدہ کا معمولی استعمال اس غرض سے نہیں ہوتا تھا کہ کوئی نیا وجوب پیدا کیا جائے بلکہ یہ کہ کسی موجودہ وجوب کی

---

[1] اکثر نہ کہ لازماً ایسا ہوتا تھا کہ عمرو اپنے بہی کھاتہ میں بھی اندراج متقابل کر لیا کرتا۔

[2] دستاویزات دوپرتی (Chirographa) اور معاہدہ جات بثبت دستخط فریقین (Syngraphae) جن کا ذکر (Gaius) کرتا ہے۔ ادائی کے تحریری وعدے ہوتے تھے۔ اور چونکہ ان سے وجوب پیدا ہوتا تھا اگرچہ کہ قرارداد نہ ہوئی ہو غیر ملکیوں (Peregrini) سے نسبتی تھے دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۳۴)

تجدید کرلیجائے۔ جیساکہ اوپر بیان کی ہوئی دو صورتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ کہنا بالکل درست نہ ہوگا کہ اس داد وستد کی اصلیت یہ ہے کہ فرضی دین کے اندراج سے وجوب پیدا ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر کوئی حقیقی دین موجود ہوتا تو وہ داد وستد (Nomenarcarium) ہو (یعنی شہادت قرض Mutuum) ہوجاتا اور وہ کبھی تحریری معاہدہ نہیں کہا جاتا۔ لیکن متذکرۂ صدر امثلہ (۲) اور (۳) کی کسی صورت میں بھی اندراج ان معنوں میں فرضی نہیں تھا۔ کہ جس شخص پر کہ وجوب عائد کیا گیا اس نے فائدہ حاصل نہیں کیا تھا۔ اگر وہ انتقال از شئے بہ شخص (Transcriptio a re in personum) کی صورت ہو تو اس شخص (یعنی صورت دوم میں عمرو) کو زمانۂ ماضی میں دائن زید سے کافی عوض یا بدل ملچکا تھا۔ اور انتقال از شخص بشخص (Transcriptio a persona in personum) کی صورت میں جو فائدہ بکر کو حاصل ہوا وہ حالیہ تھا مثلاً اسکے دوست عمرو کی برأت ذمہ داری سے۔ اس امر سے کہ نئے وجوب کے وجود میں لانیکے لئے تحریری معاہدہ کا استعمال نہ کیا جانا یا بہت ہی شاذ استعمال کیا جانے سے کوئی تعجب نہ ہوگا۔ جب یہ امر پیش نظر رکھا جائے کہ سادہ سوال وجواب سے ادائی رقم کی ذمہ داری بلا بدل ہر وقت پیدا ہوسکتی تھی اور یہ کہ سنہ ۱ء کے بعد یا اسکے قریب کی ادائی کہ محض تحریری وعدہ سے یہ قیاس پیدا ہوتا تھا کہ اس خصوص میں کوئی اقرار زبانی باضابطہ لیا گیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دوست یا رشتہ دار کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہو تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اسکو ہدایت نہ کرے کہ عمل فرضی جمع (Acceptilatio) اور خرچ (Expensilatio) کا عمل کرے اور اندراجات کے متعلق کوئی اعتراض نہ کرنیکا وعدہ کرے۔ اس صورت میں اندراجات تمام فرضی ہوتے تھے۔ تاہم ان کی پابندی لازم تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ عمل اقرار زبانی سے زیادہ پیچیدہ تھا۔ کہ اس پر اگر کبھی عمل ہوتا تو شاذ ونادر ہوتا تھا۔

(Justinian) کے زمانہ میں تحریری معاہدہ بالکل غیر رائج تھا۔ اور اس کے تین بڑے اسباب تھے۔ اولاً یہ کہ باضابطہ معاہدات بالطریق معین کا (زبانی اور تحریری) بہت سارا اثر زائل ہوگیا[1]۔ جبکہ (Cicero) کے زمانہ میں (Gallus aquillius) نے

---

[1] اگرچیکہ یہ قرارداد (Justinian) کے زمانہ تک باقی رہی۔

پہلے بار ایک شخص کو جس پر ایسے معاہدہ کی بنا پر دعوے ہوا تھا اجازت دیدی کہ فریب کی عذرداری (Exceptio doli) (یعنی جواب دہی میں فریب یا کسی اور طرح کی بے انصافی)[1] پیش کیجائے۔

ثانیاً ایک نیا پریٹری طریقہ اقرار جسکو (Constitutum) کہتے تھے۔ (جو بمنزلہ اقرار باثر (Pactum vestitum) تھا) ترقی پایا۔ جس سے یہ ممکن ہوا کہ کسی وجوب قابل ارجاع دعویٰ کا اضافہ موجودہ وجوب پر (جو برقرار رکھا گیا تھا) کردیا جائے اور اس طرح (Condictio) سے بھی بہتر چارہ کار کا موقع دائن کو دیا گیا[2] اور ثالثاً یہ کہ جیسا کہ ابھی واضح ہوگا قانون مابعد کے زمانہ میں قواعد شہادت کے بموجب ادائی کے محض تحریری وعدہ سے وجوب قابل ارجاع دعویٰ پیدا ہوسکتا تھا[3]۔

معاہدہ جسکو (Justinian) تحریری معاہدہ کہتا ہے

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ تقریباً سنہ ۲۰۰ع کے بعد ادائی رقم کے تحریری وعدہ (ضمانت Cautio) سے یہ قیاس پیدا ہوتا تھا کہ وہ وعدہ کسی صحیح[4] اقرار زبانی کا نتیجہ اور شہادت تھا۔ اگرچہ اس قیاس کی تردید وہ شخص کرسکتا تھا جس نے تحریری وعدہ دیا کیونکہ اگر اس پر دعوے کیا جائے تو اسکو یہ ثابت کرنیکی اجازت تھی کہ درحقیقت کوئی اقرار زبانی ہی نہ تھا۔ لیکن ایسا پایا جاتا ہے کہ زمانہ جیسا جیسا گزرتا گیا مدیون کے لئے یہ رواج عام ہوگیا کہ وہ ایسی تحریریں ضمانتیں (Cautionis) لکھ دیا کرتے تھے۔

---

[1] یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اسکے بعد ان دو باضابطہ معاہدوں (زبانی اور تحریری) کی نوعیت از سرتاپا بدل گئی۔ اور اس وقت سے گو بظاہر شکل وہی تھی مگر درحقیقت انکا انحصار اس پر تھا جسکو انگلستان میں بدل سے تعبیر کیا جاسکتا تھا۔ لیکن (Justinian) کے زمانہ میں بھی گو قرارداد بلا بدل ہوتا ہم قابل ارجاع نالش نہ تھی۔

[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۰۹۔

[3] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۷۱۔

[4] تحریری معاہدہ کے عام بیان کیلئے دیکھو (Roluf) دفتر دوم صفحہ ۲۷۹۔

جنکو انگلستان میں " میں تمھارا مدیون ہوں" یا .I. O; U " کہتے ہیں اور جس میں اس بات کا کوئی ذکر ہی نہیں ہوتا تھا کہ اس سے پہلے کوئی اقرار زبانی ہوا ہو یہ عمل رآمد کچھ تو اقرار ہائے زبانی کو معرض تحریر میں لانیکے طریقہ متذکرۂ صدر سے اور کچھ یونانی دستاویزات دو پرتی (Syngraphae) اور معاہدات ثبت دستخط متعاقدین (Chirographa) کی تنسیخ کے باعث ظہور میں آیا - اگرچہ یہ تحریرات (Cautiones کے معنی میں بھی کسی اقرار زبانی پر مبنی نہ تھیں تاہم کچھ دنوں بعد اونکی نسبت یہ خیال پیدا ہوا کہ رقم واجب الادا کا قیاس ہے لیکن اسکی تردید عذر داری عدم وصول exceptio non numeratae pecuniae) سے ہوسکتی تھی جسکی وجہ سے مدعی پر بار ثبوت عائد ہوتا یعنی یہ کہ اس کو یہ ثابت کرنا ہوتا تھا کہ درحقیقت اس نے قرضہ دیا تھا لیکن اگر درحقیقت (Cautio) کسی اقرار زبانی پر مبنی ہوتا تو ایسا صرف اسوقت ہوتا تھا اگر جس شخص نے وعدہ کیا تھا وہ اس سمجھوتہ پر کیا ہو کہ اوسکو معاوضہ میں کچھ دیا جائیگا (مقابلہ کرو Justinian) دفتر چہارم ۳۔ ۱۳ - ۲) (Diocletion) نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ تاریخ معاہدہ سے پانچ سال کے اندر یہ عذر داری پیش ہونا لازم ہے - مگر اس مدت کو (Justinian) نے گھٹا کر دو سال کر دیا - اس مدت کے گزر جانیکے بعد تحریر (Cautio) سے ایک قسم کے مانع تقریر مخالف (Estoppel کی رو سے) یہ قطعی اور ناقابل تردید قیاس قائم ہوتا تھا کہ[1] وہ رقم فی الحقیقت واجب الادا تھی تا وقتیکہ اس اثنا میں مدعی علیہ دفتر عدالت میں ایک باضابطہ اعتراض داخل نہ کرے یا اپنے اعتراض کی نوٹس دائن کو دیکر اپنی عذر داری کو مستقل یا دوامی نہ بنا دے یا (Cautio) کی واپسی کے متعلق دعوے نہ کرے -

(٥) معاہدات بالرضا Couseusu

معاہدات بالشئے کی طرح معاہدات بالرضا کا کوئی خاص طریقہ نہیں تھا - انھیں

[1] (Dr moyle) کا خیال ہے کہ مرور زمانہ کا نتیجہ یہی ہوتا تھا کہ بار ثبوت ایک شخص سے دوسرے پر منتقل ہو جاتا تھا (دیکھو صفحہ ۴۹۵) لیکن (Justinian) کی عبارت کا مطلب کچھ اس سے زیادہ { دیکھو (Justinian) دفتر سوم (۲) }

جواز اس بنا پر حاصل نہ تھا کہ انکی تکمیل کسی خاص طور یا خاص رسم سے کی گئی تھی۔ بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ فریقین کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا وہ معقول تھا اور اس لئے قانون نے ان کو واجب التعمیل قرار دیا۔ معاہدات بالشئے میں معقولیت کا یہ عنصر "حوالگی شے" (retra dita) یا فعل یکطرفہ ہوتا تھا۔ جسٹنین کے موجب زبانی معاہدات میں عنصر معقولیت فریقین کا اقرار ہوتا تھا ("یہ کافی ہے کہ وہ لوگ معاملہ میں باہمی اقرار کر لیتے ہیں")۔ لیکن اقرار یا معاہدہ بنفسہ ایک (pactum) یعنی اقرار محض ہے۔ اسکے لئے کسی سبب کی ضرورت تھی اور روما میں یہ سبب معاہدات بالرضا کی صورت میں یہ تھا کہ فریقین کے عہود آپس میں بالبدل ہوں (عوض بالعوض quid pro quo)۔ بالفاظ دیگر معاہدات بالرضا کا سبب عملاً وہی تھا جسکو قانون انگلستان میں بدل عہد کہا جاتا ہے[1]۔ معاہدات بالرضا کی (جنکی بنا قانون ممالک پر تھی[2]) اور جو معاملات نیک نیتی سے اور جو عدم موجودگی فریقین میں بھی کئے جا سکتے تھے، تعداد چار تھی:—

(۱) معاہدہ بیع و شریٰ (Emptio venditio) (۲) اجارہ Locatio conductio
(۳) شرکت (Sc) اور (۴) توکیل mandatum

(۱) معاہدہ بیع و شریٰ Emptio-Venditio

معاہدۂ بیع و شریٰ وہ معاہدہ تھا جو بیع کے متعلق کیا جاتا تھا۔ جائداد کی کسی شئے کو ایک معین ثمن پر بائع بیچنے اور مشتری خرید کرنیکے لئے راضی ہو جائے اور جیسے ہی ثمن کا تعین کیا جائے معاہدہ بالکل مکمل ہو جاتا تھا اگرچہ کہ شئے زیر بیع حوالہ اور اسکی قیمت

---

[1] لیکن اس بات کا اعتراف کرنا لازم ہے کہ کارندگی بلاعوض (توکیل (mandatum) کو مسئلہ بدل عہد کے ساتھ مطابق کرنا کوئی آسان کام نہیں خواہ قانون انگلشیہ یا قانون روما میں ہو۔ (مقابلہ کرو مقدمہ wilkinson بنام couerdale سے (۱ Esp ۷۴)

[2] معاہدات متعلق اشیا کی نسبت بھی کہا گیا ہے کہ وہ قانون ممالک پر مبنی تھے مگر اس میں گنجائش شبہہ ہے آیا قرض (mutuum کی بنا بھی وہی تھی جسکی تعمیل قانون کی پوری سختی کے ساتھ بذریعہ Condictio) کرائی جاتی تھی۔

ادا کی گئی ہو اور نہ کوئی چیز بطور بیعانہ کے دی گئی ہو۔ اگر ثمن کا تعین کسی شخص ثالث کی جانب سے ہونا ہو تو (Labeo) کا خیال تھا کہ وہ بیع کی صورت نہیں تھی مگر Proculus کا خیال تھا کہ وہ بیع ہو سکتی تھی[1] جسٹنین نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر شخص ثالث درحقیقت ثمن مقرر کر دے تو معاہدہ جائز تھا اور وہ مقرر نہ کرے تو باطل۔ سابق میں یہ امر بھی مشتبہ تھا آیا ثمن لازمی طور سے زر نقد ہونا چاہئے (Sabinians) کا خیال تھا کہ ثمن غلام۔ قطعہ اراضی یا چغہ بھی ہو سکتا ہے اور (proculions) کی رائے تھی کہ اگر ثمن زر نقد نے سوائے کوئی اور چیز دیجائے تو معاہدہ درحقیقت مقائضہ ہو جائیگا اور معاہدہ مقائضہ (یعنی معاہدہ غیر موسومہ) ایک چیز تھی اور معاہدہ بیع وشری دوسری چیز۔ بالآخر (Proculians) کی رائے غالب آئی[2]۔ اگر کسی فریب کا شبہ نہ ہو تو عدالت ثمن کی مناسبت کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں کرتی تھی۔ مگر (Wiocletian) نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ اگر ثمن شئے مبیعہ کی حقیقی قیمت کے نصف سے کم (Laessis enormis) ہو تو بائع معاہدہ کو فسخ کر سکتا ہے تاوقتیکہ مشتری اور زیادہ رقم دینے کیلئے راضی نہ ہو۔ تاکہ ثمن معقول سمجھا جائے[3]۔ مشتری یہ رواج تھا کہ معاہدہ طے ہونیکے بعد کوئی چیز بطور بیعانہ (arra) کے دیجاتی تھی مگر یہ معاہدہ کا کوئی جزو اصلی نہ تھا بلکہ محض اس امر کا ثبوت تھا کہ درحقیقت معاہدہ طے ہوا ہے۔

طریقہ معاہدہ کے متعلق جسٹنین نے قانون میں چند تبدیلیاں کیں۔ واضح ہوگا کہ اس زمانہ میں بعض معاہدات بیع وشری تحریری ہوتے تھے (بیع تحریری venditiones cum scriptura) جسکی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ متعاقدین نے پہلے ہی سے یہ شرط ٹھہرائی ہو کہ معاہدہ زیر بحث کی ایسی شہادت ہونی چاہئے اور بعض معاہدے بلا شہادت تحریری بھی ہو سکتے تھے (بیع بلا تحریری[4] venditiones sine scriptura) جسٹنین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ اگر بیع تحریری ہو تو بیع مکمل نہیں ہوتا

[1] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۴۰۔

[2] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۲۳۔ ۲۔

[3] قانون انگلستان میں ایسا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ بدل عہد کا غیر کافی ہونا البتہ جبکہ وہ اسقدر حیرت افزا ہو کہ اس سے ضمیر کو صدمہ پہنچے اور اس طرح انگلستان کی اعلیٰ ترین عدالت میں فریب یا دباؤ ناجائز کا قیاس پیدا کرنیکے لئے فی نفسہ کافی سمجھی جائے) زیادہ سے زیادہ شہادت ہے جسکا نتیجہ دیگر امور واقعی کے ثبوت کے ساتھ آگے چلکر یہ ہو سکتا ہے کہ معاہدہ کالعدم کر دیا جائے۔

[4] قانون انگلستان میں ایک امتیاز اسکے مماثل ہے۔ بیع اراضی کا معاملہ مثلاً تحریری ہے یعنی اسکی تعمیل

تاوقتیکہ متعاقدین معاہدہ تحریری (دستاویز اشتراء instrumentum emptionis) کو آپ مرتب نہ کریں اور نہ لکھیں یا کم سے کم اس پر اپنا اپنا دستخط ثبت نہ کریں یا اگر عہدہ دار مرتب کنندۂ یادداشت (مسجل السکوک tabellis) تیار کرے تو دستاویز میں معاملہ کی تمام شرطیں مندرج ہونی چاہئیں اور وہ ہر طرح مکمل ہونا چاہئے۔ انکو اگر ایسا نہ ہو تو یہ موقع دیا جاتا تھا کہ وہ "تلافی نقصان طرفین سے دست بردار ہوجائیں locus poenitentiae اور متعاقدین بلا کسی نقصان کے ذمہ داری سے بری ہو جاتے تھے بشرطیکہ عربون یا بیعانہ نہ دیا گیا ہو لیکن عربون یا بیعانہ دیا گیا ہو تو اس وقت خواہ معاہدہ تحریری ہو کہ بلا تحریر مشتری کے انکار کر.. نیکی صورت میں عربون یا بیعانہ سوخت ہو جاتا تھا لیکن اگر بائع انکار کرے تو اسکو دوگنا ہرجہ دینا لازم تھا۔ اگر بیع بلا تحریر ہوا اور اسطرح سے مکمل ہوگئی ہو تو متعاقدین پر باوجود اسطرح مواخذہ دینے کے نقض معاہدہ کے لئے مواہد ہی بھی لازم تھی[1]

اگرچیکہ تقرر یا تعین ثمن کے ساتھ معاہدہ مکمل ہو جاتا تھا یا جسٹنین کے زمانہ میں جب کہ معاہدہ تحریری ہو تو تحریر مکمل ہو جائے اور اس طرح سے ہر متعاقد کو دوسرے کے مقابل میں حقوق بالتخصیص (in personam) حاصل ہو جاتے تھے تاہم جائداد منتقل نہیں ہوتی تھی یعنی مشتری کو شئے مبیعہ کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی تھی اور سطرح حقوق بالتعمیم (in rem) حوالگی تک حاصل نہیں ہوتے تھے اور بائع پر اس چیز کی حوالگی لازم نہیں ہوتی تھی تاوقتیکہ زر ثمن تمام وکمال نہ ادا کر دیا جائے۔ اگر تکمیل معاملہ اور حوالگی کے درمیان میں وہ چیز بائع کے قصور کے بغیر ہلاک ہو جائے تو نقصان (اندیشہ ہلاکت شئے Periculum rei) مشتری کو (جسکے ذمہ ثمن ہنوز ادا طلب ہو) برداشت کرنا لازم تھا اور یہ استثنا تھی اس کلیۂ مسلمہ کی کہ "شئے کے ہلاک ہونے سے مالک کو نقصان پہنچتا ہے"۔ (perit domino)۔ اور اسی اصول کی بنا پر اگر جائداد کی قیمت میں غیر مترقب اضافہ

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ دعوی سے نہیں کرائی جاسکتی تاوقتیکہ تحریری نہ ہو اور اس پر بائع کا دستخط نہ ہو (دفعہ ۴ قانون موضوعہ فریب) اگر بیع کے بعض معاملے تحریر یا دیگر شہادت کے بغیر بھی جائز ہو سکتے ہیں مثلاً وہ سامان جسکی قیمت دس پونڈ سے کم ہو۔

[1] جسٹنین کے احکام بہت صاف نہیں ہیں دیکھو Girard بھی صفحات ۵۲۸-۵۲۹ اور اس موضوع پر عام معلومات حاصل کرنیکے لئے دیکھو Moyle کی تصنیف "Contract of sale in the civil law"

یا تخفیف ہو جائے تو فائدہ یا نقصان جیسی کہ صورت ہو مشتری کو ہوتا۔ "جسکو نقصان اٹھانا پڑتا ہے فائدہ بھی اسی کا ہے"

ہر قسم کی جائداد کی بابت (مادی ہو کہ غیر مادی) معاہدہ بیع ہو سکتا تھا بجز
(۱) اشیائے غیر قابل تجارت (res extra commercium) کے۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی شئے غیر قابل تجارت خریدے مثلاً دیدہ دانستہ یا لاعلمی سے کسی حُر کو یعنی بائع نے فریب کیا ہو تو وہ بیع جائز تھی۔ اسکی تعمیل محض ممکن نہیں تھی لیکن دعویٰ اشتراء (actio empti) کے ذریعہ سے بائع کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا تھا کہ مشتری کو اس کے معاملہ کی قیمت ادا کرے ("جس حد تک کہ فریب اسکے مفاد کے منافی ہوا ہو")
(۲) وہ اشیا جنکی بابت فریقین کو علم ہو کہ مسروقہ ہیں۔ اور
(۳) وہ اشیا جو پہلے ہی سے مشتری کی قطعی ملک تھیں۔ "اپنی ہی چیز کی خریدی جائز نہیں"

بیع کسی شرط پر بھی ہو سکتی تھی مثلاً حسب بیان متذکرۂ صدر یہ کہ وہ تحریر میں لائی جائے یا جسٹنین کی دی ہوئی مثال میں "اگر کسی مدت کے اندر زید تمھیں پسند آجائے تو اس قدر ثمن پر وہ تمھارا ہو جائیگا" یہ آخری مثال فقہ کی اصطلاح میں "خیار الشرط" کی بحث میں آسکتی ہے

بائع کے فرائض یہ تھے

(۱) کہ حوالگی تک اس شئے کی حفاظت میں ایک دیانتدار اب العائلہ کی طرح احتیاط ملحوظ رکھے۔

(۲) ادائی ثمن پر چیز (مبیع) حوالہ کردے۔

اسکی ذمہ داری شئے کی حوالگی کی تھی (tradere) نہ کہ شئے کے دیدینے کی (dare) اور اس لئے بائع پر مشتری کو مالک بنانیکی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی اور مشتری محض اس وجہ سے کہ بائع مبیع کا مالک نہ تھا اور وہ مشتری کو ملکیت نہ دے سکا اقالہ نہیں کر سکتا تھا یعنی بیع کو فسخ نہیں کر سکتا تھا۔

(۳) لیکن حوالگی کے علاوہ بائع پر لازم تھا کہ یہ ذمہ داری لے کہ مشتری کے قبضہ میں کسی قسم میں مداخلت نہیں کیجائیگی (rem habere licere) اور اس لئے اگر مالک اصلی یا کوئی اور شخص جسکو مشتری سے حق حاصل ہو اسکو بیدخل کرے تو بائع پر معاوضہ ادا کرنا لازم تھا۔

(۴) قانون ملک کی رو سے اگر مبیع کے قدر یا جنس میں کوئی نقص ہو تو اسکی بابت بائع ذمہ وار نہ تھا بشرطیکہ اس نے فریب نہ کیا ہو۔ لیکن (curule aediles) نے دو نئے (جدید) دعاوی کو رواج دیا (aedilicians) جسکے ذریعہ سے ایک عام ذمہ داری بائع کی ذیل کی خرید و فروخت میں مستنبط کیجاتی تھی :۔ جہاں غلام گھوڑے یا مویشی عام بازار یا نخاس میں فروخت کئے جاتے تھے (جو aediles کے اختیار و نگرانی میں ہوا کرتے تھے)۔ اور اسکے بعد مقننین (فقہا) کی تعبیرات کے ذریعہ سے ہر قسم کی بیع کیلئے یہ چارہائے کار ممکن کر دئے گئے۔ دعاوی زیر بحث حسب ذیل تھے :۔

(الف) دعویٰ منجانب مشتری برائے واپسی مبیع (actio redhibitoria)

(ب) دعویٰ بنسبت کمی مقدار یا وزن (actio quanti minoris or aestimatoria)

دعوی اول الذکر سے مشتری کو خیار العیب حاصل تھا یعنی اگر مبیع کے کسی مخفی نقص کی وجہ سے اسکو دھوکا ہوا ہو تو وہ معاہدہ کو فسخ کر سکتا اور زر ثمن معہ سود کے واپس لے سکتا تھا۔ مگر لازم تھا کہ یہ دعوی تاریخ معاہدہ سے چھ مہینوں کے اندر menses utiles پیش ہو۔ اور علی السبیل بدل مشتری دوسرے دعوی "کمی وزن" aestimatoria) کے ذریعہ سے زر ثمن میں عیوب ظاہر شدہ کے تناسب میں تخفیف کرا سکتا تھا اور اس دعوی کے لئے لازم تھا کہ ایک سال (annus utiles) کے اندر پیش ہو۔ ان خاص دعاوی موخر الذکر کے علاوہ ایک اور معمولی دعوی (دعوی اشتراء (actio empti) بھی تھا جسکے ذریعہ سے مشتری اپنے حقوق کی بجبر تعمیل کرا سکتا تھا۔

مشتری کے فرائض یہ تھے

(۱) قیمت ادا کرے۔ اور

(۲) وقت مقررہ پر ادائی میں قصور کرے (جب کہ معاہدہ نیک نیتی پر مبنی ہو) تو سود ادا کرے اور بائع اپنے حقوق کی جبراً تعمیل کرانے کے لئے دعوی بیع (aetio venditi) دائر کر سکتا تھا۔ علاوہ بریں جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اگر مشتری نے شئے کو ایسے ثمن پر لینے کا معاملہ کیا ہو جو اسکی واقعی قیمت کے نصف سے

کم ہو تو بائع معاملہ فسخ کر سکتا یا ثمن بڑھا سکتا تھا (laessio enormis)

(۲) اجارہ (Locatio-conductio)

معاہدۂ اجارہ تین طریقوں سے کیا جاتا تھا:- (۱) اجارۂ شئے (Locatio-conductio rei) (۲) اجارۂ خدمت (Locatio conductio operarum) اور (۳) اجارۂ صنعت یا استخدامی (Locatio conductio operis)

(۱) اجارۂ شئے (Locatio conductio rei) اسکو کہتے ہیں کہ جب کہ ایک فریق (موجر Locator) دوسرے فریق (مستاجر conductor) کو ادائے زر نقد کے عوض میں کسی چیز کو استعمال کیلئے دینے کا معاملہ کرے۔ موجر کو حق دعویٰ اجارہ (actio locati) اور مستاجر کو حق دعویٰ مستاجری (actio conducti) حاصل تھا اور معاہدہ (دیگر اشکال کی طرح) تقرر یا تعین اجرت کے ساتھ مکمل ہوجاتا تھا اور اجرت کا تعین زر نقد میں ہونا لازمی تھا۔ اور اس لئے اگر زید اپنا بیل دس روز کے لئے عمرو کو مستعار دے اور اسکے عوض میں اتنی ہی مدت کے لئے زید عمرو سے اسکا گھوڑا مستعار لے اور اگر زید کا بیل جب کہ وہ اس طرح مستعار دیا گیا عمرو کی غفلت سے مرجائے تو زید عمرو پر دعویٰ اجارہ (Actio Locati) نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اسکے لئے کوئی رقمی قیمت نہیں دی گئی تھی اور نہ وہ دعویٰ عاریت (actio commodati) کرسکتا تھا کیونکہ عاریت بلا عوض نہیں تھی۔ مگر وہ معاہدہ غیر موسومہ کی بنا پر دعویٰ کرسکتا تھا یعنی actio in factum praescriptio verbis اگر اجارہ مکان کے متعلق ہو تو مستاجر کو (inquilinus) اور اگر کھیت کے متعلق ہو تو (colonus) کہتے تھے[1]

(Gaius) کے بیان کے بہ موجب بعض اوقات اس امر کا تصفیہ کہ آیا کوئی معاہدہ معاہدۂ اجارہ تھا کہ نہیں فقط واقعہ کے لحاظ سے ہو سکتا تھا بربنائے واقعہ (ex accidentibus)۔ زید چند غلام عمرو کو بطور شمشیر زن کے دیتا ہے۔ عمرو ہر

---

[1] (colonus) کی یہ قسم (colonus) کی اس قسم سے جدا تھی جو غلام کے مماثل تھے کیونکہ وہ زمین سے وابستہ تھے۔

زخم نارسیدہ غلام کی بابت بیس دینار اور ہر غلام کشتہ یا معذور شدہ کی بابت ایک ہزار دینار دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ (Gaius) کہتا ہے کہ اس میں یہ امر متنازعہ فیہ تھا کہ آیا یہ معاہدۂ بیع تھا یا معاہدۂ اجارہ۔ لیکن بہتر (یا صائب) رائے یہ تھی کہ غلامان زخم نارسیدہ کی بابت معاہدۂ اجارہ[1] اور غلامان کشتہ یا معذور شدہ کی بابت معاہدۂ بیع و شری تھا۔ اس لئے اس معاملہ کو ہر غلام کی بابت مشروط معاہدۂ بیع یا اجارہ تصور کیا جا سکتا تھا[2]۔

اندیشۂ ہلاکت شئے (periculum rei) کے متعلق اجارہ اور بیع کے قانون میں فرق تھا۔ اگر شئے کو نقصان پہنچے تو وہ مستاجر کو اٹھانا پڑتا تھا اور اسلئے کسی سوء اتفاق سے اجارہ پر دی ہوئی چیز مستاجر کو ملنے سے پہلے ہلاک ہو جائے یا اسکے قبضہ کے زمانہ میں بغیر اسکے قصور کے تلف ہو جائے تو مستاجر بری الذمہ تھا۔

(۲) اجارۂ خدمت (Locatio-conductio operorum) کی شکل وہ تھی کہ ایک متعاقد (موجر) اپنی خدمات اجرت کے عوض میں کسی دوسرے متعاقد (مستاجر) کو دے۔ اس قسم کا معاملہ فقط ادنے خدمات (operae illiberales) کے متعلق کیا جاتا تھا اور اسلئے وکلاء اطباء اساتذہ اور دیگر ذی ہنر اشخاص اس طرح کا معاہدہ نہیں کر سکتے تھے۔

(۳) اجارۂ صنعت یا استخدامی (Locatio conductio operis) کی شکل وہ تھی کہ جہاں ایک متعاقد (مستاجر conductor)[3] زر نقد کے عوض میں کسی موجر (Locator)[4] کی اشیا سے کوئی چیز تیار کرنے یا انکے متعلق کوئی اجرتی کام کرنے پر راضی ہو۔ مثلاً اگر زید عمرو کے لئے عمرو کی لکڑی سے جہاز بنانیکا معاملہ کرے۔ جیسا کہ

---

[1] کیونکہ نالش کے لئے اجرت پر دیئے جانیکے بعد موجر انکو واپس لے لیا کرتا تھا۔

[2] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۴۶۔

[3] نالش مستاجری (actio conducti) کے ساتھ۔

[4] نالش اجار (actio locatio) واضح ہوگا کہ اس صورت میں جو شخص کام کرتا اس کو مستاجر conductor کہتے تھے اور اجارۂ خدمت Locatio conductio operorum میں موجر locator.

دوسری صورتوں میں بیان کیا گیا ہے قیمت کا تعین لازمی تھا۔ اس لئے اگر زید عمرو سے اسکے لباس کے صاف یا درست کرنیکا معاملہ کرے اور بروقت معاملہ کوئی اجرت معین نہ کیجائے تو محض ایک معقول اجرت مستنبط کر لینے سے یہ معاملہ معاہدہ اجارہ کی تعریف میں نہیں آئیگا بلکہ وہ ایک معاہدہ غیر موسومہ (innominate contract) ہوگا جسکی تعمیل فقط دعویٰ (praescriptio verbis) سے ممکن ہوگی۔ اور اگر زید جوہرگر ہے عمرو سے معاملہ کرے کہ اپنے سونے سے بیس روپیوں پر اسکو ایک انگشتری بنا دے گا (cassius) کا خیال تھا کہ سونے کی بابت معاہدہ بیع وشری emptio-venditio اور انگشتری بنانیکی بابت معاہدہ اجارہ (Locatio conductio) ہے لیکن Gaius کہتا ہے کہ بہتر (صائب) رائے یہ تھی کہ فقط ایک ہی معاہدہ ہوا تھا یعنی معاہدہ بیع وشری (emptio venditio) اور اسی رائے سے جسٹینین اتفاق کرتا ہے[1] اس میں شک نہیں کہ اگر عمرو سونا دیتا تو اس صورت میں ایسا سوال ہی پیدا نہ ہوتا کیونکہ اس صورت میں یہ صاف معاہدۂ اجارہ (Locatio conductio) ہو جاتا ہے۔

معاہدۂ اجارہ (Locatio conductio) کی ان تینوں صورتوں میں متعاقدین پر احتیاط معقول (exacta diligentia) کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی (یعنی یہ کہ ایک دیانت دار رب العائلہ کے برابر احتیاط ملحوظ رکھے) اور اگرچہ اجارۂ شئے (locatio rei) کی صورت میں وفات سے معاہدہ ختم نہیں ہوتا تھا مگر دوسری صورتوں میں ہوسکتا تھا مثلاً اگر معاہدہ خدمات شخصی (operorum) کی بابت ہو یا اگر کسی خاص شخص کا انتخاب کسی خاص کام کیلئے کیا گیا ہو (انتخدائی opus)[2]

(۳) شرکت عقد Societas

شرکت عقد (Societas) وہ معاہدہ تھا جسکی رو سے دو یا زائد اشخاص اپنے تئیں پابند کرتے کہ غرض مشترکہ کیلئے[3] چند کام باہم انجام دینگے مثلاً شراب خانہ رکھنا

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۲۴ - ۴۔

[2] اس معاہدہ کے عوارض کی کامل تشریح کیلئے دیکھو (Moyle) صفات ۴۳۳ - ۴۴۰ -

[3] دیکھو Sohm صفحہ ۴۲۱ -

اس معاہدہ کی شکل اشکال ذیل سے کوئی ایک ہوسکتی تھی :-
(۱) شرکت بلا ذمہ داری محدود (Omnium bonorum) یعنی شرکت اپنی پوری جائداد کے ساتھ۔
(۲) شرکت منافع عام (universorum quae ex quaestu veniunt) یعنی شرکت ان تمام اشیا کے متعلق جو نفع سے حاصل ہوتی ہوں ۔
(۳) شرکت منافع خاص (Alicujus negotiationis) یعنی شرکت کسی خاص تجارت کے فائدہ کے متعلق ۔
(۴) شرکت معاملہ خاص (Unius rei) یعنی شرکت کسی خاص امر کے متعلق ۔
(۱) شرکت بلا ذمہ داری محدود (Omnium bonorum) ۔اس سے مراد ایسی شرکت تھی جہاں کوئی احد الشریکین شرکت میں داخل ہونیکے بعد کوئی جائداد اپنی منفرد حیثیت سے نہیں رکھ سکتا تھا کیونکہ معاہدہ یہ ہوتا تھا کہ شرکا کی وہ تمام جائداد جو قبل ازیں ملکیت جداگانہ کی بنا پر انکی ملک تھی یا جسکو وہ دوران شرکت میں حاصل کریں تمام شرکا کی جائداد مشترک ہونی چاہئیے[1] ان دیون کو جو کسی ایک شریک کے ذمہ ادا طلب ہوں ۔دائن جائداد شرکت سے وصول کرسکتا تھا اگر جو ہرجہ کہ کسی شریک کے فعل ناجائز یا مضرت سے عائد ہو مگر اس حد تک جائداد مشترکہ سے وصول کیا جاسکتا تھا جس حد تک کہ جائداد مشترکہ کو اس سے فائدہ پہنچا ہو ۔
(۲) شرکت منافع عام Societas universorum quae ex quaestu veniunt
یہ تجارتی شرکت کی معمولی شکل تھی اور اسکی رو سے جائداد شرکت اس جائداد تک محدود ہوتی تھی جو شرکا نے تجارت میں حاصل کی ہو۔ اس لئے ہر شریک اپنی خانگی جائداد رکھ سکتا تھا مثلاً وہ جائداد جو اسکو وراثتہً یا عطیتہً یا ہبہ بالوصیت کے ذریعہ ملی ہو۔
(۳) شرکت منافع خاص (Societas alicyus negotiationis) وہ شرکت تھی جس میں شرکت کسی خاص تجارت سے نفع کمانے کی غرض سے کیجاتی تھی مثلاً

---

[1] یہ بھی ایک شاذ و نادر صورت ہے جس میں ملکیت بذریعہ (nuda voluntas) منتقل ہوتی تھی یعنی بذریعہ معاملہ شرکت ۔

غلاموں کی تجارت، اور اس شکل کی شرکت کی ایک نوع (Societas vectigalio)
تھی یعنی محصول کاشتکاری کی شرکت جسکی ندرت یہ تھی کہ وفات کے باعث شرکت فسخ
نہیں ہوتی تھی۔
(۴) شرکت معاملہ خاص (Societas unius rei) وہ شرکت تھی جو کسی خاص امر
کی حد تک محدود تھی جیسا کسی ایک شرط کے گھوڑے کی ملکیت۔
جائداد شرکت اور نفع ونقصان میں ہر شریک کے حصہ کی بابت یہ فرض
کیا جاتا تھا کہ مساوی ہے بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی اقرار نہ ہوا ہو مثلاً کوئی شریک پورا سرمایہ
مہیا کرے اگرچہ منافع مساوی طور پر تقسیم کیا جائے کیونکہ کسی شخص کا ہنر یا محنت زر نقد
کے مساوی تصور کی جاتی تھی اور یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی شریک کسی خاص اقرار کی بنا پر
شریک منافع ہو مگر نقصان کی ذمہ داری سے بری ہو۔ لیکن اگر صورت اس کے برعکس ہو
یعنی اگر کوئی شریک شریک نقصان ہو مگر فائدہ سے بالکل محروم کر دیا جائے تو وہ گویا شرکت
بے منافع (شیر leonina) leonina societas ہوئی اور ایسا معاہدہ
کالعدم تھا۔ ہر شریک پر لازم تھا کہ دوسرے شرکا کے ساتھ نیک نیتی
اور احتیاط معقول ملحوظ رکھے لیکن یہ ضروری نہ تھا کہ احتیاط کا معیار
اعلےٰ ترین (احتیاط کامل exacta diligentia) ہو۔ صرف اتنا کافی
تھا کہ حصہ دار شرکت کے معاملہ میں اتنی ہی احتیاط کرے جو اپنے ذاتی
معاملہ میں کرتے۔ اگر کسی کارخانہ کے دائنین (کیونکہ کارخانہ کو کوئی خاص
متمائز قانونی شخصیت حاصل نہ تھی) کسی ایک شریک سے اسکے معقول
حصہ سے زیادہ کی ادائی کا مطالبہ کریں تو اس شریک کو دوسرے
شرکا کے مقابل میں اس رقم کی بابت جو اس نے سب کے لئے ادا کی ہو
حق بازیابی (jus regressus) حاصل تھا اور خود اس پر یہ بات لازم ہوتی
تھی کہ جو کچھ اس نے بحیثیت شریک حاصل کیا ہو اس کو سرمایہ مشترک
میں جمع کر دے۔ جس دعوے کے ذریعہ سے کوئی شریک اپنے حقوق
کی جبری تعمیل کرائے اسکو دعوی شرکت (Actio prosocio) کہتے تھے اور جو شریک
اس دعوے میں قابل ملامت سمجھا جاتا اسکی تشہیر بدچلنی (Infamia) ہوتی۔ شرکت کے

ختم ہو جانے پر از روئے دعویٰ تقسیم (actio communi dividundo) جائداد شرکت کی درست تقسیم جبراً کرائی جاتی تھی۔

شخص ثالث کی نسبت حقوق اور ذمہ داریاں حسب ذیل ہوتی تھیں:۔

اگر تمام فریق شریک معاہدہ ہوں تو اسکی بنا پر سب کے سب ملکر دعوے کرسکتے یا ان سب پر دعویٰ ہوسکتا۔ اگر اسکے برخلاف کوئی ایک شریک اپنی انفرادی اور خانگی حیثیت سے معاہدہ کرے تو اثر فقط اسی پر پڑتا تھا[1] اس سے بھی مشکل صورت اس وقت پیش آتی جب کہ ایک شریک نے پوری جماعت شرکا یا کارخانہ کی طرف سے معاہدہ کیا ہو چونکہ شرکت کو کوئی ممیز قانونی شخصیت حاصل نہیں تھی اس لئے وہ ایسے معاہدہ کی بنا پر دعوے نہیں کرسکتی تھی مگر باوجود اسکے وہ اس معاہدہ سے فائدہ اٹھاسکتی تھی کیونکہ اس شریک کو جس نے معاہدہ کیا ہو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا تھا کہ وہ اپنا حق دعویٰ دیگر شرکا کو منتقل کرے اسکے برعکس اس جماعت شرکا پر بحیثیت جماعت شرکا ذمہ داری دین عائد نہیں کیجاسکتی تھی۔ لیکن دیگر شرکا پر انکی انفرادی حیثیت سے دعویٰ ہوسکتا تھا (۱) اگر وہ شریک جس نے معاہدہ کیا ہو انکا صدر (magister) ہو (۲) اگر بربنائے معاہدہ انھوں نے منافع حاصل کیا ہو اور (۳) اگر انھوں نے بعد میں مدیون کے ساتھ ادائی کی بابت صریح اقرار کیا ہو یا جیساکہ آجکل بیان کیا جاتا ہے معاہدہ کو صریح طور پر منظور کرلیا ہو۔

Ulpian کہتا ہے کہ کسی شرکت کا اختتام چار طرح سے ہوسکتا تھا:۔

(۱) بوجہ شرکا (ex personis) (۲) بوجہ اختتام مقصد ex rebus (۳) کسی شریک کے اپنے اختیار سے شرکت سے نکل جانے سے یا اختتام اختیاری (ex voluntate) (۴) عدالت کے حکم سے یا اختتام عدالتی ex actione

(۱) شرکت کا اختتام بوجہ شرکا (ex personis) (الف) اس وقت ہوتا تھا جب کہ کوئی ایک شریک فوت ہو جائے۔[2] اور اگر دو یا زائد شرکا باقی رہ بھی جائیں تو شرکت نہ صرف انکے اور متوفی کے مابین ختم ہو جاتی تھی بلکہ خود ان کے مابین بھی۔

---

[1] تا وقتیکہ وہ شرکت بلا ذمہ داری محدود (Omnium bonorum) نہ ہو۔

[2] تا وقتیکہ شرکت بغرض کاشتکاری (societas vectigalis) نہ ہو۔

بشرطیکہ شرائط شرکت میں اسکے خلاف کوئی اقرار نہ کیا گیا ہو۔ (ب) تنزل شان قانونی (Capitis diminutio) کا وہی اثر تھا جو وفات کا تھا بہ استثنا اسکے کہ جسٹنین کے زمانہ میں ایسا عمل فقط غایتی (maxima) یا وسطی (media) کا ہوتا تھا (ج) اگر ایک شریک کی جائداد سرکار میں ضبط ہو جائے (publicatio) یا دیوالیہ ہونے پر اس نے اپنی جائداد دائنین کے حوالہ کردی ہو (cessio bonorum)[1] یا (Gaius) کے زمانہ میں دیوالیہ ہونے پر جائداد بیچ دی گئی ہو (بیع جائداد (venditio bonorum

(۲) جب کہ جس غرض سے وہ جماعت شرکا قائم ہوئی ہو وہ پوری ہو چکی یا اسکا پورا ہونا ناممکن ہو گیا ہو جیسا کہ شرکت کی مدت مقررہ ختم ہو جانے سے[2] یا اگر شرکت کسی خاص شئے یا معاملہ (unius rei) کے متعلق ہو تو شئے زیر بحث کے باقی ہی نہ رہنے سے (مثلاً گھوڑا) تو یہ کہا جاتا تھا کہ وہ شرکت بہ طریقۂ (ex rebus) ختم ہو گئی۔

(۳) اختتام اختیاری (ex voluntate) "شرکت میں کوئی شخص اسکی مرضی کے خلاف روکا نہیں جا سکتا"، اور اس لئے کوئی شریک علحدہ ہو سکتا تھا اگرچہ کہ جس مدت تک شرکت کے جاری رہنے کا معاملہ ہوا تھا وہ مدت پوری نہ ہوئی ہو مگر ایسی صورت میں اہم اور معقول وجہ ہونی لازمی تھی۔ بہر حال علحدہ ہونے والے شریک پر لازم تھا کہ ایسی علحدگی سے جو ناواجبی نقصان دیگر شرکا کے مفاد کو پہنچا ہو اس کا معاوضہ ادا کرے۔ اور اگر کوئی شریک کسی مخفی غرض سے علحدہ ہو مثلاً یہ کہ کسی نفع متوقع کو آپ حاصل کرنے کے لئے تو اسکی علحدگی عیارانہ (Callida renunciatio) سے اسکو کوئی فائدہ نہیں ملتا کیونکہ وہ اس بات پر مجبور تھا کہ جب وہ نفع حاصل ہو تو دیگر شرکا کو بھی اس میں سے حصہ دے۔ مثلاً زید کہ جو ایک شرکت بلا ذمہ داری محدود (Societas omnium bonorum

---

[1] لیکن اس صورت میں اگر فریقین چاہیں تو معاملہ جاری رکھ کر اس طرح ایک نئی شرکت قائم کر سکتے تھے (جسٹنین دفتر سوم ۲۵-۸) اگر حوالگی جائداد منجانب مدیون بہ دائن (cessis bonorum) کو ایک جدا عنوان کے تحت میں لایا جاتا تو شاید اصول منطق کے زیادہ مطابق ہوتا کیونکہ اس سے مدیون کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

[2] اسکی تقسیم ایک جدا عنوان کے تحت میں یعنی "بوجہ اختتام مدت" ex tempore ہو سکتی تھی۔

کا شریک ہو یہ خبر ملے کہ وہ عمرو کا جو ایک متمول شخص ہے اور قریب المرگ ہے وارث ہونیوالا ہے۔ وہ فوراً علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس طرح شرکت کے ٹوٹ جانے کے بعد عمرو فوت ہو جاتا اور زید اسکا وارث ہوتا ہے۔ زید پر لازم ہے کہ جو منافع اس کو حاصل ہوں ان میں اپنے شرکائے سابق کو بھی حصہ دے۔ اور

(۴) اختتام عدالتی (ex actione) کسی شریک کی درخواست پر عدالت کے حکم سے شرکت ٹوٹ سکتی تھی اس دعویٰ کو دعویٰ تقسیم (communi dividundo) کہتے تھے۔

(۴) **وکالت یا مختار نامہ دینا** (Mandatum) یعنی وہ معاہدہ جس سے کوئی شخص دوسرے شخص کیلئے بلا عوض انجام دے۔

وکالت (mandate) وہ معاہدہ تھا جس میں ایک شخص وکیل یا مختار (mandatarius) دوسرے شخص کی درخواست پر کوئی کام بلا عوض انجام دینے کی ذمہ داری اپنے پر لیتا۔ لازم تھا کہ وہ کام زمانۂ مستقبل سے متعلق ہو اور اس کا مقصد خلاف قانون یا خلاف اخلاق نہ ہو۔ اگر خدمت کا صلہ ادا شدنی ہو اور اسکی مقدار مقرر کر لیجائے تو وہ صورت معاہدہ اجارہ (locatio-conductio) کی ہو جاتی تھی۔ اور اگر رقم مقرر نہ ہو تو یہ معاملہ معاہدۂ غیر موسومہ (innominate contract) ہو سکتا تھا۔ وکالت (mandatum) کیلئے کسی خاص شکل کی ضرورت نہ تھی اور وہ بالشرط بھی ہو سکتی یا اسکا نفاذ کسی زمانۂ آئندہ سے ہو سکتا تھا۔ معاہدہ کی تکمیل اس وقت ہو جاتی جب کہ وکیل یا مختار (mandatarius) یا کارندہ (agent) کام کی ذمہ داری لیلے (اس میں شک نہیں کہ وہ انکار بھی کر سکتا تھا) اور اس وقت سے موکل (mandator) کو حق دعویٰ وکالت (directa) (actio mandati directa) اور وکیل یا مختار کو حق دعویٰ وکالت (contraria) (actio mandati contraria) حاصل ہو جاتا تھا۔ لیکن معاملہ کے اسطرح مکمل ہو جانے پر بھی ایک معنی میں اسکی حالت ہنوز غیر مکمل تھی کیونکہ تا وقتیکہ وکیل یا مختار کام شروع نہ کرے (re integra) متعاقدین کو معاہدہ فسخ کرنیکا اختیار تھا لیکن اگر وکیل یا مختار فسخ کرنا چاہے تو اس پر لازم تھا کہ بعجلت ممکنہ فسخ کر دے (quam primum) تاکہ موکل (mandator) اس کام کو کسی اَور طرح سے

انجام دینے کا انتظام کر سکے۔ اور اگر انفساخ اتنی دیر سے ہو کہ دوسرا انتظام ممکن نہ ہو تو وکیل یا مختار کے خلاف موکل (mandator) کو دعوی وکالت actio mandati دائر کرنے کا حق حاصل تھا بشرطیکہ وکیل یا مختار کے پاس کوئی معقول قانونی عذر ہو (مثلاً یہ کہ موکل (mandator) دیوالیہ ہو گیا یا یہ کہ وکیل یا مختار سخت بیمار ہو گیا تھا)۔

جسٹینین کہتا ہے کہ وکالت (mandate) کی شکل پانچ اشکال ذیل سے کوئی ایک ہو سکتی تھی :۔

(۱) Mandatum Sua یعنی وکالت میرے لئے یا (Mandatis gratia) جس سے فقط موکل (mandator) کا فائدہ ہوتا ہو۔ مثلاً یہ استدعا کہ وکیل موکل (mandator) کا کاروبار چلائے یا اسکے لئے کوئی جائداد خرید کرے (وکیل بالشرکی)

(۲) وکالت تیرے اور میرے لئے (Tua et sua) یعنی وکیل اور موکل دونوں کے فائدہ کیلئے۔ مثلاً یہ استدعا کہ وکیل سود پر کسی دوست کو جو شخص موکل کا نامزد کیا ہوا ہو رقم قرض دے۔ موکل (mandator) کو قرضہ کا اور وکیل کو سود کا فائدہ حاصل ہوتا تھا۔

(۳) (aliena) یعنی غیر کیلئے یعنی کسی شخص ثالث کے فائدہ کے لئے۔ مثلاً اگر یہ استدعا کیجائے کہ وہ زید کے کاروبار کا انتظار کرے جو موکل (mandator) کا دوست ہے۔

(۴) اپنے اور غیر کے لئے (sua et aliena) یعنی موکل (mandator) اور کسی شخص ثالث کے فائدہ کے لئے مثلاً موکل (mandator) وکیل سے استدعا کرے کہ اپنی اور زید کی مشترکہ جائداد کا انتظام کرے۔

(۵) تیرے اور غیر کیلئے (Tua et aliena)[1] یعنی وکیل اور کسی شخص ثالث کے فائدہ کے لئے۔ مثلاً جب کہ یہ استدعا کیجائے کہ کسی شخص ثالث کو سود پر رقم قرض دیجائے۔ ایسے قرضہ کی استدعا کو وکالت مشروط (mandatum qualificatum) کہتے تھے اور یہ کفالت کی ایک شکل تھی اور کتاب (Digest) میں عموماً اسکا ذکر اس طرح سے کیا گیا ہے

---

[1] Dr. moyle کے قول کے بموجب (دیکھو صفحہ ۴۴۴) ایک اور شکل ممکن تھی جس میں تینوں اشخاص کا فائدہ ہو میرے تیرے اور غیر کیلئے (sua tua et aliena) جیسا کہ اگر زید عمرو سے درخواست کرے کہ بکر کو کچھ رقم قرض سود پر دے تاکہ بکر وہ قرضہ ادا کر سکے جو وہ زید کو بابت داد تھا۔

گویا وہ (fidejussio) کے مماثل ہے کیونکہ اس شخص کی نسبت جس نے دوسرے شخص سے کسی شخص ثالث کو رقم دینے کی استدعا کی ہو یہ تصور تھا کہ اگر شخص ثالث قرضہ کی ادائی میں قصور کرے تو وہ آپ ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہے لیکن ضمانت کا معاہدہ جو بربنائے وکالت مشروطہ (mandatium qualificatum) کیا جائے گو وہ اس معاہدہ سے بہت کچھ مشابہ تھا جو بربنائے (fidejussio) کیا جاتا تھا تاہم ان میں بعض چھوٹی متمائز خصوصیات بھی ہیں مثلاً ابتداءمیں اگر دائن اصل مدیون یا اصیل اور (fidejussor) ایک ہی دین کی بابت مستوجب ادائی ہونیکے باعث اگر دائن مدیون پر دعوے کرے اور مقدمہ اشتمال امور تنقیح طلب (litis contestatio) کی حد تک پہنچ جائے تو (fidejussor) بری ہوجاتا تھا[1] درحالیکہ اگر موکل (mandator) پر کسی جدا معاہدہ کی ذمہ داری عائد ہو تو ہو وقت بھی اس پر دعوی ہوسکتا تھا جب کہ ابتداءمیں وکیل اس شخص ثالث پر دعوے کرچکا ہو جسکو اس نے موکل (mandator) کی استدعا پر رقم قرض دی تھی[2] علاوہ بریں موکل[3] کو رقم ادا کرنیکے بعد بھی موکل (mandator) اسکو اس بات پہ مجبور کرسکتا تھا کہ اس کے حقوق دعوی اس پر منتقل کردیئے جائیں -

mandatum tua gratia یعنی جو محض وکیل کو فائدہ پہنچانیکی غرض سے کیجاتی تھی کوئی ذمہ داری پیدا نہیں ہوتی تھی - "چونکہ کوئی شخص محض رائے دینے کی وجہ سے کوئی ایسا وجوب پیدا نہیں کرتا تھا جس سے اس پر اسکے وکیل ہونیکی ذمہ داری عائد ہو" پس اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو محض مشورہ دے کہ کوئی ایسا کام کرے جو اسی سے متعلق ہو تو اس سے معاہدہ وکالت (mandatum) وجود میں آتا تھا مثلاً جب کہ عمرو کو پس وپیش ہو کہ اپنے روپیے سے کوئی سرمایہ یا سرکاری حصص یا اس سے کوئی قطعہ اراضی (جائداد) خرید کرے زید اول الذکر کے واسطے مشورہ دیتا ہے عمرو اسکی رائے پر عمل کرتا ہے مگر نقصان اٹھاتا ہے تو بربنائے دعوی وکالت (actio mandati contraria) یا کسی اور دعوی کے

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۷۵ -

[2] لیکن اس خصوص میں جسٹنین نے (fide jussor) اور موکل (mandator) دونوں کی حالت یکساں کردی۔

[3] دیکھو (Leage) صفحہ ۲۸۵

ذریعہ سے عمرو اپنا نقصان وصول نہیں کر سکتا۔

جو وکیل معاہدۂ وکالت (mandatum) کو قبول کرے اسکے فرائض حسب ذیل ہوتے تھے :- (۱) اسکی تعمیل کرے (بشرطیکہ اس نے اس سے بروقت دست برداری کی ہو[۱])۔ (۲) معقول احتیاط کرے[۲] (۳) دوران وکالت میں وکیل کی حیثیت سے جو کچھ اس نے حاصل کیا ہو وہ موکل کو دیدے (مثلاً گھوڑا اگر وکالت (mandate اسکی خریدی کے متعلق ہو) اور وہ تمام حقوق دعوئی جو اس معاملہ سے متعلق ہوں منتقل کر دے (۴) حساب برابر دے۔

ان فرائض کی تعمیل بذریعہ دعوی وکالت (actio mandati directa) کرائی جاسکتی تھی اور اگر اس دعوے میں وکیل قابل ملامت سمجھا جائے تو اسکے ساتھ تشہیر بدچلنی (Infamia) بھی ہوتی تھی۔ اسکے برخلاف موکل (mandator) کو بذریعہ دعوئی وکالت (actio mandati contraria) اس بات پر مجبور کیا جاسکتا تھا کہ وہ وکیل کو ان رقومات کا معاوضہ ادا اور ان ذمہ داریوں سے بری کرے جو اس کار مفوضہ کی انجام دہی میں اس پر عائد ہوئے ہوں۔

معاہدۂ وکالت حسب ذیل صورتوں میں ختم ہوجاتا تھا :-

(۱) جب کہ مقصد حاصل ہوجائے یا وہ ناممکن الحصول ثابت ہو۔

(۲) دوران انجام دہی کار مفوضہ میں بہ تراضی طرفین۔

(۳) اگر قبل از آغاز کار کوئی فریق مسترد کر دے[۳] اور

(۴) وکالت (mandate) کی تعمیل سے پہلے کسی فریق کے بھی فوت ہوجانے سے۔

---

[۱] دیکھو بیان ماقبل۔

[۲] اسلئے اس پر لازم تھا کہ جو ہدایات اسے دیگئی ہوں ان سے تجاوز نہ کرے (دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۲۶ - ۸) اگر اسکو ہدایت دیگئی ہو کہ جو شرح ایک سو روپیہ خریدے اور اگر وکیل نے ڈیڑھ سو روپیوں کی شرح پر خرید کرے تو (Sabinians) کا خیال تھا کہ وہ موکل پر ایک سو روپیوں کا بھی دعوی نہیں کرسکتا۔ (Proculians) کی رائے تھی کہ اس رقم کی بابت دعوی ہوسکتا ہے جسکی مقدار کم ہو اور یہی رائے غالب رہی اس میں شک نہیں کہ وکیل کو جس شرح کا اختیار دیا گیا تھا وہ اس سے کم میں خرید کرسکتا تھا۔

[۳] دیکھو بیان ماقبل۔

لیکن (الف) اگر موکل (mandator) کی وفات کے بعد اسکی وفات کی لاعلمی کے ساتھ وکیل وکالت کو انجام دے تو بربنائے utilitatis causa وہ اپنے اصیل کے ورثا کے خلاف دعوی وکالت (actio mandati) دائر کرسکتا تھا اور (ب) اگر وکالت (mandatum) ایسے کام کے متعلق ہو جو موکل کی وفات کے بعد کیا جائے۔ (مثلاً وکیل کا اسکے غلام کو آزاد کرنا) تو اصیل کی وفات کے بعد بھی وہ جائز اور قابل تسلیم تھی[1]۔

کتاب (Institutes) میں معاہداتی وجوبات کی جو تقسیم کی گئی ہے کہ وہ بالشفہ۔ باللسان۔ بالتحریر یا بالرضا پیدا ہوتے ہیں جامع نہیں ہے۔ ایسا وجوب معاہدۂ غیر موسومہ (innominate contract)(حسب بیان صدر اور اقرار) (pactum vestium) سے بھی پیدا ہوسکتا تھا۔ پس اب اس موخر الذکر ماخذ ذمہ داری معاہدتی (ex contracti) پر غور کرنا چاہیئے قبل اسکے کہ ان وجوبات سے بحث کیجائے جو مماثل معاہدات سے پیدا ہوتے ہیں اور ان طریقوں پر بھی بحث کیجائے جن سے معاہدتی حقوق اور ذمہ داریاں منتقل (وراثت مجموعی (succesio per universitatum) کے سوائے کسی اور طریقہ سے) اور ختم ہوسکتی تھیں۔

(Pactavestita)

قبل ازیں یہ بتا دیا گیا ہے کہ رومنی قانون کے نظریہ کے بموجب دو ارکان لازمی تھے قبل اسکے کہ کوئی معاہدۂ صحیح پیدا ہوسکے، فریقین کا اقرار (اقرار pactum) اور ایسے اقرار کو قانوناً واجب التعمیل ہونیکی وجہ۔ اگر اقرار فریقین کیلئے کوئی وجہ موجود نہ ہو تو وہ اقرار محض (nudum) تھا یعنی ناقابل ارجاع دعوی۔ اگرچہ بعض صورتوں میں وہ قانونی نتائج سے خالی نہیں ہوتا تھا کیونکہ (۱) ایسے اقرار محض سے اخلاقی وجوب پیدا ہوسکتا تھا۔ گوکہ یہ ناقابل ارجاع دعوی تھا مگر ایسے وجوب کی بناپر اگر رقم ادا کردیجائے اور بعد میں اس رقم کے واپس لینے کا دعوے کیا جائے تو ایسے وجوب کا ہونا کافی جواب دعوی ہے۔ اور (۲) اگر کسی ایسے معاہدہ پر کسی اقرار کا اضافہ کیا جائے (اقرار اضافی (pactum adjectum) جو نیک نیتی (negotium bonae-fidei) ہو (مثلاً

[1] ایسی وکالت (mandate) کہ کوئی کام وکیل کی وفات کے بعد کیا جائے یعنی اس کے ورثا کی جانب سے (Gaius) کے زمانہ میں باطل تھی (دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۵۸)

اگر معاہدات بالرضا سے کوئی معاہدہ ہو) تو اگر وہ اضافہ اسی وقت کیا جائے تو وہ اصل اقرار کا جزو سمجھا جاتا تھا اور اسکی تعمیل مساوی طور پر لازمی ہوتی تھی۔ اگر بعد میں اضافہ کیا جائے تو اس سے محض عذر داری کا موقع حاصل ہوتا تھا[1] علاوہ بریں اگرچہ کوئی اقرار محض بہ حیثیت اقرار کبھی قابل ارجاع دعوی نہیں تھا تاہم بعض معاملات (اقرار pacta) گو کہ انکا شمار کسی قسم متذکرۂ صدر میں نہیں ہو سکتا تھا اور گو وہ اضافی بھی نہیں ہو سکتے تھے انکی تعمیل انکی نوعیت کے لحاظ سے کبھی پریٹر کی جانب سے اور بعض اوقات قانون موضوعہ کے احکام صریح کے اثر سے کرائی جاتی تھی۔ اگر کسی اقرار کی تعمیل کرائی جائے (خواہ وہ اضافی ہوں کہ نہ ہوں) تو اسکو pactum vestitum کہتے تھے۔ ان اقراروں کی ایک مثال جو پریٹر کے احکام کے اثر سے (vestita) ہو جاتے تھے (پریٹری اقرار constitutum debiti pacta praetoria) سے ملتی ہے[2] جو ایک بے ضابطہ وعدہ[3] تھا کہ کوئی موجودہ ذمہ داری پوری کیجائیگی خواہ وہ ذمہ داری مقر کی ذاتی ہو constitutum debiti propru یا کسی شخص ثالث کی (constitutum debiti alieni)۔ اور جو چارہ کار حاصل تھا اسکو دعوے (de pecunia constituta) کہتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ (constitutum debiti alieni) کفالت[4] کی صورت پیدا کرنے کا تیسرا طریقہ تھا اور جو کفالت اسطرح پیدا کیجائے وہ چند لحاظات سے اس کفالت سے سخت تر ہوتی تھی جو بہ طریقۂ (fidejussio) پیدا کیجائے کیونکہ مثلاً جو کفالت بہ طریقۂ (constitutum) قائم کیجائے وہ اصل مدیون کے مقابل میں دین پر تمادی عارض ہونیکے بعد بھی باقی رہتی تھی جہ جائیکہ ایسی صورت میں اصیل کے ساتھ (fidejussor) کی ذمہ داری بھی ختم ہو جاتی تھی۔ ان اقراروں کی ایک مثال جو قانون موضوعہ سے

---

[1] مقابلہ کرو (Sohm) سے صفحہ ۲۹؎۔۳۰؎ ۔

[2] اسکی دوسری مثال (receptum) ہے یعنی دیکھو (Girard) صفحہ ۶۰۰ تا ۶۰۳ ۔

[3] یعنی اقرار زبانی نہ کیا جائے

[4] دوسری صورتیں (fidejussio) اور دکالت مشروط mandatum qualificatum تھی۔ دیکھو بیان ماقبل ۔

قابل ارجاع دعویٰ قرار دیے گئے تھے (Pacta legitima) وعدہ جہیز سے ملتی ہے یا اگر مناسب ضابطوں کے ساتھ کیا جائے شہادت کے طور پر وہ محض وعدۂ سخاوت تھا۔ چونکہ یہ صرف اقرار زبانی پر مبنی ہوتے تھے اسلئے اسکو (Pacta vestita) ایک طرح سے معاہدات بالرضا کے اصول پر مبنی سمجھنا چاہئے ایسا ہی جیسا کہ معاہدات بالشئے کے اصول کو وسعت دیکر اس سے معاہدات غیر موسومہ کا تصور پیدا کیا گیا۔

ذیلی دفعہ ۲ - وجوبات جو مماثل معاہدات سے پیدا ہوتے تھے

مماثل معاہدات سے جو وجوب پیدا ہوتا تھا وہ کلیۃً "سبب" (causa) پر مبنی تھا چونکہ فریقین کسی قسم کا اقرار نہیں کرتے مگر قانون ان پر ذمہ داری عائد کرنا انصاف حال کرتا ہے۔ اور چونکہ ان ہی تعلق (delict) اور مماثل (delict)[۱] سے بڑھ کر معاہدہ کی نوعیت کا ہوتا تھا وجوب کی نسبت یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ وہ معاہدہ سے پیدا ہوا کیونکہ وہاں کوئی اقرار باہمی ہوا ہی نہیں بلکہ کسی ایسے مبدأ سے جو معاہدہ کے مماثل ہو یعنی یہ کہ مماثل معاہدہ سے پیدا ہوا ہے (quasi ex contractu)[۲] ان وجوبات کی جو مثالیں جسٹینین نے دی ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

کارندگی بلا اجازت (Negotiorum gestio) یعنی کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کاروبار کا انتظام بغیر اسکی اجازت کے کرے۔ مثلاً کارندہ (Negotiorum gestor) اپنے دوست کے مکان کی مرمت کرتا ہے تاکہ وہ منہدم نہ ہو جب کہ وہ دوست روما سے باہر گیا ہوا تھا۔ یہ تعلق تعلق وکالت (mandatum) کے مماثل ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وکیل (mandatrius) اپنا کار وکالت اجازت سے شروع کرتا تھا مگر کارندگی بلا اجازت (Negotiorum gestio) کی صحیح صورت میں جس شخص کو اس کام سے فائدہ حاصل ہوا ہو اس پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی اگرچہ کہ اس نے نہ اس کام کی اجازت دی ہو اور نہ اس کو منظور کیا ہو۔ اور کارندہ (Nogotiorum Gestio) کو اس کام کی

۱؎ (معاہدہ کے سوائے) یہی وجوبات ذاتی کے اہم ماخذ تھے۔

۲؎ انگلستان کے "معنوی معاہدات قانونی" بہت کچھ اسی پر مبنی ہیں۔

انجام دہی میں جو اخراجات لاحق ہوئے اور جو ذمہ داریاں عائد ہوئی ہوں انکے لئے دعوی کارندگی (Negotiorum gestorum contraria) دائر کرسکتا تھا مگر کارندگی بلا اجازت (Negotiorum Gestio) کی صورت ہرگز نہیں پیدا ہوتی تھی تاوقتیکہ (الف) فی الحقیقت وہ کام ضروری نہ ہو (ب) وہ کام اس نیت سے کیا گیا ہو کہ کارندگی بلا اجازت (Negotiorum gestio) کی صورت پیدا کیجائے۔ اور (ج) کارندہ Negotiorum gestor کو مالک نے قبل ازیں اس کام کے کرنیکی ممانعت نہ کی ہو۔ اصل شخص کو دعوی Negotiorum gestorum directa کا حق حاصل تھا جسکی رو سے کارندہ (Negotiorum gestor) پر دعوی کیا جاسکتا تھا اگر دوران کار میں اس نے احتیاط معقول سے کام نہ کیا ہو۔ اس قسم کی کارندگی بلا اجازت (Negotiorum gestio) کے اصول کو صرف ایک خصوص میں قانون انگلستان تسلیم کرتا ہے یعنی جبکہ اس شخص کو جس نے از خود مال جہاز کو غرقابی سے بچایا ہو معاوضہ ادا کرنیکا سوال پیش ہو۔

(۲) نابالغ کے خلاف ولی کا حق دعوی یعنی دعوی ولایت (contraria) اور نابالغ کو دعوئے ولایت (directa) یہ دونوں دعادی مماثل معاہدات سے پیدا ہوتے تھے۔

(۳) دو یا زائد اشخاص جو بلا شرکت کے کسی ایک شے کے مالک ہوں مثلاً کوئی مکان جو ان میں ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے ملا ہو اور ان میں سے فقط ایک ہی شخص نے اس سے استفادہ کیا ہو یا اس مکان کے متعلق اس پر کچھ ضروری اخراجات عائد ہوئے ہوں۔ اس صورت میں منافع کا حساب وکتاب پیش کرنے اور اخراجات کو آپس میں برداشت کرنیکی جو ذمہ داری تھی اسکی نسبت یہ تصور کیا جاتا تھا کہ مماثل معاہدہ کی بنا پر پیدا ہوئی ہے اور اسکی تعمیل بذریعہ دعوئے تقسیم (communi dividundo) کرائی جاسکتی تھی۔ یا اگر وہ اشخاص ورثائے شریک ہوں تو وہ دعوی (familiae erciscundae) دائر کرسکتے تھے۔

(۴) وارث ترکہ پانے پر وارث پر لازم تھا کہ موہوب لہم کے مطالبات پورا کرے۔ بربنائے مماثل معاہدہ (ex contractu)

(۵) اگر کسی شخص کو کوئی رقم دیجائے جو درحقیقت اسکو ادا شدنی نہ تھی بلکہ کسی دوسرے شخص نے

غلطی سے دیدی ہو تو ایسے شخص پر لازم تھا کہ اس وجوب کی بنا پر جو مماثل معاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اس رقم کو واپس دیدے ورنہ اس پر دعوےٰ (condictio indebiti solutı) کیا جاسکتا تھا۔ مگر کبھی مستثنیٰ صورت میں غلطی سے دی ہوئی رقم واپس نہیں ہوتی تھی مثلاً (lıs crescens) کی صورت میں یعنی جب کہ ذمہ داری ادائے دین سے انکار کیا جائے تو رقم واجب الادا بڑھا دی جاتی تھی جیسا کہ دعوےٰ بر بنائے قانون (Aquılia) کی صورت میں ہوتا تھا یا اگر (Gaıus) کے زمانہ میں کوئی خاص ہدیہ بالوصیت بہ طریقۂ (damnationem) دیا جائے یا اگر جسٹنین کے زمانہ میں کوئی ہدیہ بالوصیت یا امانت بذریعہ وصیت کسی کار وقف کے لئے چھوڑی جائے۔ بہ الفاظ دیگر اگر کوئی شخص کوئی رقم یہ سمجھکر ادا کرے کہ وہ بر بنائے (lıs crescens) واجب الادا ہے اور اسکے بعد اسکو معلوم ہو کہ اس نے غلطی کی اور وہ رقم فی الحقیقت ادا شدنی نہیں تھی تو وہ اس رقم کو واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس ادائی سے درحقیقت اسکو ایک قسم کا فائدہ حاصل ہوا یعنی اگر واقعات بالعکس ثابت ہوتے تو اسکو زائد رقم ادا کرنا ہوتا تھا مگر اب اسطرح دیدینے سے اس ذمہ داری کے عائد ہونیکا امکان جاتا رہا۔ علاوہ بریں جیسا کہ (Dr. moyle) کہتا ہے اگر قاعدہ اسکے برعکس ہوتا تو ایسا شخص جسکو یہ شبہہ ہو کہ آیا اسکے ذمہ کوئی رقم بر بنائے (lıs crescens) ادا شدنی ہے کہ نہیں رقم ادا کرکے اپنی پیش بندی کرسکتا تھا اور اسکے بعد (condıctıo ındebıtı) کے ذریعہ سے دعویٰ کرتا یعنی حقیقت میں ذمہ داری سے انکار کرتا۔ اور اگر اس دعوےٰ میں کامیاب نہ ہوتو رقم زائد کے تاوان سے وہ بچ جاتا تھا کیونکہ بذریعہ (condıctıo) دعویٰ اوس نے کیا تھا نہ کہ اس پر دعویٰ بر بنائے (lıs crescens) ہوا تھا۔

انتقال معاہدتی حقوق و ذمہ داری

چونکہ ہر وجوب اپنے حق متقابل پر دلالت کرتا ہے یعنی وجوب کے ساتھ اسکے حق متقابل کا تصور خود بخود پیدا ہو جاتا ہے لہذا انتقال وجوبات کے مضمون کے دو پہلو ہیں۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ کس حد تک خود فریقین[1] کے فعل سے (الف) ایسی ذمہ داریاں جو انکے

[1] وراثت مجموعی کی صورت میں (جسکا بیان صدر میں ہوچکا ہے) وجوبات متعاقدین کے فعل سے

معاہدہ سے پیدا ہوئی ہوں اور (ب) ایسے حقوق منتقل ہوسکتے ہیں[1]

ان طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے جن کے ذریعہ سے جائدا د مادی کی منفردات (منفرد جائدا د مادی (res singulae corparales) ایک شخص سے دوسرے شخص پر منتقل ہوسکتی تھیں (مثلاً دست برداری بمنزل قانونی یا فرضی دعویٰ قانونی in jure cessio اور حوالگی traditio) گیس (Gaius) کہتا ہے[2] کہ ان طریقہائے انتقال سے وجوبات منتقل نہیں کئے جاتے تھے جو نہ فقط اشیائے غیر مادی (res incorporales) ہی متصور ہوتے تھے بلکہ جن کو اہل روما شخصی یعنی فریقین کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھتے تھے اور بعض صورتوں میں وہ اس قدر ذاتی متصور ہوتے تھے کہ بالقی وراثت یا خلافت مجموعی (juris universitas) کے ساتھ وارث پر بھی منتقل ہونیکی قابلیت نہیں رکھتے تھے۔

فقط تجدید وجوب (novation) ہی ایک طریقہ تھا جس سے معاہدتی ذمہ داری منتقل ہوسکتی تھی یعنی اس شخص کی رضامندی لازمی تھی جسکے مقابل میں ذمہ داری پیدا ہوئی ہو مثلاً زید کے ذمہ عمرو کے پچاس روپے اداشدنی ہیں۔ اگر زید کی ذمہ داری کو بکر پر منتقل کرنا اور زید کی بجائے بکر کو عمرو کا مدیون بنانا ہو تو اسکے لئے فقط یہ طریقہ تھا کہ یہ تینوں اشخاص راضی ہوجائیں۔ زید کی استدعا پر عمرو بکر سے اقرار زبانی لے لیتا (expromissio) یا زید اور بکر کی رضامندی سے کھاتہ میں انتقال از شخص بہ شخص (transcriptio a persona in personam) کا عمل کرلیا جاتا۔ یہی قاعدہ انگلستان میں بھی ہے کہ جو ذمہ داری کسی معاہدہ کی بنا پر عائد ہو وہ (متعاقدین کے فعل سے) فقط دائن کی رضامندی سے منتقل ہوسکتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اصول معقول بھی ہے۔ یہ قرین معدلت نہ ہوگا کہ کسی شخص کے مدیون کو یہ حق حاصل ہو کہ اپنے عوض کسی بے وقعت شخص کو مدیون بناکر آپ اس مزید ذمہ داری سے جو اپنے معاہدہ کی رو سے عائد ہو بری ہوجائے۔

ابتدا میں استفادے[3] معاہدہ کے متعلق بھی منتقل کرنیکا طریقہ صرف تجدید وجوب

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ منتقل نہیں ہوتے تھے بلکہ قانون کے نفاذ سے۔

[1] یا مماثل معاہدہ۔ مگر معاہدہ کی اصطلاح ان دونوں معنوں میں استعمال کی گئی۔

[2] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۳۸۔

[3] ایسے وجوب کی تعمیل کرانیکا حق جو کسی معاہدہ سے پیدا ہوا ہو۔

(novation) تھا اسطرح کہ دائن سابق کی استدعا پر وہ شخص جسکو حق منتقل کیا جائے مدیون سے ایک نیا اقرار زبانی لے لیتا تھا جسکے بعد دائن سابق کے مقابل میں اس پر جو ذمہ داری عائد تھی وہ ختم ہو جاتی تھی اور منتقل الیہ کے مقابل میں ایک نیا وجوب پیدا ہو جاتا تھا[1] مگر اس زمانہ میں نمونہ ہدایتی کا ضابطہ رائج تھا یہ عملدرآمد پیدا ہوا کہ دائن منتقل الیہ کو قرضہ وصول کرنیکے لئے مختار نامہ دیتا یعنی یہ کہ براے نام دائن کے کارندہ کی طرح (مختار یا کارندہ procurator) مگر درحقیقت وہ اپنے واسطے کام کرتا تھا (یعنی منتقل الیہ قرضہ وصول کرکے آپ لے لیتا تھا۔ وکالت (mandate) کی اس نوع کو (mandatum in rem suam) کہتے تھے اور دعوی میں جو نمونہ ہدایتی تحریر کیا جاتا اسکا مضمون یہ ہوتا تھا کہ اگر یہ ظاہر ہو کہ مدیون کے ذمہ دائن اصلی کے پچاس روپے واجب الادا ہیں تو اس شخص پر رقم مذکورہ کی ادائی کی ذمہ داری عائد کیجائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس طریقہ سے وہ استفادہ منتقل نہیں ہوتا تھا جو کسی معاہدہ سے بحیثیت معاہدہ حاصل ہو بلکہ اس کے لئے دعوے کرنیکا حق۔ اور انتقال حق دعوے کی حیثیت سے بھی وہ ناقص تھا کیونکہ منتقل الیہ کے دعوی کرنے یا کارروائی کے منزل اشتمال امور تنقیح طلب[2] تک پہنچنے تک دائن اصلی کے وکالت کو منسوخ کر دینے یا اسکے یا منتقل الیہ کے فوت ہو جانے سے منتقلی کالعدم ہو جاتی تھی[3] اس کے بعد قانون ملک[4] نے بھی اس اصول کو تسلیم کر لیا کہ اس وقت سے جب کہ مدیون کو منتقل الیہ اپنی وکالت (mandate) کی اطلاع دیدے دائن اصلی کو حق استرداد باقی نہیں رہتا۔ بالآخر کسی معاہدہ کے استفادہ کے انتقال کے لئے پریٹر کے اثر سے اسکی بھی ضرورت باقی نہیں رہی کہ دائن منتقل الیہ کو اپنا وکیل بنائے۔ جب ایک بار دائن اصلی صاف طور پر اپنی اس نیت کا اظہار کرے کہ معاہدہ کا استفادہ منتقل الیہ کو ملنا چاہئے (مثلاً بیع یا عطیہ کے طور پر) آخرالذکر کو استحقاق حاصل ہو گیا کہ اپنے نام سے مدیون پر دعوے (utilis)

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر دوم فقرہ ۳۸ ۔

[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۷۵ ۔

[3] بالفاظ دیگر وکالت (mandate) معمولی قواعد کے تابع تھی ۔

[4] دیکھو (Sohm) صفحہ ۲۴۴ ۔

دائر کرے اور یہ انتقال استرداد یا موت سے ختم نہیں ہو سکتا تھا۔

حقوق معاہدتی کے انتقال کے متعلق قانون انگلستان نے جو نتیجہ نکالا رومی قانون بھی قریب قریب اسی نتیجہ پر پہنچا کیونکہ پریٹر کی طرح انگلستان کی اعلیٰ ترین عدالت[1] نے اس امر کو جائز رکھا کہ معاہدہ سے جو حقوق پیدا ہوں انکو دائن اصلی کسی دوسرے شخص پر منتقل کر سکتا ہے۔ اور دو امور میں یہ دونوں قریب قریب بالکل متوازی ہیں کیونکہ (۱) نہ روما میں اور نہ انگلستان میں مدیون پابند انتقال تھا تاوقتیکہ منتقل الیہ اسکو اس امر کی اطلاع نہ دے (۲) جس طرح قانون انگلستان کی رو سے منتقل الیہ کے مقابل میں بھی وہی عذرداریاں پیش کیجا سکتی تھیں جو اصل دائن کے مقابل میں ممکن تھیں اسی طرح روما میں بھی وہ تمام عذرداریاں جو مدیون دائن اصلی کے مقابل میں پیش کر سکتا ہو (مثلاً عذرداری فریب) وہ منتقل الیہ کے مقابل میں بھی پیش ہو سکتی تھیں۔ لیکن یہ دونوں نظام دوسری خصوصیات میں مختلف ہیں کیونکہ (۱) جہاں انگلستان میں انتقال کے لئے ضابطہ (یعنی تحریر) کی ضرورت ہے روما میں اس کی ضرورت نہیں تھی۔ (۲) ازروئے قانون (Auastasiana) بعض صورتوں میں منتقل الیہ مجاز نہ تھا کہ انتقال دین کے لئے جو بدل اس نے دائن اصلی کو دیا ہو اس سے زائد رقم وصول کرے۔ مگر قانون انگلستان میں منتقل الیہ اور مدیون کے درمیان بدل انتقال کا سوال کچھ اہمیت نہیں رکھتا اور (۳) انگلستان میں ۱۸۷۳ء کے بعد حق دیون یا اشیائے قابل بیع و شری کی منتقلی ازروئے قانون تک ممکن ہو گئی مگر روما نے کبھی انتقال نفعی یا بربنائے اکویٹی سے زیادہ ترقی نہیں کی جو بذریعہ دعوے (utilis) ہوتا تھا[2]

اختتام یا تکمیل معاہدہ

جو وجوب کسی معاہدہ سے پیدا ہو اسکا سقوط حسب ذیل صورتوں میں ہو سکتا تھا:۔

---

[1] قانون ضابطہ انگلستان مصدرہ ۱۸۷۳ء کی رو سے کسی دین کی انتقالی قابلیت یا حق وصول دین کو چند شرائط کے ساتھ قانون نے بھی تسلیم کر لیا۔

[2] یہ نہیں پایا جاتا کہ قانون روما کبھی دستاویزات قابل بیع و شری (مثلاً چک) کے تصور تک پہنچا ہو۔

(۱) فعل مخالف contrarius actus سے
(۲) تعمیل سے
(۳) تجدید وجوب novation سے
(۴) عدم امکان ما بعد سے
(۵) عمل قانون سے
(۶) بعض چند صورتوں میں وفات سے
(۷) عذر داریوں کے عمل سے (ope exceptionis)[1]

(۱) فعل مخالف (contrarius actus) قانون ملک کے نظریہ کے بموجب عقد قانونی (juris vinculum) جو حقیقت میں وجوب ہوتا تھا متعاقدین کے مابین اس وقت قائم ہوتا تھا جب کہ معاہدہ کیا جاتا تھا۔ اس لئے اس عقد کے ساقط کرنیکے لئے یہ لازمی تھا کہ اس کارروائی کے برعکس کارروائی کیجائے جس سے وجوب قائم کیا گیا تھا۔ اس طرح جو قرضہ بہ طریقہ کفالت شخصی (nexum) لیا جائے لازم تھا کہ اسکی ادائی سے رہائی بہ طریقہ (nexi solutio) دیجائے اور اغلب ہے کہ ابتدا میں اس طریقہ کے اختیار کرنیکی اس وقت بھی ضرورت تھی جب کہ مدیون کامل رقم ادا کر کے اخلاقی رہائی یا بے باقی حاصل کر لی ہو۔ مگر (Gaius) کے بیان کے بموجب ایسا پایا جاتا ہے کہ (nexi solutio) ادائے قرضہ سے سبکدوش کرنیکا وہ ضابطہ تھا جب کہ فی الحقیقت ادائی نہ ہوئی ہو کیونکہ اسکی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ "دوسری قسم ہے فرضی رہائی کی" اور وہ طریقہ حسب ذیل تھا۔

پانچ گواہ اور ایک میزان بردار کے مواجہ میں مدیون تانبے کا ایک ٹکڑا اپنے ہاتھ میں لیکر دائن سے کہتا جسکا ماحصل یہ تھا۔ "تمھاری جو رقم میرے ذمہ واجب الادا ہے اسکی بابت رقم کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ حوالگی یا حوالگی اور تشریح ظاہری سے منتقل ہو جاتی ہیں اور جو اس شخص کے لئے جو اس دستاویز کی رو سے مستوجب الغرض ہو بغیر اطلاع پیشین کے بھی واجب التعمیل اور جن سے منتقل الیہ کو منتقل کنندہ سے بہتر استحقاق حاصل ہوتا ہے۔
[1] بعض اوقات "مجریٰ" سے بھی وجوب ختم ہو جا سکتا تھا۔
[2] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۷۴۔

یہ پہلا اور اخیر پونڈ میں تم کو تول کر دیتا ہوں۔ اس لئے اس مس و میزان کے ذریعہ سے مجھے اپنی ذمہ داری دین سے سبکدوش کرو۔ یہ کہہ کر وہ اس تانبے سے ترازو کو چھوتا اور وہ نانبا دائن کو دیدیتا گویا کہ اس نے کامل ادائی کر دی سلہ (veluti solvendı causa) اسطرح سے جو وجوب بالشئے وجود میں آئے وہ اس وقت ختم ہوجاتا تھا جب کہ وہ چیز واپس کر دیجائے (یا رہن بالقبض (pignus ہو تو کامل ادائی کے بعد جب شئے مرہونہ واپس دیدیجائے)۔ اس سے ایسا پایا جاتا ہے کہ جب معاہدہ متعلق اشیا کی صورت پیدا ہو تو فعل مخالف (contrarius actus) درحقیقت اس وجوب کی تعمیل ہے جو معاہدہ سے پیدا ہوا ہو۔ لیکن معاہدہ باللسان کی صورت میں فعل مخالف (contrarius actus) تعمیل نہیں ہوتی تھی بلکہ رقم حاصل کئے بغیر مقررہ الفاظ (الفاظ مخالف contrarıus verbis) زبان سے ادا کرکے ادائی قرضہ سے سبکدوش کرنیکا طریقہ تھا۔ اور اس صورت میں عمل جمع سلہ (acceptılatio) گویا کہ فرضی ادائی (imagınaria solutıo) تھا یعنی ایک قانونی سبکدوشی جو لازماً اصلاً ئی سبکدوشی نہیں تھی۔ عمل جمع (acceptılatio) کا معمولی ضابطہ یہ تھا: "کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم کو وہ رقم پہنچ چکی ہے جسکا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا؟" "ہاں میں ایسا خیال کرتا ہوں۔" اور ظاہر ہے کہ اسکا استعمال اس وجوب سے سبکدوش کرنیکے لئے کیا جاتا تھا جو "باللسان" پیدا ہوا ہو۔ اور اسی لئے اگر کوئی دین کسی اور طریقہ سے پیدا ہو (مثلاً بہ طریقۂ قرض (mutuum) تو اس سے سبکدوشی فقط اسی طریقہ سے بہ طریقہ تجدید وجوب (novatıon) ہوسکتی تھی یعنی اقرار زبانی کے ذریعہ سے پہلے قرضہ کی تجدید کرلیجاتی اور پھر بذریعہ عمل جمع (acceptılatio) اس سے رہائی دیدیجاتی تھی (Gallius Aquilius نے ایک عام ضابطہ اختراع کیا (Stıpulatio Aquilıana) جس کے ذریعہ سے

سلہ (Geius) کہتا ہے کہ سبکدوشی یا رہائی کا یہ طریقہ مدیون ڈگری اور ایسے وارث کی نسبت میں استعمال کیا جاتا تھا جو بذریعہ (damnationem) کسی موہوب لہ کے مقابل میں مستوجب الفرض ہو۔

سلہ حسب بیان متذکرۂ صدر عمل جمع (aeceptılatio) سے مراد اندراج ادائی بھی تھی (جب کہ معاہدہ بالتحریر ہوا جس پر عمل خرچ (expensılatio) مبنی ہوتا تھا۔

وجوبات کی چاہے کتنی ہی تعداد ہو اور چاہے وہ کسی قسم کے ہوں جو کسی شخص کے ذمہ دوسرے شخص کے مقابل میں واجب التعمیل ہوں (بہ طریقۂ تجدید وجوب) انکو ایک واحد وجوب بنا دیا جاسکتا تھا اس طرح کہ ایک جامع اقرار زبانی میں وہ تمام وجوبات بیان کر دیئے جاتے تھے اور اسکے بعد اگر انکو ساقط کرنا منظور ہو تو بذریعہ عمل جمع[1] (acceptilatio) یا ساقط کر دئے جاتے تھے (Gaius) کے زمانہ میں معاہدات بالتحریر کی صورت میں فعل مخالف (contrarius actus) اندراج وصولیابی رقم (accepti relatio) ہوتا تھا یعنی عمل خرچ (expensilatio) کے صفحۂ مقابل پر یہ درج کیا جاتا تھا کہ ادائی ہو چکی۔ ممکن ہے کہ یہ بھی فرضی ادائی imaginaria solutio ہو کیونکہ درحقیقت ادائی نہ ہونے پر بھی وہ جائز متصور ہوتا تھا مثلاً جب کہ دائن نے اپنے مدیون کو اسکے دین سے سبکدوش کرنا چاہے۔ چونکہ معاہدات بالرضا رضامندی متعاقدین یا اقرار باہمی سے وجود میں آتے تھے اس لئے یہاں فعل مخالف (contrarius actus) سے مراد معاہدہ کا فریقین کی رضامندی سے[2] ساقط ہونا تھا یعنی معاہدہ فریقین کی رضامندی سے ساقط ہوتا تھا بشرطیکہ متعاقدین میں سے کسی نے معاہدہ کی تعمیل کی غرض سے کچھ نہ کیا ہو۔

(۲) تعمیل یا ادائی (Solutio) کے بالکل صحیح معنی میں۔ اس سے مراد نہ فقط یہ تھی کہ معاہدہ کو قدرتی طور پر ختم کیا جائے بلکہ اس سے مراد وہی ایک طریقہ تھا جو متعاقدین نے درحقیقت قرار دیا ہو۔ مثلاً اگر زید ایک گھوڑا پچاس روپیوں میں بیچنے اور عمرو لینے کیلئے راضی ہو تو انکے تصور میں تعمیل کا فقط یہی طریقہ ہوگا کہ زید گھوڑا حوالہ کرے اور عمرو اسکی قیمت ادا کرے۔ اس طریقہ کا ذکر کتاب (Institutes) میں آیا ہے اگرچیکہ یہ امر قرین قیاس ہے کہ ابتدائی زمانہ میں باقاعدہ سبکدوشی کی بھی ضرورت بعض صورتوں میں پیش آئی ہو مثلاً بذریعہ (nexi solutio)۔ (Gaius) کہتا ہے کہ صرف واجب الادا کے ادا کر دینے (تعمیل) سے ختم ہو جاتا تھا اگرچیکہ اگر دائن کوئی ایسی شئے قبول کرے جو شئے واجب الادا سے جدا ہو تو اسکے متعلق اختلاف آرا تھا۔ (Sabinians) کا خیال تھا کہ

[1] دیکھو جسٹنین دفتر سوم ۲۹-۲ -

[2] اگرچیکہ بہ لحاظ بیان ماسبق الذکر یہ بیان ترمیم طلب ہے -

وجوب خود قانوناً (ipso jure) ساقط ہوجاتا ہے لیکن (Proculians) کی رائے تھی کہ قانوناً وجوب باقی رہتا ہے لیکن اگر اس وجوب کی بنا پر دعوے کیا جائے تو مدیون عذرداری فریب کے ذریعہ سے شکست دے سکتا ہے۔ جسٹنین نے رائے اول الذکر کو اختیار کیا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اسکے زمانہ میں شئے اداشدنی یا اسکے عوض کوئی شئے دیگر کے دینے سے جسکو دائن قبول کرے تمام وجوبات ساقط ہو جاتے تھے۔ اور اس نے یہ بھی بتلایا ہے کہ معاہدہ پر تعمیل مدیون آپ کرے یا اسکی بجائے کوئی دوسرا شخص کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں باوجودیکہ ایسی تعمیل جو شخص ثالث نے کی ہو مدیون کے بلاعلم یا اسکی مرضی کے خلاف بھی ہو۔ جسٹنین یہ بھی بیان کرتا ہے کہ بصورت کفالت اگر ادائی اصل مالک یا کفیل کرے تو تمام متعاقدین کے مقابل میں وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

(۳) تجدید وجوب (Novation)۔ یہ وہ صورت تھی جس میں ایک موجودہ وجوب اس لئے ختم ہوجاتا تھا کہ اسکے بدلہ میں دوسرا نیا وجوب وجود میں لایا گیا اور چونکہ جسٹنین کے زمانہ میں معاہدہ بالتحریر غیر رائج تھا لہذا اسکی کتاب (Institutes) میں جس طریقۂ تجدید وجوب کا ذکر کیا گیا ہے وہ فقط تجدید وجوب بذریعہ اقرار زبانی ہے۔ تجدید وجوب کی تین شکلیں ممکن تھیں:-(۱) دائن سابق کے عوض میں نئے دائن کو قائم کرنا (۲) مدیون سابق کو کسی مدیون نوسے بدل لینا (تفویض (delegatio) حوالت (expromissio) یا (۳) ان ہی متعاقدین کے درمیان جو وجوب موجود ہو اسکو اقرار زبانی کی شکل میں بدل دینا۔ لیکن اس صورت میں تجدید وجوب وقوع میں نہیں آتی تھی اگر ابتدائی وجوب معاہدہ باللسان سے پیدا ہوتا وقتیکہ اس جدید اقرار زبانی میں کوئی نئی شرط اضافہ نہ کیگئی ہو۔ تجدید وجوب صرف اسوقت ہوسکتی ہے جب کہ کوئی نئی بات مابعد کے اقرار زبانی میں بڑھا دیگئی ہو مثلاً کفالت یا کسی شرط کا اضافہ کیا جائے لیکن اگر یہ نیا جزو کوئی شرط ہو تو تجدید وجوب اسوقت وجود میں آتی تھی جب کہ وہ شرط پوری کیجائے اسوقت تک قدیم وجوب باقی رہتا تھا۔ لیکن اگر شرط کے پورے ہونے سے پہلے دائن قدیم معاہدہ کی بنا پر دعویٰ کرے تو اسکو عذرداری فریب سے شکست دیجا سکتی تھی باوجودیکہ وجوب سابق محض اخلاقی ہو تب بھی تجدید وجوب جائز ہوتی تھی اور اسکے بالعکس باوجودیکہ وجوب محض اخلاقی ہو قدیم وجوب ساقط ہوجاتا تھا اس طرح کہ ایسی صورت میں کسی وجوب کی بنا پر بھی دائن دعوے نہیں کرسکتا تھا۔ پس اگر کوئی نابالغ خلاف اپنے ولی کی اجازت یا اذن کے بغیر

زید سے اقرار زبانی کرے کہ وہ عمرو کا قرضہ زید کو ادا کریگا تو یہ تجدید وجوب جائز تھی اور چونکہ اس سے وہ دین ساقط ہو جاتا تھا جو عمرو کی جانب سے زید کو ادا شدنی تھا اور جو وجوب جدید زید اور خالد کے مابین پیدا ہوا وہ فقط اخلاقی تھا (اس لئے کہ معاملہ بغیر اجازت یا اذن کے کیا گیا) تو زید کو حق ہی نہیں کہ کسی وجوب کی بنا پر بھی دعوے کرے۔ لیکن اگر تجدید وجوب کا ایسا غلام اقرار زبانی کرے تو قرضہ سابق ساقط نہیں ہوتا[1] منطقی نقطۂ نظر سے یہ درست نہیں ہے کیونکہ غلام کے وعدہ میں بھی اخلاقی وجوب پیدا کرنیکی قابلیت تھی۔ جسٹینین کہتا ہے کہ سابق میں اس قاعدہ کی وجہ سے دشواری پیش آتی تھی کہ اقرار زبانی سے عمل تجدید وجوب فقط اسوقت ممکن ہے جب کہ متعاقدین کی نیت تجدید کی ہو اور نہ اس وقت جب کہ ان کا مطلب یہ ہوتا کہ ایک دوسرا علٰحدہ وجوب پیدا کیا جائے اور وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کئی (مصنوعی) معیار قائم کئے گئے جن سے یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ متعاقدین کی نیت کیا تھی۔ اس لئے یہ قاعدہ جاری کیا کہ کسی اقرار زبانی کا نفاذ بطور تجدید وجوب کے فقط اس وقت ہونا چاہئے جب کہ متعاقدین نے صریحاً یہ بیان کیا ہو کہ اس معاہدہ جدید سے انکا مقصد یہ ہے کہ معاہدہ قدیم ساقط ہو۔

(۴) عدم امکان مابعد۔ کوئی وجوب اس وقت ساقط ہو جاتا تھا جب کہ بغیر مدیون[2] کے قصور کے اسکا مقصد ناممکن ہو جائے مثلاً جب کہ شئے زیر بحث تلف ہو چکی ہو۔

(۵) عمل قانونی۔

(الف) (Gaius) کے زمانہ میں کوئی وجوب اس وقت ساقط ہوتا تھا (بذریعہ لازمی تجدید وجوب (novatio necessaria) جب کہ جو دعوے[3] اسکی تعمیل کرانیکے لئے جائے وہ اشتمال امور تنقیح طلب (litis contestatio) کی منزل تک پہنچ جائے۔

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر سوم ۲۹ - ۳ -

[2] "مدیون" کی اصطلاح جو صحیح طور پر فقط دین نقدی کی صورت میں قابل استعمال ہے سہولت کی غرض سے عموماً اس شخص کی نسبت بھی استعمال کیجاتی ہے جس پر کسی وجوب کی پابندی لازم ہو خواہ اس وجوب کی نوعیت کچھ ہی ہو۔

[3] دیکھو (Gaius) دفتر سوم صفحہ ۱۸۰ -

اس وقت ایک نیا وجوب پیدا ہوتا تھا یعنی یہ کہ اگر مدیون غلطی پر ہو تو اسکے خلاف فیصلہ کیا جائے ۔" دعوے پیش ہونیکے بعد کہا جاتا ہے کہ اسکو ملزم ٹھہرایا جائے"۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ فیصلہ کے بعد اس پر تعمیل فیصلہ کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی " فیصلہ صادر ہونیکے بعد اسکو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی تعمیل کیجائے"۔[1]

(ب) تنزل شان قانونی (capitio diminutio) فریق مجوب کی شخصیت کو زائل کرتے ہوئے اسکے دیون کو بھی ساقط کر دیتا تھا ۔ لیکن اس کے خلاف "بحالی حالت سابقہ" (in integran restitutio) یا دعوے (utilis) کے ذریعہ سے پریٹر دادرسی کرتا تھا ۔

(ج) قدامت (میعاد سماعت) (prescription) (مرور زمانہ) سے وجوب ساقط ہو سکتے تھے (دیکھو مابعد)

(د) عمل قانونی سے وجوب کے ساقط ہونکی اخیر مثال ادغام Confusio یا (nerger) ہے یعنی اگر کسی وجوب کی تعمیل کرانیکا حق اور اسکی تعمیل کی ذمہ داری قطعاً ایک ہی شخص کو حاصل ہوں ۔

(ہ) استثناءً کسی متعاقد کی وفات سے معاہدتی وجوب کا سقوط ہو سکتا تھا مثلاً شرکت (بجز شرکت کاشتکاری vectigalis کے) وکالت معاہدہ خدمت شخصی (مثلاً اجارہ خدمت) مگر عام قاعدہ یہ تھا کہ وفات کے بعد معاہدتی حقوق اور ذمہ داریاں وارث پر منتقل ہوتی تھیں ۔

(و) عذرداریوں کے عمل سے (Ope exceptionis) ۔ تمام صور تہائے متذکرۂ صدر میں وجوب کلیتہً منسوخ ہو جاتا تھا (خودبخود قانون سے ipso jure) یعنی واقعات پیش شدہ پر قانون ملک کے اطلاق سے ۔ لیکن اگر کسی وجوب کی جوابدہی میں کوئی عذرداری پیش کیجائے جیسے وہ جوابدہی جو نمونۂ ہدایتی میں درج ہو تو وجوب زائل نہیں ہوتا تھا ۔ اگر عذرداری ثابت کر دیجائے تو جو دعوے اس وجوب کی بنا پر کیا گیا تھا چل نہیں سکتا تھا گو وجوب بنفسہ باقی رہتا تھا ۔ اگر عذرداری ایسی ہو جسکو مدعی علیہ ہر وقت پیش کر سکتا ہے تو وجوب ہمیشہ کے لئے ناقابل دعوے ہو جاتا تھا ۔ لیکن اگر عذرداری محدود ہو جیسے کہ اس صورت میں جب کہ مدعی نے چھ مہینے تک دعویٰ نہ کرنیکا اقرار کیا ہو اور عذرداری اس اقرار پر مبنی ہو تو اس مدت کے منقضی ہونیکے بعد اگر مدعی از سر نو دعویٰ کرے تو یہ عذرداری پیش نہیں ہو سکتی ۔

[1] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۸۰ ۔

ذیلی دفعہ ۳۔ وجوبات جو جنایت یا بربنائے جرم یا فعل بیجا سے پیدا ہوں (deiict)

حقوق کی دو بڑی قسمیں ہیں بالتعمیم (in rem) جو تمام دنیا کے مقابل میں اور بالتخصیص (porsonam) جو کسی خاص شخص کے مقابل میں حاصل ہوں چند حقوق بالتعمیم کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے یعنی وہ حقوق جنکا تعلق بالراست جائداد کی ملکیت یا قبضہ سے ہوتا ہے[1] لیکن چند اور حقوق بالتعمیم بھی ہیں یعنی وہ حقوق جو کسی شخص کو حفاظت اور آبرو کے متعلق حاصل ہیں۔ مگر رومنی فقہا انکو تصوری یا غیر مادی نہیں خیال کرتے ہیں کیونکہ تصوری نقطۂ نظر سے وہ نسبتہً غیر اہم ہیں۔ ایسا حق اس وقت حقیقت بن جاتا ہے جب کہ اس کے خلاف ورزی یا اس میں دست اندازی کیجائے یعنی اس وقت جب کہ جس شخص کو یہ حق بالتعمیم حاصل ہو اسکے حق میں کوئی شخص معین دست اندازی کرنیکے باعث اس شخص کے مقابل میں اسکو حق بالتخصیص حاصل ہوتا ہے۔ اسی قسم کے حق بالتعمیم میں دست اندازی کرنیکو روما میں فعل ناجائز یا جنایت (delich) کہتے تھے اور ایسے شخص اور شخص متضرر میں وہی عقد قانونی juris vin culum قائم ہوتا ہے جو معاہدہ میں قائم ہوتا ہے یعنی وجوب۔ مگر اس وجوب کا منشا کسی معاملہ کی تعمیل کرانا نہیں بلکہ فعل ناجائز کی بابت معاوضہ نقصان ادا کرانا تھا۔

روما میں جنایت افعال ناجائز یا مضرت[2] (deilct) کی چار قسمیں تھیں (۱) سرقہ (Funtum)۔ (۲) سرقہ بالجبر (rapina)۔ (۳) مضرت جائداد یا مضرت بہ جائداد (damnum injuria datum)۔ (۴) ضرر یا مضرت شخصی یا مضرت بہ شخص

[1] اشیا بہ منفرد (res Singulae) حق استفادہ و ملکیت تابع (Servitude) وغیرہا۔

[2] لیکن اور افعال ناجائز بھی تھے جنکے لئے قانون نے سزا مقرر کی تھی (بیشتر بذریعہ اعلان پریٹر) جو بہ استثنائے نام کے ہر طرح سے فعل ناجائز کی تحت میں آتے تھے مثلاً تخویف یعنی ڈرانا یا اکراہ جنکی بابت دعوی بربنائے تخویف و actio guod metus causa) اور مسئولیت داری بربنائے تخویف (actio doli) کیا جا سکتا تھا۔ فریب کے لئے دعوے فریب (exceptio metus) اور مسئولیت داری فریب (exceptio doli) تھی۔ دشمن کے ساتھ فریب کرنیکا دعوے (frans credeta) غلام کا چال چلن خراب کرنیکی بابت دعوی تخریب رویہ مملوک (actio serin curupti) (دیکھو (Girard) صفحات ۴۱۳۔ ۴۲۸ اور (Roby) جلد دوم صفحات ۲۲۰۔ ۲۳۶)۔

(injuria) - پہلے تین اقسام متذکرۂ صدر سے ان حقوق بالتعمیم میں دست اندازی ہوتی تھی جنکا تعلق جائداد کے قبضہ یا ملکیت سے ہو (لیکن وہ بھی بالواسطہ کیونکہ حقوق زیر بحث اس وقت تک پیدا نہیں ہوتے جب تک حق جائداد میں دست اندازی نہ کیجائے) قسم آخرالذکر سے ان حقوق بالتعمیم میں دست اندازی ظاہر ہوتی ہے جو کسی شخص کو بلا تعلق جائداد حاصل ہوں یعنی وہ ازلی حقوق حفاظت و آبرو جو ہر معمولی مدنی کو حاصل ہیں۔

(الف) سرقہ Furtum

جسٹینین[1] سرقہ کی تعریف حسب ذیل کرتا ہے۔ "فریباً یا بدنیتی سے کسی دوسرے شخص کی جائداد پر اسکا استعمال یا قبضہ حاصل کرنیکو سرقہ کہتے ہیں" اس تعریف کو مکمل کرنیکے لئے اتنا اضافہ کرنا ضروری ہے کہ شئے مسروقہ شئے منقولہ (res mobiles) ہو اور سارق کی غرض یہ ہو کہ اس سے آپ کچھ فائدہ حاصل کرے (فائدہ حاصل کرنے کے لئے lucri Faciendi causo) - رہا یہ امر کہ اصلی مالک کی مرضی کے بغیر حاصل یا تصرف کیا گیا یہ بات لفظ فریب (Frandulosa) سے کافی طور پر واضح ہوجاتی ہے۔ چونکہ سرقہ میں "نیت" ایک لازمی عنصر ہے ("چونکہ سرقہ اسوقت ہوتا ہے جب کہ اسکی نیت ہو") لہذا کوئی شخص جو کم سن ہو فقط قریب بلوغ (pubertai proximus) ہونیکی صورت میں مستوجب سزا ہوتا تھا۔

تعریف متذکرۂ صدر کے مطابق سرقہ نہ فقط اس وقت ہوتا تھا جب کہ زید عمرو کی جائداد اس طرح لے لے بلکہ اس وقت بھی جب کہ :-

(۱) زید عمرو کی جائداد پر قابض ہونیکے بعد مثلاً معاہدۂ ودیعت کی بنا پر اسکو اسطرح استعمال کرے جسکا اُسے اختیار نہ ہو (سرقہ استعمال (Furtum usus)[2] یا اسکو بالکل منتقل کر ڈالے مثلاً فروخت کردے (سرقہ خود شئے کا (Furtum rei ipsins) یس کسی دوست سے

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۱ - ۱ -

[2] اس لئے (contrectatio) یہ لازم نہیں آتا مالک سے شئے فی الحقیقت حاصل کرلیجائے بلکہ اس سے مراد ہر قسم کا استحصال غیر قانونی ہے۔

سواری کیلئے گھوڑا استعار لانا اور اسکو میدان جنگ میں لیجانا داخل سرقہ تھا (سرقۂ استعمال (Furtum usus). لیکن ان صورتوں میں سرقہ اس وقت نہیں ہوتا اگر زید نیک نیتی سے یہ خیال کرے کہ عمرو اسکو اجازت دیگا "چونکہ سرقہ کا ارتکاب بغیر سرقہ کی نیت کے نہیں ہوتا" یا جب کہ عمرو اسکو فی الحقیقت منظور کرے اگرچہ زید کو یہ خیال بھی ہو کہ وہ ایک ناجائز کام کر رہا ہے کیونکہ اصلی مالک کی رضامندی کے بعد سرقہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس سے ایک عجیب نتیجہ مستنبط ہوتا ہے۔ زید بکر سے جو عمرو کا غلام ہے کہے کہ عمرو کی مادیان چرا کر اسکو یعنی زید کو لادے۔ اگر بکر یہ بات عمرو سے کہہ دے اور عمرو زید کو سزا دلانیکی خواہش سے اپنے غلام کو اجازت دے کہ گھوڑی زید کے پاس لیجائے تو عمرو زید کے خلاف دعوے سرقہ (actio furti) نہیں کر سکتا کیونکہ خود عمرو کو منظور تھا کہ گھوڑی چرا لیجائے۔ اور اپنے غلام کا چلن بگاڑنے کی بابت بھی زید پر دعوے تخریب رویۂ مملوک (actio servi corrupti) نہیں کر سکتا تھا کیونکہ درحقیقت غلام کا چلن بگاڑا نہیں گیا۔[1] لیکن جسٹینین نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ دونوں دعاوی کیلئے اقدام کافی ہے۔

(۳) چونکہ سرقہ میں سرقۂ قبضہ (Furtum Possessionis) بھی شامل تھا ایسا واقعہ بھی ہو سکتا تھا کہ کسی شخص نے اپنی ہی جائداد کا سرقہ کیا ہو یعنی وہ جائداد جسکا وہ مالک تھا مگر جسکا قبضہ دوسرے کو حاصل تھا جیسے کہ کوئی مدیون بدنیتی سے اپنے دائن کے پاس کوئی چیز نکال لے جسکو اس نے دین کی طمانیت میں مکفول کیا تھا۔[2]

(۴) اگر زید کو سمندر کے کنارے کچھ مال ملے جو شکستگی جہاز کے باعث پھینک دیا گیا تھا یا سڑک پر ملے جو غفلت سے گرا دیا گیا تھا ایسی صورت میں نتیجہ یہ نکالا جاتا تھا کہ مالک سابق کی نیت ملکیت ترک کرنیکی نہ تھی۔ اور اگر زید اس مال کو لیلے (اس سے فائدہ حاصل کرنے کی نیت سے (lucrandi animo) تو وہ سرقہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

(۵) یہ ضروری نہیں کہ استعمال ذاتی فعل ہو بلکہ وہ شخص بھی ملزم ہے جو سرقہ میں کسی شخص کی

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۹۸ - اس میں شک نہیں بذریعہ دعوی (Vindicatio) مالک اپنی گھوڑی واپس لے سکتا تھا۔

[2] اگر راہن مدیون کی رضامندی کے بغیر جائداد مرہونہ کو حصول رقم کفالت کیلئے بیچدے تو وہ سرقہ تھا

اعانت کرے۔ پس اگر زید عمرو کے ہاتھ سے رقم گرادے تاکہ بکر چرالے یا اگر عمرو کی مزاحمت کرے تاکہ بکر کوئی چیز جو عمرو کی ملکیت سے ہو چرا لیجائے یا عمرو کے مویشی کو ہانک کر لیجائے مثلاً سرخ رنگ کے کپڑے سے ڈرا کر تاکہ بکر ان میں چرا کر لیجائے یا اگر عمرو کی کھڑکی کے تلے سیڑھی لگائے یا کھڑکی یا دروازہ توڑے تاکہ عمرو داخل ہوسکے یا یہ جان کر کہ ان اوزاروں اور سیڑھی سے کیا کام لیا جائیگا ایسی چیزیں بکر کو دے جنکو وہ ارتکاب سرقہ کے لئے استعمال کرے تو ان صورتوں سے ہر صورت میں زید دعوی سرقہ (acito furti) کا مستوجب ہے۔ لیکن وہ شخص جس نے اعانت نہیں کی بلکہ فقط اس فعل کے ارتکاب کی رائے دی تو وہ دعوے سرقہ کا مستوجب نہیں ہوتا۔ اور جب کہ کسی فعل سے دوسرے کو ارتکاب سرقہ میں اعانت دیجائے مگر اس سے مقصود اعانت عمدہ نہ ہو بلکہ وہ لاپروائی یا نادانی (per lascuiam) کا نتیجہ ہو تو دعویٰ (Fadum concepta) ہوسکتا تھا۔[1]

(۵) بعض اوقات احرار کا بھی سرقہ ہوسکتا تھا جیسا کہ زید عمرو کے ابن العائلہ کو چرالے یا سابق میں ایسی زوجہ کو جو شوہر کے زیر اختیار (in manum) ہو یا مدیون ڈگری کو جو (debitor addictus) ہو۔

سرقۂ ظاہر (Furtum manifestum) اور غیر حاضر nec manifestum میں جو فرق تھا وہ جسٹینین کے زمانہ تک جاری رہا۔ اول الذکر وہ شکل تھی کہ سارق کو ارتکاب سرقہ کے وقت (بہ حالت ارتکاب سرقہ in ipso furto) یا جس مقام پر اس نے اس فعل کا ارتکاب کیا ہو گرفتار کیا جائے مثلاً اس مکان میں جہاں اس نے جائداد کا سرقہ کیا ہو یا اسکو انگور کے کھیت میں جہاں وہ میوہ چرا رہا ہو یا جب کہ اس کو ایسی حالت میں گرفتار کیا گیا ہو کہ مال مسروقہ (res furtiva) ہنوز اسکے پاس ہو اور وہ جس مقام پر اسکو لیجانا چاہتا تھا وہاں ابھی نہ پہنچا ہو۔ لیکن اگر وہ اس مقام پر پہنچ جائے جہاں وہ مال مسروقہ لیجانا چاہتا تھا تو اس وقت سے اس سرقہ کو سرقہ غیر حاضر (nee manifestum) کہا جاتا تھا اگر جب کہ وہ چیز مجرم کے پاس سے برآمد ہوئی بھی ہو۔[2] ان باریک امتیازات کی اہمیت،

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۸۴۔

[2] (Gaius) کے زمانہ میں ان امتیازات کی نسبت اختلاف آرا تھا دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۸۴۔

اس حقیقت میں پائی جاتی ہے کہ الواح اثنا عشر کی رو سے سرقہ ظاہر کی بابت سزائے سنگین دیجاتی تھی۔ اگر کسی حُر کے خلاف یہ جرم ثابت ہوجائے تو اس کو سزائے تازیانہ دیجاتی اور اسکے بعد وہ حر اس شخص کو عدالت کی طرف سے بطور غلام[1] (addictus) کے دیدیا جاتا جسکو اس نے مضرت پہنچائی تھی۔ اگر وہ شخص غلام ہو تو سزائے تازیانہ دیتے (حدود اور تعزیر) کے بعد اسکو (tarpeian) کی پہاڑی پر سے گرا دیا جاتا تھا۔ مگر زمانۂ مابعد میں یہ سزا بہت زیادہ سمجھی گئی اور پریٹر نے اسمیں تخفیف کردی۔ اس وقت سے دعوئے سرقۂ ظاہر میں یہ سزا دیجانے لگی کہ شئے مسروقہ کی قیمت کا چوگنا سارق سے وصول کیجائے عام اس سے کہ سارق حُر ہو کہ غلام۔ اور سرقۂ غیر ظاہر میں سزا ہمیشہ شئے کی مالیت کی دوگنی تھی۔ اس سزا میں پریٹر نے مداخلت نہیں کی اور یہی سزائیں جسٹنین کے زمانہ تک بدستور جاری رہیں[2]

سابق میں سرقہ کی مستثنیٰ صورتوں میں چار خاص دعاوی بھی تھے یعنی (۱) (Furti concepti) (۲) (oblati) (۳) (prohibiti) (۴) (nou exhibiti) ۔ (actio furti concepti) وہ دعویٰ تھا جو مال مسروقہ لینے والے کے خلاف کیا جاتا تھا۔ پانچ گواہوں کی موجودگی میں تلاشی لینے کے بعد جب مال مسروقہ کسی شخص کے مکان یا اراضی ملحقہ سے برآمد ہو تو گو کہ اس شخص نے ارتکاب سرقہ نہ کیا ہو بربنائے الواح اثنا عشر و اعلان پریٹر اس شخص سے تاوان میں تگنی قیمت وصول کیجاتی تھی۔ دعویٰ (odlati) اس وقت کیا جاتا جب کہ کسی شخص نے مال مسروقہ کو کسی دوسرے شخص کے مکان یا اراضی ملحقہ میں ڈالدیا ہو تا کہ مال اپنے مکان سے برآمد ہونیکے عوض وہاں سے برآمد ہو اور اس دعویٰ سے بھی تگنی قیمت وصول

---

[1] لیکن بعض فقہا کا خیال تھا کہ (addictio) سے وہ شخص فی الحقیقت غلام نہیں بن جاتا بلکہ اسکی حالت وہی ہوتی جو (debitor addictus) کی تھی (دیکھو Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۸۹)۔

[2] سرقہ ظاہر اور سرقہ غیر ظاہر کے تاوانوں میں جو تناسب ہے اس سے یہ حقیقت صاف طور پر ثابت ہوتی ہے کہ روما میں بہر حال ایک ایسا زمانہ تھا کہ ریاست اس قدر قوی نہ تھی کہ شخص متضرر کا انتقام خریدے بغیر جرائم کا انسداد کرے۔

کیجاتی تھی۔ یہ دعوےٰ اس شخص کی طرف سے جسکے حوالہ سامان فریب سے کیا گیا ہو دوسرے شخص کے خلاف کیا جاتا تھا عام اس سے کہ آخر الذکر واقعی سارق ہو کہ نہو۔ دعوےٰ (furti prohibiti) الواح اثنا عشر کے اس حکم کا نتیجہ تھا جسکا منشا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص (کسی دوسرے شخص پر شبہہ کر کے) کسی مشتبہہ شخص کی خانہ تلاشی لینی چاہے تو چاہئیے کہ وہ برہنہ رہے بجز اسکے کہ کمربند جسم پر رکھے اور اپنے ہاتھوں میں طشت لئے ہوئے چلے۔ اگر کوئی چیز برآمد ہو تو اس سے سرقۂ ظاہر[1] کی صورت پیدا ہوتی تھی۔ الواح اثنا عشر نے اس ساکن مکان کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں کی جو مانع خانہ تلاشی ہو۔ اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے پریٹر نے قیمت کا چوگنا تاوان مقرر کیا۔ (Gaius) کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص مال مسروقہ کی بابت اسکی خانہ تلاشی لینے سے کسی دوسرے شخص کی مزاحمت کرے تو اس پر دعوےٰ (Furti prohibiti) کیا جاسکتا تھا۔ مگر تلاش کا جو خاص طریقہ تھا اسکی پابندی (Gaius) کے زمانہ میں سختی کے ساتھ نہیں کیجاتی تھی۔ اور پریٹر کے اعلان کی روسے بذریعہ دعویٰ (furti non exhibiti) اس شخص سے تاوان وصول کیا جاسکتا تھا جو مال مسروقہ کو پیش نہ کرے اور بعد تلاشی وہ چیز اسکے مکان سے برآمد ہو۔ جسٹینین کا بیان ہے کہ یہ چاروں دعاوی اسکے زمانہ میں غیر مروج تھے جو اشخاص مال مسروقہ کو جان بوجھ کر لیتے اور اسکو چھپاتے تھے ان پر سرقۂ غیر ظاہر کا دعویٰ ہوسکتا تھا۔

پس جسٹینین کے زمانہ میں مالک مال مسروقہ کو حسب ذیل دعاوی دائر کرنیکا حق تھا:—

(۱) دعویٰ سرقۂ ظاہر قیمت کے چوگنی کی بابت۔ یا

(۲) دعویٰ سرقۂ غیر ظاہر بہ لحاظ حالات دوگنی قیمت کی بابت۔ مزید بریں

---

[1] تنقید کے لئے دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۹۲۔ (Gaius) یہ بھی کہتا ہے کہ اس قانون کے نفاذ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرقۂ ظاہر کے متعلق یہ کہا گیا کہ اس کی دو نوعیں ہیں یعنی ایک (ant lege) یعنی بربنائے الواح اثنا عشر اور دوسری (ant antura) یعنی قسم معمولی۔ لیکن جیسا (Gaius) کہتا ہے کسی سرقہ کا علانیہ ہونا یا نہ ہونا ایک امر واقعی کا سوال ہے اور قانون زیادہ سے زیادہ یہ حکم دے سکتا ہے کہ سرقۂ غیر ظاہر کی بابت وہی تاوان مقرر کیا جائے جو سرقۂ ظاہر میں ہو (دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۹۴)

[2] دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۱ - ۴

(۳) دعویٰ (vindicatio) بازیابی مال کیلئے۔ یہ دعویٰ سارق یا کسی اور شخص کے خلاف میں کیا جاسکتا تھا یا علی سبیل بدل دعویٰ (condictio) (بازیابی مال یا اسکی قیمت کیلئے) سارق یا اسکے ورثا کے خلاف کیا جاسکتا تھا گو کہ مال مسروقہ ان کے قبضہ میں نہ ہو۔ یا

(۴) دعویٰ (ad exhibendum) جو کسی شخص کے خلاف بھی دائر ہو سکتا تھا جسکے قبضہ میں وہ مال ہو یا جس نے ازراہ فریب کسی دوسرے کو منتقل کردیا ہو۔ اگر مال برآمد نہ کیا جائے تو مدعی علیہ کو سود ادا کرنا لازم تھا جو مدعی کو مال کا سرقہ نہ ہونیکی صورت میں ملتا۔

مالک کو اپنے مال کے مطالبہ کے لئے دعویٰ (condictio) کی اجازت دینی ایک بے ضابطگی تھی کیونکہ وہ مال تو اسی کا تھا۔ پس دعویٰ (Vindicatio) ہی ایک معقول طریقۂ دعوے تھا جسکے ذریعہ سے مال کا حقیقی قبضہ حاصل کیا جاتا لیکن اسوجہ سے کہ اس زمانہ میں چور بڑی نفرت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے (نفرت سرقہ odio furum)[1] اسلئے اجازت دیگئی تھی کہ ان دعاوی میں سے کسی قسم کا بھی دعوے کیا جائے۔

(دیگر چارہائے کار کے برخلاف) نالش سرقہ نہ فقط مالک ہی بلکہ جسٹنین کے بیان کے بموجب کوئی شخص بھی پیش کرسکتا تھا جسکو اس مال کی حفاظت منظور ہو (" مال کی حفاظت سے جسکی غرض وابستہ ہو باوجودیکہ وہ مالک نہ ہو ")۔ اور اسکے بالعکس مالک یہ دعویٰ نہیں کرسکتا تھا تا وقتیکہ اسکا فائدہ اس امر میں نہ ہو کہ وہ چیز تلف نہ ہو مثلاً یہ دعوے وہ شخص کرسکتا تھا جسکے پاس کوئی چیز رہن ہو (دائن مرتہن Creditor pignoris) اور وہ شخص بھی جسکو حق حین حیات یا منفعت حاصل ہو لیکن جسٹنین کا یہ بیان کہ ہر ایک شخص جسکو شئے میں کسی بھی قسم کی غرض ہو دعوے کرسکتا تھا کسی قدر درست نہیں ہے کیونکہ مستاجر معاہدہ اجارہ کی بنا پر فقط اسوقت دعویٰ کرسکتا تھا کہ وہ مستطیع ہو۔ اگر مستاجر غیر مستطیع ہو تو موجر کیلئے اس سے اپنی چیز کی قیمت وصول کرنا ممکن نہ تھا۔ اسلئے موجر کو اجازت دی گئی تھی کہ دعوے وہ خود دائر کرے۔ اسی طرح جسٹنین کے زمانہ میں یہ طریقہ رائج تھا کہ بربنائے معاہدۂ عاریت (commodatum) مستعیر کو سارق پر دعویٰ کرنیکا

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۴ اور جسٹنین دفتر چہارم ۶-۱۴۔

حق فقط اس وقت ہوتا جب کہ معیر آپ دعوی کرنا پسند نہ کرے بلکہ اس چارہ کار کو جو اسکو مستعیر کے خلاف حاصل تھا اپنی غرض کے لئے کافی سمجھے[1]۔ مودع کسی صورت میں بھی دعوے نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس چیز کی حفاظت کے متعلق وہ ذمہ دار نہ تھا اور اس لئے اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

(ب) سرقہ بالجبر (Rapina) یا استحصال شئے بالجبر (Vi bona rapta)

ابتدا میں اس حقیقت سے کہ سرقہ بجبر کیا گیا سزا میں کوئی فرق نہیں تھا۔ لیکن (Cicero) کے زمانہ کے قریب قریب پریٹر کے اعلان کے ذریعہ سے ایسی صورتوں میں خاص چارۂ کار مقرر کیا گیا۔ یہ چارہ کار دعوے سرقہ یا استحصال بالجبر actio vi bonorum raptorum) تھا۔ اگر یہ دعوی ایک سال کے اندر کیا جائے تو قیمت کا چوگنا دلایا جاتا ورنہ فقط قیمت دلائی جاتی تھی۔ یہ دعوے ایک قسم کا دعوی مخلوط تھا یعنی نہ فقط تاوان کے لئے بلکہ تاوان اور معاوضہ کے لئے کیونکہ سزا میں قیمت بھی شامل ہوتی تھی اس طرح کہ تاوان قیمت کا تگنا ہوتا تھا[2]۔ سارق کو اسی وقت گرفتار کرنیکی ضرورت نہ تھی جب کہ وہ فی الحقیقت ارتکاب جرم کر رہا ہو اور کوئی شخص بھی جس کو اس مال کے ساتھ کسی قسم کا حق یا غرض وابستہ ہو اور مودع بھی[3]۔ دعوی کرسکتا تھا لیکن دعوے اسوقت نہیں کیا جاسکتا تھا جب کہ جس شخص نے زبردستی اس مال کو حاصل کیا ہو اسکو یہ دھوکا ہوا ہو کہ وہ چیز درحقیقت اسی کی ہے اور یہ کہ ایسی صورت میں قانون نے اسکو لے لینے کی اجازت دی ہے[4] لیکن ایسی صورت پر Valentinian Thead asrins اور (Arcadius) کے فرامین کا اطلاق ہوتا ہے جنکا منشا یہ تھا کہ کوئی

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۱-۱۲-

[2] ورنہ سرقہ علانیہ میں (vindicatio) یا (condictio) کے ذریعہ سے چہار چند تاوان کے ساتھ وہ چیز یا اسکی قیمت بھی وصول کیجاسکتی تھی۔

[3] بشرطیکہ اس شئے کے ساتھ اسکی یہ غرض وابستہ ہو کہ وہ بجبر نہ لی جائے۔

[4] دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۲-۱-

شخص بھی خواہ وہ مالک ہی کیوں نہ ہو کسی شخص سے کوئی مال منقولہ بجبر لے نہیں سکتا یا اگر وہ چیز زمین ہو تو اس پر بجبر داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا کیا جائے اور ایسا کرنیوالا مالک ہو تو اسکی ملکیت زائل ہو جاتی تھی اور اگر وہ مالک نہ ہو تو اس کو مال اور اسکے ساتھ اُسکی قیمت بھی واپس کرنا لازم تھا۔

جب اس حقیقت کو مد نظر رکھا جائے کہ سرقہ بالجبر میں سرقہ لازمًا شامل ہے اور جب ان سزاؤں پر نظر ڈالی جائے جو محض سرقہ کی صورت میں دیجاتی تھیں تو ظاہر ہو گا کہ سرقہ بالجبر کی بابت پریٹر کے چارہ کار سے عملی فائدہ صرف سرقہ غیر ظاہر کی صورت میں ہوتا تھا جب کہ سرقہ جبر کے ساتھ کیا گیا ہو بشرطیکہ دعوے ایک سال کے اندر پیش ہو کیونکہ اس وقت شخص متضرر کو تاوان کے طور پر قیمت کا سہ چند دلایا جاتا تھا مگر دعوے سرقہ غیر ظاہر میں فقط دوچند ملتا تھا۔ سرقہ ظاہر یا سرقہ غیر ظاہر میں جب کہ دعوے سے پہلے ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو محض سرقہ کی بابت جو چارہائے کار حاصل تھے ظاہر ہے کہ وہ زیادہ تر سودمند تھے۔ بالآخر وہی واقعات جن کی بنا پر دعوے سرقہ یا استحصال شئے بالجبر (actio vi bonorum raptorum) دائر کیا جا سکتا تھا[1] ایسے تھے کہ ان کے متعلق کارروائی منجانب سرکار از روئے قانون (Julia) کیجا سکتی تھی۔

(ج) مضرت جائداد یا مضرت بہ جائداد Damnum injuria datum

جائداد کو عمدًا یا غفلت سے نقصان پہنچانے کی بابت جو قانون ہے اسکا مدار قانون (Aquilia) تھا جو ایک (plebis citum) یا (plebs) کی ایک تجویز تھی جسکا مجوز (Aquilius) تھا جو ۲۸۷[2] ق م میں (plebs) کا (tribune) یعنی نائب عوام تھا۔

قانون متذکرہ صدر کے باب اول میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۴۲۰۔

[2] لیکن دیکھو (Girard) صفحہ ۴۰۹۔

غلام یا چوپایہ کو (جسکا شمار مویشی میں ہو) مار ڈالے تو اس شخص کو مجبور کرنا چاہئے کہ دوران سال گزشتہ میں کسی وقت بھی اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو اسکے مالک کو ادا کرے۔ اس دفعہ کا اطلاق جانوران وحشی یا کتوں پر نہیں ہوتا تھا بلکہ فقط ان جانوروں پر جنکی بابت صحیح طور پر کہا جا سکے کہ وہ چرندے ہیں جیسے گھوڑے خچر۔ گدھے۔ بھیڑ۔ بیل۔ بکرے اور خنزیر۔ باب سوم[1] میں جائداد کے نقصان کی ہر قسم کی بابت احکام مندرج ہیں اس طرح کہ اس میں مضرت (جو موت سے کم ہو) جو غلاموں اور جانوران وحشی کو پہنچائی جائے کتوں یا وحشی جانوروں کی موت یا مضرت اور ملک بیجان (مثلاً فرنیچر) کو مضرت پہنچانا غرض ان سب کے متعلق احکام موجود ہیں۔ مضرت رساں کو اس چیز کی زیادہ سے زیادہ قیمت[2] ادا کرنا لازم تھا جو دوران سال ماقبل کے عوض گزشتہ تیس روز میں تھی۔

تاکہ کوئی نقصان (demnum) قانون موضوعہ کی تعریف میں داخل ہو ضروری تھا کہ اس کے ساتھ مضرت کا بھی ارتکاب ہوا ہو ورنہ کسی نقصان بلا فعل بیجا سے کوئی قانونی نتائج پیدا نہیں ہوتے[3] مضرت (injuria) کا مفہوم یہ تھا کہ نقصان عمداً (فریب dolus) یا غفلت کی وجہ سے پہنچایا گیا ہو[4] پس اگر زید حفاظت

[1] باب دوم میں (adstipulators) کا ذکر ہے۔

[2] اس باب میں لفظ "plurimi" قلم انداز کر دیا گیا مگر (Sabiniaus) کی یہ رائے کہ وہ مضمر ہے اختیار کی گئی (دیکھو Gaius) دفتر سوم فقرہ ۲۱۸۔

[3] اگرچہ دوسری صورتوں میں نتیجہ پیدا ہو سکتا تھا مثلاً مماثل فعل ناجائز میں دیکھو Lage صفحہ ۳۰۳۔

[4] اس حقیقت سے کہ دعوے بر بنائے قانون (Aguilia) کے لئے غفلت کافی وجہ تھی اس فعل ناجائز کو دوسرے افعال ناجائز سے بالکل جدا بنا دیا جن میں غفلت ہرگز کافی متصور نہیں ہوتی تھی بلکہ فریب کا ثبوت دینا لازمی تھا۔ اسکے برخلاف مضرت جائداد میں دو پہلو ہیں جو سرقہ۔ سرقہ بالجبر اور مضرت شخصی میں بھی مشترک ہیں یعنی اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی حق یا تعمیم میں دست اندازی کی گئی اور اس وجہ سے مضرت رساں کو تاوان ادا کرنا لازم تھا۔ اسکے برخلاف معاہدتی وجوب کسی حق یا تعمیم کی خلاف ورزی سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ متعاقدین کے معاملہ سے عائد ہوتا ہے جسکا مقصد کہ تاوان (یا تاوان اور معاوضہ) نہیں ہوتا بلکہ یہ کہ

خود اختیاری میں عمرو کے غلام کو جو اس سے استحصال بالجبر کی کوشش کر رہا ہو قتل کر دے تو کوئی دعوے نہیں ہو سکتا اور نہ اس صورت میں کہ محض سوء اتفاق سے زید کوئی ضرر پہنچائے۔ زید نیزہ بازی کی مشق کر رہا ہے اور عمرو کا غلام جب کہ وہ اس طرف سے گزر رہا ہو مر جائے یا زخمی ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ فعل اتفاقی ہو سکتا ہے اور اس لئے ذمہ داری سے بچ سکتا ہے یا اگر اس سے غفلت ہوئی ہو تو مستوجب سزا ہے۔ اگر زید سپاہی کی حیثیت سے کسی ایسے مقام پر مشق کر رہا ہو جو فوجی مشق کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی اور پوری ہوشیاری اور احتیاط سے کام کر رہا ہو تو اسکا فعل اتفاقی ہوگا۔ اگر زید سپاہی نہ ہو تو فقط اتنی حقیقت کہ ایک عام مقام پر وہ ایک خطرناک کام کر رہا تھا فی نفسہ غفلت کی دلیل تھی اور اگر زید سپاہی ہو بھی تو مستوجب سزا ہے اگر اسکی غفلت ثابت کیجائے۔ اور اگر زید کسی جھاڑ کو چھانٹ کر اسکی تراش خراش کر رہا ہو اور ایسے وقت اسکے فعل سے کوئی ڈالی ٹوٹ کر گرے اور اس سے عمرو کا غلام جو اس راستہ سے گزر رہا ہو مر جائے تو یہ نتیجہ محض اتفاقی ہوگا بشرطیکہ وہ مقام شارع عام سے دور واقع ہو مثلاً خود زید کے کھیت کے بیچوں بیچ۔ اگر وہ مقام مقام عام ہو اور زید چیخ پکار کر مناسب طور سے خطرہ سے آگاہ کر رہا ہو تو اس صورت میں بھی وہ مستوجب سزا نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ چیخ پکار میں کوتاہی کرے تو اس پر غفلت کا الزام عائد ہوتا ہے اور اس لئے اس پر دعوے کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات کچھ نہ کرنا بھی غفلت ہو سکتا ہے جیسا کہ کسی سرجن نے کسی غلام پر عمل جراحی کیا اور بعد میں اسکی خبر نہیں لی جس سے غلام مر گیا۔ اور کسی پیشہ یا کاروبار میں دستگاہ حاصل ہونیکا دعوے کرنا اور بعد میں بے ہنری کا ثابت ہونا یہ بھی غفلت میں داخل ہے[1] بے ہنری غفلت میں شمار کیجاتی ہے" پس اگر کوئی طبیب لاعلمی سے کسی غلام کو غلط دوا دیدے جس کے باعث وہ مر جائے تو وہ طبیب مستوجب سزا ہے۔ اسی طرح وہ ہانکنے والا جو بے ہنری یا جسمانی ناطاقتی کے باعث گھوڑوں کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتا ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جس شخص پر وہ عائد ہو اسکی تعمیل کرے یا معاوضہ ادا کرے (condictio certi) کی طرح عدم تعمیل کی بناپر تاوان فقط مستثنیٰ صورتوں میں لگایا جاتا ہے۔

[1] محض جسمانی کمزوری کے باعث کسی شخص کو مورد الزام نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر کوئی شخص ایسا پیشہ اختیار کرے جسکے لئے یہ فرض کیا جاتا ہو کہ اسکے لئے ایک معینہ جسمانی قوت کی ضرورت ہے تو ایسے شخص کی نسبت یہ توقع کرنا معقول ہوگا کہ اسکے جسم میں اسقدر قوت ہے۔

کسی کو مضرت پہنچائے تو مستوجب سزا ہے۔

قانون (Agulia) کو فقہا کی تعبیر اور پریٹر کی اس عملدرآمد نے بہت کچھ وسعت دی کہ قانون کے لفظ سے درگزر کر کے جہاں کوئی صورت قانون کے مفہوم کے اندر آجائے تو وہ نالش (utilis) یا (Factum) کا حق دیا کرتا تھا۔ اسکی مثالیں حسب ذیل ہیں :-

(۱) قانون متذکرۂ صدر کی روسے تاوان واجب الادا لازماً شئے کی وہ قیمت نہیں ہوتا تھا جو مضرت کے وقت ہو بلکہ اسکی زیادہ سے زیادہ قیمت جو دوران سال یا ماقبل کے تیس روز میں رہی ہو یعنی اگر فعل ناجائز باب اول کی تحت میں آئے تو ایک سال اور باب سوم کی تحت میں آئے تو ماقبل کے تیس روز پس بوقت مضرت کوئی غلام اندھا یا ازکار رفتہ ہو لیکن اسکی بینائی مدت متذکرۂ صدر کے اندر جاتی رہی ہو تو اسکی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کیجا سکتی تھی۔ لیکن از روئے قانون Aquiha زیادہ ترین قیمت سے مراد صرف اس شئے کی بنفسہ قیمت تصور کیجاتی تھی لیکن فقہا کی تعبیر سے یہ ممکن ہوا کہ ہرجہ مستلزمہ کو رقم وصول شدنی میں شامل کر دیا جائے یعنی اسطرح کہ اگر کوئی غلام جسکے لئے کوئی ترکہ چھوڑا گیا ہو اپنے مولی کے حکم سے داخل ہونے سے پہلے مار ڈالا جائے چونکہ ایسی صورت میں ترکہ مالک کو حاصل نہیں ہو سکتا تھا اسلیئے ترکہ کے نہ ملنے سے جو نقصان پہنچتا تھا وہ بھی ہرجہ میں شامل کیا جاتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن تھا کہ اگر جوڑی کا ایک گھوڑا یا نقالوں (ایکٹروں) کے طائفہ سے کوئی ایک مار ڈالا جائے جس وجہ سے جوڑی یا طائفہ کی قیمت کم ہو جائے تو معاوضہ صرف شئے ہلاک شدہ کیلئے نہیں لیا جاتا تھا بلکہ جو کچھ کمی جوڑی یا طائفہ کی قیمت میں واقع ہوتی تھی اسکا بھی مطالبہ کیا جا سکتا تھا۔

(۲) ان الفاظ کی تعبیر جو قانون کے باب سوم میں فعل ناجائز پر دلالت کرتے ہیں "جو کچھ کہ اس نے جلا دیا توڑ دیا یا برباد کر دیا ہے" نہایت وسعت کے ساتھ کی گئی مثلاً لفظ ruperit, "برباد کر دیا ہے" کے معنی "eorruperit" "نقصان پہنچایا ہے" کے لئے گئے اور اس معنی کے بموجب کاٹنا۔ چھیلنا۔ کسی شئے کو خالی کرنا اور ہر قسم کا نقصان پہنچانا مضرت میں شامل ہو گیا تھا۔

سلہ دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۲۱۷ -

(۳) از روئے قانون موضوعہ دعویٰ ہرجہ مضرت (actio dammi injuria) یا دعویٰ برنبائے قانون (Aguilia) - (actio legis Aguiliae) کا حق فقط مالک کو حاصل تھا۔ قابض نیک نیت مالک حق منفعت اور بعض اوقات راہن مرتہن کو پریٹر اختیار دیا کرتا تھا کہ دعویٰ (utilis) یا (in factum) دائر کرے۔

(۴) اگر سختی کے ساتھ دیکھا جائے تو دعویٰ برنبائے قانون (Aguilia) کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا تھا تاوقتیکہ مضرت ایک جسم سے دوسرے جسم کو نہ پہنچائی گئی ہو یعنی تاوقتیکہ بالراست جسمانی قوت کے ذریعے سے عمل یا شئے متعلق کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو لیکن پریٹر نے دوسری صورتوں میں بھی اسی قسم کے دعویٰ کو جائز قرار دیا تھا دعویٰ (utilis) یا (in factum) ۔ مثلاً اگر زید عمرو کے غلام کو بند یا قید کرے اور وہ فاقہ کشی کے باعث مرجائے یا عمرو کے گھوڑے کو اتنا تیز چلائے کہ وہ لنگڑا ہو جائے یا ایک مویشی کو اس طرح خوف زدہ کرے کہ وہ ڈھال یا ٹیلہ پر سے گر پڑے یا عمرو کے غلام کو جھاڑ چڑھنے یا دیوار پر سے اترنے کی ترغیب دے اور ایسا کرنے سے وہ غلام مرجائے یا متضرر ہو۔ ایک ایسی بھی صورت تھی جس میں دعویٰ (in factum) جائز رکھا گیا تھا یعنی جب کہ زید نے اپنے جسم سے کوئی مضرت نہیں پہنچائی ہو اور نہ اس چیز ہی کو کوئی مضرت پہنچی ہو مثلاً اگر زید از راہ ترحم عمرو کے غلام کی بیڑیاں کاٹ ڈالے تاکہ وہ فرار ہو جائے۔

بعض اوقات اس فعل سے جس سے دعویٰ برنبائے قانون (Aguilia) کا حق پیدا ہوتا تھا مرتکب فعل ناجائز قانون فوجداری کی تحت میں آجاتا تھا مثلاً غلام مقتول کا مولیٰ قاتل پر از روئے قانون (Cornelia) جرم کبیرہ کا دعویٰ کرسکتا تھا۔

جب کہ دوران سماعت دعوے میں مدعی علیہ اپنی ذمہ داری سے انکار کرے اور وہ انکار بے سود ثابت ہو تو اسکو دوچند ہرجہ ادا کرنا لازم تھا۔ "انکار کرنے سے ذمہ داری دوچند ہو جاتی ہے" اور اگر مضرت ایک سے زائد اشخاص نے پہنچائی ہو تو اس وجہ سے دعوے تاوانی ہے کل رقم ہر مجرم سے فرداً فرداً وصول کیجاسکتی تھی۔

(۵) ضرر یا مضرت (Injuria)

جسٹنین کہتا ہے کہ اصطلاح ضرر یا مضرت کے متعدد معانی ہیں:-

(۱) کوئی فعل خلاف قانون ("وہ تمام جو کہ قانوناً نہیں کئے جا سکتے تھے")۔
(۲) وہ مضرت جو حاکم عدالت نے پہنچائی ہو یعنی غیر منصفانہ فیصلہ صادر کرکے۔
(۳) وہ فعل یا ترک فعل جس میں فریب یا غفلت مضمر ہو جیسا کہ اس مضرت میں جسکا ذکر اسکے قبل ہوا ہے۔ اور
(۴) کوئی فعل جس سے توہین ہوتی ہو۔

معنی آخر الذکر ہی میں اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے جس سے وہ ضرر یا مضرت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ضرر یا مضرت کو اسکے نوعی یا مخصوص معنی میں استعمال کیا جائے تو اس سے مراد درحقیقت کسی حُر کے حق حفاظت و آبرو میں قصداً دست اندازی کرنی تھی۔ اس مفہوم میں مضرت کی تحت بہت سے افعال ناجائز آ جا سکتے ہیں کیونکہ ضرر یا مضرت میں نہ فقط حملہ مجرمانہ داخل ہے بلکہ توہین تحریری اور توہین تقریری بھی جو از روئے قانون انگلستان جدا جدا افعال ناجائزہ (ٹارٹ) ہیں۔ اس جنایت کا جزو اصلی یہ پایا جاتا ہے کہ مضرت رساں عمداً ایسی حرکت کرے جس سے کسی دوسرے حُر کے جسم یا احساسات کو مضرت پہنچے۔ کتاب (Institutes) میں ضرر یا مضرت کی مثالیں حسب ذیل دی گئی ہیں:۔ گھونسے یا ڈنڈے سے زخم پہنچانا یا مارنا۔ کسی شخص کا مال و اسباب کسی قرضہ میں جسکا وجود نہ ہو ضبط یا قرق کرانا یعنی یہ باور کرا کر کہ وہ شخص نادار ہے۔ تحریر یا اشعار مزیل حیثیت عرفی لکھنا یا شائع کرنا۔ کسی نیک چلن عورت یا نوجوان شخص کے پیچھے پیچھے جانا (جس میں یہ پہلو نکلے کہ وہ بدچلن اشخاص ہیں)۔ اور کسی کی پاکدامنی پر حملہ کرنا۔

بعض اوقات ایک ہی فعل کی بابت کئی اشخاص دعوے مضرت دائر کر سکتے تھے۔ زید ہندہ کی توہین کرتا ہے جو عمرو کی زوجہ اور بکر کی بیٹی ہے اور بکر کے زیر اختیار رہے۔ یہ تینوں اشخاص دعوے کر سکتے تھے۔ ہندہ اس لئے دعوے کر سکتی تھی کہ وہ دعوے ان معدودے چند دعاوی سے تھا جو اشخاص زیر اختیار اپنے نام سے دائر کر سکتے تھے۔ عمرو اس واسطے دعوے کر سکتا تھا کہ گو ہندہ زیر اختیار شوہر نہ تھی تاہم زید کے فعل سے یہ قیاس پیدا ہوتا تھا کہ اسکی نیت عمرو کی توہین کی تھی۔ اور بکر کو دعوی کا حق اس طرح پیدا ہوا کہ جو شخص اسکے زیر اختیار رہے اسکی توہین عین بکر کی توہین تھی۔ مگر کوئی غلام دعوی مضرت دائر نہیں کر سکتا تھا۔ اور اسکا مولی بھی صرف اسوقت

دائر کر سکتا جب کہ اس فعل کی سنگینی ایسی ہو جس سے ثابت ہو کہ اس سے مولی کی توہین منظور تھی جیسا کہ کسی شخص نے کسی دوسرے کے چہیتے غلام کو تازیانہ لگائے ہوں[1] اگر وہ غلام ملک مشترک ہو تو مضرت کا اندازہ ان موالی یا مولاوں کے حصوں کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا تھا بلکہ انکے جدا جدا مرتبہ کے اعتبار سے کیا جاتا تھا۔ جب کسی غلام پر کسی شخص کو حق منفعت حاصل ہو تو اسکی توہین سے یہ قیاس کیا جاتا تھا کہ اس سے مراد مالک کی توہین ہے نہ کہ مالک حق منفعت کی۔ مگر اس قیاس کی تردید ہو سکتی تھی یعنی آخر الذکر یہ ثابت کر سکتا تھا کہ اس توہین کا روئے سخن اپنی طرف تھا۔ جب ایسے شخص کی توہین کیجائے جو خلاف واقعہ اپنے کو کسی دوسرے شخص کا غلام تعین کرتا ہو (bona fide servieus) تو اسکا فرضی مولی دعوے نہیں کر سکتا تاوقتیکہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس توہین سے مراد اسی کی توہین تھی۔ لیکن ہر صورت میں مملوک نیک نیت اپنے نام سے دعوی کر سکتا تھا۔

ان افعال کی بابت جو بمنزلہ ضرر یا مضرت تصور کئے جاتے تھے از روئے الواح اثناعشر حسب ذیل چار بائے کار حاصل تھے: شکست دست و پا کے لئے مکافات۔ استخوان شکنی کے لئے تاوان تین سو روپے۔ اگر شخص متضرر حُر ہو تو تین سو اور غلام ہو تو ڈیڑھ سو۔ دیگر مضرتوں کے لئے پچیس روپے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی سنگین توہین کا معاوضہ کسی چھوٹی رقم کے ادا کرنے سے ممکن تھا۔ اور ایک مشہور قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص مسمی (L. Veratius) سیر و تفریح کے لئے جب گلیوں سے گزرتا تو لوگوں کے طمانچے لگایا کرتا تھا۔ اسکا غلام اسکے پیچھے پیچھے روپیوں سے بھری ہوئی کشتی لیکر چلتا اور قانون الواح اثناعشر کے بموجب اپنے آقا کے ضرر رسیدوں میں روپے تقسیم کرتا تھا۔ بنائے علیہ پریٹر نے دعوئے مضرت کو رواج دیا جسکی رو سے مدعی اپنا ہرجہ آپ متعین کرتا تھا اور اس مقدار میں حاکم عدالت اس وقت تخفیف کرتا جب وہ بہت زیادہ ہو۔ اور یہ عملدرآمد جسٹنین کے زمانہ تک جاری رہا۔ ہرجہ کے اندازہ کے وقت ان امور پر غور کیا جاتا تھا کہ ضرر یا مضرت کی ماہیت کیا ہے شخص متضرر کس قسم کا آدمی ہے اور عام واقعات متعلقہ

[1] اگر اس مضرت سے غلام کی قیمت گھٹ جائے تو اسکا مولی بر بنائے قانون (Aguiluis) دعوی کر سکتا تھا۔

کیا ہیں۔ اس طرح کہ ایسے غلام کی بابت جس سے خانساماں کا کام لیا جاتا ہو اسکے مولیٰ کو زیادہ ہرجہ مل سکتا بہ نسبت اسکے کہ وہ غلام ادنیٰ نوکر ہو یا پا بزنجیر ہو۔ بالخصوص ہرجہ کی رقم اس صورت میں بہت کچھ بڑھ جاتی اگر وہ مضرت ضرر یا مضرت کی اس نوع سے ہو جسکو سنگین (atrox)[لہ] کہتے تھے۔ توہین (ضرر یا مضرت Injuria) حسب ذیل صورتوں میں سنگین (atrox) ہو سکتی تھی :-

(۱) (Exfacto) یعنی فعل کی ماہیت کے اعتبار سے جیسا کہ کسی شخص کو لاٹھیوں سے زدوکوب کیا گیا۔

(۲) (Exloco) یعنی اس مقام کے اعتبار سے جہاں مضرت پہنچائی گئی جیسا کہ سر بازار (Forum) یا ناٹک یا پریٹر کی موجودگی میں۔

(۳) (Exloco vulneris) یعنی جسم کے حصۂ متضرر کے اعتبار سے مثلاً آنکھ۔ یا

(۴) (Ex persona) یعنی شخص متضرر کی شان کی اعتبار سے مثلاً جب کہ کسی مجسٹریٹ یا رکن سناٹ پر حملہ کیا گیا ہو یا جب کہ کسی عتیق نے اپنے معتق یا بچہ نے اپنے آبا و اجداد سے کسی کو مضرت پہنچائی ہو۔

دعوے مضرت نہ فقط مجرم اصلی بلکہ اسکے معاونین اور دیگر شرکائے فعل ناجائز کے خلاف بھی کیا جا سکتا تھا[لہ] یہ دعوے (actio vindictam spirans) تھا یعنی اسکا مقصد شخصی معاوضہ حاصل کرنا تھا اور چونکہ وہ تعزیری (poenalis) بھی ہوتا تھا لہذا اس دعوے کا حق فریقین کے ورثا کو حاصل نہ تھا۔ اس دعویٰ کا حق (dissimulatio) سے ساقط ہو جاتا تھا یعنی جب کہ کوئی شخص فوری خشم کا اظہار نہ کرے تو یہ فرض کر لیا جاتا تھا کہ جو مضرت اسکو پہنچائی گئی اسکو اس نے بالسکوت تسلیم کر لیا اور اسکے بعد وہ دعویٰ نہیں

لہ (Gaius) کے زمانہ میں اکثر ایسا واقعہ ہوا ہے کہ جب مضرت سنگین ہوا اور پریٹر ضمانت (Vadimonium) طلب کرے تو گویا یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس نے بالواسطہ تاوان کی مقدار مقرر کر دی کیونکہ مدعی یہی خیال کرتا تھا کہ اسکو اسی ہی رقم طلب کرنی چاہیئے۔ اور اگرچہ حاکم عدالت اس بات پر مجبور تھا کہ اس پوری رقم کی منظوری دے تاہم پریٹر کے ادب کے لحاظ سے اسکو منظور کر لیتا تھا (دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۲۲۴۔

لہ دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۴-۱۱۔

کرسکتا تھا۔ بہرصورت پریٹری نالش بمضرت کوایک سال کے اندر دائر ہونا لازم تھا۔

آخر الامر یا بمضرت کی ہر صورت میں شخص متضرر کو اختیار تھا کہ وہ دیوانی دعوے دائر کرے یا استغاثہ فوجداری یعنی بربنائے قانون (Carnelia) مصدرہ ۸۱ ق۔م۔ اور اس قانون کی بنا پر ایک جداگانہ چارۂ کار دیوانی وجود میں آیا (پریٹر نالش بمضرت کے علاوہ) جس پر یکسالہ تمادی عارض نہیں ہوتی تھی[1] از روئے فرمان (Zeno) اشخاص عالی مرتبت کو اجازت دیگئی تھی کہ اپنے کارندہ (Procurator) کے ذریعہ سے استغاثۂ فوجداری داخل یا اسکی جوابدہی کریں۔

ذیلی دفعہ ۴۔ وجوبات جو مماثل جنایات سے پیدا ہوتے تھے۔

چند مستثنٰی صورتوں میں جہاں چند واقعات اپنی نوعیت میں کسی فعل ناجائز کے مشابہ ہوں اور ایسے بھی نہ ہوں جو کلیۃً بمنزلۂ کسی مسلمہ فعل ناجائز کے ہوں تو قانون ایسی صورت میں شخص ضرر رساں پر یہ وجوب عائد کرتا تھا کہ وہ شخص متضرر کو اس نقصان کے عوض میں جو اسکو پہنچا ہے معاوضہ ادا کرے اور اس قسم کے وجوب کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مماثل جنایات سے پیدا ہوتا تھا جسٹینین حسب ذیل مثالیں دیتا ہے :-

(۱) وہ حاکم عدالت جس نے مقدمہ کو اپنا ذاتی کر دیا ہو (Judex qui litem suam fecerit) حاکم عدالت پر ہرجہ کا دعوے دائر ہوسکتا تھا اگر اس نے مقدمہ کو اپنا ذاتی کر دیا ہو (اور ہرجہ کی مقدار وہ حاکم عدالت مقرر کرتا جو ایسے مقدمہ کی سماعت بعد میں کرے) یعنی از راہ غفلت یا بدنیتی سے غیر منصفانہ فیصلہ صادر کیا ہو یا یہ کہ پیشی کی تاریخ پر حاضر نہ ہوا ہو۔[2]

(۲) "نالش کسی چیز کے انڈیلنے یا پھینکنے کے متعلق" (Actio de effusis vel dejectis)

---

[1] دیکھو جسٹینین دفتر چہارم ۴-۸- یہ دعویٰ ہر شخص کر سکتا تھا خواہ وہ زد و کوب کیا گیا ہو یا اسکے گھر میں نقب لگائی گئی ہو (یا اسکے گھر میں بجبر گھس آئے ہوں)

[2] انگلستان میں رکن مجلس عدالت العالیہ جو کام اپنی عدالتی حیثیت سے کرے اسکے خلاف اس پر دعوی نہیں ہوسکتا اگرچہ کہ اسکا فعل صریحاً بددیانتی پر دلالت کرے۔

یہ ایک پریٹری دعوے تھا اور اسکی رو سے کمرہ کا کوئی ساکن مستوجب سزا قرار دیا جاتا اگر کوئی چیز وہاں سے پھینکی یا انڈیلی جائے جس سے دوسرے کو مضرت پہنچے اگرچہ کہ وہ فعل اسکے علم یا رضامندی کے بغیر کیا گیا ہو۔ اس دعوی سے اس نقصان کا دوچند دلایا جاتا تھا جو کسی شخص کو پہنچا ہو اور اگر کسی حُر کی موت اس وجہ سے واقع ہو تو پچاس روپے بطور تاوان کے ادا کرنیکی ذمہ داری عائد کیجاتی۔ اور اگر وہ فوت نہ ہو بلکہ اسکو فقط ضرر پہنچا ہو تو ڈاکٹر کی بل اور نقصان ملازمت کے لحاظ سے حاکم عدالت ہرجہ کا تعین کرتا تھا۔ اگر کوئی حُر مارا جائے تو دعوے کا حق عام تھا یعنی کوئی معمولی مخبر بھی دعوی کرسکتا تھا۔

(۳) "دعوے کسی شئے کے کمرہ سے لٹکانے یا کھڑکی وغیرہ میں رکھنے کے متعلق"
(Actio de positis vel suspensis

یہ بھی پریٹری دعوے تھا جو اس شخص کے خلاف میں دائر کیا جاتا تھا جس نے کسی چیز کو اپنے کمرہ سے شارع عام پر لٹکایا ہو یا اس طرح سے کھڑکی میں رکھا ہو کہ اس کے گر پڑنے سے کسی راہ گزر کو مضرت پہنچی ہو۔ یہ بھی دعوی عام تھا۔ جسکی بابت تاوان دس روپے تھا[۱]

(۴) ناخدائے جہاز (exercitor) یا مالک خمارہ یا سرا یا اصطبل پریٹری دعوے کی رو سے ہرجہ کی دوچند رقم ادا کرنیکا مستوجب ہوتا اگر اسکے علاقہ میں کسی اسکے ملازمین کے سرقہ یا فریب سے کسی قسم کا بھی نقصان پہنچے۔

یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ان مماثل افعال ناجائز کے منجملہ اول الذکر کا مدار ایک ایسے اصول پر ہے جو دوسروں سے جدا ہے۔ اس حاکم عدالت سے جو فریب بدنیت یا غفلت کا قصوروار ہو ایک حقیقی مضرت کا ارتکاب ہوتا ہے اور اس کے وجوب کو اصطلاحاً "مماثل جنایات" محض اس واسطے کہا گیا کہ ایسا فعل ناجائز کسی مسلمہ جنایت کے تحت

---

[۱] اگر کسی ابن العائلہ پر جو اپنے باپ کے مکان میں نہ رہتا ہو ان تین مماثل فعل ناجائز کے اصول کا اطلاق ہو تو باپ کے عوض دعوی فقط بیٹے پر ہوگا۔ اگر غلام کسی مماثل فعل ناجائز کا مرتکب ہو تو (noxal action) اسکے مولی پر ہوگا۔

نہیں آتا تھا۔ مگر دوسری صورتوں میں شخص مستوجب کی جانب کسی قسم کا قصور نہ ہونے پر بھی یہ ذمہ داری پیدا ہوسکتی ہے۔ چاہے وہ کتنی ہی احتیاط سے کوئی چیز اپنی کھڑکی میں لگائے اگر وہ چیز گر پڑے تو وہ مستوجب سزا تھا کیونکہ وہ اپنے تمام نوکر چاکر اور ان تمام لوگوں کے افعال کا ذمہ دار تھا جو اسکے کمروں میں آتے جاتے ہوں۔ نوکر چاکر کی صورت میں جسٹنین اس قاعدہ کی تائید یہ کہتے ہوئے کرتا ہے کہ خراب ملازمین کو نوکر رکھنا خود آقا کا قصور ہے۔ لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اگر وہ یہ ثابت کردے کہ بہترین ملازم کے انتخاب میں اس نے ہر طرح کی احتیاط سے کام لیا تھا تو وہ ذمہ داری سے بچ بھی سکتا تھا کہ نہیں۔ سچی بات تو یہ پائی جاتی ہے کہ ایسی صورتیں ہمیشہ پیدا ہوتی رہیں گی[1] جن میں کسی شخص کو نقصان پہنچا ہو جب کہ بغیر دوسرے شخص کے کسی ایسے تعین فعل ناجائز کے ارتکاب کے جسکی وجہ سے نقصان قابل ارجاع دعوے ہوسکے۔ بعض اوقات نقصان کی دادرسی یا تلافی نہیں ہوتی تھی۔ بعض اوقات ذمہ داری عائد اور اسکی تائید اس مسلۂ قانونی کی بنا پر ہوتی تھی کہ "ہر شخص اپنے خطرہ پر کام کرتا ہے۔ یعنی اس سوال کا تصفیہ کہ دو بے گناہ اشخاص میں سے کون شخص نقصان اٹھائے اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس شخص کو مستوجب قرار دیا جائے جس نے اپنی سہولت کی غرض سے ایسے واقعات پیدا کردئے جن سے نقصان واقع ہوا۔ قانون کسی شخص کو کمرہ کرایہ پر لینے ملازم نوکر رکھنے یا کوئی پیشہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اگر وہ ایسا کرنا پسند کرے تو اسکو خطرات بھی برداشت کرنا چاہئیں۔ لیکن اس نظریے کی منطقی تائید زیادہ تر اس وقت ہوتی اگر وہ ان صورتوں سے مخصوص ہو جہاں کسی شخص نے ایسے واقعات کو مہیا کیا ہو جن میں خطرہ کا زیادہ امکان ہو مثلاً نام کی تختی کا سڑک پر لٹکانا جیسا کہ depositis vel suspensis یا ایک بڑے حوض یا مخزن آب کا تعمیر کرنا[2]

جنایات کی بنا پر جو حقوق اور وجوبات عائد ہوں انکے انتقال اور انسے بری ہونیکے طریقے[3]

---

[1] جیسا کہ قانون انگلستان میں نوکر رکھنے والوں کی ذمہ داری کے سوالات میں۔

[2] مقابلہ کرو مقدمۂ (Rylands) بنام (Fletcher) لا رپورٹ ۳ ہیچ ۔ ۔ ۔ ل۔

[3] سقوط وجوبات کے طریقوں پر (Gaius) اور جسٹنین نے جو بحث کی ہے اس سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا۔

جنایات کی بنا پر جو حقوق اور وجوبات عائد ہوں انکا انتقال

کسی معاہدہ کی بنا پر جو حقوق اور وجوبات پیدا ہوں انکے انتقال کی بنسبت جو کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے اسکا بیشتر حصہ یہاں بھی صادق آتا ہے۔ اپنے وجوب کو کسی دوسرے پر منتقل کرنیکی کوشش کرنے سے کوئی مضرت رساں ذمہ داری سے بری نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ سزائے سنگین (مثلاً سرقۂ ظاہر کی علت میں) شخص متضرر کی رضامندی سے بھی منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ان صورتوں میں جہاں کہ کسی فعل بیجا کے باعث شخص متضرر کو کوئی معینہ رقم پانیکا حق حاصل ہو تو اگر وہ چاہے تو مدیون کو اجازت دے سکتا تھا کہ کسی دوسرے شخص کو جو رقم دینے کا وعدہ کرے اپنا قائم مقام بنائے اور اس کے بعد اس قائم مقام سے اقرار زبانی لے سکتا تھا۔ جب یہ طے ہو جائے تو مضرت رساں کی ذمہ داری ساقط ہو کر بذریعہ تجدید وجوب (یا حوالت) وہ ذمہ داری منتقل ہو جاتی تھی۔ اس کے بالعکس کسی مضرت کے معاوضہ میں زر نقد پانیکا جو حق حاصل ہو اسکو شخص متضرر کسی دوسرے شخص پر منتقل کر سکتا تھا اور اس صورت میں وہی شرطیں تھیں جو حقوق معاہدتی کی منتقلی سے متعلق تھیں۔

فعل ناجائز سے برائت پانے کے طریقے۔ معاہدہ سے برات حاصل کرنیکے جو طریقے اوپر بیان ہوئے ہیں انکا استعمال ایک حد تک ان وجوبات کے سقوط کے لئے بھی ہو سکتا ہے جو مضرت کی بنا پر پیدا ہوئے ہوں۔ مگر برائت بذریعہ معافی ایک ایسا طریقۂ برات متصور ہو سکتا ہے جو فعل ناجائز کی ذمہ داریوں سے بری ہونیکا مخصوص طریقہ ہے۔ برخلاف اسکے فعل مخالف عدم امکان مابعد یا تنزل شان قانونی سے وجوب سے بری ہونیکا سوال افعال ناجائزہ کی ذمہ داریوں کے متعلق پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ آیا انکا مقصد یہ ہے کہ اس امر کی توضیح کیجائے کہ کس طرح تمام وجوبات کا اختتام ممکن تھا یا یہ کہ اپنی بحث کو وجوبات معاہدتی تک محدود رکھیں۔ آخرالذکر رائے قرین قیاس نظر آتی ہے جسکے دو وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ سقوط کے بعض طریقوں (مثلاً فعل مخالف) کا اطلاق فقط معاہدہ پر ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ اس موضوع پر بحث معاہدہ کے بالکل بعد اور فعل ناجائز سے پہلے کی گئی ہے۔

یہ مخصوص ہے معاہدہ سے "کوئی شخص تنزل شان قانونی کی بنا پر افعال ناجائز کی ذمہ داری سے بری نہیں ہو سکتا")۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وجوبات جو جنایات سے پیدا ہوتے تھے وہ حسب ذیل صورتوں میں ختم ہو جاتے تھے۔ معافی۔ تعمیل تجدید وجوب عمل قانونی اور عذرداریوں کے عمل سے ۔

(۱) معافی ۔ اس صورت میں کہ وجوب ضرر یا مضرت (injuria) سے پیدا ہوا ہو سکوت (dissimulatio) سے مراد معافی کیجا سکتی تھی۔ دوسری صورتوں میں صریح معافی لازم تھی اگرچیکہ دعوئے سرقہ اور دعوئے مضرت میں باضابطہ معافی کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے بذریعۂ اقرار زبانی وجوب کی تجدید کیجائے اور بعد میں بہ طریقۂ عمل جمع اس سے برأت دی جائے ۔

(۲) تعمیل یعنی ادائی تاوان یا تاوان مع معاوضہ ۔ اور

(۳) تجدید وجوب یہی طریقے کسی وجوب کے انفساخ کے نظر آتے ہیں جو کسی معاملہ یا مضرت سے پیدا ہوا ہو ۔

(۴) وجوب جنایتی کا خاتمہ حسب ذیل صورتوں میں ہو سکتا تھا :- (الف) (Gaius) کے زمانہ میں بذریعہ اشتمال امور تنقیح طلب (litis contestatio)

(ب) مرور زمانہ اور یہ وجوبات معاہدتی سے بھی یہاں زیادہ تر آسان تھا۔ دعوئے مضرت پر مثلاً تمادی عارض ہوتی تھی اگر ایک سال کے اندر پیش نہ ہو ۔ یہی حال ان تمام دعاوی کا تھا جن کو مضرت کی صورت میں پریٹر نے رائج کیا تھا باستثنا ئے دعوئے سرقہ جو دوامی تھا اور گو کہ دعویٰ سرقۂ بالجبر پر چہار چند تاوان کے خصوص میں ایک سال کے بعد تمادی عارض ہوتی تھی مگر ایک گنے ہرجہ کے لئے اس مدت کے بعد بھی دعوئے دائر کیا جا سکتا تھا۔ (ج) ادغام[1] (confusio|merger)

(۵) جو وجوب مضرت سے پیدا ہوا اسکو ساقط کرنے میں موت کا بڑا وسیع تر اثر ہے۔ (Gaius) کا بیان ہے کہ قانون کے پورے پورے فیصل شدہ قواعد کے منجملہ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ تعزیری دعاوی جو فعل ناجائز سے پیدا ہوں مثلاً وہ جو سرقہ۔

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۲۱ ۔

سرقۂ بالجبر۔ مضرت جائداد اور ضرر یا مضرت سے پیدا ہوں ترکب فعل ناجائز کے وارث کے مقابل میں قابل اثر نہیں ہوتے تھے[1] لیکن دور شہنشاہیت کے آغاز کے قریب قریب ایک قاعدہ رائج کیا گیا کہ مضرت رساں کو جس قدر فائدہ مضرت رسانی سے حاصل ہوا ہو اسی مقدار میں اسکی جائداد سے تلافی کرلیجائے۔ اور چونکہ Condictio furtiva) کوئی ایسا دعویٰ نہ تھا جس سے تاوان وصول کیا جائے اسلئے وہ سارق کے ورثا کے مقابل بھی دائر کیا جا سکتا تھا۔ اسکے برخلاف جو وجوب فعل ناجائز سے پیدا ہوا اسکا سقوط شخص متضرر کی وفات سے نہیں ہوتا تھا کیونکہ کتاب Institutes) کے بیان کے بموجب اسکے ورثا دعوے کر سکتے تھے تاوقتیکہ مضرت زیر بحث ضرر یا مضرت شخصی نہ ہو[2]۔

(۶) عذر داریوں کے عمل سے (ope exceptionis). اسکی مثال وہ ہے اگر شخص متضرر اور شخص مضرت رساں کے درمیان ایک دوسرے کے مقابل میں کئی دعاوی ہوں (مثلاً چند بربنائے معاہدہ اور چند بربنائے افعال ناجائز) اور انھوں نے مصالحت transactio) کرلی ہو جس پر عمل بھی ہوچکا ہو تو ایسی صورت میں جب مدعی علیہ پر فعل ناجائز کے وجوب پر دعوے کیا جائے تو وہ بذریعہ (exceptio pacti de non potendo) اس دعویٰ کی تردید کر سکتا تھا۔

نوٹ (۷)

فریب اور غفلت

الف۔ متعلق جنایت

فریب یعنی مضرت رسانی بالقصد اور غفلت کی بابت فعل ناجائز اور مماثل فعل ناجائز

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۱۲۔

[2] دیکھو (Gaius) محولۂ صدر اور جسٹنین دفتر چہارم ۱۲ - ۱۔

[3] جو مطالبہ آباؤاجداد سے کسی کو اپنے ابن العائلہ کے مقابل میں اور سید یا مربی کو اپنے عتیق کے مقابل میں ہو جس نے بلا اجازت پریٹر اس پر نالش کی تھی وہ شخص متضرر کی وفات سے ساقط ہو جاتا تھا اور یہی قاعدہ (querela inofficiosi testamenti) میں بھی استعمال ہوتا تھا۔

کے متعلق بہت کم دشواری پیش آتی ہے۔ مضرت جائداد Damnum Injuria (ڈیامنم انجوریا ڈیٹم Datum) سے قطع نظر کرکے باقی تمام افعال ناجائز میں انکے قصداً ارتکاب کرنیکا ثبوت دینا لازمی تھا۔ مثلاً کسی مجرم نے سرقہ کی نیت سے کسی چیز کا سرقہ کیا۔ شکل مستثنیٰ میں غفلت کافی تھی یعنی اگرچہ مجرم نے عمداً کسی فعل ناجائز کا ارتکاب نہ کیا ہو تاہم وہ مستوجب گردانا جاتا اگر اس نے معمولی احتیاط سے کام نہ لیا ہو۔ مثلاً کوئی شخص مستوجب سزا ہوتا اور گزرگاہ عام پر نشانہ لگانے سے اس نے کسی غلام کو مار ڈالا ہو اگرچہ اسکی نیت مارنے کی نہ تھی۔ اور جب ایک بار غفلت ثابت ہوچکی تو کس حد تک غفلت کی گئی اسکے متعلق بحث بیکار تھی۔[1] از روئے قانون ایکویلیا aquilia غفلت کتنی ہی کم کیوں نہ ہو غفلت تصور کیجاتی تھی۔ اسکے خلاف مماثل جنایت میں نہ تو فریب کا اور نہ غفلت کا سوال پیدا ہوتا تھا بہ استثنا ایسے حاکم عدالت کی مثال کے جس نے غیر منصفانہ فیصلہ صادر کیا ہو بعض صورتوں میں باوجود اسکے کہ ایسا نقصان اگر کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچائے تو باوجود اس امر کے کہ کوئی اخلاقی قصور اور نہ غفلت اسکی طرف منسوب کیجا سکتی ہو اس پر مواخذہ ہوسکتا تھا۔ مگر قاعدہ کی رو سے محض حادثہ یا اتفاقی واردات کی وجہ سے کسی شخص پر ذمہ داری عائد نہیں کیجا سکتی تھی۔" اس شخص کو جس نے بغیر غفلت یا بدنیتی کے محض اتفاقاً کسی کو نقصان پہنچایا ہو تو وہ مستوجب سزا نہیں ہوتا تھا۔

(ب) متعلق معاہدہ

جو متعاقد تعمیل معاہدہ میں عمداً بدنیتی کے ساتھ غلط کاری کرے (ڈولس Dolus فریب) اس پر ذمہ داری عائد کیجاتی تھی اور ایسی ذمہ داری اس وقت بھی اس پر عائد ہوتی تھی جب کہ اسکے خلاف اقرار بھی ہوا ہو۔[2] ہر ایک فریق پر غفلت کی ذمہ داری عائد ہوسکتی تھی۔

---

[1] دیکھو گیس کتاب سوم فقرہ ۲۱۱۔ ان مشکل افعال بیجا کے علاوہ جنکا ذکر آخر میں ہوا ہے ممکن ہے کہ حوالگی شخص زیر اختیار بعلت مضرت رسانی ناکسے ای ڈیڈیٹی رو اور نالش مضرت رسانی حیوانات (پاپرس) بھی مستثنیات متصور ہوں۔

[2] قانون وسعت یافتہ میں ہر معاہدہ جو دغا یا میٹس metus کی تحریک پر کیا گیا ہو باطل تھا یعنی اگر اسکی بنا پر نالش کیجاتی تو عذر داری دغا یا عذر داری ایکسیپٹیو میٹس کو جواب دعویٰ میں پیش کیا جا سکتا تھا۔

مزید براں ہر ایک متعاقد پر اگر اسکی شدید غفلت کی وجہ سے فریق ثانی کو نقصان پہنچے تو اس پر اسکی تلافی کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ یعنی اگر اس نے اس دوراندیشی سے کام نہ لیا ہو جس سے کہ ہر ایک شخص اپنے معاملات میں کام لیتا ہے۔

"غفلت شدید انتہائی غفلت ہے یعنی اس سمجھ سے کام نہ لینا جس سے کہ عوام الناس کام لیتے ہیں"

گر عموماً اتنی احتیاط کافی نہ تھی جتنی کہ نہایت ہی عاقبت اندیش اشخاص اپنے معاملات میں ملحوظ رکھتے ہیں۔ چند معاہدوں میں اشخاص احتیاط معتدل کے پابند کرائے جاتے تھے یعنی معاملہ کے عمل میں وہی احتیاط برتی جائے جو ایک نیک مدنی اپنے ذاتی کاروبار کی انجام دہی میں برتتا۔ یہی حالت (منجملہ دیگر امور کے انٹر ایلیاس (Inter Alias کموڈیٹرس یعنی امانت جمع کنندہ اور نیگوشیورم جسٹر (negotiorum gestor) کی تھی۔ اور اگر اس معیار کے برابر تعمیل نہیں کیجاتی تھی تو اسکو قانوندان جدید "Culpa Levis in abstracto) " کہتے ہیں۔ شخص زیر بحث اپنے ذاتی معاملوں میں جتنی ہوشیاری سے کام کرنیکا عادی تھا صرف اتنی ہوشیاری دوسرے معاہدوں میں کافی متصور ہوتی تھی۔ اور عدم تعمیل کو "(Culpa Levis in Concreto) کہا جاتا ہے۔

ان اشخاص کی مثالیں جن سے ادنے درجہ کے معیار کی توقع کیجاتی تھی وہ شخص ہے جسکو کوئی چیز بطور امانت کے سونپی گئی تھی۔ شرکائے کاروبار۔ اسامیان مشترک۔ اور ورثائے مشترک۔ اسکے لئے کوئی بڑی منطقی بنیاد نظر نہ آئی کہ کیوں چند فریقین معاہدہ سے کامل ہوشیاری اور دوسروں سے ادنے درجہ کی ہوشیاری کی توقع رکھی گئی۔ اس رائے سے کہ ہوشیاری کی مقدار متوقعہ کا مدار اس امر پر تھا کہ آیا وہ شخص اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے کہ نہیں[1] اس امر کی توضیح نہیں ہوتی کہ کیوں نیگوشیوام جسٹر جو کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کرسکتا تھا کامل ہوشیاری کے اظہار پر مجبور کیا گیا یا یہ کہ شرکائے کاروبار آسامیان مشترک اور ورثائے مشترک ادنے معیار کے برابر کیوں کام کریں کیونکہ جو باہمی تعلقات ان میں قائم تھے ان سے ہر ایک شخص مستفید ہوتا تھا۔

---

[1] دیکھو لیج صفحہ ۲۹۴ و ۳۰۴۔

نوٹ (۸)

مجموعی و ذاتی ذمہ داری اور دوسری ذمہ داریاں

بالذات اور بالاشتراک

اگر دو یا زائد اشخاص کسی وجوب کے فائدہ کی بابت استحقاق حق رکھتے جیسے کہ دائنین یا اسکی بنا پر مستوجب ادائی ہوتے جیسے کہ مدیونان تو قانونی نتیجہ ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا تھا۔

(۱) حقوق اور ذمہ داریاں مجموعی اور ذاتی ہو سکتی تھیں۔ ہندہ۔ بکر اور خالد زید کے ہاتھوں مضرت جسمانی برداشت کرتے ہیں مثلاً زید ہندہ کی نسبت جو بکر کی زوجہ اور خالد کی بنت العائلہ ہے توہین آمیز تحریر شائع کرتا ہے۔ ہر ایک کو زید کے مقابلہ میں آزار حق حاصل ہے اور ہر ایک نالش مضرت انکیٹو رنجوریارم پیش کر سکتا ہے۔ اسطرح کہ ایک شخص کی نالش دوسرے کیلئے مانع نہیں ہوتی یعنی زید ہندہ کو ہرجہ ادا کرنیکے بعد بھی مجبور کیا جا سکتا ہے کہ بکر اور خالد کو بھی ہرجہ ادا کرے۔ اسکے برعکس زید کی جائداد کو عمرو۔ بکر اور خالد کے مشترکہ فعل سے مضرت پہنچائی گئی اور از روئے قانون ایکیولیا (Aquilia) نقصان کی تشخیص ایک سواری (ایک سکہ) کی گئی۔ عمرو۔ بکر اور خالد سے ہر ایک پوری رقم ادا کرنیکا مستوجب ہے بالکل اسطرح کہ گویا ہر شخص تنہا مضرت رساں تھا۔ اور اس طرح سے زید کو کل تین سواری (رومنی سکہ) مل سکتے تھے۔

(۲) دائنین کو استحقاق حصول اور مدیون مستوجب ادائی مجموعی اور ذاتی طور پر نہ تھے۔ بلکہ یا تو مشترکاً یا منفرداً۔ چونکہ یہ شکلیں دائنین کی بہ نسبت مدیونان کی صورت میں زیادہ تر عام تھیں لہٰذا یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس نوٹ میں صرف مدیونان کی ذمہ داری ادائی سے بحث کیجائے[1]

جب مدیون مشترکاً مستوجب ادائی ہوتے تھے تو ایک ہی شئے اور کامل شئے کی بابت ہر ایک مدیون ایک متمائز وجوب کی بنا پر مستوجب ادائی ہوتا تھا حالانکہ ذمہ داری مجموعی

---

[1] دائنین کی صورت میں اشتراکی حالت یا انفرادی حالت کو "فاعلی" کہا جاتا ہے اور مدیون کی صورت میں "مجہول"

و ذاتی کی صورت کے منافی (جب ایک مدیون دائن کی رقم ادا کر دیتا تو دوسرے تمام سبکدوش ہو جاتے تھے۔

جب مدیون منفرداً مستوجب ادائی ہوتے تھے تو ہر ایک مدیون ایک ہی شئے اور کامل[1] شئے کی بابت مستوجب ادائی ہوتا تھا۔ لیکن یہ صورت اشتراک سے مشابہ ہوتی تھی کیونکہ ہر ایک مدیون جدا جدا وجوب کی بنا پر دائن کے مقابلہ میں ادائی کا ذمہ دار نہیں تھا بلکہ تمام مدیون ایک ہی گرہ میں بندھے ہوئے تھے۔ اشتراکی صورت کی طرح انفرادی صورت بھی ذمہ داری مجموعی و ذاتی سے اس خصوص میں مختلف تھی کہ جب ایک مدیون دائن کا مطالبہ ادا کر دیتا تو وہ دوسروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔

اس حقیقت سے کہ حالت اشتراک میں کئی وجوبات تھے اور حالت انفرادی میں محض ایک وجوب ہوتا یہ اہم نتیجہ پیدا ہوا کہ اگر وجوبات بالاشتراک ہوتے تو وہ کسی ایسی چیز سے جو تکمیل حقیقی کا اثر رکھتی تھی ختم ہو سکتے تھے۔ اگر مثلاً عمرو۔ بکر اور خالد سے ہر ایک ایک سو آری زید کو بایدداد ہوتا تو عمرو کی ادائی سے تمام وجوبات کا سقوط ہو جاتا تھا۔ لیکن اگر زید عمرو پر نالش کرے اور ناکام رہے[2] بکر اور خالد کی ذمہ داری ادائی باقی رہتی اور نتیجہ ایک ہی ہوتا۔ اگرچہ اقرار واندراج فرضی ادائی (ایکسیپٹی لاٹیو Acceptilatio) سے زید عمرو کو سبکدوش کر دیتا۔ اسکے برخلاف چونکہ حالت انفرادی میں ایک ہی وجوب ہوتا تھا لہذا ایسا وجوب نہ صرف ایک مدیون کی تکمیل سے تمام مدیونان کے مقابل میں ساقط ہو جاتا تھا بلکہ اس وجوب کا سقوط کسی اور طریقہ سے بھی ہو سکتا تھا۔ مثلاً اگر گیس کے زمانہ میں دائن کسی ایک مدیون پر نالش کرتا اور وہ منازعت عدالتی (لیٹس کنٹسٹاٹیو Litis Contestatio) کی نوبت تک پہنچتی یا اگر دائن کسی ایک مدیون کو بذریعہ اقرار واندراج فرضی ادائی سبکدوش کر دیتا یا اگر وجوب کی تجدید کر لیجاتی۔ بصورت رسانان مشترک انکی ادائی معاوضہ کی ذمہ داری کے اعتبار سے (نہ کہ ادائی جرمانہ کے)

---

[1] اس ایک معنی میں حالت انفرادی میں تا ت اشتراکی کا تصور داخل تھا یعنی ذمہ داری ادائی کامل۔
[2] مثلاً کسی قانونی نقص کے باعث۔

اولیائے مشترک اور مشترک کارندے مثالیں ہیں ان اشخاص کی جن کی ذمہ داری ادائی کی حالت اشتراکی ہے۔ اور فائیڈی جسٹرس (Fidejussors) کے اشخاص جنھوں نے (پیاکٹم ایڈجکٹم Pactum adjectum) کے ذریعہ سے پابندی کی قرارداد کرلی اور وہ ورثا جنکو ہبہ بالوصیت علی سبیل البدل دیا گیا ہو۔

(مثالیں ہیں ان اشخاص کی جنکی ذمہ داری ادائی کی حالت انفرادی ہے)

اگر کئی مدیونوں کے منجملہ جنکی حالت اشتراکی ہے کسی ایک مدیون سے کل زر دین وصول کرلیا جاتا تو دوسرے مدیونوں کے مقابلہ میں اسکو اس رقم کے وصول کرنے کا حق حاصل ہوتا جو اس نے ان سب کے لئے ادا کی تھی۔

لیکن یہ حالت ان مدیونوں کی نہیں تھی جنکی حالت انفرادی تھی۔ بجز اسکے کہ ایسے مدیون کو اسی مقدار میں حق حاصل ہوتا تھا جس میں کہ دوسروں نے ادائی سے فائدہ اٹھایا اور یہی صورت ہمیشہ شراکت میں بھی ہوتی تھی[1]

(۳) ادائی کی ذمہ داری مشترک کی اخیر ممکن شکل وہ تھی کہ ادائی بہ قدر تناسب کیجائے۔ مثلاً عمرو بکر۔ اور خالد زید کو کل تیس آری دینے کا معاملہ کرتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کی ذمہ داری ادائی دس آری کی بابت ہوتی ہے قانون فیورسی کے نفاذ کے بعد ضامنین کی حالت در اصل یہی تھی۔

نوٹ (۹)

قدیم ترین معاہدۂ قانون روما

سر ہنری مین کا یہ نظریہ کہ نیکسم[2] (Nexum) سے عہد و پیمان کا استمزاج کیا گیا

---

[1] خاص احکام کے ذریعہ سے بعض مدیونان مشترک کو در اصل زر کامل کی بابت (حالت اشتراکی میں) ذمہ داری ادائی سے (جو حالت انفرادی میں ہمیشہ لازم ہوتی تھی) سبکدوش کردیا گیا۔ مثلاً حسب بیان تتذکرۂ صدر ہیڈرین نے فائیڈی جسرس کو یہ حق عطا کیا کہ ضامن شریک دوسرے ضامنوں کے ساتھ بحساب رسدی ادا کرے۔

[2] دیکھو قانون قدیم (Ancient Law) صفحہ ۳۲۶۔

آج کل عموماً قبول نہیں کیا جاتا ہے لیکن جدید مقننین کے درمیان اس امر کی بابت عام اتفاق کم ہے کہ یہ تصور رومیوں میں کیونکر پیدا ہوا کہ بعض وعدوں کی تعمیل جبراً قانون کی مدد سے کرائی جائے۔ یہ اغلب ہے کہ ازمنۂ قدیم ترین میں وعدوں کی جبری تعمیل کرانکی صرف دو صورتیں رائج رہی ہونگی مثلاً جہاں کہ وعدہ حلف کے ساتھ کیا گیا ہوگا۔ گو ایسی صورت میں وہ وعدہ قانوناً اتنا مستند نہیں تھا جتنا کہ مذہباً تھا یا جہاں کہ وعدہ یوں کیا گیا ہو کہ رقم دین کی بازدہی بذریعہ نیکسم کیجائیگی ایک معنی میں بیع میانکی پا ٹیو بھی ایک معاہدہ تھا یعنی معاہدۂ بیع۔ لیکن وہ ایک معاہدہ مختتم تھا کیونکہ قیمت ادا اور چیز اسی وقت حوالہ کردی گئی تھی۔ اور اس طرح کوئی وجوب تکمیل طلب نہیں رہ گیا تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کہ (جس جورانڈم Jus Jurandum) سے عہد وپیمان (اسٹی پولےشن) کا استمزاج کیا گیا ہو اور (نیکسم کو (میوٹوام Mutuum) کا ماخذ قرار دیا جاسکتا ہے۔ بناءٔ علیہ ایسا پایا جاتا ہے کہ معاہدہ زبانی اور معاہدہ بہ حوالگی شئے معہودہ کی وہ خاص شکل جنکا اختتام حوالگی زر نقد یا اشیائے مبادلۂ قایم النوع ۔ مقدار (رس فنگی بائی لس (res fungibiles) کے ہوجاتا تھا۔ یہ وہ طریقے تھے جنکا شمار ان قدیم طریقوں میں ہوتا ہے جن سے رومی قانون میں معاملہ کی بنا پر وجوب پیدا کئے گئے تھے۔

ظاہر ہے کہ بربنائے اعتماد ایک فرضی بیع کو رواج دینے سے بہت ابتدائی زمانہ میں یہ ممکن ہوا ہوگا کہ قانونی داد وستد کے طور پر نہ صرف رہن بلا بدل امانت بلا بدل اور رہن کا معاملہ کیا جائے بلکہ بیع کے معاہدۂ تعمیل طلب اور معاہدۂ اجرت بطور انعام بھی کئے گئے ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا یہ دیکھا گیا کہ باضابطہ بیع اعتمادی سے قطع نظر کرتے ہوئے ان داد وستد کے فریقین پر کوئی وجوب عائد کرنیکے کے لئے ایک اخلاقی اور قرین عدل بنا پیدا ہوگئی۔

یہ اخلاقی بنا وہ تھی کہ فریقین نے بعد غور وخوض پابندی کا وعدہ کرلیا تھا۔ لیکن رومی وکلا نے کسی قدر مصنوعی طور پر اس کو اصطلاحوں میں فقط نام نہاد معاہدہ جات رضامندی کے متعلق تسلیم کیا کیونکہ معاہدہ جات بہ حوالگی شئے معہودہ کی صورت میں قانون نشو ونما پذیر فتہ میں (جب کہ بیع مانکی پا ٹیو غیر رائج ہوگئی تھی وجوب (اکس ری ٹراڈ اتیو Ex Re Tradatia) پیدا ہوتا ہے۔ لیکن نہایت اہم نقطہ یہ ہے کہ نسبتاً ابتدائی زمانہ میں

یہ تصور پیدا ہو چکا تھا کہ (Form) رسم اور شکل کے قطع نظر فریقین کے محض معاملہ سے (ونکیولم جیورس Vinculum Juris) کی صورت پیدا ہو سکتی تھی۔ کیونکہ آگے چل کر رومنی نظام معاہدہ کی وسعت میں نہ صرف آسانی پیدا ہو گئی بلکہ وہ ایک ناگزیر لابدی چیز ہو گئی۔

یہ امر کہ معاہدہ جات تحریری نسبتاً زمانۂ حال کے تھے اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے لئے کسی قدر ترقی پذیر رفتہ نظام ترتیب حسابات کی معنوی ضرورت ہوتی ہے۔ معاہدہ جات تحریری کو انکی تاریخی ترتیب کے لحاظ سے معاہدہ جات زبانی کے بعد رکھنے پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجوبات کے پیدا کرنیکے لئے کسی قدر باضابطہ طریقہ ایجاد کرنا غیر ضروری تھا جنکا تعلق بالخصوص زر نقد کی ادائیوں سے تھا جب کہ سادہ سوال و جواب سے کسی قسم کا وجوب بھی پیدا کیا جا سکتا تھا۔ جسکے لئے ایک استثناءً عمدہ و پارہ کار بھی حاصل تھا۔ غالباً اسکا جواب یہ ہے کہ تحریری معاہدہ کی باقرینہ (normal) غرض یہ نہ تھی کہ کوئی نیا وجوب پیدا کیا جائے بلکہ یہ کہ موجودہ وجوب کی تجدید ہو اور یہ کہ تجار کے نزدیک اندراج بہی کھاتہ کے برابر کوئی دوسرا طریقہ ایسی غرض کو اسقدر آسانی اور خوبی کے ساتھ پورا نہیں کر سکتا۔

رومنی اور انگلستان کے قانون معاہدہ میں چند امور میں مشابہت ہے۔

اقرار زبانی اور معاہدۂ مثبتہ (مُہری) ان دونوں صورتوں میں وعدہ کی تکمیل قانوناً کرائی جاتی ہے اسلئے کہ اس میں فی نفسہ کوئی معقولیت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ کسی ضابطہ کے طریقہ سے بیان کیا گیا تھا۔ اگر انگلستان میں کوئی وعدہ اسکی شکل باعث کے واجب التعمیل نہیں ہے تو چاہئے کہ بدل کا ثبوت دیا جائے اور کئی رومنی معاہدہ جات بلا شکل میں کوئی نہ کوئی چیز پائی جاتی ہے جو بدل سے مشابہ ہے مثلاً معاہدہ جات رضامندی (بجز میانڈیٹم Mandatum) کے اور رہن بالقبض (پگنس Pignus) مگر اختلاف اس بات میں ہے کہ روما میں کسی معاہدہ کا ہونا باضابطہ تھا اور جو کسی معنی میں بھی بدل پر مبنی نہ تھا بعض اوقات جبری تعمیل کرائی جا سکتی تھی مثلاً (میوٹوام Mutuum جس میں چونکہ سود ادا نہیں کیا جاتا تھا قرض دہندہ کو کسی قسم کا فائدہ نہ تھا۔

حصۂ سوم

نالشات یا کتاب الدعوی

اگرچہ یہ ممکن نہیں کہ جس طرح Gaius اور Justinian نے قانون دعاوی پر بحث کی ہے اسکو کسی علمی ترتیب پر مبنی کیا جائے تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ اُنھوں نے اصطلاح دعوے کو دو جداگانہ معنوں میں استعمال کیا ہے ایک معنی میں اس سے مراد وہ حق ہے جو ہر شخص کو اسکے کسی حق کی خلاف ورزی ہونیکی وجہ سے جو عدالتوں سے استمداد کرنیکے متعلق حاصل ہے جب کہ موجودہ حق میں دست اندازی کی گئی ہو اور دوسرے معنی میں اس سے مراد وہ طریقۂ ضابطہ ہے جسکے ذریعہ سے حق ثانیہ یا مکافاتی[1] کی تعمیل کرائی جائے اس موضوع پر حسب طریقۂ ذیل بحث کیجائیگی ۔

(۱) سرسری نظر

(۲) نالشات کی تقسیم

(۳) مجرائی معاوضہ بہ یکسانی جنس و بہ تخفیف رقم اداشدنی ۔ مجرائی معاوضہ بلا امتیاز جنس

---

[1] حق کو بطور حق کے یعنی دست اندازی سے قطع نظر کرکے خواہ وہ حق فی الشئے ہو یا فی الذات بعض اوقات حق مستقل یا اصلی کہا گیا ہے جس سے دست اندازی کے بعد حق چارہ کار پیدا ہوتا ہے مثلاً استمداد قانون ۔ قانون نالشات میں جہانتک حقوق چارۂ کار کا ذکر آیا ہے جہانتک کہ Institutes کے ابتدائی حصہ میں مستقل حقوق متقابل کا ذکر قلم انداز ہوا ہے قانون نالشات کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ بالواسطہ کسی قانون مستقل کا ذکر کرتا ہے مثلاً ملکو رندگی کا وہ حصہ جس کا مدار actiones adjectitiae qualitatis

و بلا تخصیص رقم ادا شدنی ۔

(۴) نالش جو نائب کے معاہدہ کی بنا پر کیجائے۔ خواہ وہ نائب حُر ہو کہ نہ ہو ۔ اپنے اندرون اختیار شخص کے نقصان پہنچانیکی صورت میں جو نالش کیجائے۔ جانوروں کے نقصان رسانی کی بابت نالش ۔

(۵) عذر داری ۔

(۶) پریٹر کے انتظامی فیصلے جو کہ اکثر جائداد کے متعلق ہوا کرتے تھے ۔

(۷) تعمیل ڈگری ۔

(۸) انسداد نالشات جو بغرض ایذا رسانی کئے جائیں ۔ ضمانت دینا ۔

(۹) قانون تعزیرات یا فوجداری ۔ اور خاتمہ کا ایک نوٹ کارندگی پر جس کا تعلق نالشات سے ہو اور بالعموم ۔

دفعہ (۱) سرسری نظر

روما میں مقدمہ کی پیروی کا طریقہ وقتاً فوقتاً بدلتا رہا ۔ ابتداءً تحقیق بذریعہ legis actio ہوا کرتی تھی۔ Gaius کے زمانہ میں اس کی پیروی نظام نمونہ ہدایتی formulary system کے مطابق ہوتی تھی ۔ اور جب اس نظام کی نوبت آئی تو اس نے اپنی جگہ extra ordinaria judicia کے نظام کو دیدی ۔ ان تینوں طریقوں پر بتفصیل نظر ڈالی جائے گی ۔

ذیلی دفعہ (۱) ۔ (Legis actiones) تقریباً ہر جماعت انسانی کی تاریخ میں ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ وہاں نہ عدالتیں ہوتی ہیں اور نہ کوئی مقررہ قانون ہوتا ہے جب کہ جبر ہی حق ہوتا ہے اور جب کسی شخص کی ذات یا اسکے خاندان یا اسکے مال و اسباب کو دوسرا شخص نقصان پہنچائے تو اسکی دادرسی وہی ہے جو وہ آپ حاصل کرلیتا ہے ۔ یعنی مجرم کو قتل یا کسی اور طرح ضرر پہنچا کر یا غارت گری سے اسکو اپنی مقبوضات سے محروم کرتا ہے۔ مثلاً اسکی زوجہ یا مویشی۔ سوسائٹی جیسی جیسی ترقی کرتی جاتی ہے ایسے زمانہ کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ جب کہ باوجودیکہ ذاتی دادرسی کا طریقہ رائج رہتا ہے مگر ایک حد تک

اُس پر ریاست کو بھی اختیار حاصل ہو جاتا ہے ذاتی انتقام گو کہ اسوقت بھی باقی رہتا ہے مگر ریاست اُسکو اپنے قواعد کے تحت میں لے لیتی ہے۔ اس قسم کا اختیار سماعت ریاست جیسا کہ روما میں دو طرح سے حاصل کرتی ہے یا تو فریق[1] نقصان رسیدہ کو اس قدر بدلہ دلا ئیگی آمادگی ظاہر کرتی ہے جیسا کہ نالش سرقہ علانیہ Actio furti manifesti میں ہوتا تھا جتنا کہ وہ بذات خود حاصل کر سکتا تھا یا[2] اسکو اس بات پر راضی کرالیتی ہے کہ وہ نزاع کو کسی بے غرض شخص ثالث کے سپرد کر دے[1]

اسکے بعد وہ زمانہ آتا ہے کہ ریاست کل اختیار سماعت کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے اور ہر مضرت رسانی کی بابت آپ سزا دیتی ہے (خواہ وہ مضرت فعل ناجائز یا محض نقض معاہدہ سے پیدا ہوئی ہو) اور بلا لحاظ اس امر کے کہ اگر شخص نقصان رسیدہ ریاست کے فیصلہ سے ناراض ہو تو وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے چونکہ ریاست اتنی قوی ہوگئی کہ تمام عملی اغراض کے[2] لئے اگر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے تو اُسکو سزا دے سکتی ہے اس قسم کا زمانہ روما میں (Gaius) سے کئی سال پیشتر آچکا تھا اور (Gaius) نے اپنے زمانہ کے پہلے کے طریقۂ ضابطہ کا ذکر اسلئے کیا ہے کہ قدیم طریقوں کی تحقیق بھی سلسلہ مضمون کے لئے لازمی ہے اور یہ قدیم طریقۂ ضابطہ پانچ طریقوں پر مشتمل تھا (Legis actiones)[3] انکے ذریعہ سے یہ ممکن تھا کہ مجسٹریٹ کسی نزاع کو بے ضابطہ طور پر جبراً تصفیہ ہو جانے سے بچا کر منزل قانونی (Injure) اسکو کسی خانگی شخص کے فیصلہ کے لئے پیش کرے منزل عدالتی (Injudicio) ان شکلوں کے منجملہ دو گو کہ ایسے تھے کہ انکی ترقی کردہ حالت میں انکے ذریعہ سے صحیح طور پر سماعت مقدمہ ہوسکتی تھی۔ مگر ابتدا میں یہ صرف ایسے طریقے تھے کہ جنکے ذریعہ سے کوئی شخص ریاست کی مدد

---

[1] یہی وجہ تھی کہ اتنی صدیوں تک روما میں جج کوئی مجسٹریٹ یا ریاست کا عہدہ دار نہ تھا بلکہ ایک خانگی شخص۔

[2] اگرچہ خانگی جبر و انسداد کی چند شکلیں قطعی طور پر بذریعہ آئین Valentinian اور Theodosius اور Arcadius مصدرہ ۳۸۹ء منسوخ کی گئیں۔

[3] (Legis actio) کی اصطلاح کو (Gaius) دو معنوں میں استعمال کرتا ہے (الف) جسب صدر کسی طریقہ ضابطہ پر دلالت کرے (ب) جس سے مراد کوئی خاص چارۂ کار ہو مثلاً the actio arborum Furtim caesarum (cf Muir head Gaius, P 269)

اسکے قواعد کی رو سے اپنے نقصان کی آپ دادرسی کرلیتا تھا Lcegis actiones کے پانچ طریقے حسب ذیل ہیں :۔

(الف) شرط حلف Sacramentum

(ب) جج کے مقرر کرنیکے متعلق درخواست دینا۔ Judicis postulatio

(ج) اقرار۔ نالشات متعلق ذات ۔ Condictio

(د) گرفتاری مدیون ۔ Manus injectio

(ھ) قرقی جائداد ۔ Pignoris capio

(الف) شرط حلف ۔ Legis actio sacramenti

Legis actio کی توضیح سرسری طور پر اس طرح ہوسکتی ہے کہ ایک طریقہ کارروائی باجلاس مجسٹریٹ[1] تھی جو کہ از روئے قانون موضوعہ یا رواج تسلیم کیجاتی تھی اور جسکا مقصد یہ ہوتا تھا کہ حاکم عدالت کی تجویز[2] کیلئے مقدمہ کو اُسکے اجلاس پر پیش کیا جاسکے اور خاص صورت میں جو طریقہ اختیار کیا جاتا تھا وہ طریقہ شرط تھا۔ اور یہی اس طریقہ کی وجہ تسمیہ ہے اگر دعوے (In rem یا Inpersonum کی بابت قانون موضوعہ کی روسے کوئی اور طریقہ دستیاب نہوتا تو وہاں Legis actio sacramentum کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اگر اسکی شکل دعوی عین کی ہوتی تو کارروائی حسب ذیل کیجاتی تھی۔ ان حقوق کی بنا پر جو الواح اثنا عشر کی رو سے حاصل تھے مدعی مدعٰی علیہ کو عدالت میں حاضر کرتا اگر وہ آنے سے انکار کرے تو از روئے قانون الواح اثنا عشر وہ اسکو جبراً لاسکتا تھا اور شئے متنازعہ فیہ کا (مثلاً غلام) بھی وہاں موجود ہونا لازمی[3] تھا۔ اسکے بعد مدعی ایک ہاتھ میں چھڑی Festuca لئے ہوئے دوسرے ہاتھ میں اُس چیز کو لیکر اسکی ملکیت کا دعوے کرتا۔

میں اس بات کا دعوے کرتا ہوں کہ یہ شخص[4] میرا ہے بلحاظ اس حق کے جو کہ مجھ کو از روئے قانون ملک حاصل ہے اور جیسا کہ میں نے اپنے دعوی میں بیان کیا ہے دیکھو اپنی چھڑی سے چھوتا ہوں اور اپنے بیان کے مطابق مدعی اسکو اپنے چھڑی سے چھوتا

---

[1] یعنی مجسٹریٹ کے روبرو۔
[2] یعنی کسی خانگی حاکم عدالت کے روبرو۔
[3] اگر یہ ناممکن ہو مثلاً وہ چیز زمین یا مکان ہو اسکا کوئی حصہ جیسے ڈھیلا علامت کے طور پر لایا جاتا۔
[4] یعنی عدالت میں پیش ہونے سے پہلے۔ لیکن دیکھو Muirhead صفحہ ۲۰۴۔

جو ملکیت کی علامت تھی۔ اسکے بعد مدعی علیہ بھی یہی رسم پوری طرح ادا کرتا اور وہی الفاظ زبان سے ادا کرتا۔ پریٹر Praetor حکم دیتا کہ غلام کو چھوڑ دیا جائے تم دونوں اسکو چھوڑ دو۔ اور وہ چھوڑ دیا جاتا[1]۔ اسکے بعد مدعی مدعی علیہ سے سوال کرتا کہ تیرا کیا استحقاق ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کس بنا پر تم اپنا دعوے کرتے ہو اور جواب میں مدعی علیہ اپنی حق ملکیت کا سرسری اظہار کرتا میں نے بجا کیا کہ اپنی چھڑی اس چیز پر رکھی۔ اسکے بعد مدعی اس حق سے انکار کرتا اور مدعی علیہ سے کہتا کہ وہ اس سے اس امر کے متعلق شرط بدلے چونکہ تم نے ناحق دعوے کیا ہے اس لئے میں اسکے متعلق تم سے پانسو روپیوں کی شرط بدتا ہوں اور مدعی علیہ بھی اسی طرح مدعی کو شرط بدنے کیلئے کہتا۔ میں بھی تجھ کو شرط بدنے کیلئے کہتا ہوں اسکے بعد پریٹر[2] حسب ذیل کارروائی کرتا:۔

(الف) تاتجویز غلام کو فریقین میں سے کسی ایک کے قبضہ میں دیدیتا Vindicias dicebet
(ب) جس شخص کو قبضہ دیتا اسکو حکم دیتا کہ اپنے فریق مخالف کو اس بات کی ضمانت کہ اگر وہ مقدمہ ہار جائے تو وہ اس چیز کو اسکے منافع کے ساتھ واپس کر دیگا؛ اور
(ج) فریقین کو حکم دیتا کہ شرط[3] کی رقم کی بابت ضمانت بذریعہ کفلا داخل کریں۔ بالآخر جو شخص شرط ہار دے اسکی رقم ابتدا میں مذہبی پیشوا لے لیا کرتے مگر بعد میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے لگی۔ ایسا پایا جاتا ہے کہ ابتدا میں شرط کی رقمیں دراصل صدر احبار کے پاس جمع کیجاتی تھیں۔ اور ایسی صورت میں ادائی کی بابت ضمانت دینا غیر ضروری تھا۔

---

[1] (Sir Henry Maine) (Ancient Law) صفحہ ۳۷۶ کی نظر میں یہ ابتدا انصاف کی نقل ہے۔ قدیم ترین زمانہ میں یہ ہوتا تھا کہ جب دو اشخاص میں ملکیت کی بابت نزاع ہوتی تو چھڑیوں کے بجائے نیزوں سے مسلح ہوتے تھے۔ گر زمانہ ما بعد میں نیزوں کی جگہ چھڑیاں استعمال ہونے لگیں: Avir
(Pietate gravis) وہاں سے گزرتے ہوئے Regit dictis animos et pectora
(Mulcet) اور انکو ترغیب دیتا کہ اس نزاع کی بابت شرط بدلی جائے اور بغرض فیصلہ کیلئے شخص ثالث کے سپرد کیا جائے۔

[2] پانسو برنجی سکّے لیکن دیکھو (Gaius) اور (Muirhead) صفحہ ۲۰۷ کتاب چہارم فقرہ ۔

[3] ایسا پایا جاتا ہے کہ پریٹر Praetor کے عطا کرنے سے پہلے نالش ہر جبر ذاتی کی طرح کچھ اور کارروائیاں عمل میں لائی جاتی تھیں دیکھو (Gaius) کتاب چہارم فقرہ (۱۶)۔

شرط کی رقم پانسو روپیہ ہوتی تھی اور اگر شئے متنازعہ فیہ کی قیمت ایک ہزار Asses روپیوں سے کم ہو یا اگر دعوے اس امر کے استقرار کے متعلق ہو کہ فلاں شخص حُر ہے یا غلام ان دونوں صورتوں میں شرط کی رقم صرف پچاس روپیہ ہوتی تھی۔

مآل کار حاکم عدالت کے اجلاس پر مقدمہ تجویز کے لئے پیش ہوتا اور اس پیچیدہ کارروائی کا مقصد بھی یہی تھا۔ از روئے قانون (Pineria) تیس روز کی مہلت کے بعد حاکم عدالت مقرر کیا جاتا۔ حاکم عدالت کے مقرر ہونیکے بعد فریقین (عام اس سے کہ دعوے عین ہو کہ دین کیلئے[1]) نوٹس دیتے تھے کہ دوسرے روز مقدمہ میں تجویز کیجائے۔ اور دوران سماعت مقدمہ میں ہر ایک فریق اپنے مقدمہ کے اہم نکات مجملاً بیان کرتا (مقابلہ وجوابات فریقین (Causae conjunctio) اسکے بعد شہادت لیجاتی اور بالآخر حاکم عدالت تجویز کرتا کہ اصلی مالک کون ہے۔ اگرچیکہ یہ بات اسکے فیصلہ سے مستنبط کیجاتی تھی مگر بہ ظاہر سوال یہ ہوتا تھا کہ متنازعین سے کون شرط ہارا۔

(ب) جج کے مقرر کرنیکے متعلق درخواست دینا Judicis postulatio

Legis actio per judicis postulationem کی نسبت کوئی حقیقی علم نہیں ہے۔ کیونکہ (Gaius) کی اصلی تحریر کا وہ حصہ جو اس سے متعلق تھا تلف ہوگیا۔ قیاساً یہ کہا جاتا ہے کہ جہاں کسی مدعی پر کسی قانون موضوعہ کے شرائط بالکل صادق آتیں اور جہاں اسکے حق میں دست اندازی ہوگئی ہو جسکا نتیجہ یہ ہو کہ وہ ہرجہ شخصہ کا مطالبہ کرتا تو مجسٹریٹ کے روبرو (ابتدائی قانونی مراتب (In jure) ان امور واقعی کے

---

[1] Legis actio Sacramenti in personam میں ابتدائیکیا کارروائیاں کیجاتی تھیں اسکا کوئی علم نہیں۔

[2] اگرچیکہ یہاں (اور کسی اور جگہ) فقط ایک جج کا ذکر کیا گیا ہے لیکن تجویزی کارروائیاں In judicio کئی ججوں کے روبرو ہوسکتی تھیں۔ جائداد غیر منقولہ کی بابت چند نالشوں میں (مثلاً Heriditatis Vindicatio) مقدمہ ایسے ججوں کی عدالت میں پیش ہوتا تھا۔ جن کا انتخاب سالانہ ہوا کرتا تھا (Centumviri) اور پریٹر اپنے اپنے اختیار کی بنا پر مدیونوں کی ایک چھوٹی کمیٹی ججوں کی طرح مقرر کرتا تھا۔ اس کمیٹی میں عموماً تین یا پانچ ارکین ہوتے تھے جنکو (Recuperatores) کہتے تھے۔

بیان کرنے سے جن سے اسکا حق پیدا ہوتا تھا۔ تو تجویز Judicium اس کے مفید کیجا سکتی تھی اور اسکے بعد وہ جج کے مقرر کرنیکے لیئے درخواست کرسکتا تھا۔ "میں تم سے استدعا کرتا ہوں اے پریٹر کہ تم کوئی حاکم عدالت یا شخص ثالث کو مقرر کرو" اصطلاح ہرجہ غیر مشخصہ" سے مراد یہ ہے کہ مدعی کسی مشخصہ Liquidated رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔ جیسے کہ پچاس روپیہ جنکا وعدہ بذریعۂ اقرار زبانی Stipulation ہو چکا تھا بلکہ ایک رقم غیر مشخصہ کا جیسا کہ مضرت شخصی میں ہرجہ اور اخراجات بیماری۔

(ج) نالشات متعلق ذات Condictio

Ligis actio condictionem وہ طریقۂ کارروائی ہے جسکی رو سے مدعی Judicium حاصل کرتا جب کہ وہ مدعیٰ علیہ کو نوٹس[1] دے کہ وہ تاریخ نوٹس سے دیتیسویں روز مجسٹریٹ کے اجلاس پر حاضر ہو جائے یا کوئی حاکم عدالت مقرر کیا جائے (Gaius) نے اسکے متعلق جو کیفیت لکھی ہے وہ بالکل غیر مفصل ہے لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعوے دین کا تھا جسکو قانون (Silia) نے رواج دیا تھا جب کہ دعوے زر معینہ کا کیا جاتا۔ اور یہ کہ قانون (Calpurnia) کی رو سے کسی شئے کی واپسی کیلئے بھی دعوے ممکن کر دیا گیا تھا۔ Lege quidem silia certae pecuniae lege vero (Calpurnia de omni certa re یعنی از روئے قانون (Silia) معین رقم کیلئے اور از روئے قانون calpurnia ہر قسم کی شئے ممیز کیلئے۔ غالباً کارروائی ذیل کیجاتی تھی کہ مدعی مدعیٰ علیہ کو مجسٹریٹ کے اجلاس پر حاضر کراتا۔ اپنا دعوے بیان کرتا جس سے مدعیٰ علیہ انکار کرتا اسکے بعد مدعی کی تحریک پر فریقین اس بات پر اتفاق[2] کر لیتے کہ جس شخص کا دعویٰ بے بنیاد ثابت ہو وہ شخص دوسرے کو نہ صرف رقم یا شئے متنازعہ فیہ دیدے بلکہ اسکے ساتھ اسکی قیمت کا ایک ثلث بھی۔ بہ الفاظ دیگر شرط Sacramentum کی صورت کی طرح یہ بھی ایک شرط تھی مگر فرق اتنا تھا کہ رقم شرط داخل خزانۂ ریاست ہونیکے بجائے فریق غالب کو ملتی تھی۔ اسکے بعد مدعی مدعیٰ علیہ سے یہ استدعا کرتا تھا کہ وہ تیسویں دن حاضر ہو تا کہ

[1] یہی نام کی وجہ تسمیہ ہے۔

[2] مدعیٰ علیہ کی طرف سے ایک ضمانت تعزیری Sponsio poenalis ہوتا تھا اور مدعی کی طرف سے Restipulatio

حاکم عدالت[1] مقرر کیا جائے اور اس طرح سے اسکو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ اسکے مقدمہ کی سماعت کیجائے اس مدت کے اختتام کے بعد مجسٹریٹ کے پاس درخواست کرنے پر مدعی کو قطعی استحقاق اس بات کا حاصل ہوجاتا کہ جج مقرر کیا جائے اور اسکے بعد سماعت حسب طریقۂ مروجہ ہوتی تھی۔

(Gaius) کہتا ہے کہ یہ اچھی طرح واضح نہیں ہوتا کہ اس خاص رسمی دعوئے قانونی (Legisactio) کے قائم کرنیکی کیا ضرورت تھی جب کہ دوسرے دو طریقوں سے کسی مطالبہ یا دعوے کی تعمیل اتنی ہی خوبی سے کرائی جاسکتی تھی سب سے زیادہ قرین قیاس وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ طریقۂ شرط Sacramentum سے زیادہ آسانی کے ساتھ اس طریقہ سے دائنین کو چارۂ کار حاصل ہوتا تھا۔ اور جو چارۂ کار اس طریقہ سے حاصل ہوتا وہ طریقۂ شرط Sacramentum یا طریقہ Judicis Postulatio) سے بڑھ کر موثر ہوتا تھا مثلاً نہ صرف رقم زیر مطالبہ بلکہ اسکے ساتھ اس قیمت کا ایک ثلث بھی تاوان کے طور پر ملتا تھا۔

جب رسمی دعوی قانونی (Legis actiones) کے پورے طور پر ترقی پاجانیکے بعد Mr. Poste[2]) رائے کے بموجب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ طریقۂ شرط Sacramentum عملاً صرف دعوئے عین کیلئے استعمال کیا جاتا تھا جو کہ Centumviri کے اجلاس پر لایا جاتا تھا۔ اور Condictio) ایسے مطالبات کے لئے لایا جاتا تھا جو کہ بر بنائے معاہدۂ قرض (Mutum) یا اقرار زبانی یا ایسے واجب الادا قوم جو بر بنا ء معاہدہ بالتحریر وجود میں آئے ہوں۔ اور Judicis postulatio کا طریقہ اُس وقت کیا جاتا ہوگا جب کہ نالش دین غیر مشخصہ کے مطالبہ کیلئے ہو مثلاً ایسے اقرار زبانی Stipulation کی بنا پر جسکی قیمت غیر معین ہو جیسا کہ معاہدہ عذف۔

(د) گرفتاری مدیون۔ Manus injectio

ابتدا میں گرفتاری مدیون Manus injectio کا تعلق لازماً کسی دعوی سے تھا

---

[1] یہ ممکن ہے کہ کسی زمانۂ مابعد میں شرط اور نالش عدالت کے باہر ہوتی ہوں۔

[2] دیکھو (Leage) صفحہ ۴۶۳ -

اس طریقہ سے مدیون کو تعمیل ڈگری میں گرفتار کیا جاتا تھا۔ یعنی دائن مدیون کے جسم کو اپنے دین کی ادائی میں لے لیتا جسکا مجاز وہ از روئے الواح اثنا عشر تھا اور جس کے احکام حقیقت میں یہ تھے کہ اگر کسی شخص نے دین کا اقرار یا اقبال کیا ہو کہ اسکے ذمہ دوسرے کی رقم واجب الادا ہے (مدیون اقبالی Confessus debitor) یا عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ وہ زر دعوے ادا کرے Judicatus) مدیون کو ادائی کے لئے (۳۰) روز کی مہلت دیجاتی تھی۔ اس مدت کے اختتام پر دائن مدیون کو گرفتار کرسکتا تھا (گرفتاری مدیون Manus injectio) اور اسکو مجسٹریٹ کے روبرو لیجاتا۔ اگر مدیون نے دین ادا نہیں کیا۔ اور کسی نے اسکی طرف سے تردید یا عذرداری[1] نہ کی تو مدعی اسکو لیکر چلا جاتا۔ اسکو بیڑیاں پہناتا اور اسکو روزانہ اناج دیا کرتا یا اگر مدیون چاہے تو کھانے کا انتظام کرسکتا تھا۔ یہ حالت (۶۰) ساٹھ روز تک جاری رہتی اور مسلسل بازار کے تین (۳) روز اسکو عام طور پر مدعی پریٹر کے پاس پیش کرتا اور رقم دین باآواز بلند کہہ سناتا۔ اگر مدیون ادائی نہ کرے تو اخیر روز وہ مار ڈالا جاسکتا (Capite poenus debat) یا بہ عبور دریائے ٹائبر بطور غلام کے بیچڈالا جاتا۔ اگر دائنین متعدد ہوں تو وہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپس میں بانٹ لیتے[2] اس قسم کی ڈگری کی تعمیل کرانیکا طریقہ (Gaius) کے زمانہ میں عملاً متروک تھا۔ لیکن وہ ایسے طریقہ کا مختصر ذکر کرتا ہے جو اسکی ترقی یافتہ شکل معلوم ہوتی ہے (Gaius کے بیان کے مطابق مدعی یہ بیان کرتا کہ مدعی علیہ کو عدالت نے یہ حکم دیا تھا کہ اسقدر رقم اسکو ادا کرے۔ اور اسکے بعد یہ اعلان کرتا کہ اس نے مدعی علیہ کو اسی علت میں گرفتار کیا ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے مدعی علیہ کو گرفتار کرتا[3]۔ مدیون کو اجازت نہ تھی کہ

---

[1] مدیون بالذات جوابدہی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ Manus injectio کے باعث اسکی حالت ہم شکل غلامی کی ہوگئی تھی۔ اگر اسکو کچھ جوابدہی کرنی ہوتی تو اسکی طرف سے دوسرا کرسکتا تھا (Vindex)۔

[2] الواح اثنا عشر کے مطابق Manus injectio کی دوسری شکل یہ تھی کہ مدعی گواہوں کے روبرو مدعی علیہ کو گرفتار کرتا تھا تاکہ اسکو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرسکے۔

[3] ممکن ہے کہ مجسٹریٹ کے روبرو پکڑتا ہو لیکن (Gaius) کو اسکو صریحاً بیان نہیں کرتا ہے۔ اور یہ خیال کرنے کیلئے کچھ وجہ ہے کہ Manus injectio کا عمل عدالت کے باہر ہوتا ہوگا اور یہ کہ اس کے بعد

گرفتاری کے وقت مزاحمت یا مطالبہ کی بابت بالذات جوابدہی کرے اور اگر اسکو کوئی حامی (Vindex) نہ ملے جو اسکی طرف سے نالش کی جوابدہی کرے یا (اگر وہ دین ادا نہ کرے) تو دائن کے مقابلہ میں اسکی حالت Debitor addictus ہوتی یعنی دین کے عوض اسکو دائن کے حوالہ کیا جاتا اور دائن اسکو گھر لیجا کر پابجولاں کرتا (Gaius) کارروائی مابعد کا کوئی ذکر نہیں کرتا ہے اور جتنا وہ بیان کرتا ہے وہ سب احکام الواح اثنا عشر کے بالکل مطابق ہے۔ لیکن حامی (Vindex) کے متعلق جو بیان اوپر کیا گیا۔ اور Manus Injectio) کی دوسری شکلوں کا تذکرہ اس نے کیا ہے جنکے منجملہ چند شکلوں میں مدیون بالذات جوابدہی[1] کرسکتا تھا۔ ان دونوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی ترقی یافتہ شکل میں (Manus injectio) طریقہ تعمیل ڈگری نہ تھا بلکہ Legis actio per manus (Injectionem) کے ذریعہ مدعی یہ حق حاصل کرکے اسکے مقدمہ کی سماعت حاکم عدالت کے اجلاس پر (Judicium) کیجائے۔ کیونکہ (Gaius) کہتا ہے کہ گو Manus injectio ابتدا میں اقبالی مدیون (Confessus) اور عدالتی مدیون (Judicatus) کی حد تک محدود تھا۔ لیکن اسکے بعد اسکے اطلاق میں ایسی وسعت دی گئی کہ نہ فقط وہ لوگ جنکی حالت ازروئے قانون مدیون ڈگری کی تھی۔ بلکہ دوسری صورتیں بھی (خالص گرفتاری مدیون (Manus injectio pura) اسکے اندر آگئیں مثلاً قانون (Publilia) نے اصل مدیون کے مقابل میں اُس ضامن کو جس نے دین ادا کردیا ہو (Manus injectio) کا فائدہ دیا۔ تاوقتیکہ اصل مدیون چھ مہینوں میں بازادائی نہ کردے اور قانون Furia desponsu نے اسکی اجازت اُس دائن کے مقابل میں دی جس نے کئی ضامنین کے منجملہ کسی ایک ضامن سے اُسکے حصہ رسدی سے زیادہ مقدار میں دین وصول کیا ہو۔ اسی طرح Pro-judicatio (ایسی صورتوں میں Manus injectio pura کا فائدہ کے مقابل میں اسکا نفاذ کیا گیا تھا) قانون Furia Testamentaria کی بنا پر ان موہوب لہم کے مقابل میں دیا جاتا تھا جن میں کسی موصی سے ایکہزار asses سے زاید

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ مجسٹریٹ فیصلہ سناتا تھا کہ مدیون کو دائن کی رقم ادا کرنی چاہیئے۔

[1] دیکھو بیان مابعد اور (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۲۲ - ۲۵ -

ملا ہوا اور قانون (Mercia) کی روسے ان سودخواروں کے مقابل بھی دیاجاتا تھا
جنھوں نے کسی دین پر سود بجبر وصول کیا ہو۔ اگر Manus Injectio کا عمل محض ایک
طریقۂ تعمیل کے طور پر جاری رہتا تو یہ نہایت غیر اغلب ہے کہ ایسے وحشیانہ چارۂ کار کو (اس
شکل میں بھی جو قانون Poetelia کی مرممہ تھی) ان صورتوں تک بھی وسعت
دیجاتی جو پہلے سے اسکے زیر اثر نہ تھے۔ اور یہ بھی قریب قریب بعید از فہم ہے کوئی
مجلس وضع قوانین ایسی رقیق القلب ہوگی کہ اس ضامن کی دستگیری کرے جسکی بدمعاملگی
نے اسکو ایسی بدبخت حالت میں لاڈالا تھا۔ اگرچہ کہ اس میں کوئی اہم خطرہ نہ تھا اور ساتھ ہی
ایسی سنگدلی بھی دکھائی ہوگی کہ اسکے لئے چارۂ کار تلاش کرنے میں فریق ثانی ان قانونی
آئین و مراسم کا شکار بنایا ہوگا جنکا وحشیانہ پن دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اسکے
علاوہ Manus injectio کی بابت (Gaius) نہ صرف یہ کہتا ہے کہ Legis actio
کی بناپر کارروائی کرنیکا وہ ایک ذریعہ تھا بلکہ یہ بھی صریحاً بیان کرتا ہے کہ قانون Vallia
کے نفاذ کے بعد ہر وہ شخص جس پر اس قسم کی نالش کیجاتی (Cum quilius per
Manus injectionem agebatur) گرفتاری کے وقت مزاحمت اور نالش کی
بابت بالذات جوابدہی بھی کرسکتا تھا بہ استثنا اُن لوگوں کے جو مدیون ڈگری تھے اور وہ
اصل مدیون بھی جسکے ذمہ انکے ضامن کا ادا کیا ہوا روپیہ واجب الادا ہو۔ پس اس سے
لازماً نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنی ترقی یافتہ شکل میں Manus injectio ایک چارۂ کار
علی سبیل البدل تھا[1] اگر مدیون کوئی جوابدہی نہ کرے اور نہ دائن کی ادائی کرے تو
اسکی صورت تعمیل ڈگری کی ہوتی۔ اگر وہ جوابدہی کرے تو Manus injectio کی صورت
قانونی کارروائی (Legisactio) کی ہوجاتی جس سے (ان تین کارروائیوں کی طرح
جنکا ذکر آخر میں ہوا ہے دائن کو اختیار ملتا تھا کہ کسی جج کے پاس مقدمہ پیش کرائے
اور بجز دو مستثنیٰ صورتوں کے باقی تمام صورتوں میں مدیون اپنی جواب دہی آپ کرسکتا تھا۔

---

[1] الواح اثنا عشر کی روسے بھی مدیون کو دائن فقط اس وقت بھی لیجاسکتا تھا جب کہ کوئی شخص اُس کی
طرف سے تردید یا جوابدہی نہ کرے۔ اسی لئے یہ ممکن ہے کہ قدیم ترین زمانہ.. Manus injectio
سے کسی قسم کی سماعت کی سبیل نکل آتی۔

(ھ) قرقی۔ Pignoris capio

یہ امر بہت مشتبہہ ہے کہ آیا وہ طریقہ کارروائی جسکو قانونی کارروائی بغرض قرقی کہتے ہیں Legis actio per pignoris capionem درجہ کو پہنچی کہ اُس کو صیح طور پر قانونی کارروائی Legis actio proper کہی جائے یعنی جس کے ذریعہ کسی حاکم عدالت کے اجلاس پر سماعت کا موقع حاصل کیا جائے (Gaius) کے بیان کے مطابق (اگرچیکہ وہ اس زمانہ میں متروک تھا) Pignoris capio کی حالت تعمیل کی تھی مگر تعمیل مدیون کی ذات پر کرانیکے عوض اسکی جائداد پر کرائی جاتی تھی۔ اس عمل کے واسطے جو لفظ اسکے قریب قریب ترجمانی انگریزی اصطلاح میں کرتا ہے وہ اصطلاح قرقی Distress ہے (Gaius) کہتا ہے کہ چند صورتوں میں اسکا استعمال رواج اور دوسروں میں قانون موضوعہ کی بنا پر ہوتا تھا[۱] از روئے رواج Pignoris capio کا استفادہ سپاہیوں کو اُن اشخاص کے مقابل میں دیا جاتا تھا جو ذمہ دار یا تو انکی تنخواہ کے Aes militure) یا خریدی اسپ کیلئے زرنقد Aes questre) یا گھوڑے کیلئے جو خرید نیکے واسطے Aeshordiarium) ادا کرنیکے تھے۔ قانون موضوعہ کی بنا پر یہ چارہ کار عدم ادائی کی صورت میں حاصل تھا حسب ذیل اشخاص کے مقابل میں حاصل تھا (۱) خریدار جانور قربانی خلاف میں اور (۲) اُس شخص کے خلاف میں جسکو کوئی جانور اس غرض سے کرایہ پر دیا گیا ہو کہ وہ مشتری کی پوجا کیلئے رقم جمع کرے۔ مزید براں ستاجر مالگزاری کو محتسب اجازت دیتا تھا کہ Pignoris capio کا استعمال اُن اشخاص کے مقابل کرے جنھوں نے محصول ادا نہیں کیا تھا۔

چونکہ ان تمام صورتوں میں قارق کو چند مقررہ الفاظ زبان سے ادا کرنا پڑتے تھے Certis Verbis pignus capie leatur) لہذا (Gaius) کہتا ہے کہ اس کارروائی کی نسبت عموماً یہ تصور کیا جاتا تھا کہ وہ Legis actio کی ایک شکل تھی لیکن دوسروں کا خیال اسکے منافی تھا کیونکہ یہ کارروائی اور اکثر اوقات فریق ثانی کی عدم موجودگی میں کیجاتی تھی[۲] اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ Pignoris capio کی کارروائی

[۱] یعنی الواح اثناعشر۔
[۲] یہ بیان اس نظریہ کی تائید کرتا ہے کہ Manus injectio کی نشو ونما پذیرفتہ شکل کا وقوع عدالت میں ہوتا تھا۔

تعطیل کے دن Dies nefastus بھی کیا سکتی تھی حالانکہ Legis actio کی کارروائی اُس روز ناممکن تھی۔

یہ دیکھا جائے گا کہ Pignoris capio کے لفظی معنی ضمانت لیے گئے ہیں۔ یعنی ادائی کی ضمانت۔ اور (Gaius) یہ نہیں کہتا کہ ادائی نہ کیجائے تو نتیجہ کیا ہوگا انسب تو یہ ہے کہ اسکے بعد ضمانت قارق کی قطعی جائداد ہوجاتی تھی یعنی مدیون کو کوئی حق باقی نہیں رہتا تھا کہ ادائی کے بعد سے اس ضمانت کی بازگشت کراسکے۔ لیکن کم سے کم اتنا تو ممکن ہے کہ جہاں مدیون اپنی ذمہ داری ادائی سے انکار کرے تو قارق مجسٹریٹ کے پاس درخواست دیتا کہ تصفیۂ مقدمہ کے لئے کسی جج کا تقرر کیا جائے اور اس صورت میں Legis actio pignoris actio ہوجاسکتا تھا اور چونکہ یہ کارروائی لازماً عدالت کے باہر ہوتی تھی لہذا جن اعتراضات کا ذکر (Gaius) کرتا ہے ان میں کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ تقرر جج کے لئے جو درخواست دیجاتی تھی اور جسکا استحقاق مدعی کو اُسکے غیر عدالتی قانونی کارروائی Extra judicial legis actio کی بنا پر حاصل تھا وہ کچہری کے کسی دن Dies fastus تمام قرضوں کی موجودگی میں دیجاسکتی تھی۔ اس قیاس کی کسی قدر تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ (۱) نظام مابعد Formulary system) کی رو سے کوئی مستاجر مالگزاری اس امر مفروضہ امکانی کی بنا پر کہ قرقی ہوچکی اسقدر رقم کی بابت نالش دائر کرسکتا جو درحقیقت قرقی ہونگی صورت میں مدیون کو انفکاک قرقی کے لئے ادا کرنا لازم ہوتا[۱]۔ اور (۲) انگریزی قانون کے دعوے (Replevin) کی تمثیل سے بھی اس قیاس کی تائید ایک حد تک ہوتی ہے۔ (Replevin) یعنی قرقی شدہ مال کے دلا پانے کے متعلق دعوے جو کہ قرقی پر مبنی ہو) لیکن انگلستان میں وہی شخص مدعی ہوتا ہے جسکا مال قرق ہوا ہو۔

ذیلی دفعہ (۲)۔ وہ نظام ضابطہ جو کہ پریٹر کے اختراع کردہ نمونۂ ہدایتی پر مبنی تھا۔

(الف) ابتدائے نظام:

---

[۱] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ (۳۲)۔

نظام۔ (Actio legis) کے بڑے نقایص حسب ذیل تھے:۔
(۱) اسکی انتہائی اصطلاحیت (انتہائی درجہ کا دقیق Nimia subtilitas) کسی فریق تنازعہ کے مقدمہ کی رودئداد چاہیے کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو ضابطہ میں ذراسی غلطی کرنے میں مقدمہ ناکامیاب ہوتا تھا جیساکہ (Gaius) تبلاتاہے[1] اسکے لئے یہ ضروری تھاکہ اس قانون کی پوری لفظی پابندی کرے جسکی بناپر اسکو وہ حق حاصل تھا جسکا وہ دعوے کررہاہے چنانچہ اگرکسی قانون کے صحیح الفاظ سے یہ پایا جائے کہ کسی شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اُس شخص کے مقابل نالش کرے جس نے اسکے درخت کاٹ ڈالے ہوں (درخت Arbores) تو اُن الفاظ کی سختی کے ساتھ پابندی کیجاتی تھی اور اگر مدعی جوکہ اپنے انگور کی بیلوں کے کاٹے جانیکے متعلق دعوی کررہا ہے بجائے درخت کے انگور کی بیل کا لفظ فرد دعوے میں لکھے تو اپنے دعوی میں ناکامیاب ہوتا تھا۔ (انگور Vites)۔ فقہانے اسکی تعبیر اس طرح کی ہے کہ انگور کی بیلیں الواح اثنا عشر کے احکام کے مفہوم میں داخل تھیں جسکی رو سے درخت کاٹنے کا دعوی کیا جاتا تھا (de Arloribus successis) مگر قانون کی لفظی پابندی کرنی لازم تھی اور اس تعبیر کا فائدہ کامیابی کے ساتھ حاصل کرنیکے لئے لازم تھاکہ انگور کی بیلوں کو درخت کہہ دیا جائے۔

(۲) Legis actio کے الفاظ جب ایک بار بہ منزل قانونی (Injure) براجلاس پریٹر زبان سے اداکردیئے جائیں اور فریقین کے درمیان جو امور تنقیح طلب ہوں اس طرح قائم کردیے جائیں تو کارروائی اس منزل پر پہنچے جسکو اشتمال امور تنقیح طلب Litis contestatio کہتے تھے[2] اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھاکہ مدعی کو ابتدائی میں جو حق دعوئے حاصل تھا وہ سراسر ساقط ہوجاتا تھا اور اسکے لئے اُسکو اپنے نئے حق پر بھروسا کرنا پڑتا تھاکہ کوئی جج مقدمہ کی سماعت کرے اور مدعی علیہ کو سزا ملے اگر وہ حق پر نہ ہو۔ اس سے یہ لازمی نتیجہ ہوتا تھاکہ اگر قانون کی پابندی کرنے میں کوئی قصور اس کارروائی کے

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ (۱۱)۔
[2] مقابل کرو قانون انگلستان کی اصطلاح اشتمال امور تنقیح طلب Joinder of Issue سے۔

دوران میں واقع ہوتا جو کہ باجلاس پریٹر (Injure) اس وجہ سے نہ صرف دعویٰ زیر بحث چل نہ سکتا بلکہ حق نالش ہمیشہ کے لئے زائل ہوجاتا۔

منازعت عدالتی Litis contestatio کی وجہ سے جو حق اسکو ابتدا میں حاصل تھا وہ ساقط ہوجاتا تھا اور عدالت کی سماعت اور تجویز کے لئے جو نیا حق حاصل ہوتا تھا وہ زائل ہوجاتا تھا اس لئے کہ اسکی بنا ایک ناقص Legis actio پر تھی۔

(۳) اس نظام میں اتنی قابلیت نہ تھی کہ اسکو کافی وسعت دیجائے۔ اصولاً کسی حق کی تعمیل بذریعہ Legis actio کے نہیں کرائی جاسکتی تاوقتیکہ وہ کسی موجودہ قانون کے لفظ میں داخل نہ ہوا اور اگرچیکہ فقہائے متقدمین نے اس خرابی کے دفع کرنیکی ایک گونہ کوشش کی تاہم ظاہر ہے کہ صرف بذریعۂ تعبیر ایسے مقدمات کا تصفیہ کرنا ممکن تھا جو کسی طرح سے ان مقدمات کے مشابہ ہوتے جو قانون کے تحت تھے جسکا نتیجہ اس طرح ہوا کہ کوئی حق جو بالکل نیا ہو کسی طرح تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا باوجود اسکے کہ اسکا تسلیم کرنا کتنا ہی ضروری اور قرین مصلحت کیوں نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ (Gaius) کہتا ہے کہ بجز دو صورتوں کے Legis actiones کو قانون Aebutia اور دو قوانین (Juliae) نے منسوخ کردیا اور انکی بجائے وہ طریقۂ منازعت رائج کیا جو کہ چند مقررہ نمونہ جات کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ Per concepta verbe id est per formulas اور اسکا بیان ہے کہ مستثنیٰ صورتیں وہ تھیں جب کہ مقدمہ ایسے نقصان کے متعلق ہو جسکے واقع ہونیکا اندیشہ ہو۔ مستثنیٰ مقدمات Damnum infectum یا جب کہ مقدمات Centum viri کے اجلاس پر پیش ہوتے تھے۔ یہ محض ایک سرسری خاکہ ہے گو کہ یہ زینہ بعدہٗ ایک طویل اور نہایت ہی دلچسپ ترقی کو پہنچ گیا۔

کارروائی Legis actio کا اصل اصول یہ تھا کہ Legis actio کے الفاظ اور افعال کے ذریعہ سے بہ اجلاس پریٹر اشتمال امور تنقیح طلب کیا جائے (اشتمال Litis contestatio) اسکے بعد یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ تنقیحات قائم شدہ کو بہ اجلاس عدالت بغرض تجویز پیش کرے۔ نظام (Formulary) کے زمانہ میں یہ امتیاز (Injure) اور (Injudicio) میں باقی رہا۔ لیکن اگر منازعت عدالتی۔

اس وجہ سے صادر Litis contestatio اور اُسکے مابعد کا فیصلہ Judicium نہیں ہوتا تھا کہ کسی Legis actio کے ضوابط کی تعمیل کی گئی ہے بلکہ اس لئے کہ مدعی کی درخواست پر اور بیانات فریقین کی سماعت، کے بعد پریٹر ایک نمونۂ ہدایتی Formula یا Concepta verba تیار کرتا تھا جس میں وہ جج کو نامزد کرتا اور امور تصفیہ طلب کو مجملاً بیان کرتا اور فریقین کے بیانات قلمبند کرتا۔ بہ الفاظ دیگر سماعت کی بنا مجسٹریٹ کا مرتب کیا ہوا نمونۂ ہدایتی ہوتا تھا نہ کہ مثل نقالوں کے چند الفاظ کے ادا کرنے یا چند افعال کے کرنے سے۔

اس دوسرے نظام ضابطہ کے ماخذ کے متعلق جو نظریہ سب سے زیادہ قرین قیاس ہے وہ اسکی ابتدا پریٹر غیر ملکی یا خارجیہ Praetor peregrinus نے غیر ملکیوں کے مقدمات کے انفصال کے لئے کی تھی Legis actio کے ذریعہ جو دعویٰ پیش ہو اس میں فیصلہ ازروئے قانون ملک ہوتا تھا Judicium legitimum اور اس حیثیت سے اسکا فائدہ رومی مدنیوں کے موافق یا خلاف اُٹھا سکتے تھے۔ اس لئے جسوقت پریٹر Praetor peregrinus ان مقدمات کے لئے جس میں ایک فریق یا دونوں فریق غیر ملکی ہوں ان کے مقدمات کے تصفیہ کیلئے قانون ممالک Jus gentium سے اپنے قواعد مستنبط کرنے لگا (سنہ ۲۴۲ ق م) اس لئے لازمی تھا کہ ان قواعد کے ساتھ کوئی قانون ضابطہ بھی قرار دیا جائے تاکہ غیر ملکیوں کی مقدمات کی کارروائی باقاعدہ طور پر ہو سکے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر وہ چاہتا تو اُس کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ اپنے Imperium (اعلیٰ ترین حاکم عدالت کے اختیارات) کے استعمال سے ایسے مقدمات کو بلا کسی توسط کے خود ہی سماعت کرے اور اس غیر معمولی طریقہ ضابطہ کو رائج کردے جو کہ مابعد کے زمانہ میں Extraordinaria judicia، غیر معمولی طریقۂ کارروائی عدالتی کے نام سے موسوم ہوا۔ مگر اس نے زمانہ کی قدامت پسندی کے لحاظ سے ایسے طریقۂ انقلاب کو اختیار نہیں کیا بلکہ اُس نے قدامت پسند طبائع کا لحاظ کرتے وہ طریقہ اختیار کیا جو حالات زمانہ کے موافق تھا۔ یہ صحیح ہے کہ پریٹر خارجیہ نے گو کہ اپنے قانون ضابطہ کے لئے پریٹر مدنی کے ضابطہ کارروائی کو نمونہ قرار دیا مگر اس نے حاکم عدالت کا تقرر نہیں کیا جیسا کہ قانون ملک میں کیا جاتا تھا بلکہ اُس نے کئی Recuperatores حکام عدالت

غیر ملکیوں کے مقدمات کے لئے) مقرر کئے تاکہ مقدمات فیصل کئے جائیں اور چونکہ اس امر تنقیح طلب کا مدار کسی قانون پر نہیں ہوتا تھا۔ لہذا انکے تقرر کے وقت پریٹر اُسکی تعریف اپنی ذمہ داری پر کر دیا کرتا تھا۔ اگر شہادت کی سماعت کے بعد حکام عدالت کی رائے میں مدعی کے بیان کردہ واقعات (مثلاً یہ کہ مدعی علیہ نے اسکو بلا وجہ زدوکوب کیا تھا) پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیں مدعی علیہ کو سزا دیجاتی تھی ورنہ وہ رہا کر دیا جاتا تھا۔ حکام عدالت کے تقرر کے حکم اور امور تنقیح طلب کی مرتبہ یادداشت کو کچھ ہی دن میں اصطلاحاً نمونۂ ہدایتی Formula کہنے لگے۔ کیونکہ اُنکی ترتیب ان مقررہ نمونہ جات کے مطابق ہوتی تھی جنکا اظہار پریٹر نے اپنے اعلان میں کیا تھا اور جو تحقیقاتیں اس طرح کی جاتی تھیں انکو Judicium imperio continens) کہتے تھے (جس کا حصر پریٹر کی ذمہ داری پر تھا) اور یہ Judicium legitimum) سے بالکل جدا گانہ تھا یعنی جو محض مدیون کے لئے اور کسی قانون موضوعہ (Lex) پر مبنی ہوتا تھا۔

کسی دعوے کو ایسے سادہ نمونۂ ہدایتی (Formula) سے آغاز کرنے میں فائدہ جس میں حالات کے کسی مجموعہ کے ساتھ منطبق ہو جانیکی قابلیت ہوتی پریٹر مدنی Practor urbanus پر بھی ظاہر ہوا ہوگا اور یہ قرین قیاس ہے کہ اسکی عدالت میں یہ طریقہ کار بھی بہت دنوں پیشتر ہی اختیار کر لیا جاتا اگر یہ نہ کرنیکی کلیہ وجہ احبار کی مخالفت کا اندیشہ ہوگا کیونکہ اُنکا ہمیشہ سے ابتدائی قانون ضابطہ سے تعلق چلا آیا تھا۔ لیکن آخر کار واضعین قوانین نے مداخلت کی جسکا نتیجہ (Gaius) کے مطابق یہ ہوا کہ نظام Legis actio کی جگہ اُسکے زیادہ تر باقاعدہ حریف مقابل نے لیلی۔ اس کے متعلق سب سے پہلا قانون نافذ ہوا جس کا نام[1] (Aebutia) تھا اور اسکی رو سے یہ ممکن ہوگیا (مصدرۂ تقریباً ۱۵۰ سنہ ق۔م) کو متنازعین پریٹر مدنی Praetor urbanus کے اجلاس پر بھی پیش ہوتے تھے۔ اگر چاہیں تو اپنے مقدمہ کو ضابطہ Legis actio کے طریقہ سے یا بالطریق نمونۂ ہدایتی چلائیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت سے کوئی فیصلہ Judicium بھی گو کہ نمونۂ ہدایتی تحریری Formula ہی کے

---

[1] ان تینوں قوانین کے حقیقی احکام کے متعلق کوئی بات یقینی طور پر معلوم نہیں اس موضوع پر عام معلومات کے لئے دیکھو Process gesetze Wlassek

ذریعہ حاصل کی گئی تھی۔

Judicium legitimum) ہوسکتی تھی بشرطیکہ ایسی تحقیقات کی دوسری شرطیں پوری کی جائیں (مثلاً یہ کہ حاکم عدالت ایک ہو۔ یہ کہ فریقین مدنی ہوں اور تحقیقات روما سے ایک میل کے اندر کی گئی ہو) قانون (Aebutia) کے بعد اُسکے متعلق اور دو قوانین نافذ کئے گئے اور یہ دونوں قوانین (Julie) کے نام سے موسوم تھے ان میں سے قانون اول[1] کی رو سے Legis actio کی ضابطہ کارروائی کلیتہً منسوخ کردیا گیا۔ اور ہر قسم کے مقدمات کے لئے دعویٰ بطرق نمونہ ہدایتی Formula لازمی قرار دیا گیا Damnum infectum اور اون مقدمات کے جو Centum viri کے اجلاس پر پیش ہوتے تھے اور دوسرے قانون (Julia) کے ذریعہ بھی احکام اُن بلاد کیلئے نافذ کئے جو بیرون روما تھے۔ پس ان دو قوانین (Julia) کے نفاذ کے بعد نظام نمونہ ہدایتی قطعاً قائم ہوگیا بجز ان دو صورتوں کے جنکا ذکر (Gaius) نے کیا ہے اور بجز اُن صورتوں کے بھی جنکو پریٹر کا "سماعت اختیاری" Voluntary jurisdiction کہا جاتا تھا۔ مقدمات باجلاس Centum viri میں Legis actio کے باقی رہنے کی وجہ یہ تھی کہ (مثلاً Vindicatio hereditatis جب ایسے مقدمات کے لئے ایک عدالت (یعنی Centum viri) موجود تھی تو پریٹر کے لئے یہ غیر ضروری اور نازیبا تھا کہ وہ کئی حکام عدالت کا تقرر کرے یا نمونہ ہدایتی مرتب کرے ۔ مقدمات کی تحقیقات بذریعۂ شرط Sacramentum - Centum viri کے اجلاس پر کیجاتی تھی اور یہ طریقہ Diocletian کے زمانہ سے حال تک بھی جاری رہا۔ دوسری دو صورتوں[2] میں کسی جج کا تقرر کرنا اور نمونہ ہدایتی یعنی (Formula) مرتب کرنا بھی غیر ضروری تھا۔ نظام Legis actio کے تحت Damnum infectum کی صورت میں اُس شخص کو جسکی جائداد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو Pignoris capio کے ذریعہ سے اسکی جائداد کی حفاظت کیجاتی تھی۔ اس طرح کہ عموماً اس میں سماعت مقدمہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں

---

[1] غالباً یہ دونوں قوانین قریب ۲۰۰ء میں منظور ہوئے تھے۔

[2] یعنی Damnum infectum اور سماعت اختیاری Voluntary jurisdiction

نمونۂ ہدایتی (formula) کی کوئی ضرورت نہ تھی اور (damnum infectum) اگر عملاً نہیں تو کم از کم اصولاً بطور (legis actio) کے باقی رہ گیا۔ چونکہ جیسا کہ (Gaius) کہتا ہے اسکے زمانہ میں کوئی شخص اس قسم کی کارروائی کرنیکا خیال تک نہیں کرتا تھا جسوقت نظام نمونۂ ہدایتی کا رواج پورے عروج پر تھا) کیونکہ یہ بدرجہا بہتر سمجھا جاتا تھا کہ جس شخص کی جائداد سے خطرہ کا اندیشہ کیا جاتا ہو اُس سے پریٹر کے اجلاس پر اقرار زبانی لے لیا جاوے بالآخر یہ بھی بیان کر دینا چاہئے کہ پریٹر کی سماعت اختیاری (voluntary jurisdiction) میں زیادہ تر ایسے امور داخل تھے جیسے کہ تبنیت عتاق (emancipation) اور بالعموم فرضی دعوے قانونی کے موقع پر موجود رہے۔ اس لئے یہ صاف ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں حقیقی طور پر کوئی فیصلہ صادر کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ ان تمام فرضی مقدمات قانونی کی صورتوں میں ایک فریق فریق ثانی کے حق کو بمنزل قانونی (injure) یہ اجلاس پریٹر (praetor) تسلیم کر لیتا اور کارروائی وہیں ختم ہوجاتی تھی (damnum infectum) کی طرح چونکہ اس میں تنقیحات قائم کر کے فیصلہ صادر کرنیکی ضرورت نہ تھی لہٰذا نہ کوئی حاکم عدالت ہوسکتا تھا اور نہ کوئی نمونۂ ہدایتی (formula) اسی لئے نمونۂ ہدایتی formulary system کے معمولی مقدمات کی تحقیقات کے لئے طریقۂ واحد قرار دیئے جانیکے بعد بھی ان صورتوں میں (legis actio) مدت دراز تک باقی رہا۔

(ب) نمونۂ ہدایتی (formula) کی ترقی۔

قبل ازیں بخوبی واضح کر دیا گیا ہے کہ پریٹر کے اصلاحات نے کوئی انقلاب نہیں پیدا کیا اور باوجود اس امر کے کہ کسی بھی قسم کے حق میں دست اندازی بذریعۂ نمونۂ ہدایتی ہونیکی صورت میں مقدمہ عدالت میں پیش کیا جاسکتا تھا مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ پریٹر نے ایسے چارۂ کار کو بلا امتیاز عطا کرنا شروع کیا ہوگا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ابتدا میں نمونۂ ہدایتی (formula) جہاں تک کہ اسکا تعلق پریٹر مدنی سے تھا) ایک نیا ذریعہ صرف ایسے حق کے نافذ کرانے کا تھا جو مسلمہ قانون ملک تھا۔ اور جیسا جیسا زمانہ گزرتا گیا اور پریٹر خارجیہ کے اختیار کردہ قانون ممالک (gentium) کے آئین کی معقولیت (جنکی تعمیل پریٹر مدنی کراتا تھا) اسکے صحیح معنوں میں واضح ہونے لگی تو نئے نئے چارۂ کار کا اظہار عام جن کی بنیاد اس قانون پر تھی

پریٹر مدنی اپنے اعلان میں کرنے لگا۔ جس پر ان نمونہ جات ہدایتی (formulae) کا دارومدار تھا لیکن اس اصلاحی کام کا آغاز اس قدر استحاناً کیا گیا کہ جب کوئی نئے واقعات فیصلہ کے لئے پیش ہوں تو پریٹر فقط اس مفروضہ کی بنا پر نمونۂ ہدایتی (formula)، جاری کر دیتا کہ چند واقعات جو موجود نہ تھے فی الحقیقت موجود تھے اور اس لئے یہ کہ اس حق میں دست اندازی ہوئی جسکو قانون ملک نے پہلے ہی سے تسلیم کرلیا تھا۔ اس طرح ایک قابض نصفتی (bonorum possessor) اور ایک دیوالیہ کی جائداد کا خریدار اس امر مفروضۂ امکانی کی بنا پر نالش کرتے کہ اول الذکر متوفی کا اور آخرالذکر دیوالیہ کے وارث (ficto se herede) بروئے قانون ملک ہیں۔ نالش (Publiciam) کی بھی یہی ماہیت تھی اور اس میں اس امر مفروضۂ امکانی سے کام لیا جاتا تھا کہ بذریعۂ تصرف قدیم (usucapion) مدعی کو ملکیت حاصل ہو چکی تھی اسی طرح خلاف واقعہ یہ بھی فرض کیا جاسکتا تھا کہ کوئی غیر ملکی (perigrimus) رومی مدنی ہے مثلاً اس لئے کہ وہ بذریعۂ نالش سرقہ (actio furti)[1] دعوے کرسکے یا اُس پر دعوے ہوسکے۔ یا وہ شخص جسکی قانونی شان میں تنزل واقع ہوا ہو capite minutus مثلاً (بتبنیت خود مختار) درحقیقت خود مختار" (sui juris) " ہے تاکہ اسکے دائنین اس پر نالش کرسکیں اسکے بعد جب پریٹر کو اپنی طریقۂ عمل کی نسبت اطمینان ہونے لگا تو اپنے (impirium)[2] کے براست استعمال سے ایسے مقدمات میں جہاں کوئی چارۂ کار از روئے قانون ملک ممکن نہ ہو بغیر کسی امر مفروضۂ امکانی کی مدد کے نالش (infactum concepta) صادر کرنے لگا۔ نمونۂ ہدایتی کو ترقی دینے کے لئے امور مفروضۂ امکانی کے علاوہ ایک اور طریقہ (actio per sponsionem) ایجاد کیا گیا جسکے ذریعہ سے نمونۂ ہدایتی (formula)، کی ترقی ہوئی اغلب تو یہ ہے کہ یہی ایک طریقہ تھا جسکے ذریعہ نمونۂ ہدایتی کا استعمال دعوے عین (real action) میں کیا جاسکتا تھا۔

(actio per sponsionem) ، جو (legis actio sociamenti) سے بیحد مشابہ تھا شرط پر مبنی تھا۔ جو فریقین اس غرض سے بدتے تھے کہ ملکیت کا تصفیہ بھی

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۳۷۔
[2] یعنی کسی معنی میں امر مفروضۂ امکانی کی مدد لئے بغیر۔

اسکے ساتھ ساتھ ہو جائے شرط کی بنا پر ایک نمونۂ ہدایتی (formula) بمقابلۂ شخصی (in personam) مرتب ہوسکتا تھا (اگر یہ ظاہر ہو کہ مدعی علیہ کو ادا کرنا لازم ہے) اور طریقۂ شرط (sacramentum) کی طرح ملکیت کے تنازعہ کا تصفیہ خود بخود شرط کے تصفیہ کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ چونکہ شرط کی غایت محض یہ ہوتی تھی کہ اصل مسئلہ کی تحقیقات کیجائے لہذا فریقین کا یہ منشا ہی نہ ہوتا تھا کہ درحقیقت شرط کی رقم ادا کرنی چاہیئے اس لئے (sponsi) کو (prejudicialis) کہتے تھے جو اُس شرط سے بالکل جداگانہ تھی جسکی ادائی (condictio) میں واجب تھی۔ اور جسکو اسی باعث تعزیری یا تادانی (poenalis) کہتے تھے لیکن قانون ترقی یافتہ (developed law) میں ایک نمونۂ ہدایتی موسومہ (petitoria) اختراع کیا گیا جسکے ذریعہ ملکیت کی نزاع راست جج کے پاس پیش کی جاسکتی تھی۔ "اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زید مالک ہے تو تا وقتیکہ عمرو شئے متنازعہ فیہ واپس نہ دے اسکو حکم سنایا جاتا ہے کہ نقد ادا کرے"۔ یہ نمونۂ ہدایتی (actio arbitraria) کی بالکل معمولی تمثیل ہے۔ اس میں ایک سبیل بدل ہوتی تھی کیونکہ اگر مدعی کامیاب ہو تو فیصلہ کے بموجب مدعی علیہ کو یا تو شئے واپس کرنا لازم تھا یا اُسکی وہ قیمت جو مدعی حلفاً بیان کرے (حلف جو مقدمہ میں لیا جاتا تھا (jus jurandum in litam

(ج) نمونۂ ہدایتی (formula)

نمونہ ہدایتی کے حاصل کرنیکے لئے لازم تھا کہ مدعی مدعی علیہ کو پریٹر کے اجلاس پر طلب کرے (اپنے بلانے کے حق سے (in jus vocatio) اگر مدعی علیہ طلب نامہ کی تعمیل نہ کرے یا مدعی سے صلح کرے یا جوابدہی کے لئے کسی وکیل ضمانت بہیدار (vindex مختار یا وکیل) کو پیش نہ کرے اسکی پاداش میں پریٹر وہی سزا دیتا جسکا ذکر اسکے اعلان میں کیا گیا تھا (Gaius) دفتر چہارم نقرہ ۴۶) اور اگر مدعی علیہ طلب نامہ کی تعمیل سے بچنے کے لئے روپوش ہو تو پریٹر مدعی کو اسکی جائداد کا قبضہ دلادیتا تھا۔ (یہ نوبت قانونی) اگر سماعت بہ اجلاس پریٹر (injure) پیشی کے روز ختم نہیں ہوسکتی ہو تو مدعی علیہ کو مچلکہ (مچلکہ اقرار نامۂ حاضری (Vadimonium) دینا ہوتا تھا اقرار زبانی یعنی (stipulation) کے جواب میں یہ وعدہ کرنا ہوتا تھا کہ روز مقررہ پر حاضر ہونگا جب مدعی علیہ پر صرف اثنا ہی کرنا لازم تھا تو

اسکو مچلکہ یا سادہ اقرار نامۂ حاضری (purum Vadimonium) کہتے تھے۔ لیکن چند صورتوں میں مدعی کو اپنے اقرار نامہ کے ساتھ ضمانت داخل کرنی ہوتی تھی اور بعض میں حلفیہ وعدہ کرنا پڑتا تھا اور بعضوں میں (recuperators) مقرر کئے جاتے تھے کہ اگر مدعی علیہ حاضر نہ ہو تو اس پر وہ جرمانہ عاید کیا جائے جسکا ذکر اقرار نامہ (Vadimonium) میں ہوا کرتا تھا (Gaius دفتر چہارم فقرہ ۱۸۴- ۱۸۵) دعوے بر بنائے فیصلہ (actio judicatio) اور[1] (actio depensi) میں ضمانت کل دعوی کی رقم کی بابت لے لی جاتی تھی دوسری صورتوں میں رقم کا تعین مدعی کو حلفیہ کرنا پڑتا تھا لیکن یہ رقم شئے متنازعہ فیہ کی قیمت کی نصف یا ایک لاکھ (sesterces) سے متجاوز نہیں ہو سکتی تھی۔

فرد مقدمہ یا (formula) کی ابتدا ہمیشہ ایسے حاکم عدالت کے تقرر سے ہوتی تھی جسکی نسبت فریقین کو اتفاق ہو۔ "زید حاکم عدالت ہے" فرد مقدمہ میں عموماً حسب ذیل فقرات ہوتے تھے:-

(۱) عنوان مقدمہ (demonstratio) (۲) عرضی دعوی (intentio) اور (۳) بابت اہم وجہ فیصلہ (condemnatio) اور یہ فقرے اس نمونہ کے اہم اصلی متصور ہو سکتے ہیں ایسے نمونۂ ہدایتی کی مثال جس میں یہ تینوں فقرات مندرج ہوں حسب ذیل ہے:-

عمرو ایک نفر غلام کے زر ثمن رقمی دس ہزار روپیہ کا دعوے بکر پر کرتا ہے۔ اور زید حاکم عدالت ہے پلیڈنگ مرتب ہوتی تھی "زید حاکم عدالت ہو چونکہ عمرو بکر کے ہاتھ ایک نفر غلام بیچا ہے۔ (عنوان مقدمہ demonstratio) اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بکر کے ذمہ عمرو کے دس ہزار روپیہ واجب الادا ہیں۔ عرضی دعوی (۱) اے حاکم عدالت بکر کے ذمہ دس ہزار روپیہ واجب الادا قرار دو۔ اور اگر ایسا ظاہر نہ ہو تو اسکو بری الذمہ قرار دے" (وجہ فیصلہ condemnatio)

(۱) (Gaius) کہتا ہے کہ عنوان مقدمہ (demonstratio) فرد مقدمہ کا یعنی (formula) کا وہ حصہ ہے جو ابتدا میں درج کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ یہ ظاہر ہو کہ

---

[1] جب فیصلہ (in duplum) کسی مدعی علیہ کے خلاف سنایا جاتا جس نے ذمہ داری ادائی سے انکار کیا تھا اور جس فیصلہ کی بنا پر تعمیل کرائی جاتی تھی یعنی (venditio bonorum) دیکھو بیان مابعد (Leage) صفحہ (۱۴) تو اسکی بنا پر نالش ہو سکتی تھی۔

کس امر کی بابت نزاع ہے۔ اس طرح سے وہ مقدمہ کے اہم واقعات کا ایک مختصر خلاصہ (یا ملخص) ہوتا تھا جسکی ابتدا ہمیشہ لفظ "ہرگاہ" (Quod) سے ہوتی تھی بعض اوقات یہ فقرہ غیر ضروری ہوتا تھا یعنی اگر عمرو اپنے غلام کو جو بکر کے قبضہ میں ہو اسکی بازیافت کے لئے دعوے عین (in rem) کرے اور ایسی صورت میں حاکم عدالت کو نامزد کرنیکے بعد یہ فقرہ عرضی دعوے میں تحریر کیا جاتا تھا۔ (siparet hominem) quo de agitur ex jure Quiritrium Dabi esse" اگر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس شخص کے لئے دعوے دائر کیا گیا ہے عمرو کی ملک ہے اور فیصلہ (condemnatio) میں رقم معاوضہ کا تعین نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اسکا تعین حاکم عدالت کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا جاتا تھا (Quanti homo est, tantam picuniam judex, stichum) Balbo condemna si non paret absolve "اُس شخص کی جو قیمت ہو اسکے لئے حاکم عدالت بکر کو حکم دو کہ عمرو کو ادا کرے اور اگر یہ ظاہر نہ ہو تو بکر کو رہا کردو"

(۲) عرضی دعوے (intentio)۔ فرد مقدمہ (formula) کا وہ فقرہ تھا جس میں مدعی کا دعوے درج کیا جاتا تھا اور عرضی دعوے (intentio) میں مدعی اپنا وہ حق ظاہر کرتا جو اسکو ازروئے قانون ملک حاصل ہو (جب کہ فقرہ دعوے (injus concepta) ہو) یا واقعات کی ایسی حالت بیان کرتا جس سے پریٹر کی رائے ازروئے نصفت کہ اُس سے حق پیدا ہوتا ہے (infactum concepta) لفظ "ظاہر ہوتا ہے" (paret) اس فقرہ کے لئے مخصوص ہے کیونکہ نامزدگی حاکم عدالت کے علاوہ بھی ایک چیز تھی جسکی قطعی ضرورت ہر نالش میں ہوا کرتی تھی کیونکہ ظاہر ہے کہ بلا اظہار دعوے کوئی قانونی کارروائی ہو ہی نہیں سکتی۔ بعض اوقات فرد مقدمہ (formula) میں فقط جج کی نامزدگی اور عرضی دعویٰ (intentio) ہوتا تھا۔ مثلاً اگر کچھ ابتدائی امور تنقیح طلب کے قائم کرنیکے تصفیہ کی ضرورت ہو کہ فلاں شخص عتیق ہے کہ نہیں یہ ایک امر واقعی کا سوال تھا جسکے لئے کسی فیصلہ condemnatio کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ کسی شخص ثالث پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی جیسا کہ آگے چلکر

ؔ۱ condemnatio certi میں بھی اسکی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

اُسوقت واضح ہوگا جب کہ تقسیم دعوے پر بحث کیجائیگی کہ دعوے کی شکل کا دارومدار عرضی دعوے (intentio) الفاظ یا عبارت پر ہوتا تھا (مثلاً دعوی بالتعیم inrem ہے یا بالتخصیص دین (in person)

(۳) فقرۂ فیصلہ (condemnatio) تقریباً ہر مقدمہ میں ہوتا تھا اگرچہ کبھی تنہا نہیں لکھا جاتا تھا۔ اس فقرہ کی روسے جج کو اختیار دیا جاتا تھا کہ مدعی اپنا دعوے ثابت کرے تو مدعی علیہ کو سزا دیجائے ۔ ورنہ بری الذمہ قرار دیا جائے۔ فقرۂ فیصلہ (condemnatio) اسوقت معین (certa) ہوتا تھا جب کہ دعوے کسی مشخصہ رقم کی بابت ہو (مثلاً بجائے (aurie) لینے روپئے) اور حاکم عدالت سے کہا جاتا کہ اسقدر رقم کی ڈگری عطا کرے اور وہ غیر مشخص (in certa) [1] ہوتا اگر ہرجہ کا تعین جج پر رکھ چھوڑا جائے اور تشخیص معاوضہ کی بابت اسکا اختیار پر غیر محدود ہوسکتا تھا (مثلاً جیساکہ ادھر ذکر ہوچکا ہے "Quanti homo est, tantam pecuniam condemma" جو کچھ کہ اس آدمی کی قیمت ہو اس رقم کی ڈگری دیجائے) یا ایسے اختیار پر فرد مقدمہ (formula) کے ذریعہ قید عاید کیجاسکتی تھی (مثلاً فیصلہ سنایا جائے کہ تمھاری رائے میں اسکی جو قیمت ہو اسقدر رقم کی ڈگری دیجائے مگر رقم کسی طرح دس ہزار روپیہ سے زاید نہ ہو) اور اُس صورت میں فقرۂ فیصلہ (condemnatio) غیر مشخصہ مگر محدود (uncerta cum texatione) کہتے تھے۔ فقرۂ فیصلہ condemnatio خواہ مشخصہ (certa) ہو کہ غیر مشخصہ (incerta) ہمیشہ اس طرح مرتب ہوتا تھا کہ یہ اختیار دیا جائے کہ بالآخر کسی رقم کی ڈگری صادر کیجائے۔ اسی وجہ سے اگر دعوے بازیافت کے لئے جائداد مادی کیلئے ہو تو کسی تعمیل مختص یا واپسی کے لئے حکم نہیں دیا جاسکتا۔ حاکم عدالت اس شخص کو جسکے خلاف دعوے کیا گیا ہے شئے ہی کے دینے کیلئے حکم نہیں دیتا جیسا کہ سابق میں کیا جاتا تھا بلکہ شئے کی قیمت مشخص ہونیکے بعد اسقدر رقم ادا کرنیکے لئے حکم دیتا تھا۔ judex non ipsam rem condemnat lum eum quo actum est, sicut olim fieri solebat, sed aestimata re pecemiam eum condemnat دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۴۸

[1] اگر وہ زاید دیتا۔ li emsuam fuit

لیکن جیسا کہ صدر میں ذکر ہو چکا ہے تعمیل مختص (formula petitoria) کے ذریعہ عملاً حاصل ہو سکتی تھی (Gaius) کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی مراد یہ ہے کہ (سابق میں ہوتا تھا (sicut olium) کہ نظام (legis actio) کے زمانہ میں تعمیل مختص کا حکم دیا جا سکتا تھا[1]

سہ فقرات متذکرۂ صدر کے علاوہ ذیل کے فقرے (یا اُن میں سے بعض نمونۂ ہدایتی کی تحریر میں مل سکتے ہیں۔ (۴) فقرۂ تمہید (praescriptio) (۵) فقرۂ عذرداری (exceptio) (۶) جواب الجواب (replicatio) (۷) استحصال بذریعۂ فیصلۂ عدالت (adjudicatio)

(۴) فقرہ تمہید (praescriptio) جب درج کیا جاتا تو وہ فردمقدمہ (fromula) شروع میں اور تقررجج کے بعد لکھا جاتا تھا[2]۔ اور اس کا درج کرنا یا مدعی (مفید مدعی (pro actore) یا مدعی علیہ (مفید مدعی علیہ (pro res) کے مفید ہو سکتا تھا جب فیصلۂ مدعی (pro actore) ہو تو (praescriptio) کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ نالش کا اثر محدود کر دیا جائے، اگر مثلاً مدعی کو یہ حق حاصل ہو کہ مدعی علیہ سے متواتر چند امور کی تعمیل کرے۔ (جیسا کہ رقم کی سالانہ ادائی) اور وہ کسی ایک ہی امر کی بابت نالش کرے تو اُسکا دعویٰ عام متقرر ہوتا تھا۔ جو کچھ مدعی علیہ مدعی کو دینا چاہے مدعی علیہ کی پوری ذمہ داری حاکم عدالت کے اجلاس پر پیش ہوتی تھی اور جو امور اسوقت تک واجب التعمیل نہ ہوئے ہوں وہ بھی شامل کر لئے جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے امور فقرۂ فیصلہ (condemnatio) میں شریک نہیں کئے جا سکتے تھے اور نہ اُسکی بابت کوئی جدید نالش کی جا سکتی تھی جب کہ وقت آتا تھا اس بنا پر مدعی کے خلاف بیجا ظن بد پیدا ہو جاتا تھا تاوقتیکہ بذریعہ (praescriptio,) نالش کے اثر کو صریحاً امور موجودہ تک محدود نہ کرایا جائے[3] نالش کا تعین محض اُس سے ہونا

---

[1] لیکن دیکھو (Poste) صفحہ ۴۹۸ -

[2] praescriptiones sic appellatas esse ali es quod ante formulas

[3] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۳۲ praescrilumtar plus quan manfiestum Quid quid paret

چاہئے جو فی الوقت ادا طلب ہو" جب (praescriptio) مفید مدعی علیہ (pro res)
ہوتا تو وہ بطور عذر داری کے ہوتی تھی جو دعوے کے جواب میں پیش کیجا سکتی تھی اور جو
اس قدر اہم سمجھی جاتی تھی کہ اسکی تحقیق فوراً کیجائے۔ چنانچہ اگر زید ایک غلام کی بابت
عمرو پر نالش کرے جب نمونۂ ہدایتی مرتب کرنیکے وقت سماعت پر نوبت قانونی باجلاس
پریٹر (injure) ہوتی تو عمرو بیان کرے کہ زید غلام کا دعوے محض اس لئے کرتا ہے کہ
وہ بکر کا وارث ہے اور عمرو بھی کہتا ہے کہ میں بھی بکر کا وارث ہوں پریٹر کے خیال میں
یہ بات نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ وارث کے سوال کا تصفیہ اس بالواسطہ طریقہ پر ہو۔
لیکن زید استدعا کرتا ہے کہ اسکی نالش کی ڈگری دیجائے اور پریٹر عمرو کی حمایت کے خیال
سے نالش کے اثر کو محدود کر دیتا ہے" کارروائی کو چلنے دو اگر اس سے وارث کے
سوال پر کچھ برا اثر نہ پڑے پس اگر یہ ثابت ہو کہ بجز وارث ہونیکے زید کو کسی اور طرح کا
استحقاق نہیں ہے تو پورا دعوے باطل ہو جاتا ہے (Gaius) کہتا ہے کہ اس زمانہ میں
حق تمادی (priscriptio) کی جو قسم رائج تھی وہ قسم فقط مفید مدعی (proactore) تھی
کیونکہ عذر داریاں پیش کرنیکا رواج پڑ گیا تھا۔ جو سابق میں فقرۂ تمہید مفید مدعی علیہ
(praescriptio pro reo) کے ذریعہ اور بعدہٗ جزو مقدمہ (formula) میں کیجاتی تھیں یعنی مدعی کے عرض دعوے (intentio) کے جواب میں بطور جوابدہی (عذر داری)

(۵) عذر داری (Exceptio) ایک خاص جواب دعوی تھا جو (intentio) کے
بعد ہی درج کیا جاتا تھا۔ اگر عذر عام ہو یعنی جس میں یہ بتلایا جاتا کہ واقعات مدعی کے
اس دعوے کی تائید نہیں کرتے جو اُس نے اپنے عرض دعوے (intentio) میں بیان
کیا تھا تو عذر داری (exceptio) کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ یہ امر کہ مدعی علیہ دعوی کے
درست ہونے سے انکار کرتا ہے مستنبط کر لیا جاتا تھا ورنہ دعوے بیکار رہتا لیکن
یہ طریقۂ عمل اختیار کرنیکے عوض مدعی علیہ گو کہ وہ مدعی کے دعوی کی تردید نہیں کر سکتا تھا
تاہم چند واقعات پیش کر سکتا تھا جن کو مدعی نے بیان نہیں کیا ہو۔ اور جنکے ثابت ہونے پر
نالش یا تو خلاف نصفت یا اور طرح سے نادرست ہوجاتی تھی مثلاً اقرار زبانی (stipulaton)
جسکی بنا پر نالش کی گئی وہ فریباً حاصل کیا گیا تھا (عذر داری فریب (exceptio doli
یا یہ کہ مدعی نے دین سے بری الذمہ کرنیکا وعدہ کیا تھا (عذر داری بر بناء اقرار دست برداری از دعوی)

عذر داری (exceptio) کے ثابت کرنے کا بار مدعیٰ علیہ پر عائد ہوتا تھا (in exceptionibus reus actor est) (عذر داریوں کی حدتک مدعیٰ علیہ مدعی ہے) بجز اس صورت کے کہ اگر عذر داری (رقم متدعویہ نہیں دی گئی) (non numeratae pecuniae) تو بار ثبوت مدعی پر منتقل ہوتا تھا۔ جسکو یہ ثابت کرنا لازم تھا کہ درحقیقت رقم قرض دی گئی تھی۔ اگر کوئی مدعیٰ علیہ کسی عذر داری کو بطور اپنے خاص جواب دعوے کے پیش کرنا چاہے تو اسکو حاکم عدالت کے اجلاس پر (in judicio) صرف اسوقت پیش کر سکتا تھا جب کہ وہ عذر داری قبل ازاں اجلاس پریٹر (in jure) پیش ہوچکی ہو اور نمونہ ہدایتی (formula) میں درج ہوچکی ہو اور مستثنٰی الشکل محض وہ تھی جب کہ دعوے محض بنصفتی[1] ہو اور مقدمہ ایسے معاملہ کے متعلق[2] ہو جو کہ مبنی بر نیک نیتی ہو تو جواب دعوے میں کسی عذر داری کے درج کئے جانیکی ضرورت نہیں تھی کیونکہ عذر داری فریب[3] مقدمات معاملات مبنی بر نیک نیتی میں ہوسکتی ہے عذر داری ان الفاظ "اگر نہیں" یا انکے مترادف الفاظ سے شروع کیجاتی تھی۔

(۶) جواب الجواب (replicatio) وہ فقرہ تھا جو مدعی کے فائدہ کیلئے عذر داری کے بعد درج کیا جاسکتا تھا کیونکہ اسکے ثابت ہونے پر عذر داری کے اثر کو زائل کر دیتا تھا۔ مثلاً زید اپنے عرض دعوے (intentio) میں عمرو پر پچاس (aurie) کا دعوے کرتا ہے۔ عمرو جواب دعوے میں عذر داری (exceptio) پیش کرتا ہے کہ اُس رقم کے دعوے نہ کرنیکا اقرار باضابطہ ہوا تھا۔ (pacti de non petendo) یعنی زید بے ضابطہ برائت دیتا ہے۔ زید جواب الجواب (replicatio) پیش کرتا ہے (pacti de petendo) دعوے کرنیکا وعدہ ہوا تھا یعنی یہ کہ اگرچہ زید نے عمرو سے برائت دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن برائت کے باوجود عمرو نے بعد میں ادا کرنیکا ذمہ لیا تھا۔ اگر یہ ثابت ہوجائے تو عذر داری بالکل بیکار ہو جاتی ہے۔ اور اگر زید اپنے ابتدائی دعوے کو (عرض دعوی (intentio) کو

---

[1] جو اُس عذر داری سے جدا تھی جو قانون ملک (jus civile) پر مبنی یا ضابطہ کارروائی سے متعلق تھی۔
[2] یعنی ساعت جو نیک نیت اور عہد و پیمان پر مبنی تھی۔
[3] اور دوسرے تمام جوابات دعویٰ جو مبنی بر معدلت تھے۔

ثابت کردے تو وہ کامیاب[1] ہوجاتا ہے جواب الجواب کے مقابل میں جواب جواب الجواب اور جواب جواب الجواب کے مقابل میں جواب الجواب جواب الجواب دیگر پلیڈنگ فریقین کی کارروائی کو مزید طول دیا جاسکتا[2] تھا۔

(۷) استعمال بذریعۂ فیصلۂ عدالت (adjudicatio) کی ضرورت دعاوی تقسیم (judicia divisoria) میں ہوتا تھا اور یہ فقرہ تھا کہ جسکے ذریعہ دعوے کے مختلف فریقوں میں (مثلاً ورثائے شریک) میں جائداد کو تقسیم کرنے میں حاکم عدالت کو اختیار حاصل ہوتا تھا Gaius کی دی ہوئی شکل یہ ہے "Quantam adjudicari oportet, judex Titio adjudicatio" جتنا حصہ کہ دلانا چاہئے اسے حاکم عدالت اتنا حصہ (Titius) کو دلادے چونکہ شاذونادر ہی ایسا واقعہ ہوتا تھا کہ جائداد پوری پوری مساوات کے ساتھ تقسیم کیجاسکے استعمال بذریعۂ فیصلۂ عدالت یا فقرۂ تقسیم (adjudicatio) کے ساتھ حصہ فیصلہ معاوضہ دلانا (condemnatio) بھی ملا دیا جاتا تھا تاکہ جج کو اس امر کا اختیار حاصل ہو کہ اُن لوگوں کو جنھیں اُنکے جائز حصہ سے زاید مل گیا ہے حکم دیا جائے کہ دوسروں کو نقد معاوضہ ادا کریں۔

(د) اشتمال امور تنقیح طلب Litis Contestatio تحقیقات مرافعہ

جب تکمیل کے بعد مجسٹریٹ نوشۂ ہدایتی (formula) کو فریقین کے حوالہ کردیتا تو منازعت عدالتی (litis contestatio) ہوجاتا اور in jure کی کارروائیاں ختم ہوجاتی تھیں (litis contestatio) کے اثرات حسب ذیل تھے:-

(۱) اگر کارروائی تجویز قانونی بہ مقابل شخص (نالش دین بربنائے قانون موضوعہ (judicium legitimum in personam)[3] کی شکل اختیار کرے جسکا حصہ امر قانونی پر ہو تو منازعت عدالتی (litis contestatio) کا عمل تجدید لازمی (novatio necessarious) کا ہوجاتا تھا۔ مدعی کے حق دعوے کا خاتمہ ہوجاتا تھا

---

[1] دیکھو (Gaius) کتاب چہارم فقرہ ۱۲۶۔

[2] دیکھو (Gaius) ،، فقرہ ۱۲۷ - ۱۲۹۔

[3] formula in jus concepta

اور اگر تحقیقات کا اختتام اسکے مفید ہو تو اس حق کی جگہ یہ قائم ہوتا تھا کہ مدعی کو معاوضہ دلایا جائے۔ لیکن یہ نتیجہ (judicium amperio contineus) سے اور تجویز قانونی (judicium legitimum) سے اگر وہ بمقابلۂ شئے نالش عین (in rem) ہو پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ اُس صورت میں کہ امر تصفیہ طلب امر واقعہ ہو[1]۔ ان صورتوں میں مدعی از سر نو دعوے کر سکتا تھا لیکن اگر دعوے سابق میں درحقیقت وہی امور ہوں تو مدعی علیہ بذریعۂ عذر امر فیصل شدہ exceptio rei judicatae یا 'in judicium de ductae'[2] اسکی تردید کر سکتا تھا اس طرح کہ یہ کلیۂ قانونی کہ "ایک ہی امر کے متعلق دوبارہ دعوے کرنا جائز نہیں de eadem re bis expiri no licit" مقدمات کی قسم اول میں قطعاً اور دوسرے میں نسبتاً صادق آتا تھا۔

(۲) (فیصلہ برنبائے قانون صحیح) (judicium stricti juris) میں اس نوبت پر جائداد زیر بحث کی قیمت کی تحقیق کیجاتی تھی بجائے اسکے کہ یہ کارروائی بزور فیصلہ کیجائے۔ جیسا کہ اس صورت میں ہوتا تھا جہاں تجویز (judicium) نیک نیتی پر مبنی ہوتی تھی۔

(۳) تمام صورتوں میں شئے متنازعہ فیہ شئے متدعویہ (res litigiosa) ہو جاتی تھی اور وہ ناقابل انتقال ہوتی تھی۔

(۴) اس وقت سے نالش ورثا پر بھی ہوسکتی تھی حالانکہ ابتداءً انکے خلاف نالش نہیں ہوسکتی تھی۔ (مثلاً نالش مضرت (actio injuriarum)

(۵) فعل ناجائز کی صورتوں میں جہاں کہ وارث پر اسی حد تک دعوے ہوسکتا ہو جس حدتک کہ اُس نے فائدہ اٹھایا ہو اس نوبت پر اسکا تصفیہ ہوتا تھا[3]۔

(۶) نالش دوران مقدمہ (lis pendens) میں آجاتی اور اس طرح تمادی عارض نہیں ہوسکتی تھی یعنی مدعی کا حق دعوے ساقط نہیں ہوتا تھا اس بنا پر کہ اُس نے نالش بروقت نہیں کی تھی۔

(۷) اس وقت سے مدعی علیہ پر لازم ہوتا تھا اگر اسکو بعد میں ناکامیابی ہو کہ شئے متنازعہ فیہ سے

---

[1] In factum concepta

[2] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۱۸۱۔

[3] دیکھو Poste صفحہ ۴۰۰۔

جو منافع حاصل ہوئے ہوں اُنکا حساب مدعی کو تفہیم کردے۔ اور ایسی چیز کی حفاظت کی بابت اس پر احتیاط کامل (exacta diligenti) کیلئے ذمہ داری عائد ہوتی تھی خواہ ایسی ذمہ داری ابتداءً عائد کی گئی ہو یا نہ ہو۔

(۸) (Proculians) کی یہ رائے تھی کہ نالش (Stricti juris) میں مدعی علیہ کی ذمہ داری (litis contestatio) کے وقت مشخص کیجاتی تھی اور اس لئے تحقیقات عدالتی میں یہ ثابت ہو کہ درحقیقت اشتمال اُمور تنقیح طلب کے وقت قصور وارتھا تو بصورت میں اسکے خلاف معافی دینے کی تجویز کیجاتی تھی باوجود اسکے کہ شئے متنازعہ فیہ تلف ہو چکی ہو یا اس نے اپنے ذمہ جو کچھ واجب الادا ہو اسکو پوری طرح ادا کردیا ہو (Sabinians) کی رائے اس کے بالکل خلاف تھی اور اس میں اسقدر سختی نہیں تھی۔ وہ رائے اس کلیہ پر مبنی تھی کہ "تمام قانونی کارروائیاں بری کردینے سے ختم ہو جاتی ہیں" اور زمانہ مابعد میں یہی رائے مستند قرار دی گئی[1]۔

(۹) فیصلہ صادر ہونیکے بعد فریقین پر اسکی تعمیل کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی اور یہ (quasiee contracta) متصور ہوتی تھی جیسی کہ وہ ذمہ داری جو مماثل معاہدہ سے پیدا ہوئی ہو۔

(۱۰) چند صورتوں میں کارروائی پریٹر کے اجلاس پر یعنی بہ نوبت قانونی (injure) ہے ختم ہو جاتی تھی یہ صورتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) جب کہ شہادت کے عوض مقدمہ کا تصفیہ فریقین کے حلف پر کردیا جائے۔ اس قسم کا فیصلہ فریقین کی رضامندی سے ہر وقت ہوسکتا تھا اور اس صورت میں اگر ایک فریق دوسرے کو باضابطہ حلف اُٹھانیکے لئے کہے اور وہ حلف اُٹھالے تو مقدمہ ختم ہوجاتا تھا۔ مثلاً اگر مدعی مدعی علیہ کو اس امر کی نسبت حلف اُٹھانیکے لئے کہے کہ اس پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے۔ اور مدعی حلف اُٹھائے تو ایسا حلف قطعی ہوتا ہے۔ اور چونکہ اسکے بعد مقدمہ ختم ہوتا تھا۔ لہذا کسی قسم کی تحقیقات کی ضرورت باقی نہیں رہتی تھی بعض صورتوں میں (مثلاً نالش سرقہ (actio furti) مدعی کو اختیار تھا کہ وہ مدعی علیہ کو حلف اٹھانیکے لئے کہے اور اُسوقت مدعی علیہ اُس کے جواب میں مدعی سے

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۲ - ۲ -

مطالبہ کرے کہ وہ اپنی نیک نیتی ثابت کرنیکے لئے (de calumnia jurare) قسم کھائے یا خود قسم کھانیکے عوض مدعی علیہ سے کہے کہ اپنے دعوے کے برحق ہونیکی بابت اور اگر مدعی انکار کرے تو پریٹر مزید کارروائی کی مدعی کو اُس مقدمے میں اجازت نہیں دیتا تھا[1]

(۳) تحقیقات عدالتی اسوقت غیر ضروری سمجھی جاتی تھی جب کہ مدعی علیہ نے پریٹر کے اجلاس پر اپنی ذمہ داری کا اقبال یا اقرار کیا ہو جسکو اصطلاح میں (confessio in jure) یعنی (اقبال بہ اجلاس پریٹر) کہتے تھے۔

(۴) بعض اوقات مدعی فرد مقدمہ (formula) کی درخواست کرنے سے پہلے ایسے شخص سے جو کہ آئندہ مدعی علیہ ہونیوالا ہو کچھ امور کی نسبت معلومات طلب کرتا تھا (interrogatio in jure) مثلاً آیا مدعی علیہ زید کا وارث ہے جسکی جائداد پر مدعی کا دعوے ہے۔ اگر جواب نفی میں ملے تو مقدمہ چلانا لا حاصل تھا۔

مابعد کی تحقیقات عدالتی (تجویز (judicium)[2] پریٹر یا جج کی مقرر کردہ تاریخ پیشی پر ہوتی تھی تحقیقات سرکاری و عام ہوتی تھی اور فریقین اصالتاً یا وکالتاً[3] حاضر ہوتے تھے اور اہم مقدمات میں انکی وکالت مقررین کرتے تھے جو ابتدا میں بلا بدل یا مفت کام کرتے تھے۔ شہادت حلفیہ لیجاتی تھی اور شہادت کی بجائے ایک فریق دوسرے فریق کو حلف اُٹھانے کے لئے کہہ سکتا تھا جیسا کہ پریٹر کے روبرو ہوتا تھا[4]۔ یا جج خود یہ طریقہ تجویز کر سکتا تھا۔ بالآخر فیصلہ سنایا جاتا جو ابتدائی قطعی ہو سکتا تھا۔ ابتدائی فیصلہ کی تمثیل یہ ہے کہ اگر زید عمرو پر اس معاہدہ کی روسے نالش کرے جو عمرو کے غلام سمی بکر نے کیا تھا۔ جج پہلے اس بات کی تحقیق کرتا ہے کہ آیا عمرو کو اس معاہدہ سے فائدہ حاصل ہوا۔ اگر فائدہ پوری رقم واجب الادا کی مقدار میں ہوا تو فیصلہ قطعی ہے ورنہ ابتدائی کیونکہ اسکے بعد جج دریافت کرتا ہے کہ آیا غلام کا

---

[1] دیکھو (Roluf) دفتر دوم صفحہ ۳۹۴-۳۹۷-

[2] دیکھو (Roluf) دفتر دوم صفحہ ۴۰۷-۴۱۹-

[3] دیکھو (Leage) صفحہ ۴۲۲-

[4] دیکھو بیان ماقبل۔

کوئی اثاثہ (peculium) ہے اور اس بنا پر قطعی فیصلہ صادر کرتا ہے۔
حاکم عدالت کی تجویز کو اصطلاح میں رائے (Sententia) کہتے تھے یعنی امور واقعہ پر خانگی شخص کی رائے۔ برخلاف اسکے مجسٹریٹ کی جو تجویز ہوتی تھی اس کو اصطلاح میں (decreetum) کہتے تھے۔ اور تجویز یا رائے (sententia) صادر کر دینے کے بعد حاکم عدالت (functus officio) ہو جاتا تھا۔ یعنی اسکو اپنی تجویز بدلنے یا تعمیل کرانیکا اختیار نہ تھا۔[1]

مرافعہ: ابتدا میں کسی حاکم عدالت کی تجویز (sententia) کی ناراضی سے مرافعہ کرنیکا کوئی حق نہیں تھا اگرچیکہ مستثنیٰ (خاص) صورتوں میں پریٹر حالت سابق کو بحال کرکے فیصلہ کو بے اثر کر سکتا تھا گویا کہ وہ ایک طرح سے منسوخ قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن زوال جمہوریت کے بعد مرافعوں کی ایک نظام کا آغاز ہوا جو Marcus Aureluis کا زمانہ آنے تک مکمل ہو گیا اور کوئی فریق مقدمہ بھی اپنا مقدمہ جج کے اجلاس سے اٹھا کر پریٹر کے پاس جس نے جج کو مقرر کیا تھا اور پریٹر کے اجلاس پر سے شیخ القریٰ (praefectus urbi) (یا صوبہ جات میں قنسل یا صوبہ دار (uir consularis) اور وہاں سے خود قیصر کی بارگاہ میں گذران سکتا تھا۔ (پیش کر سکتا تھا)۔

ذیلی دفعہ ۳۔ نظام تحقیقات غیر معمولی[2]

THE SYSTEM OF EXTRAORDINARIA JUDICIA

اگرچیکہ (Gaius) کی نظر اس حقیقت پر نہیں پڑی تاہم یہ سچ ہے کہ جس وقت (Hadrian) نے پریٹری حکمناجات کو انکے اثر سابقہ سے محروم کر ڈالا تو گویا نظام نمونۂ ہدایتی (formulary system) کے تنزل کا بیج بو یا گیا۔ کیونکہ ضابطہ کارروائی بطریق نمونۂ ہدایتی (formula) کا مدار کلیتاً پریٹر کے اختیار پر تھا اور جب آگے چلکر رومی قانون کے لئے یہ ممکن نہ ہوا کہ اعلانات کے ذریعہ ضروریات زمانہ کے قدم بہ قدم چلے تو (formula) جسکا خود دارومدار اعلانات پر تھا (legis actiones) کی طرح جس کا

[1] فیصلہ کی تعمیل کے طریقوں کیلئے دیکھو بیان مابعد صفحہ ۴۱۱۔ Leage
[2] یعنی Extraordinem judiciorum Privatorum

وہ قائم مقام بنا تھا فقط اصطلاحی ہونے اور جمود کی حالت میں آنے سے بمشکل بچ سکا۔ اس لئے حیرت کی بات نہیں ہے کہ دوران زمانہ میں آہستہ آہستہ ترقی پاکر ایک دوسرا نظام ضابطہ نظام نمونۂ ہدایتی (formulary system) کی جگہ قائم ہوگیا جسکی رو سے (بہ اجلاس پریٹر بنوبت قانونی) (in jure) اور (باجلاس حاکم عدالت بنوبت عدالتی (injudicio) کی کارروائیوں میں جو امتیاز قدیم سے چلا آرہا تھا بالکل مٹ گیا اور پوری تحقیقات ایک عہدہ دار ریاست کے روبرو ہونے لگی۔

قدیم تر نظام کے زمانہ میں بھی عوام کا دل اس خیال سے آشنا ہوچکا تھا مجسٹریٹ پورے مقدمہ کا تصفیہ کرسکتا ہے جیسا کہ اب زمانۂ جدید میں ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ حال درحقیقت نہ صرف ان امثلۂ متذکرۂ صدر کا تھا جہاں کسی وجہ سے مقدمہ پریٹر ہی کے اجلاس پر ختم ہوجاتا تھا بلکہ ان تمام صورتوں میں بھی جب کہ پریٹر (extraordinum) یعنی معمولی ضابطۂ کارروائی سے تجاوز کرکے کوئی حکم دیتا جسکی حسب ذیل صورتیں تھیں:۔

(الف) جب کہ احکام امتناعی (interdicts) ایسے امور کے انتظام میں جاری کرے جن سے منافع عامہ متعلق ہو مثلاً سوالات متعلق معابر۔ شوارع عام و قبرستان۔

(ب) جب کہ (in integrum restitulis) عطا کرے یعنی جب کہ حالت سابق کو بحال کرے

(ج) امانت بالوصیت (fidsi commisea) کی تعمیل کرے۔

(د) جہاں فریقین کی حالت کے اعتبار سے تجویز (pedanens) نامناسب ہو مثلاً باپ اور بیٹے۔ مربی اور عتیق کے درمیان۔

علاوہ بریں شہنشاہیت کے قیام کے زمانہ سے مرافعوں کی کارروائی (جن کا رواج روز افزوں ہورہا تھا نہ صرف بغیر کسی فرد مقدمہ کے کیجاتی تھی بلکہ خود شہنشاہ کے فیصلہ کے لئے مقدمہ پیش ہوتا تو اختیار کسی خانگی جج کے سپرد نہیں کیاجاتا تھا بلکہ کسی عہدہ دار کو عطا کیا جاتا تھا یا پریٹر یا شیخ القریٰ (praesas) کو۔ اس قسم کی تبدیل عام طور پر سب سے پہلے صوبہ جات میں کی گئی جب کہ تیسری صدی کے اختتام پر صوبہ دار اعادتاً مقدمات کی غیر معمولی (extraordinorum) تحقیقات بالذات کرتے یا بذریعۂ نائب (judex pedanens) کراتے تھے اور کسی صورت میں بھی فرد مقدمہ (formula) کا استعمال

لہ دیکھو (Leage) صفحہ ۴۰۱۔

نہیں کیا جاتا تھا۔ ۲۹۴ء ب۔ م میں (Diocletian) نے ایسے اختیارات کو (pedanei) سپرد کرنیکی ممانعت کردی بجز مستثنیٰ صورتوں کے (جو julian) کے زمانہ میں ادنیٰ مقدمات (negotia humiliora) تک محدود ہوگئی اور چونکہ (Dioclitian) کے زمانہ میں روما میں قانون کی تعمیل کرانیکا اختیار پریٹر کے ہاتھ سے نکلکر شیخ القریٰ (praefectus urbi) کے پاس منتقل ہوگیا لہٰذا یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ شہنشاہ مذکور کے زمانہ کے بعد نظام جدید قدیم تر کارروائی کے عوض ہر جگہ رائج ہوگیا اور منشور مصدرہ ۳۴۲ء ب۔ م نے کلیتاً منسوخ کردیا[1]

(justinian) کے زمانہ میں نظام تحقیقات غیر معمولی (extraordinaria judicia) کی ترقی جس طرح ہوئی اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ سب سے پہلے تو یہ بات ہوئی کہ مدعی کیلئے یہ بات لازمی اور نہ درست قرار دیا گیا کہ وہ بالذات مدعیٰ علیہ کو مجسٹریٹ کے آگے حاضر کرے۔ مدعی کی تحریری درخواست کی بناپر (عرض دعویٰ استغاثہ یا نالشی libellus conventiones) مجسٹریٹ مدعیٰ علیہ کے نام طلب نامہ آپ روانہ کرتا اور طلب نامہ کی تعمیل مجسٹریٹ کا کارندہ کراتا تھا جو مدعیٰ علیہ کو گرفتار کرسکتا تھا اگر وہ حاضر ہونے سے انکار کرتا (حاضر ہونیکی ذمہ داری سے انکار کرے cautio judicio sisti libellus conventiones) کی شکل نظام نمونہ ابتدائی کے (Intentio) سے بالکل مشابہ تھی اور جدید بیان دعویٰ سے بھی ملتی جلتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں مدعی کے حق کی ماہیت اور دست اندازی منظرہ کے حالات مجملاً بیان کئے جاتے تھے۔ اس تحریر پر مدعی یا اُسکے کارندہ کی دستخط لازمی تھی اور اسکے علاوہ مدعی کو ضمانت نامہ داخل کرنا پڑتا تھا (جو کہ libellus conventiones) کی طرح دفتر (Actio) میں درج رجسٹر کیا جاتا تھا) کہ وہ مقدمہ کی پیروی کما حقہٗ کریگا اور یہ کہ اگر وہ مقدمہ ہار جائے تو مدعیٰ علیہ کے اخراجات ادا کریگا۔ مدعیٰ علیہ کے جواب دعوی کو عرضی تردید یا جواب دعوے (libellus contradictiones) کہتے تھے اگرچہ کہ پوری تحقیقات ایک ہی مجسٹریٹ کے اجلاس پر ہوتی تھی تاہم ممکن ہے کہ کبھی کوئی ابتدائی تحقیقات بھی ہو

---

[1] "jus Formulae aucupatione syllabararum insidiants conctorum actibus radicitus ampatentur (col.ii'58-1) کتاب دوم ۵۸-۱

جسکی نسبت سرسری طور سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ قدیم تحقیقات بنوبت قانونی (in jure)
کی نوبت متقابل تھی کیونکہ جس طرح نظام نمونۂ ہدایتی کے دور میں ہوتا تھا کہ کسی امر
دریافت طلب (فرد سوالات interrogatio in jure) کی ضرورت پیش ہوسکتی تھی
مگر یہ دریافت کارروائی کی کسی نوبت پر بھی کرسکتا تھا اسی طرح اقبال confessio in jure
کا موقع پیش آنا بھی ممکن تھا اور مدعی مدعی علیہ کو اسکی مرضی کے خلاف بھی مستثنیٰ صورتوں ہی
میں نہیں بلکہ تمام صورتوں میں قسم دلا سکتا تھا۔ اشتمال امور تنقیح طلب litis contestatio
اب بھی پیدا ہوسکتا تھا یعنی اُس وقت بھی جب کہ امور تنقیح طلب قطعاً قائم ہوجاتے تھے
اور ہر فریق وہ تمام واقعات بیان کرچکا ہو جن پر اُس نے اپنا استدلال قائم کیا ہو گو یہ صحیح ہے کہ
اُسکے چند اثرات قدیم ہنوز باقی رہ گئے تھے[1] اشتمال امور تنقیح طلب litis contestatio
کا عمل بطور تجدید لازمی novatia precessaria کے نہ رہا اور نہ ہر صورت میں
اس سے عذر امر منفصل شدہ exceptio rei judicatae کی صورت پیدا ہوتی تھی۔
اس عذر سے مدعی اُس وقت مستفید نہیں ہوسکتا تھا جب کہ محض کسی اصطلاحی بنا پر
مدعی مقدمہ ہار گیا ہو اور جہاں کسی نالش میں جو کئی (correal) مدیونان مشترکہ کے منجملہ
کسی ایک پر کی گئی تھی۔ اشتمال امور تنقیح طلب کی نوبت آتی تو justinian کے زمانہ میں
نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اُس سے دائنین کے اُس حق دعوے پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا تھا جو کہ
اسکو مدیونان باقیماندہ کے مقابل میں حاصل تھا۔

بالآخر شہادت اور مباحثہ کی سماعت کے بعد پورے مقدمہ کا تصفیہ
مجسٹریٹ بذریعۂ تجویز (رائے sententia نہیں بلکہ بذریعۂ حکم decreetum کرتا
تھا جس سے کسی قسم کا حکم جو مناسب حال تھا دیا جاتا تھا کیونکہ اب مجسٹریٹ کے لئے
یہ لازمی نہیں کیا جاتا تھا کہ محض زر نقد کی ڈگری عطا کرے پس مثلاً جہاں کسی نالش کا مقصد
جائداد کی بازیافت ہو تو مجسٹریٹ کسی تعمیل مخصوص کا حکم دے سکتا تھا یعنی formula
petitoria کے قدیم عمل درآمد کے عوض خود مطلوبہ کے استرداد کا حکم دیا جاتا تھا۔ بالفاظ دیگر
ایسی صورت میں مدعی علیہ کو اسکا اختیار نہ تھا کہ معاوضہ ادا کرے یا چیز واپس کردے۔

[1] مثلاً مدعی کا حق نالش از روئے تمادی زائل ہونے سے ہنوز بچا تا تھا۔

دفعہ (۲) تقسیم نالشات

نالشات کی تقسیم حسب ذیل ہو سکتی ہے :-

(۱) نالش فی الشئے ۔ نالش بالتعمیم ۔ نالش بہ مقابلہ شئے ۔ نالش عین (in rem) فی الذات ۔ بہ مقابلہ شخص ۔ نالش دین ۔ نالش بالتخصیص in personam اور مرکب ۔ مخلوط (mixed) ۔

فی الشئے ۔ بالتعمیم in rem وہ نالش ہے جو اپنے حق کی بابت کیجائے جس سے مدعی تمام دنیا کے مقابل میں متمتع ہوتا ہے حالانکہ کسی خاص شخص نے اُس میں دست اندازی کی تھی مثلاً کسی چیز کی ملکیت یا حق استفادہ در ملکیت تابع (servitude)

نالش فی الذات ۔ بالتخصیص in personam وہ نالش ہے جو مدعیٰ علیہ سے (یعنی نہ کہ ساری دنیا سے) ایسے وجوب کی تعمیل کرانیکی نسبت کیجائے جو کسی معاہدہ یا مماثل معاہدہ ۔ فعل بیجا یا مماثل فعل ناجائز سے پیدا ہوا ہو[1]

نالش عین کا بڑا نمونہ vindicatio تھا جو کسی خاص جائداد کی واپسی کے لئے کیجاتی تھی جس طرح کہ condictio[2] نالش دین کا نمونہ تھا ۔ حق استفادہ در ملکیت تابع servitude کے متعلق جو نالشات موزوں تھیں وہ نالش موجبہ actio confessoria اور نالش سالبہ actio negatoria تھیں ۔ جن سے علی الترتیب استفادہ در ملکیت تابع کا دعوے اور اس سے انکار کیا جاتا تھا ۔

نالش مرکب ۔ نالش مخلوط وہ تھی جسکی نسبت یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ نالش بہ مقابلہ ذات اور شئے دونوں ہے ۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہ ہو سکتا تھا کہ جائداد بھی دلائی جائے اور زر نقد بھی ۔ اس نالش کی جو مثالیں دی گئی ہیں وہ یہ ہیں (actio familiae erciscundae) (مابین ورثائے مشترک) actio de communi dividundo (مابین شرکا) اور actio finium regundorum (مابین مالکان جائداد ہائے متصل[3])

---

[1] فعل بیجا کسی حق فی الشئے in rem میں دست اندازی کرنیکو کہتے ہیں مگر جو وجوب اس سے پیدا ہوتا ہے وہ شخصی ہوتا ہے

[2] زمانہ legis actio سے یہ نام زندہ رہا (دیکھو justinian) دفتر چہارم ۶ - ۱۵ -

[3] دیکھو (justinian) دفتر چہارم ۶ - ۲۰ -

نالشات قبل عدالتی (pare judiciatis) جن کا مقصد کسی ابتدائی امر کی تحقیق کرانا ہوتا تھا۔ مثلاً آیا کوئی حر تھا اس قسم کی نالشات نالشات بہ مقابلۂ شئے متصور ہوتی تھیں [1]

(۲) نالشات بربنائے قانون ملک (actiones civiles or legitimae)

نالشات بربنائے قانون وضع کردۂ عہدہ داران (actiones honorariae)

نالش بہ مقابلۂ شئے (Vindicatio) اور نالش بہ مقابلۂ ذات یا شخص (condictio) اول الذکر کی مثالیں ہیں۔ کیونکہ وہ قانون ملک پر مبنی تھے۔ آخر الذکر کی مثالیں وہ نالشیں ہیں جو پریٹر کے اختیار سماعت کے اثر سے پیدا ہوتی تھیں۔

پریٹر کی نالشات بہ مقابلہ شئے کی مثالیں یہ ہیں :۔

(۱) نالش (Publicians) جو اُس شخص قابض کی (جسکا قبضہ بوجہ حق قدامت ملکیت میں منتقل ہو جانیوالا ہو گو کہ ابھی نہ ہوا ہو) حمایت اس امر مفروضۂ امکانی کو تسلیم کر کے کرتا تھا جسکا استحقاق مدعی کے حق کے برابر نہ تھا تاہم حقیقی مالک کے خلاف نہیں کیجا سکتی تھی۔ تا وقتیکہ مالک کے کسی دعوے کے جواب میں قابض کے پاس کوئی معقول اور نفعی جواب نہ ہو (مثلاً عذر داری فروخت و حوالگی شئے (exceptio rei vindilae et traditae) [2] (۲) نالش (Pauliana) جو اسوقت کیجاتی تھی جب کہ مدیون نے کسی کو فریبا دائنین پر ترجیح دی ہو۔ یعنی کسی شخص ثالث کو کوئی جائداد دیدی تھی تاکہ دیوالیہ بنکر اپنے دائنین کو فریب دے۔ مگر اس نالش کے ذریعہ حوالگی منسوخ کرا کر جائداد واپس لے سکتا تھا (۳) نالش (serviana) جس سے مالک جائداد جس نے اپنے حق رہن یا حق کفالت کی تعمیل اپنے اسامی کاشتکار کے مال و اسباب پر کرا سکتا تھا یعنی وہ اُن کو قرق کرا سکتا تھا۔ (۴) نالش مماثل (serviana) جس سے ہر قسم کا مرتہن اپنے حقوق کی تعمیل کرا سکتا تھا۔

پریٹر کی نالشات بہ مقابلۂ شخص کی مثالیں حسب ذیل ہیں :۔

---

[1] دیکھو (justinian) دفتر چہارم ۶ - ۱۳ اور (Moyle) صفحہ ۵۴۸ -

[2] اسکے برعکس تبدیلۂ قدیم جو کسی شخص غیر حاضر کے مقابل میں مکمل ہو چکا ہو حالت سابق کو بحال کرنا (in intigrum restituto) منسوخ ہو جاتا تھا دیکھو (justinian) دفتر چہارم ۶ - ۵ -

(۱) نالش بابت زر نقد (actio de pecunia constituta) جس سے کسی ایسے بلا ضابطہ عہد (constitutum) کی تعمیل کرائی جا سکتی تھی جو کہ کسی موجودہ ذمہ داری کے ادا کرنیکے متعلق ہو۔ (۲) (actio receptita) یہ نالش کسی ساہوکار کے خلاف میں اُس کی ذمہ داری لینے پر کیجاتی تھی کہ جو رقم اسکو قرض دی گئی یا جو جائداد امانتاً اسکے سپرد (تحویل) کی گئی تھی اسکو واپس دیدیگا (۳) نسبت اثاثہ[1] (de peculio) (۴) نالش اس امر کی تحقیق کے متعلق کہ آیا حلف اٹھایا گیا یا نہیں (an juraverit) اس قسم کی نالش اسوقت ہوتی تھی جب کہ ضابطہ کارروائی حلف دلانیکا ہوتا تھا۔ اگر مثلاً مدعی حلف اُٹھاتا کہ رقم متنازعہ فیہ اسکو واجب الادا تھی اور مدعی علیہ ادائی سے انکار کرتا تھا پریٹر ایک جدید نالش کی اجازت دیتا جس میں بحث سابقہ امور تنقیح طلب سے نہیں ہوتی تھی بلکہ سوال یہ ہوتا تھا کہ آیا حلف اٹھایا گیا کہ نہیں (۵) نالش (de albo corrupto) ایک تعزیری نالش تھی جو اس شخص پر کیجاتی تھی جو پریٹر کی (album) الواح احکام کو لگاڑے اور (۶) نالشات بخلاف ان آزاد کردہ اشخاص یا بچوں کے جنھوں نے اپنے مربی یا اسلاف کے مقابل میں بغیر اجازت پریٹر نالش کی تھی۔

(۳) (Actio in jus concepta-actio in factum concepta)

نالش (jus concepta) اسوقت ہوتی تھی جب کہ عرض دعوٰی (intentio) میں کسی ایسے حق کا ذکر کیا گیا ہو جو محض قانون ملک پر مبنی ہو یا اس قسم کا حق ایسا ہو جس کو پریٹر نے عرض دعوے کو ترمیم کر کے وسعت دی ہو۔ (نالش نسبت حصول حق فائدہ یا نالش مرممہ (actio utilis) اور نالش واقعاتی مصفی (in factum concepta) اسوقت ہوتی جب کہ عرض دعوے (intentio) میں چند ایسے واقعات کا اظہار کیا گیا ہو کہ جس سے حق محض پریٹر کے حکم نامجات اعلانی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہو۔

(۴) (Actio Utilis)

(Actio utilis-directa infactum praescriptis vebis)

---

[1] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۹۲۔

[2] نظام رسمی کے ساتھ اسکو ادنیٰ تقسیم کو گہرا تعلق تھا اور justinian کے زمانہ میں اس سے کسی کو دلچسپی نہیں تھی۔

نالش مرمہ (actio utilis) بعوض اسکے کہ بذریعہ (actio infactum) کوئی جدید حق پیدا کیا جائے پریٹر اُس فرومقدمہ (formula) کو بحال رکھ سکتا تھا جسکا استعمال حق قانونی کیلئے ہوتا تھا یا پریٹر کے کسی حق موجودہ کے لئے ہوتا تھا اور اس میں ترمیم کرسکتا تھا تاکہ نئے واقعات کے ساتھ مطابقت ہو۔ اس قسم کی نالش کو نالش مرمہ (utilis actio) کہتے تھے۔ یعنی وہ نالش جسکا استعمال نئے واقعات کے ساتھ مطابقت کیلئے کیا جاتا تھا۔ اس قسم کی ترمیم بذریعۂ امر مفروضۂ امکانی بھی ہوتی تھی مگر یہ لازمی نہ تھا (نالش بربنائے امر مفروضۂ امکانی (actio ficticia) جو (actio utilis) کی ایک نوع تھی)

اسکے برخلاف نالش راست (actio directa) وہ نالش جس میں عرض دعوی (intentio) میں کسی قسم کی ترمیم نہیں ہوئی تھی اور جس میں قانون ملک یا اعلان احکام کی حرف بحرف پابندی کی گئی تھی۔

ظاہر ہے کہ نالش مرمہ (actio utilis) نہ صرف (actio in jus) نالش قانونی پر مبنی تھی بلکہ نالش واقعاتی یا تفصیلی (actio infactum concepta) پر بھی ہوسکتی تھی۔ پریٹر مثلاً اپنے اعلان احکام میں کسی نالش (راست (directa) کو جائز قرار دیتا ہے اس بنا پر کہ چند واقعات موجود ہیں (نالش واقعاتی (in factum concepta) مثلاً نالش (serviana) (کسی کاشتکار کو) مگر اسکے بعد جب یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ کاشتکار کے علاوہ دیگر مرتہنین کے بھی حمایت کرنی چاہیئے تو عرض دعویٰ (intentio) میں ترمیم کر کے اس طرح ایک نئی نالش (مرمہ (Utilis) کو وجود میں لاتا ہے (مماثل قانون (serviana) نالشات واقعاتی (infactum) اور مرمہ (utilis) ہردو پریٹری نالشیں تھیں۔ نالش (in jus concepta) قانونی یا پریٹری ہوسکتی تھی۔ اول الذکر کی صورت وہ تھی جب کہ وہ حق قانون ملک پر مبنی ہو اور آخر الذکر جب کہ عرض دعویٰ (intentio) کا مدار ایسے حق پر ہو جس میں پریٹر نے ترمیم کی ہو۔

نالش مرمۂ قانونی (Actio utilis in jus concepta) اسی طرح نالش بالراست (Actio directa) کی صورت میں وہ نالش اسوقت قانون ملک پہ مبنی تصور کی جاتی تھی جب کہ عرض دعویٰ (Intentio) کا مدار قانون موضوعہ یا رواج پر ہوتا تھا اور مجتہدہ پیشہ

اُسوقت جب کہ صریحاً بذریعۂ اعلان احکام جائز قرار پائی ہو[1]۔
نالش Actio in factum praescriptio verbis (جو معاہدہ جات
غیر موسومہ کی بنا پر چارۂ کار ہوتی تھی) اور معمولی نالش واقعاتی Actio in factum میں
امتیاز ضروری ہے۔ کیونکہ نالش اول الذکر نالش واقعات بموجب قانون ملک In factum
civiles تھی جسکا عرض دعوے Intentio قانونی In jus concepta اور
واقعات کا اظہار عنوان مقدمہ demonstratio میں ہوتا تھا۔
(۵) خود مختاری arbitrariae مبنی بر نیک نیتی bona fidei محض قانونی Stricti juris
نالش محض قانونی Stricti juris اسوقت لائی جاتی تھی جب کہ معاملہ خود محض قانونی ہو۔
Negotuum stricti juris مثلاً Condictio جو بر بنائے اقرار زبانی کیجائے
جو اس نالش کی متناقض تھی جو جائز معاملات اور معاہدات Bonafidei negotium پر مبنی
تھی یعنی ایسے معاملہ پر جو مبنی بر نیک نیتی ہوں۔ جن سے ایسے فریقین لازماً مجبور نہ تھے کہ
اپنے قول و قرار کی پوری پوری پابندی کریں بلکہ (جس طرح تمام معاہدہ جات بالرضا میں
ہوتا تھا) جہاں کہ جج کا فرض تھا کہ جو بات انکے درمیان واجبی اور معقول تھی اُس کا
تعین کرے اور جو جواب دہی قرین معدلت ہو اُسکو ملحوظ رکھے۔ اگرچہ کہ فرد مقدمہ
Formula نے اس طرح کا صریحاً اختیار نہ دیا ہو۔ اس لئے کسی نالش مبنی بر نیک نیتی
bona fidei actio میں Intentio عرض دعوے میں کسی معین رقم کے ذکر پر دعوی کو
محدود نہیں کیا جاتا تھا (مشخصہ Certa) بلکہ اسکے الفاظ ہمیشہ عام ہوتے تھے یعنی غیر مشخصہ
Quid quid Balbum seio dare facere oportet ex bona-fidei)
incerta جو کچھ عمرو کو نیک نیتی سے دیتا ہو[2]
Actio arbitraria اسوقت ہوتی جب کہ فقرۂ فیصلہ (Condemnatio)
میں جج کو ہدایت دی جاتی کہ اگر مدعی علیہ فلاں کام نہ کرے (مثلاً مدعی کی جائداد

---

[1] دیکھو (Sohm) صفحہ ۲۷۱ - ۲۷۲ -
[2] نالش محض قانونی Stricti juris اور مبنی بر نیک نیتی Bona fidei کے نکات
اختلاف کے خلاصہ کے لئے دیکھو Moyle صفحہ ۵۵۴ - ۵۵۵ -

واپس نہ کرے) تو اس سے ہرجہ دلایا جائے۔[1]

(۶) دوامی Perpetuae ۔ عارضی Temporalis

یہ اصطلاحیں دو معنوں میں مستعمل ہوتی ہیں یعنی (۱) کسی نالش بابت حق نالش کب تک قائم رہتا ہے (۲) نالش کو کب تک جاری رہنے دیا جائے۔

(۱) وہ تمام نالشیں جو قانون ملک پر مبنی ہوتی تھیں ابتداءً دوامی ہوتی تھیں کیونکہ چاہے مدت کتنی ہی گزر جائے مگر اس سے تمادی عارض نہیں ہوتی تھی برخلاف اسکے پریٹری نالشات پر عموماً تمادی عارض ہوتی تھی اور اگر ایک سال کے اندر پیش نہ ہوں تو وہ قابل سماعت نہیں ہوتی تھیں۔ کوئی نالش دوامی ہوسکتی تھی بشرطیکہ وہ قانون ملک کے مطابق ہو۔ مثلاً وہ نالش جسکا حق قابض لنفسی Bonorum possessor کو حاصل ہوتا تھا اور نالش سرقہ علانیہ Actio furti manifesti اسکے برعکس حق قدامت Usucapion کی وجہ سے وہ دعوے بھی باطل ہو جاتا تھا جو قانون ملک کی بنا پر کسی ایسی خاص جائداد کے متعلق کیا جائے جو دوسرے کے قبضہ میں ہو اور نالش Querela inofficiosi testamenti کی میعاد صریح الفاظ میں پانچ سال قرار دی گئی لیکن نالشات دوامی Actiones perpetuae (یعنی قانون ملک کے اکثر نالشیں جنکا حق ” ورثائے لنفسی “ کو حاصل تھا اور نالش سرقہ Actio furti اور نالشات عارضی (یعنی پریٹری اکثر نالشیں ۔ نالش Querela inofficiosi testamenti اور دعاوی متعلق جائداد خاص) میں جو امتیاز قدیم سے تھا قسطنطین Constantine کے زمانہ تک جاری رہا جس نے یہ حکم دیا کہ چہل سالہ (بعد میں یہ مدت گھٹا کر سی سالہ کردی گئی) تاخیر سے تمام نالشات متعلق شئے میں عذرداری کا حق پیدا ہوسکتا تھا اور Theodosius نے میعاد سی سالہ کو عملاً تمام نالشات دوامی Perpetuae actiones کے لئے بھی میعاد سماعت مقرر کی۔ Justinian کے زمانہ میں اسی اصول پر عمل ہوتا رہا۔ اگرچیکہ اسوقت کوئی نالش دوامی ہوتی تو

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۶۔۳۱۔ اور جگہ کی طرح Institutes justinian کے مولفین قدیم تر فرو متقدمہ کی اصطلاحات کی بہ شدت پیروی یا تقلید کرتے ہیں Justinian کے زمانہ میں جج کو پورا اختیار تھا کہ بلا سبیل بدل کسی خاص چیز کی واپسی کے متعلق حکم دے۔

وہ ایک بڑی مستثنیٰ صورت ہوتی تھی مثلاً Vindicatio in liberatem
(۲) نالش فی نفسہ ہمیشہ عارضی (عارضی (Temporalis) ہوتی تھی اور (Gaius) کے زمانہ اس اٹھارہ مہینوں میں ختم ہوجاتی تھی (اگر قبل ازیں پیش کرکے اسکا فیصلہ کرالیا جائے) اور اگر (Imperio continieus) ہوتی تو جس مجسٹریٹ نے اُس نالش کو منظور کیا تھا اسکی خدمت کے اختتام کے ساتھ اسکی مدت کا بھی خاتمہ ہوجاتا تھا (Justinian) کے زمانہ میں فریقین کی رضامندی سے نالش چالیس سال تک ملتوی رہ سکتی تھی ورنہ تین سال میں اسکا خاتمہ ہوجاتا تھا۔

(۷) نالشات کسی شئے کی بازیافت یا دلاپانیکے لئے۔ جرمانہ یا تاوان کیلئے۔ مرکب۔ مخلوط۔ مخروج۔ (نالشات بالتخصیص و بالتعمیم ہر دو شریک تھے (rei persequendae causa) ایسی اصطلاح تھی جو ہر نالش پر حاوی تھی خواہ وہ بہ مقابلۂ شئے ہو یا بمقابلۂ شخص کے جسکا مقصد محض دادرسی ہوتا تھا اور یہ نالش اُس نالش سے بالکل جدا تھی جسکا مقصد دادرسی اور تاوان (مرکب) یا محض تاوان ہوتا تھا۔ (Vindicatio) نالشات بربنائے عاریت (Commodatum) وکالت (Mandatum) شراکت (Societas) بیع و اجارہ یہ سب rei (persequendae causa) کی شکلیں تھیں۔ یہی حالت بربنائے امانت یا ودیعت Depositum) تھی تاوقتیکہ اسکی صورت امانت بحالت مجبوری Depositum miserabile کی نہ ہو جس صورت میں نالش "مرکب" ہوسکتی تھی کیونکہ اسکے اثر سے دوگنا ہرجہ مودَع یا امین کو ادا کرنا پڑتا تھا یا اسکے وارث کو اگر اُس نے بذات خود فریب کا ارتکاب کیا ہو[1]۔ اس معنی میں نالش مرکب کی دوسری مثال Actio vi bonorum raptorum تھی جو نالش بربنائے قانون Aquilius ہوتی تھی وہ حسب نوعیت مقدمہ Reipersecutoria ہوسکتی تھی (مثلاً اگر مدعا علیہ دین کو تسلیم کرلیتا اور مدت ماقبل میں اُس چیز کی قیمت اب سے زیادہ نہ تھی) یا مرکب جیسی کہ حالت ہو۔ نالش سرقہ Actio furti خالصتہً تعزیری ہوتی تھی Poenae Persequendae causa کیونکہ ہرجہ وصول شدنی کے علاوہ وہ ایک جداگانہ نالش کے

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۶-۱۷ -
[2] یعنی جو ایسی نالش سے متاثر جو جزاً شئے اور جزاً ذات سے متعلق تھی (دیکھو بیان قبل)

ذریعہ مالک اپنی چیز واپس لے سکتا تھا۔[1]

(۸) نالشات سادہ و برائے دوچند۔ سہ چند و چہار چند قیمت یا ہرجانہ۔[2]

نالش کو سادہ In simplum اُسوقت کہا جا سکتا تھا جب کہ نالش فقط شئے متنازعہ فیہ کی قیمت کے لئے کیجائے مثلاً معاہدہ بیع میں۔ دوچند Duplum اُسوقت کہتے تھے جب کہ قیمت کا دوگنا طلب کیا جاتا تھا (مثلاً نالش سرقہ غیر علانیہ Actio furti nec manifesti اور نالش تخریب غلام Actio Servi corrupti)۔ سہ چند قیمت کے تگنے کے لئے (مثلاً جب کہ مدعی اپنی عرض دعوے Libellus conventionis میں رقم واجب الادا سے زائد کا مطالبہ کرتا اور عہدہ دار (تعمیل کنندۂ طلب نامہ Viator) طلب نامہ کی تعمیل کرتا)[3]۔ چہار چند قیمت کے چوگنے کے لئے (مثلاً نالش سرقہ علانیہ Actio furti manifesti اور جبراً[4] Actio metus causa

(۹) نالش کل کے لئے یا واجب الادا سے کم کے لئے۔

یہ ظاہر ہے کہ نالش نقصان کے پورے معاوضہ کی بابت ہوا کرتی تھی لیکن مستثنیٰ صورتوں میں مدعی کو فقط ایک چیز کی بازیابی کی اجازت دیجاتی تھی مثلاً (۱) نالش برائے اثاثہ Actio de peculis میں باپ یا آقا بیٹے یا غلام کے دین کی ادائی کا ذمہ

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۶ - ۱۸ -

[2] واضح ہو کہ ان تقسیمات کے منجملہ کئی تقسیمات مخالف ہیں۔

[3] تعمیل کنندۂ طلب نامہ کو (Viator) استحقاق تھا کہ رقم متدعویہ کے تناسب فیس ہکلوا دا کیجائے۔

[4] تخویف (Metus) اور جبر (Duress) زیادہ تر بربنائے جواب دہی ہوتے ہیں (عذر تخویف (exceptio metus In integrum restitutio کیلئے بہ نسبت اسکے کہ وہ کسی نالش کی بنا قرار دئے جائیں لیکن نالش Quod metus causa چہار چند کیلئے اُسوقت کیجاتی تھی جب کہ ہرچہ مدعی کے ایسے فعل سے ہوا ہو جو اُس نے جبر کی بنا پر کیا تھا بشرطیکہ جبر کا سنگین نشانہ مدعی یا اُسکے رشتہ دار کی جان یا حفاظت پر تھا لیکن مدعیٰ علیہ رہا ہو جاتا تھا اگر وہ فائدہ واپس کر دیتا جو اُس نے اس طرح حاصل کیا تھا (دیکھو Justinian دفتر چہارم ۶ - ۲۷ -

مستوجب اسوقت ہوتا تھا جب کہ انکے ذاتی مطالبات کی وصولیابی کے بعد کافی اثاثہ بچ جائے (۲) جہاں جہیز[1] (dos) کی بابت شوہر پر نالش کیجاتی تھی یا اُس شخص پر جس نے کچھ تحفہ دینے کا وعدہ کیا تھا یا کوئی شخص اپنے اسلاف یا مربی یا شریک معاملہ پر نالش کرے۔ ہر صورت میں مدعی علیہ کے خلاف فیصلہ " ڈگری " اس مقدار میں انھیں دیا جاسکتا تھا جو اُسکی استطاعت سے زائد ہو یعنی یہ اجازت نہ تھی کہ اسقدر رقم کی ڈگری دی جائے جس سے وہ بالکل مفلس و محتاج ہو جائے[2]۔ (۳) مجرائی کی وجہ کم بھی وصول کیاجاسکتا تھا (مجرائی Compensatio[3]

(۱۰) نالشات کے متعلق یہ تصور بھی کیاجاسکتا تھا کہ انکی بنیاد اس وجوب پر ہوتی تھی جو معاہدہ یا معاہدۂ فعل ناجائز (Torts) یا مماثل فعل ناجائز سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس تقسیم کا صریح بیان (Institutes) میں نہیں ہے۔

کوئی نالش یا تو مدعی کے وجوبات کے متعلق ہوسکتی تھی یا اُن وجوبات کے متعلق جو اسکے کارندہ کے ذریعہ پیدا ہوے ہوں نالشات Actiones adjectitiae[4] qualitatis

دفعہ (۳)

مجرائی معاوضہ بہ یکسانی جنس و تشخیص رقم اداشدنی۔ مجرائی قانونی Plus petitio و مجرائی معاوضہ بلا امتیاز جنس و بلا تشخیص رقم اداشدنی Compensatio and deductio

(الف) مجرائی معاوضہ بہ یکسانی و تشخیص رقم اداشدنی و مجرائی معاوضہ بلا امتیاز جنس و بلا تشخیص رقم اداشدنی Compensatio and deductio

انگلستان میں یہ ہوتا ہے کہ اگر مدعی علیہ کے پاس مدعی کے دعویٰ کا کوئی جواب

---

[1] صفحہ ہذا ان دعاوی کے اثر سے جنکی اجازت شوہر کو تھی جہیز کی رقم متدعویہ میں تخفیف ہوسکتی تھی۔

[2] ایسی صورتوں میں مدعی علیہ کو جن رعایتوں کا حق تھا اسکو فائدہ استحقاق Benificium competentiae کہتے تھے۔

[3] دیکھو بیان مابعد۔

[4] دیکھو (Leage) صفحہ ۳۹۵۔

بجز اسکے نہ ہو کہ خود مدعی اُسکو رقم دعوے سے زائد یا اُسکے برابر یا اس سے کم رقم واجب الادا ہے تو عام طور پر ایسا عذر بذریعۂ عکس دعوے کیا جا سکتا ہے۔ مدعی علیہ مدعی کے دعوے کو تسلیم کر لیتا ہے لیکن اُسکے ساتھ ہی اسی نالش میں اپنا دعوے پیش کرتا ہے اور اگر اس نے اپنا دعوےٰ ثابت کر دیا تو دونوں دعاوی میں جو تفاوت ہو اُسکی بابت ڈگری دیجاتی ہے۔ اگر وہ رقم جو کل معاملہ کی بابت مدعی علیہ کو واجب الادا ہے اس رقم سے بڑھ جائے جو مدعی کو وصول شدنی ہے تو ڈگری مدعی علیہ کو ملتی ہے ورنہ مدعی کو اگرچہ یہ لازمی نہیں کہ ابتدائی دعوی کی رقم دلائی جائے۔

اصول مجرائی (Compensatio) کے ذریعہ رومی تدریجاً قریب قریب اسی نتیجہ پر پہنچے اور اسی اصول کی تعریف یوں کی گئی لا یعنی جو کچھ کہ واجب الوصول و واجب الادا ہے انکے مابین اُسکا حساب" قانون ملک کی رو سے اگر کوئی وجوب بر بنائے معاملہ محض قانونی (Negotium stricti juris) پیدا ہوتا (مثلاً اقرار زبانی (Stipulation) اور اگر اس بنا پر نالش کیجاتی تو مدعی کی کامیابی لازمی تھی اگرچہ کسی اور معاملہ کی بابت مدعی علیہ سے اُسکو مساوی یا زاید رقم واجب الادا تھی اگر مثلاً زید ذریعۂ اقرار زبانی (Stipulation) عمرو سے پانسو (Aurie) دینے کا وعدہ کرتا تو اس طرح سے جو یک طرفہ وجوب زید پر عاید ہوا اُسکی تردید اس عذر داری سے نہیں ہوسکتی تھی کہ عمرو ایک گھوڑے کے زر ثمن کی بابت (Emptio vendito) بیع و شری) زید کو پانسو (Aurie) بایدا دینا تھا۔ یہ دونوں معاملے بالکل غیر متجانس تھے اور ہر فریق کو چاہئے تھا کہ اپنے اپنے دعوں کی تعمیل جداگانہ کرائے۔ لیکن اسکے برخلاف جب کہ معاملہ مبنی بر نیک نیتی (Negotium bonae-fidei) ہو تو اس سے یہ متصور ہوتا تھا کہ وجوبات باہمی میں "ایک ہی قسم کے وجوبات" ایک ہی قسم کے معاملہ سے۔ اور اسی لئے ایسی صورتوں میں (In Judicia bona-fidei) جج کو اجازت تھی کہ اگر اسکے اختیار تمیزی میں ایسا کرنا مناسب معلوم ہو تو فریقین کے مطالبات کی مجرائی کا حکم دے۔ اگرچہ فرد مقدمہ (Formula) میں کوئی ایسی بات صریحاً درج نہ تھی جس سے اسکو ایسا اختیار حاصل ہوتا۔ کسی ساہو (ساہو Argentarius) یا مشتری جائداد دیوالیہ (Bonorum emptor) کی صورت میں ایک دوسرا ہی طریقہ رائج تھا خود فرد مقدمہ (Formula) کی ترمیم کیجاتی تھی۔ اگر کوئی ساہو (ساہو Argentarius) اپنے کسی گاہک پر

نالش کرتا تو عرض دعوے (Intentio) میں ترمیم ہو سکتی تھی اور اسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ مجبور تھا کہ مجرائی کی بابت وضعات کا عمل کرنیکے بعد نالش پیش کرے اور عرض دعوی (Intentio) اس طرح مرتب ہوتا تھا کہ وہ فقط مابقی رقم کا مطالبہ تھا۔ اسکے برخلاف جب مشتری جائداد دیوالیہ (Bonorum emptor) کسی ایسے شخص پر نالش کرتا جو دیوالیہ کا (جسکا قائم مقام مدعی تھا) مدیون تھا اگر جسکا مدیون خود مدعی تھا تو وہ نالش رقم مابقی کی بابت (Cum deductione) ہوتی تھی گو کہ عرض دعوے (Intentio) میں کامل رقم دعوے میں درج ہوتی تھی لیکن فقرۂ فیصلہ میں حاکم عدالت کو یہ ہدایت دیجاتی تھی کہ رقم مابقی (Cum deductione) کی بابت فیصلہ صادر کرے یعنی اُس رقم کی بابت جو وضعات باقی رہتی[1]

ایسا پایا جاتا ہے کہ زمانہ جیسا جیسا گزرتا گیا پریٹر اُس دعوے میں مداخلت کرنے لگا جو بربنائے (Actio stricti juris) نالش محض قانونی کیا گیا تھا۔ مقدمہ کی ماہیت کے اعتبار سے وہ مجرائی (Compensatio) کی اجازت نہیں دے سکتا تھا گر اس وجہ سے کہ اپنے عام قانونی حق پر اصرار کرنے سے باوجود اس علم کے کہ وہ کسی دوسرے معاملہ کی بابت خود اُس پر مدعی علیہ کی کچھ رقم باقی ہے ناانصافانہ تصور ہوتا تھا۔ اس وجہ سے یہ عملدرآمد رائج ہوا کہ مدعی علیہ کو عذرداری فریب (Exceptio doli) عطا کیا جائے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ مجرائی دینے کے عوض مدعی کا دعوے بالکل خارج کر دیا جاتا تھا۔ اس سے جو ناانصافی ہوتی تھی اسکی تلافی (Marcus aurelius) نے یوں کی کہ ایسی صورت میں مدعی کا دعوی بالکل خارج نہیں ہونا چاہئے بلکہ عذرداری فریب (Exceptio doli) کا عمل مجرائی کا ہونا چاہئے اور جج کو چاہئے کہ زر مابقی کی بابت فیصلہ "ڈگری" صادر کرے (زر مابقی (Cum deductione) جیساکہ مشتری جائداد دیوالیہ۔ (Bonorum emptor) کی صورت میں ہوتا تھا[2]

---

[1] (دیکھو Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۶۳ - ۶۵) ساہو (Argentarius) اور مشتری جائداد دیوالیہ (Bonorum emptor) کے درمیان ذیلی اختلافات تھے ان کے لئے دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۶۶ - ۶۸)

[2] دیکھو (Sohm) صفحہ ۴۵۹ - ۴۶۰ -

نالشات مبنی بر نیک نیتی Bona-fidei actiones (جس میں مجرائی معاوضہ Compensatione جج کے اختیار تمیزی پر منحصر تھا) اور نالشات محض قانونی Stricti juris (جس میں عذر داری فریب Exceptio doli کا صحیح اندراج بہ ثبوت قانونی ہونا پڑتا تھا) کے ضابطۂ عمل میں جو فرق تھا اسکو Justinian نے مٹا دیا اور یہ اجازت دی کہ عذر داری صریح کے بغیر تمام صورتوں میں مجرائی معاوضہ کو تسلیم کر لیا جائے تجویز Judicium یا نالش کی ماہیت کچھ ہی ہو الا اسکے کہ :-
(الف) عکسی دعوے کا ثبوت سہل ہو اور (ب) وہ ایسی نالش میں ہرگز نہیں کیا جا سکتا تھا جو بر بنائے امانت یا ودیعت Depositum کی گئی تھی[1]
Justinian کہتا ہے کہ جہاں دعاوی سہل الثبوت ہوتے تھے Compensationes معاوضات جو صریح طور پر قانون پر مبنی ہوں Quae aperto jure nituntur) تو دعاوی قانون ؛ خود بخود گھٹ جاتے تھے Ipso jure ۔لیکن ان الفاظ سے یہ مطلب نہیں نکالنا چاہئے کہ دو دعوے ایک دوسرے کو ساقط کر دیتے تھے (کلیتہً یا جہاں تک تعلق تھا Protanto جس وقت کہ مجرائی Set off کا عذر پیش کیا جائے بلکہ اس سے مراد یہ تھی کہ جب یہ فیصلہ کرنا کہ عکسی دعوے جائز ہے تو اسکا فیصلہ موثر بہ زمانۂ گزشتہ ہوتا تھا یعنی یہ سمجھا جاتا تھا کہ ابتدا سے دعوے نے ایک دوسرے کو باطل کر ڈالا اسکا عملی اثر خصوصیت کے ساتھ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کا دعوے قرضہ سودی کے متعلق ہو تا وقتیکہ فیصلہ نہ ہو مجرائی Set off نہیں ہو سکتی ۔لیکن اس وجہ سے اسکا حساب اس وقت سے کیا جاتا ہے جب کہ یہ عذر پیش کیا گیا تو اس تاریخ سے مدعی کو سود فقط زر باقی پر (اگر کچھ ہو) دلایا جائے گا[2]
(ب) واجب الادا (یا فتنی) سے زیادہ کا دعوے (Plus petitio) کوئی مدعی حق سے زیادہ دعوے کر سکتا تھا۔

---

[1] Ex dispari causa اور تمام الشات متعلق جائداد غیر منقولہ میں بھی۔ یہ امر تنازعہ فیہ ہے کہ آیا Justinian پہلا شخص تھا جس نے نالشات متعلق شئے کو اصول مجرائی کی وسعت کے اندر شامل کیا۔
[2] مقابلہ کرو (Sohm) سے صفحہ ۴۶۱ - ۴۶۳۔

(۱) بلحاظ شئے کے: جیسے پانسو بجائے پانچ کے۔
(۲) بلحاظ زمانہ (Tempore) جیسے کہ ناچ میں ایسے دین کی بابت نالش کی جو جون میں واجب الادا (یافتنی) ہو۔
(۳) بلحاظ مقام (loco) جیسے وعدہ مقام (Ephesus) پر دینے کا تھا اور نالش روما (Rome) میں کی گئی۔
(۴) بربنائے وجہ (Causa) جیسے کہ وعدہ پچاس (Aurei) یا ایک غلام دینے کا تھا اور مدعی کسی ایک کی بابت نالش کرتا ہے جس سے مدعی علیہ اختیار انتخاب سے محروم کردیا گیا۔ اسکے بالعکس مدعی اپنے حق سے کم کی نسبت بھی دعوے کرسکتا تھا۔
(Gaius) کے زمانہ میں اسکا نتیجہ حسب ذیل ہوتا تھا۔ حصۂ بیان یا عنوان مقدمہ (Demonstratio) میں کوئی غلطی ہوجائے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا (Falsa demonstratione rem non perimi) غلط عنوان مقدمہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا[1]
اگر عرض دعوے (Intentio) میں کوئی ایسی غلطی ہوتی جس سے دعوے بابت زاید از یافتنی کا کیا جاتا تھا (Plus petitio)[2] تو نتیجہ مدعی کے حق میں مضر ہوتا تھا۔ اسکے برخلاف اگر مدعی اپنے حق سے کم کی نسبت دعوے کرتا تو یہاں تک عرض دعوی (Intentio) تو درست ہوتا تھا لیکن اسی (praetorship) میں زر باقی کا دعوے نہیں کیا جاسکتا تھا اور اگر کیا جاتا تو مدعی علیہ یہ عذرداری (Exceptio litis dividuae) پیش کرسکتا تھا کہ (یعنی مدعی کو تجزیۂ مطالبہ "جزدعوے کو ترک کرنے" کا حق نہ تھا) فقرۂ فیصلہ (Condemnatio) میں اگر رقم زاید لذ واجب الوصول "یافتنی" لکھی جاتی تو کوئی مضایقہ نہ تھا کیونکہ مدعی علیہ (حالت سابقہ In integrum restitutio) حاصل کرسکتا تھا لیکن اگر مدعی کم کا دعوے کرتا تو زر باقی کی بابت اسکا حق زایل ہوجاتا تھا۔ عرض دعوی Intentio

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۵۸۔
[2] جب عرض دعوے Intentio غیر مشخص Incerta ہوتا Quidquid paret تو ایسی غلطی کا ہونا ناممکن تھا۔

میں بھی غلطی سے ایک چیز کے عوض دوسری چیز کا دعوے کرنے سے کوئی مضر نتیجہ نہیں ہوتا تھا مثلاً زید بجائے عمرو کے۔ کیونکہ (Gaius کے زمانہ میں مدعی نیا دعوے پیش کرسکتا تھا اور Justinian کے زمانہ میں اسی کارروائی میں غلطی کی تصحیح ہوسکتی تھی۔

لیکن نظام نوشہ ہدایتی میں بھی یہ ہوتا تھا کہ مطالبہ زاید از واجب الوصول " یا فتنی " بلحاظ مقام Plus petitio loco کی صورت میں دادرسی کی جاتی تھی کیونکہ De eo quod certo loco Dari opertet شئے کو اسکے مقررہ مقام پر دینے کے متعلق جو پریٹر کی مروجہ نالش تھی پیش ہوسکتی تھی جسکی رو سے اگر ادائی کسی خاص مقام پر نہ ہوتی تو مدعی کسی اور مقام پر نالش کرسکتا تھا اور فیصلہ میں اُس نقصان کا لحاظ ہوتا تھا جو مدعی کو تبدیل مقام کی وجہ سے برداشت کرنا پڑا تھا۔ (زینو Zeno) نے یہ قاعدہ جاری کیا (الف) کہ جہاں زاید از واجب الوصول " یا فتنی " بنسبت بمدت Plus petitio tempore ہوتا تو مدعی پھر دعوے کرسکتا تھا۔ بشرطیکہ مدعی علیہ کے اخراجات ادا کرے اور اُس مدت کے دوگنے عرصہ تک انتظار کرے جو تکمیل میعاد مقررہ کے لئے ضروری ہوتی اور (ب) کہ جہاں مدعی دین واجب الادا سے کم کی نسبت دعوے کرتا (مثلاً اسکی بجائے پانچ (Aurie) تو فیصلہ کل رقم کی بابت صادر ہوسکتا تھا۔ یہ ترمیمات Justinian کے زمانہ میں بدستور جاری رہیں اور شہنشاہ مذکور نے یہ قاعدہ جاری کیا کہ اگر بلحاظ مدت Tempore کے سوائے کسی اور طریقہ سے زاید مطالبہ کیا جائے (مثلاً بلحاظ یا متعلق شئے (re) تو مدعی کا حق زائل نہیں ہوتا تھا بلکہ اسکو یہ سزا دیجاتی تھی کہ مطالبۂ زاید کی وجہ سے مدعی علیہ کا جو نقصان ہوا تھا اُسکا تگنا ادا کرے مثلاً وہ زاید رقم جو فیس Sportulae کے طور پر تعمیل کنندۂ طلب نامہ Viator کو دی گئی تھی۔

دفعہ (۴)

نالشات بربنائے معاہدۂ نائب۔ نالش جو اپنے زیر اختیار شخص کے نقصان پہنچانے کی صورت میں کی جائے۔ نالش حوالگی بربنائے نقصان رسانی جانوراں Actiones adjectitiae qualitatis noxal actions Pauperies

(الف) نالش بربنائے معاہدۂ نائب۔

Gaius اور Justinian دونوں نے چھ نالشات کا ذکر کیا ہے۔

جن سے کوئی آقا یا ابوالعائلہ Pater familias ایسے معاہدہ کی بابت ذمہ دار قرار دیا جا سکتا تھا جو اُسکے زیر اختیار کسی شخص نے کیا تھا۔ (مثلاً غلام یا بیٹا) ۔ انکے منجملہ دو نالشیں (متعلق بہ کپتان جہاز Exercitoria اور متعلق بہ گماشتہ Institoria ایسی تھیں کہ کسی شخص پر ایسے معاہدہ کی بابت ذمہ داری عائد کیجا سکتی تھی جو کسی ایسے شخص نے کی تھی جو اسکے زیر اختیار نہ تھا مثلاً کوئی آزاد شخص ثالث۔ نالشات جو پریٹر کی مروجہ تھیں انکو نالش اضافی Adjectitiae qualitatis کہتے تھے اسوجہ سے کہ باستثنائے غلام (جس پر نالش نہیں ہوسکتی تھی) ان نالشوں میں معمولی چارۂ کار کے علاوہ مزید چارۂ کار حاصل تھا۔ اس قسم کے معاہدہ کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ اُس سے دو متاثرہ وجوبات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کارندہ کے اور دوسرا اصل شخص کے مقابل میں نالشات زیر بحث حسب ذیل تھیں:۔

بربنائے کارندگی صریح Quod jussu متعلق کپتان جہاز Exercitoria متعلق گماشتہ Institoria متعلق قسمت Tributoria متعلق شئے بالعکس De in rem verso متعلق اثاثہ De peculio

نالش بربنائے کارندگی صریح Quod jussu اسوقت کیجاتی تھی کہ بالادست نے یا بزرگ نے صریحاً اپنے بیٹے یا غلام کو معاہدہ کرنیکا مجاز بنایا ہو یا بعد میں اُنکے اقبال کو منظور کیا ہو۔ نالش متعلق کپتان جہاز Exercitoria کا استعمال اُسوقت ہوتا تھا جب کہ کسی شخص (کپتان جہاز Exercitor اپنے غلام یا بیٹے یا کسی آزاد شخص ثالث ہی کو کسی جہاز کا ناخدا بنایا ہو اور کارندہ نے اسکے معاملات کے متعلق کوئی معاہدہ کیا ہو جسکا کرنا لازمی تھا۔ نالش متعلق گماشتہ Institoria اسوقت کیجاتی تھی جب کہ کسی شخص نے اپنے غلام یا بیٹے یا شخص ثالث کو اپنا گماشتہ Institor بنایا تھا یعنی ایسے کارندہ کو کسی دکان کا کاروبار یا کسی معاملہ کا انتظام سونپا تھا اور اس کے بیوپار کے متعلق اُس ایجنٹ یا کارندہ نے کوئی معاہدہ کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں نالشوں میں اصل شخص نے صراحتاً یا اجمالاً دوسرے کو اختیار دیا ہے۔ اس لئے دوسرا فریق معاہدہ اس سے ہر وقت پوری رقم وصول کر سکتا تھا۔ متعلق قسمت Actio tributoria اُسوقت ہوتی جب کہ اپنے بالادست یعنی بزرگ کے علم سے بیٹا یا غلام اپنے اثاثہ Peculium سے تجارت کریں۔ اور اپنے کاروبار کے دوران میں معاہدہ کریں ایسی صورت میں قاعدۂ کلیہ یہ تھا کہ

اس قدر حصہ اثاثہ کا جتنا کہ کاروبار پر لگایا گیا تھا اگر وہ تمام دیون کی ادائی کیلئے ناکافی ہو تو بالادست اور دیگر دائنین کے مابین اثاثہ بلحاظ تناسب حقوق تقسیم کر دیا جاتا تھا یا تقسیم آقا خود کرتا تھا اور اگر کسی دائن کو یہ معلوم ہوتا کہ وہ خلاف انصاف کام کر رہا ہے تو پریٹر اسکو اسکے حقوق کے حصول کیلئے متذکرۂ صدر نالشیں کرنیکی اجازت دیتا تھا Actio de in rem verso اور نالش نسبت اثاثہ De peculio کو عموماً ایک ہی فرد مقدمہ میں ملا دیا جاتا تھا اور وہ نالش اسوقت کیجاسکتی تھی جب کہ کوئی بیٹا یا غلام جس نے اپنے بالادست کی رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ کیا ہو۔ اگر بالادست اس سے منتفع ہوا ہو تو فریق ثانی بذریعۂ نالش متعلق شئے بالعکس Actio de in rem verso ادائی کامل کا یا اگر جو نفع بالادست کو حاصل ہوا ہو اسکی مقدار کل رقم دعوے کے برابر نہیں ہوتی تھی نفع محصلہ کی مقدار کی حد تک دعوے کر سکتا تھا۔ اور اگر بالادست کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوا ہو تو دائن نالش متعلق اثاثہ Actio de peculio دائر کر سکتا تھا تاکہ ادائی فقط کارندہ کے اثاثہ سے کیجائے اور وہ بھی اسوقت جب کہ بالادست نے اپنے مطالبات کو منہا کر لیا ہو۔

رہا یہ امر کہ کونسی نالش بربنائے معاہدۂ نائب Actio adjectitiae Qualitatis فریق ثانی کو کرنی چاہئے اسکا انحصار لازماً حالات پر ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر واقعات سے نالش بربنائے حکم Quod jussus نالش نسبت کپتان جہاز Exercitoria یا نالش نسبت گماشتہ Institoria کا حق پیدا ہوتا تو ان تینوں میں سے اس چارۂ کار کو اختیار کیا جاتا جسکے ذریعہ پوری ادائی ممکن ہوسکتی ہو۔ Actio tributoria اور نالش نسبت اثاثہ Actio de peculio میں اول الذکر سے یہ فائدہ تھا کہ Actio de peculio کی طرح بالادست پہلے اپنا زر مطالبہ وضع نہیں کر سکتا تھا اور Actio de peculio کو نالش Tributoria پر ترجیح اس لئے تھی کہ اول الذکر میں (آقا کے دعوے کی تکمیل کے بعد) غلام کا اثاثہ تمام و کمال لیا جاسکتا تھا درحالیکہ موخر الذکر میں فقط اس حصہ خاص پر اثر پڑتا تھا جو کسی کارروائی خاص پر لگایا گیا تھا۔[1]

نالش ہرجانہ

(ب) (جو زیر اختیار اشخاص کے نقصان پہنچانے کی صورت میں کیجاتی)

---

[1] یعنی غلام اپنے اثاثہ کے فقط ایک حصہ سے تجارت کر سکتا تھا یا اسکے مختلف حصوں کو مختلف کاروبار پر لگایا جاسکتا تھا۔

الواح اثنا عشر کا زمانہ آنے سے پہلے ہی نالش حوالگی متضرر Noxae deditio کا اصول اپنی منزل دوم پر پہنچ چکا تھا۔ اگر کسی شخص ثالث کو کسی بیٹے یا غلام سے مضرت پہنچتی تو اسکو یہ حق حاصل نہیں رہتا تھا کہ وہ مضرت رساں کو اُسکے حوالہ کرنے پر مجبور کرے بلکہ اُسکا حق محض اتنا تھا کہ مضرت رساں کی حوالگی پر آقا کو صرف اسوقت مجبور کرسکتا تھا جب کہ وہ مضرت کی بابت ہرجہ ادا نہ کرے[1] Gaius کے زمانہ میں حوالگی متضرر غلاموں تک محدود تھا گو کہ از روئے نظریہ اسکا اطلاق بیٹوں پر بھی ہوسکتا تھا اور کسی قدر رعایت کے ساتھ اشخاص بحالت In mancipii causa اور زوجہ زیر اختیار شوہر[2] In manu کی نسبت بھی اسکا استعمال ہوسکتا تھا۔ زوجہ زیر اختیار شوہر (In manu) اور اشخاص بحالت مملوک In mancipii causa کی جو قانونی حیثیت تھی اُسکا وجود Justinian کے زمانہ میں باقی نہیں رہا تھا اور بیٹوں کی حوالگی بہ پاداش مضرت تو بالکل متروک ہوگئی تھی۔ پس حوالگی متضرر کے اصول کا اطلاق صرف غلاموں پر ہوتا تھا اور جس غلام کو اس طرح حوالہ کر دیا جاتا تھا اگر اُسکے پاس کافی رقم ہوتی جس سے اس مضرت کا معاوضہ ہوسکے جو اُس نے پہنچائی ہو تو وہ اپنے نئے آقا کو اپنی آزادی پر مجبور کرسکتا تھا[3]

نالشات حوالگی متضرر قانون موضوعہ پر مبنی ہوتے تھے یا پریٹر کے اختراع کردہ ہوتے تھے بر بنائے قانون موضوعہ :- کی مثالیں یہ ہیں :- بصورت سرقہ ایسی نالش بر بنائے قانون الواح اثنا عشر لائی جاتی تھی۔ اور بصورت مضرت جائداد Damnum injuria datum بر بنائے قانون (Aquilia)۔ اور مضرت شخصی Injuria اور Vi bona rapta کی صورتوں میں جو نالشیں لائی جاتی تھیں وہ پریٹر کی مخترعہ نالشات کی مثالیں تھیں[4]

اس نالش کو ہمیشہ مضرت رساں کی ذات سے تعلق ہوتا تھا Noxa caput sequitur پس اگر زید کا غلام خالد عمرو کو مضرت پہنچاتا تو عمرو زید پر نالش کرسکتا تھا اُس وقت تک

---

[1] اگر کوئی غلام اپنے آقا کے حکم سے مضرت پہنچاتا تو وہ فعل آقا کا ذاتی ہوتا اور اس پر راست نالش ہوسکتی تھی۔
[2] مقابلہ کرو (Gaius) سے دفتر چہارم فقرہ ۸۰۔
[3] دیکھو (Justinian) دفتر چہارم ۸ - ۳۔
[4] دیکھو (Gaius دفتر چہارم فقرہ ۷۶۔

جب تک کہ خالد زید کی ملکیت میں رہے ۔ اگر خالد بکر کو بیچ دیا جاتا تو نالش زید کے مقابل میں بلکہ بکر کے مقابل میں ہوسکتی تھی اگر خالد آزاد کردیا جائے تو ایسی صورت میں نالش حوالگی متضرر خالد کی ذات پر راست ہوسکتی تھی ۔ اسکے برعکس خالد جو ایک حر اور خود مختار Sui juris ہو عمرو کو مضرت پہنچائے اور بعد میں بذریعۂ تبنیت خود مختار Arrogation بکر کے اختیار پدری میں چلا جائے یا بکر کا غلام ہوجائے ۔ عمرو کو خالد کے مقابلہ میں جو حق نالش راست کا تھا وہ بہ مقابلۂ بکر حوالگی متضرر سے متبدل ہوگیا[1]

اگر غلام اپنے آقا کو مضرت پہنچائے تو اسکا کوئی قانونی نتیجہ نہ تھا چونکہ کسی شخص اور اسکے زیر اختیار کے مابین کسی قسم کا قانونی وجوب نہیں پیدا ہوسکتا تھا ۔ اگر زید جو عمرو کا غلام ہے بکر کو مضرت پہنچاتا اور اسکے بعد بکر اسکو خرید لیتا تو اسی اصول کی بنا پر ادغام Merger کے اثر سے بکر کی نالش معدوم ہوجاتی تھی[2]

(ج) نالشات حوالگی بربنائے نقصان رسانی جانوراں Pauperies

اگر کسی کا چوپایہ جانور بلا وجہ کسی کو نقصان پہنچائے تو از روئے الواح اثنا عشر جانور کے مالک کے خلاف مضرت رسیدہ کو ایک قسم کی نالش حوالگی بربنائے مضرت کی نوع کی نالش حاصل تھی جیسا کہ اصلی نالش حوالگی متضرر کی صورت میں ہوتا تھا جانور کے اس مالک پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی جو بروقت ارجاع نالش مالک ہو نہ کہ لازماً وہ شخص جو بوقت مضرت رسانی مالک تھا ۔ اس نالش کا تعلق مضرت رساں کی ذات سے ہے Noxa caput sequitur اور مدعی علیہ پر لازم تھا کہ یا معاوضہ ادا کرے یا جانور حوالہ کردے ۔ یہ نالش صرف اسوقت لائی جاسکتی تھی جب کہ جانور کا فعل خلاف فطرت Contra naturam ہوتا تھا یعنی شرارت سے اور جو جانور بالکل وحشی تھے ان جانوروں سے یہ اصول متعلق نہیں ہوتا تھا ۔ چونکہ جیسے ہی وہ چھوٹ جاتے انکا کوئی مالک باقی نہیں رہتا تھا[3] اور اس طرح سے جو نقصان

---

[1] لیکن Justinian کے زمانہ میں تبنیت بالغ کا یہ اثر نہیں ہوتا تھا ۔ کیونکہ اس سے خالد قائم مقام ابن العائلہ ہوتا تھا ۔ اور اس زمانہ میں بیٹے حوالہ نہیں کئے جاتے تھے ۔

[2] Proculians کی رائے میں وہ صرف معطل ہوجاتی تھی (دیکھو Gaius دفتر چہارم فقرہ ۷۸)

[3] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۔ ۹ ۔

وہ پہنچائیں اسکی ذمہ داری کسی پر عائد نہیں کیجا سکتی تھی جب کوئی شخص کتا خنزیر جنگلی خنزیر ریچھ یا ببر کو ایسے مقام پر رکھتا جو گزرگاہ عام (Qua vulgo iter fit) ہو جہاں سے عوام گزرتے ہیں) تو اُسکی بابت (Aediles) کے اعلان احکام نے ایک خاص چارۂ کار قانونی مقرر کیا تھا اگر کسی حُر کو مضرت پہنچتی تو نج حسب صوابدید خویش سزا دیتا اگر دوسری قسم کی مضرت ہو تو نقصان دوگنا بطور تاوان ادا کرنا ہوتا تھا۔

نالش جوالگی بربنائے نقصان رسانی جانوراں actio de pauperie

اور نالش بربنائے اعلان احکام یہ دونوں وقت واحد میں یا دوش بدوش کیجا سکتی تھیں کیونکہ دونوں تعزیری تھیں ۔

دفعہ (۵) عذر داری

عذرداری کی عام ماہیت کے متعلق جو نظام ضابطۂ غیر معمولی Extraordinaria judicia میں بھی جوابدہی خاص پر دلالت کرتی تھی قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے اس کے اہم اقسام حسب ذیل ہیں :۔

(۱) بعض عذر داریاں قانون موضوعہ اور بعض پریٹر کے احکام پر مبنی تھیں۔ عذرداری بربنائے S. C. Macedoniani اور عذرداری بربنائے S. C Trebelliani اول الذکر کی اور عذرداری تخویف و جبر Exceptio metus اور فریب Doli mali آخرالذکر کی مثالیں تھیں حسب بیان متذکرۂ صدر اگر کوئی شخص بذریعۂ تخویف جبر یا فعل ناانصفانہ یعنی فریب Dolus metus کوئی فائدہ عطا کرنے پر آمادہ کیا جاتا تو وہ شخص یا تو دعوے کے in Integrum restitutio حالت سابقہ کو بحال کرالیتا یا اُس کے ساتھ جو طریق عمل زیر بنائے تخویف Quod metus causa یا فریب Doli اختیار کیا گیا بطور جواب دعوے پیش کرتا Exceptio in jure[۱] ایسا پایا جاتا ہے کہ رومی قانون میں عذر داری فریب میں نہ فقط وہ تمام شامل تھے جسکو قانون انگلستان کی اصطلاح میں تحریب۔ خلاف بیانی۔ اور دواب ناجائز کہتے ہیں بلکہ عام طور پر ہر قسم کا ناانصفانہ طریق عمل شامل تھا

[۱] جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے Judicium bonae fidei میں ایسی جوابدہی کا پیش کرنا غیر ضروری تھا۔

مثلاً نالش محض قانونی Stricti juris میں پوری رقم واجب الادا کا دعوے کرنا جب کہ مدعی علیہ اصطلاحی قواعد کی وجہ سے مجرائی کا دعوی نہیں کرسکتا۔
(۲) بعض عذر داریاں ہمیشہ پیش ہوسکتی تھیں۔ (قاطع یا دوامی Peremptoriae) یا perpetuae) اور بعض (عارضی dilatoriae یا Temporales) عذر داری بربنائے تخویف وجبر Exceptio metus causa فریب اور عذرداری اگر مدعی نے دعوی نہ کرنیکا اقرار کیا ہو Pacti conventi اول الذکر کی مثالیں ہیں بشرطیکہ دائن نے کبھی دعوے نہ کرنیکا اقرار کیا ہو۔ عذرداری دستبرداری مدعی Pacti conventi آخر الذکر کی مثال اُسوقت ہوسکتی ہے جب کہ مدعی نے صرف ایک مدت معینہ تک مثلاً پانچ سال تک دعوے نہ کرنیکا وعدہ کیا ہو۔ Litis dividuae اور شئے مابقی Rei residuae بھی آخر الذکر کی مثالیں ہیں۔ عذرداری Exceptio litis dividuae اُسوقت پیش کیجاتی تھی جب کہ مدعی نے اپنے حق سے کم کا دعوے کیا ہو اور بعد میں جزو متروک کی بابت نالش کرے تو عذر داری پیش ہوسکتی تھی۔ یہ محض عارضی Dilatoria تھی کیونکہ وہ اسی پریٹر کے زمانہ میں پیش کیجاسکتی تھی جسکے زمانہ میں نالش اولے لائی گئی ہو۔ جہاں کسی شخص کو ایک ہی مدعی علیہ کے مقابلہ میں مختلف بنا ہائے دعوے حاصل ہوں اور وہ چند کی بابت نالش کرے اور بعد میں باقیماندہ بنا ہائے دعوے پر دعوے کرے تو دیگر بنا ہائے دعوی کی نالش ایسی صورت میں جزو متروک Exceptio rei residuae کی عذرداری صرف اسوقت کارآمد ہوسکتی تھی جب کہ دعوے ثانی پریٹر سماعت کنندہ نالش اولے کے اجلاس پر پیش ہو۔[1]
پس یہ ظاہر ہے کہ عذرداری دوامی سے مدعی کے دعوے کی ہمیشہ تردید ہوتی تھی اور عذرداری عارضی سے فقط ایک محدود مدت کے لئے (Gaius) کے زمانہ میں اگر مدعی باوجود عذرداری کے پیش ہونیکے اپنے مقدمہ کے چلانے پر اصرار کرے تو وہ مقدمہ ہار جاتا تھا کیونکہ اُس کا کل حق نالش کلیتہً زائل ہوجاتا تھا Justinian کے زمانہ میں جو شخص مدت مقررۂ تعمیل سے پہلے نالش کرتا اُسکو عذرداری عارضی سے جوابدہی کیجاتی تھی اور وہ مقدمہ ہار جاتا تھا

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۲۱-۱۲۲ - Justinian کے زمانہ میں عذرداری Litis dividuae اور عذرداری شئی مابقی Rei residuae غیر مروج تھی۔

لیکن وہ دوبارہ نالش کرسکتا تھا اگرچیکہ اس پر وہ تمام تادان عائد کئے جاتے تھے جو کہ ازروئے حکم زینو Zeno پیش از وقت نالش لانیکی سزا میں مقرر کئے تھے[1]
عذرداری متعلق بہ مدعی علیہ Rei coherens کو نہ فقط کوئی خاص مدعی علیہ استعمال کرتا تھا بلکہ وہ تمام اشخاص اُسکو پیش کرسکتے تھے جو ایک ہی بنا پر دعویدار ہوں۔ مثلاً اسکے ورثا اور اسکے دیون کے ضامنین۔ لیکن عذرداری متعلق بذات Personae coherens سے فقط مدعی علیہ مستفید ہوسکتا تھا۔ عذرداریوں کی بیشتر تعداد Rei coherentes کی تھی مثلاً فریب اور تخویف۔ عذرداری ہائے Personae coherentes کی مثالیں عذرداری دست برداری مدعی از دعوے Exceptio pacti conventi جبکہ معاملہ صریحاً کسی خاص مدعی علیہ سے مخصوص ہوتا تھا اور عذرداری منتقلی جائداد بہ دائن Nisi bonis cesserit اسکے برعکس عذرداری بالتعمیم In rem کسی مدعی کے مقابل میں بھی پیش ہوسکتی تھی مثلاً تخویف و جبر (Metus) لیکن عذرداری بالتخصیص Inpersonam کسی خاص مدعی کے مقابل میں ہوسکتی تھی مثلاً عذرداری فریب Exceptio doli

دفعہ (۶) احکام امتناعی INTERDICTS

ابتدا میں اصطلاح حکم امتناعی Interdictum یا حکم Decretum کے معنی مجسٹریٹ کے حکم کے تھے۔ خواہ وہ مفوضہ اختیار شہنشاہی[2] Imperium کی رو سے جاری کرتا تھا اور جسکے ذریعہ کسی شخص کو حکم دیا جاتا تھا کہ کوئی کام کرے (Durectum) یا کسی فعل کے اجتناب Interdictum کے لئے ایسے احکام خانگی اشخاص کی سہولت کیلئے نہیں بلکہ اکثر غرض عامہ کی بنا پر جاری کئے جاتے تھے چنانچہ ایسے احکام کا منشا یہ ہوسکتا تھا کہ جو جرائم جائداد غیر قابل تجارت Extra commercium (معابد۔ قبرستان وغیرہما) کے خلاف کئے جائیں انکا انسداد کیا جائے یا انکی بابت سزا دیجائے

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۳ - ۱۰ -
[2] دیکھو Justinan دفتر چہارم ۱۴ - ۴ -
[3] یعنی کارروائی غیر معمولی Extra ordinem

یا خانگی جائداد (شئے قابل تجارت Res in commercio) کے قبضہ کی حفاظت اور حمایت کیجائے ۔ کیونکہ لوگوں کے قبضہ میں بیجا دخل دینے سے اکثر نقض امن ہوتا ہے ۔ اول اول ایسے احکام غالباً مقدمہ کی صورت حال پر کامل غور کرنیکے بعد دئے جاتے تھے اور اسلئے وہ قطعی ہوتے تھے ۔ مجسٹریٹ سرکار کے نائب کی حیثیت سے اور ریاست کی بہبودی کو مدنظر رکھ کر بطور خود قطعی فیصلے صادر کرتا تھا ۔ مگر (Gaius) کے زمانہ میں یہ عام قاعدہ نہیں تھا کیونکہ اکثر صورتوں میں حکم امتناعی وہ حکم ہوتا تھا جو مسئلۂ حقوق فریقین کی پوری پوری تحقیقات اور جانچ کئے بغیر صادر کیا جاتا تھا ۔ اور صورت حالت مقدمہ کی جانچ متعاقب معمولی تحقیقات Judicium میں ہوتی تھی جسکی بنا وہی حکم امتناعی ہوتا تھا ۔ پس نظام ضابطۂ ہدایتی کے دور میں حکم امتناعی عموماً حاکم عدالت سے مقدمہ کی سماعت کرانیکا ایک غیر معمولی طریقہ تھا ۔ اور تحقیقات Judicium کارروائی مروجہ In jure پر نہیں بلکہ اس حکم پر ہوتا تھا جو سرسری طور پر پریٹر نے اپنی انتظامی حیثیت سے جاری کیا تھا ۔

احکام امتناعی کی تقسیم حسب ذیل ہوسکتی تھی :—

(۱) حکم امتناعی عام Populare ہوسکتا تھا (یعنی ہر شخص کیلئے) برخلاف خانگی کے (فقط کسی خاص شخص کیلئے) اگرچیکہ اکثر احکام امتناعی کی نوعیت قسم آخر الذکر کی تھی اول الذکر کی ایک مثال حکم امتناعی Interdictum de homine libero exhibendo ہے جسکے ذریعہ کوئی شخص بھی (عورت ہوکہ نابالغ) مثل انگریزی حکمنامہ Habeas corpus اُس شخص کے پیش کرنے پر مجبور کرسکتا تھا جو اپنی مرضی کے خلاف قید کیا گیا ہو ۔

(۲) کوئی حکم امتناعی یا امتناعی Prohibitorium یا استردادی Restitutorium یا کسی شئے کے پیش کرنیکے متعلق Exhibitorium ہوتا تھا ۔ پہلی قسم امتناعی Prohibitoria کسی فعل کے ارتکاب سے منع کرتی تھی (قبضہ میں دست اندازی کرنے کے متعلق بذریعہ حکمنامہ Uti possidetis اور Utrubi حکم امتناعی دیا جاتا تھا[1]) ان احکام کے ذریعہ جنکو استردادی Restitutoria کہتے تھے (جیسے حکمنامہ Unde vi) کسی شخص کو حکم دیا جاتا تھا کہ جو چیز اُس نے ناجائز طور سے کسی دوسرے کے قبضہ سے لیلی تھی

[1] دیکھو بیان مابعد ۔

اُسکو مستر دیا واپس کردے اور Exhibitoria کا منشا یہ ہوتا تھا کہ جو شئے ناجائز طور سے روک رکھی گئی ہے وہ پیش کیجائے ۔ مثلاً Interdict De homine Libero exhibendo یا وہ جسکے ذریعہ ابوالعائلہ اس شخص کو پیش کرنے پر مجبور کرتا تھا جو اسکے زیر اختیار تھا اور جسکو دوسرے شخص نے ناجائز طور سے روک رکھا تھا۔

(۳) حکم امتناعی ورثا پر منتقل ہوسکتا تھا اور نہ بھی ہوسکتا تھا حکمنامہ (Unde vi اول الذکر کی اور Uti possidetis قسم آخر الذکر کی مثال ہے[۱]۔

(۴) بعض احکام امتناعی کا تعلق قبضہ جائداد سے ہوتا تھا (متعلق قبضہ Possessory) مثلاً حکمنامجات Unde vi اور Utrubi اور Uti possidetis ۔ اور بعض کا تعلق قبضہ سے ہوتا تھا مثلاً کسی شخص کو پیش کرنیکے لئے ۔

(۵) جن احکام امتناعی کا تعلق قبضہ سے ہوتا تھا وہ یا حصول قبضہ Adipiscendae یا استقرار قبضہ Retinendae یا قبضہ وہانی Recuperandae کی بابت ہوتے تھے۔ احکام امتناعی متعلق حصول قبضہ کی مثالیں حکم امتناعی Interdictum quorum bonorum اور حکم امتناعی Salvianum ہیں۔ استقرار قبضہ کی مثالیں Uti possidetis اور Utrubi اور قبضہ وہانی کی مثال Unde vi[۲]

(۶) حکم امتناعی مفرد - یک طرفہ ہوسکتا تھا اور مرکب یا دو طرفہ۔ احکام امتناعی یک طرفہ اُسوقت ہوتے تھے جب کہ کارروائی مابعد حاصل کنندۂ حکم مدعی اور اسکا حریف مقابل مدعی علیہ ہوتا تھا (جیساکہ اُن تمام احکام امتناعی میں جو استرداد اور کسی شخص کو پیش کرنیکی نسبت ہوتے تھے) اور دو طرفہ یا مرکب اُس وقت جب کہ ہر فریق وقت واحد میں مدعی اور مدعی علیہ ہوتا تھا (مثلاً Uti possidetis اور Utrubi) ۔

(۷) سب سے آخری تقسیم حکم امتناعی کی ابتدائی اور ثانوی میں ہے یعنی جب کہ پہلا حکم امتناعی

---

[۱] اس کے برعکس بعض ورثا پر منتقل ہوتے تھے مثلاً Quod vi aut clam اور بعض نہیں ہوتے تھے (Uti possidetis)۔

[۲] بعض اوقات حکم امتناعی جتنا حصول قبضہ کی بابت تھا اتنا ہی بازیابی قبضہ کی بابت بھی تھا (Tam adipiscendae quam recuperandae ہوسکتا تھا) دیکھو Girard صفحہ ۱۰۴۱

فریقین کے درمیان انصاف کرنیکے لئے ناکافی ثابت ہوتا تھا تو دوسرا حکم مثلاً حکم امتناعی ثانوی Interdictum secundarium اسکے بعد جاری کیا جاتا تھا۔

ضابطۂ کارروائی احکام (Gaius) کے زمانہ میں تحقیقات بربنائے حکم امتناعی بعض اوقات بذریعہ نمونۂ ہدایتی Arbitraria اور بعض اوقات بذریعۂ شرط per Sponsianem ہوتی تھی۔ صورت اول الذکر اُس وقت پیدا ہوتی تھی جب کہ حکم امتناعی کسی چیز کے پیش کرنے Exhibitorium یا کسی چیز کے استرداد Restitutorium کی بابت ہوتا تھا۔ اور عطائے حکم کے وقت مدعی علیہ فیصلۂ ثالثی کی درخواست کرتا تھا (یعنی وہ درخواست کرتا کہ کسی حاکم عدالت کے اجلاس پر تحقیقات بربنائے نمونۂ ہدایتی کیجائے) اور کارروائی بذریعۂ شرط per sponsionem اُس وقت ہوتی تھی جب کہ حکم امتناعی مانع ارتکاب فعل Prohibitorium ہوتا تھا یا جب کہ حکم امتناعی کسی دوسری قسم کی ہونیکی صورت میں مدعی علیہ خود اس بات کو گوارا کرتا ہے کہ نمونۂ ہدایتی Arbitraria کے سوائے کسی اور طریقہ سے تحقیقات کیجائے۔ مثلاً حکم امتناعی کے عطا کرنیکے وقت اسکی استدعا کرنے سے قاصر رہا ہو۔

(۱) بذریعۂ نمونۂ ہدایتی خود اختیاری ثالثی۔ ذیل کی مثال سے یہ بالکل واضح ہو جائیگا۔ زید پریٹر سے درخواست کرتا ہے کہ عمرو کے مقابلہ میں جس نے کہ اُسکو اُسکے اراضیات کے قبضہ سے جبراً بیدخل کیا ہے درخواست کرتا ہے کہ حکم امتناعی Unde vi عطا کیا جائے حکم امتناعی موسومۂ عمرو کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا تھا " اس مقام سے جہاں سے کہ تم نے زید کو جبراً بیدخل کیا " اور عمرو کو حکم دیا جاتا کہ زید کو قبضہ واپس دیا جائے بشرطیکہ زید کا قبضہ نہ جبر سے نہ اخفا سے اور نہ اجازت سے Nec vi nec clam, nec precario رہا تھا۔ یعنی یہ کہ زید نے ابتداءً عمرو کے پاس سے نہ جبراً نہ پوشیدہ طور سے اور نہ عمرو کی اجازت سے قبضہ حاصل کیا ہو[1] اگر عمرو حکم کی تعمیل کرلیتا تو کارروائی ختم ہو جاتی تھی اگر جیسا کہ اکثر ہوتا تھا نزاع واقع ہوتی تو (اس وجہ سے حکم امتناعی مانع ارتکاب فعل

[1] جب ہتیار کا استعمال ہوتا تو حکم امتناعی بربنائے تشدد مسلح Unde vi armata جاری ہوتا تھا بربنائے تشدد (Unde vi سے (جہاں جبر و تشدد Vis روزانہ Qnoti-diana تھا) جدا تھا کیونکہ وہ ایک سال تک محدود نہ تھا اور جبر وغیرہ کے الفاظ قلم انداز کر دیئے جاتے تھے۔

prohibitorium نہیں تھا) عمرو کو اختیار حاصل تھا کہ تقرر جج کی درخواست کرے۔ اور اگر وہ درخواست کرتا تو ایک نمونہ ہدایتی (خود اختیاری Arbitraria) جاری کیجاتی کہ حکم امتناعی جن واقعات سے متعلق ہے اُنکی تحقیقات کیجائے۔ کارروائی باجلاس حاکم عدالت In judicio معمولی طریقہ کی ہوتی تھی۔ اور اگر جج پر یہ ظاہر ہوتا کہ زید نہ جبر۔ نہ اخفا اور نہ اجازت سے Nec vi, nec clam, nec precario قابض تھا اور عمرو نے اُسکو بہ جبرو تشدد جسمانی بیدخل کیا تھا تو حکم دیتا کہ عمرو اگر قبضہ نہ دے تو ہرجہ ادا کرے۔ اس طریقہ (ذریعۂ نمونۂ ہدایتی خود اختیاری) کی نسبت (Gaius کہتا ہے کہ ہر فریق کے لئے اندیشۂ نقصان سے خالی تھا (بلا اندیشۂ نقصان Sine periculo بخلاف ضابطۂ کارروائی۔ بطریق per sponsionem کے باندیشۂ نقصان Cum periculo تھا جیسا کہ آگے چلکر واضح ہوگا۔ کیونکہ نالش ثالثی Actio arbitraria کے پیش ہونے پر اگر عمرو پر الزام ثابت ہوتا اور وہ حکم کی تعمیل کرتا تو مستوجب سزا نہیں ہوتا تھا۔ اس کے برخلاف اگر زید اپنا دعوے ثابت نہیں کرسکتا تو اُسکو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا تا وقتیکہ مدعی علیہ بہ مقابلہ مدعی بربنائے نالش بغرض ایذا رسانی Judicium calumniae دعوے جس سے جرمانہ کے طور پر شئے متنازعہ فیہ کی قیمت کا دسواں حصہ ادا کرنا پڑتا تھا[1]

(۲) بذریعہ شرط Per sponsionem (۱) احکام امتناعی مفرد یا یک طرفہ مثلاً حکمنامہ Unde vi (۲) احکام امتناعی مرکب یا دو طرفہ مثلاً Uti possidetis اور Utrubi)

جب کہ حکم امتناعی مفرد ہو تو ضابطۂ کارروائی بذریعۂ شرط حسب ذیل ہوتی تھی۔ اگر صورت متذکرۂ صدر میں عمرو تقرر جج کی نسبت درخواست کئے بغیر عدالت سے چلا جاتا جب کہ حکم امتناعی صادر کیا گیا اور قبضہ واپس دینے سے قاصر رہتا تو زید اُسکو شرط Sponsio کرنیکا چیلنج دیتا اور اسکے جواب میں عمرو زید کو شرط کرنیکا چیلنج دیتا Restipulatio اور امر تنقیح طلب یہ ہوتا کہ آیا عمرو کا قابض رہنا حکم امتناعی کے بعد بہ منزلۂ خلاف ورزی حکمنامہ تھا یا نہیں یعنی یہ کہ جسوقت عمرو نے بیدخل کیا اُسوقت عمرو کے مقابلہ میں

[1] Proculians کی رائے میں تجویز نسبت اتہام Judicium calumniae کا اطلاق ایسی صورت میں نہیں ہوسکتا تھا (دیکھو Gaius دفتر چہارم فقرہ ۱۶۳)

زید کا قبضہ بلا جبر - بلا اخفا و بلا اجازت تھا یا نہیں - یہ شرطیں ہو جانیکے بعد فرد مقدمہ Formulae مرتب ہوتی اور معمولی عدالتی کارروائی کیجاتی - اگر جج زید کو برحق پاتا تو عمرو کو یا قبضہ واپس کرنا یا ہرجہ دینا پڑتا تھا[1] اور ہر صورت میں فریق ناکامیاب کی رقم شرط ضبط ہوکر فریق ثانی کو ملتی تھی۔ اسلئے یہ کارروائی باندیشۂ نقصان (Cum periculo) سمجھی جاتی تھی۔

(۲) جب کہ حکم امتناعی مرکب یا دوطرفہ ہو تو ضابطۂ کارروائی حسب ذیل طریقہ سے کیجاتی جب کہ فریقین وقت واحد میں مدعی بھی تھے اور مدعی علیہ بھی مثلاً اور

دونوں احکام امتناعی مانع ارتکاب فعل تھے (اور اسلئے انکی نسبت کارروائی فقط طریقۂ شرط Sponsionem کے ذریعہ ہوسکتی تھی اور اسکا اطلاق اس صورت میں ہوتا تھا جہاں کہ دو اشخاص میں کسی جائداد کی ملکیت کی نزاع ہو[2]۔ حکم امتناعی Uti possidetis کے متعلق احکام امتناعی کا استعمال اُسوقت ہوتا تھا جب کہ سوال جائداد غیر منقولہ کا ہوتا تھا اور حکمنامہ Utrubi اُسوقت عطا کیا جاتا تھا جب کہ سوال جائداد منقولہ کا ہوتا تھا۔ حکم امتناعی Uti possidetis سے اس فریق کے قبضہ میں خلل ڈالنے سے ممانعت کیجاتی تھی جو کہ حکم امتناعی کے شیوع کے وقت درحقیقت قابض اراضی ہوتا تھا بشرطیکہ وہ قبضہ فریق مخالف کے مقابل بلا جبر و بلا اخفا اور بلا اجازت رہا تھا۔ حکم امتناعی نسبت جائداد منقولہ Interdict utrubi میں اسکے برخلاف وہ فریق لازماً غالب نہیں ہوتا تھا جو عطائے حکم امتناعی کے وقت بلا جبر و بلا اخفا و بلا اجازت قابض تھا بلکہ وہ شخص جو سال گزشتہ کے بیشتر حصہ میں اُس جائداد منقولہ کا قابض بلا جبر و بلا اخفا و بلا اجازت تھا۔

کارروائی حسب ذیل طریقہ سے کیجاتی تھی :-

حکم امتناعی (مثلاً حکمنامہ Uti possidetis کے ذریعہ اُس شخص کو بتاریخ اجرائی احکام امتناعی قابض نہ ہو اُس شخص کے قبضہ میں خلل انداز ہونے سے ممانعت کیجاتی تھی جسکا قبضۂ اراضی اول الذکر کے مقابل میں بلا جبر و بلا اخفا و بلا اجازت قائم ہو (چونکہ حکم خالصۃً منفی تھا)

---

[1] تجویز نسبت بازدہی یا واپسی شئے Judicium de re restituenda کے اثر سے جو زید کی درخواست فرد مقدمہ پر اضافہ کیا جاتا تھا دیکھو Gaius دفتر چہارم نقرہ (۱۶۵)

[2] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم نقرہ ۱۴۸ -

ظاہر ہے کہ کارروائی آگے نہیں بڑھتی تھی تاوقتیکہ کوئی فعل بخلاف ورزی احکام امتناعی نہ کیا جائے۔ پس فریقین اراضی پر برائے نام مداخلت بیجا کرتے (تشدد بربنائے اقرار Vis ex conventu) اور آخری تحقیقات اس امر کے متعلق ہوتی کہ یہ دریافت کیا جائے کہ کس فریق کا فعل حق بجانب تھا اور کس فریق کا اس طرح داخل ہونیکا فعل ناجائز تھا۔ یعنی عطائے حکم امتناعی کے وقت کونسا فریق بلاجبر و بلااخفا و بلااجازت واقعی قابض تھا۔

اسکے بعد فریقین پریٹر کے روبرو حاضر ہوتے تھے اور پریٹر کا فرض اولیں یہ ہوتا تھا کہ فریقین زید اور عمرو میں جو مسئلہ زیر بحث تھا اُسکی تحقیقات تک قبضۂ درمیانی لازمی طور سے کسی شخص کو دلادے اور اس امر کا تصفیہ اس طرح ہوتا تھا کہ قبضہ اُس شخص کو دلا یا جائے جسکی بولی اُن اثمار اور منافع کے متعلق جو اصل مقدمہ کے تصفیہ تک اراضی سے حاصل ہوں سب سے بڑھی ہوتی تھی[1]۔ مگر عمرو کو حکم دیا جاتا کہ ذریعۂ اقرار زبانی Stipulatio زید سے وعدہ کرے کہ تحقیقات کے بعد اگر وہ مقدمہ ہار جائے تو جرمانہ کے طور پر وہ رقم دیگا جو اُس نے زید کو منافع کی بابت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اسکے بعد زید عمرو کو شرط بدنے کی (Sponsio) چلنج دیتا کہ علانیہ فعل مداخلت بیجا میں کون حق پر تھا جسکو عمرو قبول کرلیتا جب کہ زید Restipulation کے ذریعہ یہ وعدہ کرتا کہ اگر وہ غلطی پر ہو تو شرط کی رقم دیدیگا۔ اسی طرح عمرو زید کو چلنج دیتا اور اسی طرح Restipulation کہا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ دو شرطیں ہوتی تھیں[2]۔ جن کو فرد مقدمہ Formulae کی شکل لانیکے بعد تحقیقات کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جج شہادت سنتا اور اسکے بعد یہ فیصلہ کرتا کہ شرط اور Restipulatio کس نے جیتا یعنی جسوقت حکم امتناعی جاری کیا گیا تھا کونسا فریق درحقیقت دوسرے کے مقابل میں

---

[1] پریٹر کے روبرو جو نیلام ہوتا تھا اسکو بولی نیلام اثمار Fructus licitatio کہتے تھے۔

[2] انگلستان میں شرط ایک معاملہ سمجھی جاتی ہے اور فریقین ادائی کا وعدہ باہمی کرتے ہیں۔ اگر واقعہ ان کے خلاف نکل آیا۔ روما میں شرط کے دو حصہ ہوتے تھے ایک شرط اور دوسرا عہد و پیمان بالمعاوضہ۔ مثلاً "زید عمرو سے سوال کرتا ہے" اگر Balbus دیوار تعمیر کرے کیا تم مجھے پانچ Aurei دینے کا وعدہ کرتے ہو؟" عمرو کہتا ہے "میں اقرار کرتا ہوں" یہ شرط تھی اسکے بعد پارٹ معکوس کردیا جاتا ہے اور عمرو کی درخواست پر زید نے وعدہ کیا (ذریعۂ عہد و پیمان بالمعاوضہ) کہ اگر Balbus دیوار تعمیر نہ کی تو وہ عمرو کو پانچ Aurei دیگا۔

اراضی کا قابض بلاجبر۔ بلا اخفا۔ و بلا اجازت تھا۔ اگر فیصلہ عمرو کے مفید ہوتا تو زید عمرو کو فقط شرط کی رقم دیتا۔ اگر اسکے خلاف فیصلہ زید کے موافق کیا جاتا تو زید نے جو شرط عمرو سے بدی تھی اسکی ذمہ داری سے بری کر دیا جاتا اور عمرو کو حکم دیا جاتا کہ :۔

(الف) زید کو جو رقم بربنائے شرط واجب الادا ہے ادا کر دیجائے اور

(ب) جرمانہ کے طور پر زید کو وہ رقم دیجائے جو منافع دوران مقدمہ کے متعلق جو کچھ وعدہ کیا ہو۔

یہی نہیں بلکہ فیصلہ کے نتیجہ لازمی کے طور پر عمرو پر مزید ذمہ داری عائد کیجاتی تھی۔

(ج) زید کو ہرجانہ ادا کرے یعنی اراضی سے جو فائدہ اٹھایا ہے اسکو واپس دیدے۔

(د) زید کو قبضہ دیدے۔

لیکن حقوق آخر الذکر (ج) اور (د) کی تعمیل کرانیکے لئے ایک تحقیقات مابعد (تجویز Judieium cascellianum یا تجویز مابعد) کی ضرورت ہوتی تھی جیسے کہ اگر عمرو افعال زیر بحث کو کرنے سے انکار کرے۔ اور اسی طرح کی تحقیقات واقع ہو سکتی تھی (تحقیقات نسبت اثمار (Judicium fructuarium) اگر بوقت نیلام اثمار Fructuum licitatio عمرو سے اثمار دوران مقدمہ کے تاوانی بولی کی رقم کی بابت اقرار زبانی Stipulation لینے کے عوض زید نے بازیابی تاوان کیلئے ایسی تحقیقات Judicium پر بھروسا کیا ہو اور ایسی صورت میں ابتدائی کارروائی کے وقت عمرو سے ضمانت داخل کرائی جاتی (Judicatum solvi)[1]

یہ ظاہر ہے کہ متذکرۂ صدر کارروائی سے کوئی کامیاب نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ فریقین چند ضوابط کی تعمیل کرنے پر رضامند نہ ہوں۔ اور اس طرح سے حکم امتناعی کو بطور ایک ذریعۂ تشخیص حق قبضہ کے بیکار کر دینا کسی فریق کے بھی اختیار میں تھا۔ اگر وہ فریق ضروری کارروائی کرنے سے انکار کر دیتا۔ اس لئے پریٹر نے ایک دوسرا چارۂ کار ایجاد کیا اگر ایک فریق کارروائی کرنے سے انکار کرتا مثلاً (vis ex conventu) کرنے۔ اثمار کے لئے بولی بولنے شرط بدنے اور تحقیقات جاری رکھنے سے پہلوتہی کرتا تو وہ حکم امتناعی ثانوی Interdictum secundarium کا مستوجب ہوتا جس سے اگر وہ قابض ہوتا تو

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۶۹ -

فریق ثانی کو قبضہ دینے پر مجبور کیا جاتا ور نہ اسکے حریف مقابل کو قبضہ میں مداخلت کرنے سے اسکو اجتناب کرنا پڑتا تھا۔ بالفاظ دیگر فریق قصوروار کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جاتا تھا کہ گویا اُس نے اپنے حریف مقابل کے دعویٰ سے اقبال کر لیا تھا۔

(Gaius) کہتا ہے کہ (دفتر چہارم فقرہ ۱۴۸) Uti possidetis اور Utrubi ایسی صورت کے واسطے اختراع کی گئی جہاں کسی شئے کی ملکیت (نسبت ملکیت de proprietate) کے واسطے نزاع واقع ہوئی ہو اور جہاں یہ فیصلہ کرنا ہوتا تھا کہ کس کی نسبت یہ تصور کیا جائے کہ وہ قابض تھا اور کونسا فریق مدعی نالش ہوسکتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نالش محولہ تحقیقات مبنی بر Interdicts نہیں ہوسکتی تھی چونکہ فریقین مدعی ہیں۔ اور تحقیقات ملکیت کے تصفیہ کے لئے نہیں بلکہ صرف قبضہ کے تصفیہ کے لئے ہے حقیقت یہ ہے کہ تجویز Judicium مبنی بر حکم امتناعی (بہرحال احکام امتناعی نسبت قبضہ کی بناپر) لازماً قطعی نہیں ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ عموماً وہ قطعی ہوتی تھی کیونکہ اگر زید عمرو سے جائداد کا مطالبہ کر رہا ہے اور یہ ثابت کرسکتا ہے کہ وہ درحقیقت اوس سے متمتع ہورہا ہے اور نیز یہ کہ اُس نے اُس جائداد کو عمرو سے نہ جبرا ور نہ اخفا اور نہ اجازت سے لیا تھا تو واقعات بتاتے ہیں کہ زید کا استحقاق عمرو سے بہتر ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ حکم امتناعی کی بناپر زید کے کامیاب ہونے پر بھی یعنی شرائط مقررکردہ کے موافق حقیقی قبضہ کا ثبوت دینے پر بھی عمرو یہ ثابت کرتا تھا کہ باوجود ان سب باتوں کے وہ آپ مالک تھا کیونکہ جو تحقیقات حکم امتناعی کی بناپر ہوتی تھی اسکو ملکیت کے سوال سے کچھ سروکار نہیں ہوتا تھا اور ایسی صورت میں ضروری تھا کہ دوسری نالش متعاقب کیجائے جسکے لئے حکم امتناعی نے راستہ صاف کر رکھا تھا کیونکہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ زید کو (جس نے اپنے قبضہ بلاجبر و بلااخفا و بلااجازت کا ثبوت دیا تھا) قابض تصور کرنا چاہئے اور اسلئے عمرو (بربنائے حکم امتناعی جو کارروائی ہوئی تھی اُس میں ناکامیاب رہا تھا) ہی مدعی درست ہوتا تھا۔

جن چار احکام امتناعی متعلق بہ قبضہ کا ذکر (Gaius) کرتا ہے اُنکے منجملہ آخری دو Justinian کے زمانہ تک کسی عملی اغراض کے لئے (حکمنامۂ امتناعی متعلق بہ جائداد غیر منقولہ Uti possidetis اور نسبت جائداد منقولہ Utrubi باقی رہے کیونکہ حکم امتناعی

برنبائے تشدد مسلح Intrdictum unde vi armata متروک ہوگیا تھا اور فرمان مصدرۂ ۳۸۹ ب۔م و متذکرۂ صدر کے نتیجہ کے طور پر حکم امتناعی متعلق بہ بدخلی Interdict Unde vi کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اس تاریخ کے بعد سے اگر کوئی شخص جائداد کو جبراً حاصل کرتا اور وہ اس جائداد کا مالک ہوتا تو نہ فقط قبضہ بلکہ اسکی ملکیت بھی زائل ہوجاتی تھی اور اگر وہ شخص مالک نہ ہوتا تو اسکے استرداد جائداد کے ساتھ اسکی قیمت بھی ادا کرنی پڑتی تھی Justinian کے زمانہ میں ان دو باقیماندہ احکام امتناعی کا یہی اثر تھا کہ اس طرح چاہے نزاع Uti possidetis یا منقولہ Utrubi کی نسبت ہو وہی شخص غالب ہوتا تھا جو وقت اشتمال امور تنقیح طلب Litis contestatio اپنے حریف کے مقابل میں بلاجبر و بلا اخفا و بلا اجازت قابض تھا۔

لیکن Justinian نے احکام امتناعی کو نالشات سے متمائز کرکے ایک جدا قسم کی عدالتی کارروائی قرار دیا ہے یہ خلاف اصول منطق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ Justinian نے اپنی کتاب کی تالیف میں (Gaius) کی کتاب کی ضرورت سے زیادہ تتبع کی۔ Justinian کے زمانہ کے بہت دنوں پہلے یہ قدیم پیچیدہ طریقہ کارروائی جو کہ نظام نمونۂ ہدایتی پر مبنی تھی متروک ہوچکی تھی اور Justinian خود اعتراف کرتا ہے کہ ضابطۂ کارروائی تحقیقات غیر معمولی Extra ordinaria judicia کے دور میں احکام امتناعی کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور بغیر اُنکی مدد کے فیصلہ صادر کیا جاتا تھا[1] پس گو کہ نام باقی رہ گیا تھا مگر اس سے صرف وہ نالشات مراد تھے جو کہ سابق میں خاص طریقہ سے شروع کئے جاتے تھے اور شاید اُنکی نسبت Justinian کے زمانہ میں بھی یہ خیال کیا جاتا تھا کہ بہ نسبت دوسری نالشوں کے انکی تحقیقات (نالشات مقتضائے وقت) زود تر ہونی چاہئے

دفعہ (۷) طریقۂ تعمیل

انگلستان میں اگر کوئی مدعی علیہ فیصلہ کی تعمیل سے انکار کرے فیصلہ کو اس طرح نافذ کیا جاتا ہے (یا اسکی تعمیل کرائی جاتی ہے) کہ ریاست کا کوئی عہدہ دار مدیون کی جائداد

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۵-۸۔

یا اُسکا کوئی حصہ قرق کرتا اسکو نیلام کرتا اور ڈگری کی بنا پر مدعی کو زرثمن سے جو رقم واجب الادا ہوتی ادا کرتا ہے۔ جس شخص کے خلاف ڈگری صادر کی گئی اگر وہ نادار یا غیر مستطیع ہو تو وہ دیوالیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ منتظم جائداد دیوالیہ پر دیوالیہ کی جائداد ایک قسم کی قائم مقامی کلی کے ذریعہ منتقل ہو جاتی ہے جسکو وہ بیچکر نقد رقم سے دائنین کی ادائی بحساب رسدی کرتا ہے۔

ایک زمانہ دراز تک روما میں یہ تصورات نہیں پیدا ہوئے تھے اور تعمیل کی سب سے ابتدائی شکل[1] وہ تھی جو مدیون کی ذات پر بذریعۂ گرفتاری مدیون Manus injectiō کرائی جاتی تھی جسکا ذکر کسی اور پہلو سے ہو چکا ہے۔ مثلاً بطور کارروائی منظور الواح اثنا عشر Legis actio اگرچہ ایک قانون Poetelia کے ذریعہ (مصدرۂ ۳۱۳ سنہ ق م) تعمیل کی اسی شکل میں جو سختی تھی وہ گھٹا دی گئی[2] (دائن کا وہ حق منسوخ کردیا گیا جس سے وہ مدیون کو بیچ سکتا یا مار ڈال سکتا تھا) تاہم نظام نموئۂ ہدایتی کے زمانہ میں بھی Manus injectio کا رواج باقی رہا اور اسکا عملی اثر وہی تھا جسکو اب گرفتاری مدیون ڈگری کہا جاتا ہے۔

لیکن (Gaius) کا زمانہ آنے تک Jushonorarium کی بنا پر تعمیل کرانے کا ایک نیا طریقہ عام طور پر مروج ہو چکا تھا جو مدیون کی ذات پر نہیں بلکہ اسکی جائداد پر تعمیل پاتا تھا۔ جسکو قرقی و نیلام Venditio bonorum کہتے تھے۔ دائنین یا اُنکے منجملہ بعض کی درخواست پر پریٹر قرقی مال Missio in bona کا حکم جاری کرتا تھا یعنی حکم دیتا تھا جسکی رو سے انھیں مدیون کی کل جائداد پر قبضہ کرلینے کا اختیار تھا۔ تاریخ قرقی جائداد سے تیس روز کے وقفہ کے بعد جس عرصہ کے اندر اور[3] دائنین بھی آکر شریک ہوسکتے تھے دائنین ایک جلسہ میں منتظم Magister کا انتخاب کرتے تاکہ وہ جائداد کی فروخت کا انتظام کرے۔ اور دس روز گزرنے کے بعد نیلام ہوتا تھا۔ نیلام میں مدیون کی کل جائداد

---

[1] Pignoris capio اپنی شکل باقرینہ میں تعمیل فیصلہ نہیں تھی بلکہ وہ ایک ذریعہ تھی جس سے بغیر کسی عدالتی کارروائی کے چند خاص دائنین کی ادائی کیجاسکتی تھی۔

[2] اس قانون کی تاریخ اور اسکے اثر کی نسبت بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔

[3] یعنی وہ لوگ جنھوں نے ابتدا میں درخواست کی تھی۔

سب سے بڑی بولی بولنے والے کو (مشتری جائداد دیوالیہ Emptor bonorum اکھٹی بیچی جاتی تھی اور ایسے خریدار پر لازم تھا کہ بولی کے ذریعہ جس زرثمن کے دینے کا وعدہ کیا تھا دوسرے دائنین کو ادا کرے اور دوسرے کے بعد اسکو از روئے نصفت مدیون کے مجموعۂ حقوق دیون universitas juris کا استحقاق حاصل ہوجاتا تھا چونکہ اب مشتری مماثل وارث متصور ہوتا تھا اس لئے وہ اسی امر مفروضۂ امکانی فرد مقدمہ موسومہ کی بنا پر مرتب ہوتا تھا کہ اُس کے لئے دوسرے اُن دیون کی بابت نالش (نالش serviona : servianus actio) کرتا تھا جو کہ واجب الوصول تھے یا اگر وہ چاہتا تو بذریعۂ فرد مقدمہ موسومہ Rutiliana دعوے کرسکتا تھا جس میں کہ عرضی دعویٰ Intentio بنام اصل مالک سابق جائداد ہوتا تھا مگر تنقیح فیصلہ اسکے نام سے درج کیا جاتا تھا[1] اسکے بالعکس جائداد کے دائنین بھی بذریعہ اسی امر مفروضۂ امکانی کے یعنی یہ کہ وہ وارث ہے اُس پر نالش کرسکتے تھے۔ مشتری جائداد دیوالیہ کو دیوالیہ کی جائداد مادی اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حکم امتناعی Interdictum possessorium حاصل تھا[2]

یہ امر قرین قیاس ہے کہ اس طریقۂ تعمیل کے اختراع کرنے میں پریٹر نے قدیم Sectio bonorum کو نمونہ کے طور پر پیش نظر رکھا ہو۔ گو Sectio bonorum کو اپنے صحیح معنی میں بمشکل طریقۂ تعمیل کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اسکا استعمال صرف اُسوقت ہوتا تھا جب کہ ریاست جائداد منضبطہ کو فروخت کرتی تھی (جیسے کہ وہ مال غنیمت یا کسی ایسے خانگی شخص کی جائداد جو کہ اُسکے مجرم قرار دئیے جانیکے باعث ضبط کرلی گئی ہو) نیلام Quaestors (رومانی مجسٹریٹ) کے اجلاس پر ایسی جائداد نیلام ہوتی تھی اور سب سے بڑی بولی بولنے والا (مشتری نیلام جائداد ضبط کردۂ سرکار Sector bonorum نہ فقط مالک بربنائے نصفت ہوتا تھا بلکہ مالک بربنائے قانون ملک Ex jure quiritium اگرچہ اسکو جائداد کے حاصل کرنے میں مدد دینے کی غرض سے حکم امتناعی Interdictum sectorium

---

[1] Venditio bonorum کے کل ضابطۂ عمل اور فرد مقدمہ کو Publius Rutilius جو پریٹر تھا ۱۵۵ ق۔م میں جاری کیا (دیکھو Gaius دفتر چہارم فقرہ ۳۵)

[2] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۴۵۔

عطا کیا جاتا تھا۔[1]

اگرچیکہ Venditio bonorum کی شکل تعمیل کے جدید تصور سے مشابہ ہے جہانتک کہ وہ مدیون کی جائداد سے متعلق ہے تاہم اس میں تین اساسی امور فارق نظر آتے ہیں:۔
(۱) اس میں مدیون کی کل جائداد کا نیلام لازمی تھا (۲) اس میں اس شخص کی بدنامی ہوتی تھی (حالانکہ انگلستان میں دیوالیہ ہونے سے معنوی سبکی یا ذلت پیدا ہونا لازمی نہیں ہے) اور (۳) کارروائی ختم ہوجانیکے بعد مدعیٰ علیہ بری الذمہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ نیلام جائداد bonorum venditio سقوط وجوبات کا کوئی ذریعہ تھا ہی نہیں۔ دائنین اس پر متعاقب نالش کرسکتے اور اسکی جائداد مکسوبۂ مابعد کو قرق کراسکتے تھے لیکن (Gaius) ایک طریقۂ تعمیل Cessio bonorum کا ذکر کیا ہے جو اسقدر ظالمانہ نہیں تھا اور جس پر سلسل اس کے زمانہ میں بربنائے قانون Julian ہوتا تھا۔ اس قانون نے جو غالباً Augustus کے زمانہ میں نافذ ہوا تھا مدیون کو اختیار دیا تھا کہ اپنی مرضی سے اپنا مال و اسباب دائنین کے حوالہ کردے جو اسکو بیچکر جہاں تک ہوسکے اپنے اپنے مطالبات کا تصفیہ کرلیا کرتے تھے جو مدیون یہ طریقہ اختیار کرتا اسکی بدنامی نہیں ہوتی تھی اور اسکو benificium competentiae دیا جاتا تھا یعنی یہ کہ اگرچیکہ دائنین اسکی جائداد مکسوبۂ مابعد کو قرق کراسکتے تھے مگر اُسکے ضروریات زندگی پر کسی طرح سے اپنی ڈگری کی تعمیل نہیں کراسکتے تھے۔[2]

زمانۂ جدید کا یہ تصور کہ کسی ڈگری کی تعمیل کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ مدیون کی پوری جائداد فروخت کردیجائے قدیم زمانہ میں موجود نہ تھا۔[3] مگر pignoris capio کے قدیم تصور کو کارآمد کرکے یہی نتیجہ نکالا گیا اور اس طریقۂ تعمیل کا استعمال قدیم زمانہ میں یہ تھا کہ اسکے ذریعہ سے کوئی خاص حقوق رکھنے والا دائن اپنی دادرسی آپ تلاش کرلیتا تھا آگے چلکر Antonionus pius کے زمانہ کے بعد اس طریقہ کے ذریعہ مجسٹریٹ جس نے جج کا تقرر کیا تھا اس جج کے فیصلہ کی تعمیل کراتا تھا یعنی یہ حکم دیتا تھا کہ

---

[1] دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۴۶۔
[2] دیکھو (Gaius) دفتر سوم فقرہ ۷۸۔
[3] کیونکہ ممکن ہے کہ وہ غیر مستطیع نہ ہو۔

مدیون کی جائداد کا اسقدر حصہ جو ڈگری کی تعمیل کے لئے کافی ہو قرق کیا جائے اور جائداد کا نیلام زیر انتظام مجسٹریٹ دو مہینوں کے بعد ہوتا تھا[1]
Justinian کے زمانہ میں گرفتاری مدیون Manus injecto اور نیلام جائداد Venditio bonorum متروک ہو چکے تھے۔ معمولی تعمیل کی صورت میں (یعنی جہاں مدیون غیر مستطیع نہیں تھا) ضابطۂ عمل وہی تھا جسکا ذکر آخر میں کیا گیا ہے۔ یعنی عدالت کے حکم سے مدیون کی جائداد کا ایک حصہ قرق اور نیلام کر دیا جاتا تھا۔ جب جائداد قرقی طلب جائداد دیوالیہ ہو تو (بشرطیکہ مدیون اپنی مرضی سے جائداد حوالہ نہ کیا ہو) ضابطۂ عمل بذریعۂ Distractio bonorum تھا جس نے Venditio bonorum کی جگہ لے لی تھی اور جسکی رو سے قائم مقامی کلی Successio per universitatem وقوع میں نہیں آتی تھی داینین کی درخواست پر مجسٹریٹ کسی (Curator) منتظم کا تقرر کرتا جو دو یا چار سال[2] کے وقفہ کے بعد مدیون کی جائداد کو جدا جدا حصوں میں بیچتا اور زر ثمن داینین کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا لیکن اس انتظام کی رو سے بھی داینین دیوالیہ کی جائداد مکسوبہ مابعد کو قرق کرا لیتے تھے تاوقتیکہ اُن کی کامل ادائی نہ ہو جائے۔

دفعہ (۸)

(الف) انسداد نالشات ایذا رسال

Gaius کہتا ہے کہ اگر مدعی کا طریق عمل ایذا رسال ہو تو اُسکا انسداد بذریعۂ تحقیقات ایذا رسانی Judicium calumniae یا بذریعۂ تجویز تحقیقات Judicium contrarium یا بذریعۂ حلف یا بذریعۂ Restipulation ہو سکتا تھا۔ تحقیقات ایذا رسانی Calumniae judicium وہ حکم تھا جو مدعی علیہ کو بری الذمہ ہونے کی صورت میں

---

[1] مقابلہ کرو (Roby) سے دفتر دوم صفحہ ۴۴۰۔
[2] جو داینین ایک ہی صوبہ میں رہتے تھے اُن کے لئے دو سال اور جو جدا صوبوں میں رہتے تھے انکے لئے چار سال مقرر تھے کہ انکے اندر وہ شریک قبضہ ہوں۔

جج کو دیا جاتا تھا کہ یہ دریافت کیا جائے کہ آیا مدعی نے درحقیقت محض نالش ایذا رسانی کی تھی۔ اور اگر یہ ثابت ہو جاتی تو شئے متنازعہ فیہ کی قیمت کا دسواں حصہ مدعی کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ الا adserter libertatis کی صورت کے جس میں تاوان یک ثلث تک بڑھا دیا جاتا تھا اسکا اطلاق تمام نالشوں میں ہوتا تھا۔ مدعی علیہ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ یا اس چارۂ کار کو قبول کرے یا اس امر پر اصرار کرے کہ مدعی اس امر کے متعلق حلف اٹھائے کہ اسکو نالش کرنیکی معقول وجہ تھی (یعنی ایذا رسانی کی غرض سے نالش نہیں کی گئی تھی non calumniae causa agere مخالف تحقیقات contrarium judicium کا استعمال مستثنیٰ صورتوں میں (مثلاً نالش مضرت رسانی actio injuriarum سے قیمت کے دسویں یا پانچویں حصہ کے لئے کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ تحقیقات ایذا رسانی judicium calumniae سے بڑھ کر سخت چارۂ کار قانونی تھا کیونکہ مدعی علیہ سے یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ مدعی کی بدنیتی کا ثبوت دیا جائے جیسا کہ کارروائی آخر الذکر میں ہوتا تھا۔ بلکہ فیصلہ اسکے موافق صرف اسوجہ سے کیا جاتا تھا کہ مدعی اپنا مقدمہ ہار گیا اگرچہ مدعی نے خالص غلطی سے دعوے پیش کیا تھا۔ جب مدعی علیہ کو مخالف تحقیقات judicium contrarium کا استحقاق حاصل ہوتا وہ تحقیقات ایذا رسانی judicium calumniae یا علی السبیل البدل یہ درخواست کر سکتا تھا کہ مدعی حلف اٹھائے لیکن ان دونوں چارہ کاروں کا استعمال نہیں ہو سکتا تھا۔ چند حالات میں مدعی علیہ کو یہ چوتھی سبیل البدل دیجاتی تھی (یعنی جبکہ condictio کی طرح اس سے کہا جاتا کہ شرط تعزیری sponsio poenolis بدمے) کہ وہ مدعی سے مطالبہ کرے کہ بصورت ناکامیابی اسی قدر رقم کا وعدہ بذریعہ (اقرار زبانی) restipulatio کرے اور بری الذمہ کئے جانے پر کینہ ثابت کئے بغیر اس رقم کی بابت اسکو استحقاق حاصل تھا۔

Justinian کے زمانہ میں یہ تمام کارروائیاں متروک تھیں چند صورتوں میں پریٹر کی اجازت کے بغیر کوئی نالش کی ہی نہیں جاسکتی تھی (مثلاً باپ یا مربی کے خلاف[1]) اور تمام صورتوں میں مدعی مجبور رہتا (۱) اس امر کے متعلق حلف اٹھانے کے لئے کہ

---

[1] (Gaius) کے زمانہ میں بھی یہی صورت تھی۔

اسکو نالش کرنیکی معقول وجہ تھی (حلف اس امر کا کہ نالش بغرض ایذا رسانی نہ تھی
Pro calumnia jurare) اور یہ کارروائی قدیم طریقہ حلف Jus jurandum
کے نمونہ پر قائم کی گئی اور (۲) کہ اگر وہ ناکامیاب ہو تو حریف مقابل کے اخراجات ادا کرے۔
(Gaius) کے زمانہ میں مدعی لاطائل اور بیہودہ جوابدہی سے باز رکھا جاتا تھا۔
(۱) اس سلئے کہ چند مقدمات میں سزا سے (مثلاً نالش سرقہ Actio furti نالش مضرت رسانی
Actio injuriarum سرقہ بالجبر Vi bonorum raptorum اور نالش
شراکت pro socio میں) مدعی علیہ کی بدنامی ہوتی تھی[له] - (۲) چند صورتوں میں جوابدہی
سے ذمہ داری دین کی مقدار بڑھ جاتی تھی Lis crescens مثلاً نالش مضرت جائداد
Actio damnis in juria (۳) بعض صورتوں میں جیسے Condictio
اور Actio de constituta pecunia مدعی علیہ سے (بذریعہ شرط Sponsio)
دورہ لے لیا جاتا تھا کہ اگر وہ ناکامیاب ہو تو تاوان ادا کریگا۔ مثلاً نالش Condictio
میں ایک ثلث اور دیگر نالشوں میں نصف - دوسرے طریقوں سے مدعی علیہ کو بیجا
عذرداریوں سے روکنا ممکن نہ ہوتا تو مدعی علیہ کو اس امر کے متعلق حلف اٹھانے پر
مجبور کرتا کہ اسکے پاس جوابدہی کے لئے معقول وجہ تھی۔
Justinian کے زمانہ میں شرط تعزیری Sponsio poenali کا رواج
بالکل نہ تھا لیکن تمام صورتوں میں مدعی علیہ کو حلف اٹھانا پڑتا تھا کہ اس کے نزدیک
جوابدہی کے لئے معقول وجہ تھی اور جن نالشوں میں بدنامی ہوسکتی تھی ان میں وہ مستوجب
بدنامی بھی ہوسکتا تھا۔ اور کسی Liscrescens کی صورت میں اسکو مزید ہرجہ بھی دینا ہوتا
تھا۔ ہر دو Gaius اور Justinian بیان کرتے ہیں کہ بعض نالشوں میں
(مثلاً سرقہ Furti) ابتدا ہی سے ہرجہ واحد سے زائد دینا پڑتا تھا یہ امر خود ایسے اشخاص کو
بجائے ترغیب دینے کے بیجا طوالت (جوابدہی) سے روکتا تھا۔

دفعہ (۸)

(ب) ادخال ضمانت

له اول الذکر کی تین نالشوں میں بدنامی کیلئے مصالحت بھی کافی تھی دیکھو (Gaius) دفتر چہارم فقرہ ۱۸۲)

(الف) چند صورتوں میں مدعی کو ضمانت Satisdatio داخل کرنی پڑتی تھی مثلاً Rem ratam dominum habiturum کہ اصل شخص اپنے کارندہ کے فعل کو جو اسکی طرف سے کرتا ہے منظور کریگا۔ (کارندہ Procurator)

(ب) مچلکہ بغرض ادخال رقم ڈگری Judicatum solvi کہ جو رقم از روئے فیصلہ واجب الادا ہوا ادا کر دی جائے گی۔

(ج) pro praedelitis vindiciarum

مثلاً جب کسی نالش بمقابلہ شئے in rem کی تحقیقات بذریعہ شرط Sponsio کے کی گئی یعنی شئے متنازعہ فیہ اور منافع دوران مقدمہ واپس دئے جائیں یا اسکے مساوی رقم ادا کیجائے۔ ضمانت ہمیشہ اقرار زبانی Stipulations کے ذریعہ دیجاتی تھی اور وعدے منجانب فریق متعلق اور فریق ثالث کے ہوتے تھے جو اُس کے لئے ضامن ہونیکے لئے رضامند ہوتے تھے۔

Gaius کے زمانہ میں مدعی کو چاہئے اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو ضمانت دینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر اُس صورت میں جب کہ وہ مختاراً حاضر ہو تو مختار کو اس امر کی ضمانت دینی ہوتی تھی کہ اُسکا اصل اسکے فعل کو منظور کریگا Ratam rem dominum hebiturum نالش بمقابلہ شئے (In rem) مدعی علیہ کو ہمیشہ ضمانت دینی پڑتی تھی اس طرح کہ اگر وہ مقدمہ ہر جلئے اور ڈگری کا ایفا نہ کرسکے تو مدعی ضامنوں اور مدعی علیہ کے خلاف چارۂ کار اختیار کرسکتا اور ضمانت اُس صورت میں بھی دینی ہوتی تھی جب کہ مدعی علیہ اپنے نائب کے ذریعہ مقدمہ چلائے۔ نالش بالتخصیص In personam میں بذریعۂ وکیل مقدمہ کی پیروی کرے تو مدعی علیہ کو ہمیشہ ضمانت دینی پڑتی تھی اور اُس صورت میں جب کہ وہ بذریعۂ مختار مقدمہ چلائے تو آخر الذکر کو Judicatum solvi ضمانت ادخال رقم ڈگری داخل کرنی پڑتی تھی لیکن اگر مدعی علیہ اصالتاً جوابدہی کرتا تو صرف چند خاص صورتوں میں ضمانت دینے کی ضرورت ہوتی تھی مثلاً اگر نالش بربنائے فیصلہ ہوتی یا اگر مدعی علیہ کے خلاف دیوالگی کی کارروائی زیر التوا ہوتی۔

justinian کے زمانہ میں اس قانون کی ترمیم کیگئی۔ جہاں مدعی کی طرف سے کوئی مختار[1]

---

[1] justinian کے زمانہ میں مختار cognitor نہیں لیا جاتا تھا۔

Procurator حاضر ہوتا تو آخر الذکر کو فقط منظوری کے متعلق ضمانت دینے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اگر مختار نامہ کے ذریعہ سے اسکا تقرر ہوا تھا اور اسکی رجسٹری نہ ہوئی ہو اور جج کے روبرو حاضر ہو کر اپنے مختار کے تقرر کی نسبت توثیق نہ کی ہو۔ جو مدعی علیہ آپ اصالتاً حاضر ہو چاہے دعوے بمقابلہ شئے ہو یا بمقابلہ ذات دونوں صورتوں میں قیمت شئے متنازعہ کی بابت ضمانت دینے مجبور نہ تھا۔ گو اسکو اپنی ذات کی بابت ضمانت دینی پڑتی تھی Pro suatantum peisona یعنی فیصلہ کے نتیجہ کی تعمیل کریگا۔ اور یہ کام بذریعہ حلف فریق متعلق Cautio juratoria یا بذریعہ وعدہ محض یا بذریعہ ضمانت (یعنی ضامنین کے ذریعہ مدعی علیہ[1] کی حیثیت کے اعتبار سے انجام دیا جاتا تھا۔ اگر مدعی علیہ بذریعہ مختار حاضر ہوتا جسکا تقرر اس نے بر سر عدالت کیا ہو تو مدعی علیہ کو بذات خود ضمانت تعمیل ڈگری دینی پڑتی تھی Judicatum solvi اس امر کے متعلق دینی پڑتی تھی کہ جائداد پر حق رہن معنوی vpotheca عائد کریگا اور فیصلہ کے لئے حاضر ہونیکا اقرار کرنا پڑتا تھا[2]

اگر مدعی علیہ حاضر نہیں ہوا اور اگر کوئی دوسرا شخص اسکی عدم موجودگی میں جوابدہی کرے تو ایسے شخص کو ضمانت Judicatum solvi بقدر قیمت شئے دینی ہوتی تھی۔

دفعہ (۹) قانون تعزیرات یا فوجداری

قانون عام Guleha judicia

اپنے آخری عنوان کے تحت میں Justinian استغاثہ اور قانون فوجداری کا مجملاً ذکر کرتا ہے یہ قانون خاص سے متعلق نہیں ہیں بلکہ قانون عام سے۔ قانون عام سے وہ قانون مراد ہے جو متعلق اُن اشیا سے ہو جو ریاست روما سے تعلق رکھتے ہوں

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۱ - ۲-

[2] اگر کارندہ Procurcti کا تقرر بیرون عدالت ہوتا تو نظام قدیم عمل کی طرح اسکو آپ ضمانت دینی پڑتی تھی اور اس صورت میں مدعی علیہ عدالت کے باہر ضمانت دیتا اس طرح اپنے کارندہ کا آپ Fidejussor بنتا تھا دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۱ - ۴)۔

برخلاف اُسکے قانون خاص Quod ad Statum rei Romanae speciat جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے اُس سے مراد قانون متعلق بہ مفاد افراد ہے
Quod ad singulorum utilitatem peretinet

تحقیقات عام یا استغاثہ Judicium publicum اس واسطے کہا گیا کہ عام طور پر کوئی شخص بھی استغاثہ پیش کرسکتا تھا۔ ایسے استغاثے متعلق بقصاص ہوسکتے تھے یا نہ ہوسکتے تھے وہ استغاثے جرائم کبیرہ کی بابت ہوتے تھے جنکے لئے سزائے موت دیجاتی تھی یا آگ اور پانی اسکے لئے ممنوع کردینا۔ یا جلاوطن کیاجاتا تھا یا معدن میں کام کرنیکے لئے بھیجا جاتا تھا۔ وہ تحقیقات عام یا استغاثہ جس سے بدنامی ہوتی تھی اور رقمی جرمانہ ادا کرنا پڑتا تھا گو کہ عام ہوتا تھا مگر بہ منزلۂ جرائم کبیرہ نہیں ہوتا تھا۔

ذیل کے قوانین موضوعہ کا ذکر کیا گیا ہے :—

Lex julia a magestatis لیس سیزر Julius caesar کے زمانہ میں نافذ ہوا تھا جسکے معنی یہ تھے: کسی فعل کا اقدام کرنا شہنشاہ یا ریاست کے خلاف میں - اس میں سزائے موت دیجاتی تھی اور اُسکے بعد بھی اُس شخص کا ذکر کرنا بھی قابل مذمت تھا اور عملی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ملزم کی جائداد ضبط ہوکر داخل خزانہ ریاست ہوجاتی تھی Bonorum

Lex julia de adulteriis publicatio کا نفاذ Augustus کے زمانہ میں ہوا تھا یہ قانون متعلق تھا جرائم زنا کاری۔ فعل خلاف وضع فطری۔ اور عورت کو بھگالیجانے سے اول الذکر دو جرائم کی بابت سزائے موت دیجاتی تھی عورت کو بھگا لیجانے کی بابت اگر مجرم ذی عزت شخص ہو تو اسکی نصف جائداد ضبط کرلیجاتی تھی ورنہ جسمانی سزا دیجاتی تھی اور اسکو عارضی طور پر (ایک مدت کیلئے) جلاوطن کردیا جاتا تھا۔

Lex cornelia de sicariis مصدرہ ۸۱ء ق م) کی روسے قتل کے مقدمات کی سماعت ہوتی تھی انتہائی سزا موت تھی۔ وہ اشخاص جنھوں نے زہر یا جادو کے ذریعہ لوگوں کو مارڈالا ہو یا عام طور پر مضرت رساں ادویہ بیچتے تھے

لہ Justinian بار بار اس سزا کا ذکر کرتا ہے نہ اس طرح کہ ایسا حکم ابتدأۃً قانون زیر بحث میں موجود تھا بلکہ یوں کہ وضع قوانین کے ذریعہ اس طرح تبدیلی کی گئی۔

وہ بھی احکام کے تحت آتے تھے[1]

Lex Pompeia de parricidiis (مصدرۂ ۵۲ ق.م) کا اطلاق پدرکشی پر ہوتا تھا یعنی جب کہ کوئی شخص اپنے باپ یا کسی بہت قریب ترین رشتہ دار کو مار ڈالتا تھا[2] شرکاء و معاونین جرم اسی طرح مجرم قرار دیے جا سکتے تھے۔ سزا یہ دیجاتی تھی کہ مجرم کو ایک تھیلے میں ایک کتے۔ ایک مرغ ۔ ایک سانپ ۔ اور ایک بندر کے ساتھ سیکر دریا میں پھینکدیا جاتا تھا تاکہ زندگی میں آسمان سے اور موت کے بعد زمین سے محروم کر دیا جائے۔

ut ei Coelum superstiti terra mortus auferature

Lex cornelia de falsis[3] (مصدرۂ ۸۱ ق.م) کا استعمال جعلی دستخط کی صورت میں کیا جاتا تھا۔ غلام کے لئے سزائے موت تھی اور حُر کے لئے جلا وطنی ۔

Lex julia حملہ کی صورت میں خواہ حملہ ہتیار سے کیا گیا ہو کہ بغیر ہتیار کے de vi puplica Seu privata, کا استعمال کیا جاتا تھا جو Augustus کے زمانہ کے قریب نافذ ہوا تھا با ہتیار حملہ کرنیکی سزا جلا وطنی تھی اور اگر حملہ بغیر ہتیار کے کیا گیا تو مجرم کی ایک ثلث جائداد ضبط کر لیجاتی تھی لیکن اگر کوئی مقدمہ کسی کنواری یا بیوہ یا زن تارک الدنیا یا کسی ایسی عورت سے زنا بالجبر کرنے کے برابر ہوتا جس نے اپنی زندگی مذہب کیلئے وقف کر دی ہو تو مجرم اور اسکے معاونین جرم کو سزائے موت دیجاتی تھی ۔

ازروئے Lex julia peculatus جسکی تاریخ غیر یقینی ہے لیکن اغلب ہے کہ Augustus کے زمانہ میں نافذ ہوا تھا اُن لوگوں کو سزا دیجاتی تھی جو جائداد عامہ یا مقدسہ یا مذہبی جائداد کا سرقہ کرتے تھے۔ جو مجسٹریٹ اپنی خدمت کے دوران میں سرکاری رقم میں تغلب و تصرف کرتے اُنکو اور انکے معاونین جرم اور مال مسروقہ رکھنے والوں کو سزائے موت دیجاتی تھی۔ دوسری صورتوں میں سزائے جلاوطنی ہوتی تھی ۔

جن دیگر قوانین موضوعہ کا مختصر ذکر Justinian کرتا ہے وہ حسب ذیل ہیں :۔

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۸ - ۵ -

[2] لیکن قسطنطین constantine کے زمانہ تک اگر باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالتا تو وہ Parricide نہیں ہوتی تھی ۔

[3] بعض اوقات اسکو Lex cornelia testamentoria بھی کہتے تھے۔

انسان کو بھگا لیجانیکے جرم کی بابت Lex fabia de plagiariis
ناجائز ذرائع سے خدمت عامہ حاصل کرنیکی بابت Lex julia ambitus
رشوت ستانی کی بابت Lex julia repetundarum
اشیائے خوردنی کی قیمت بڑھانیکے لئے سازش کرنیکی بابت Lex julia de annona
سرکاری رقم کے تغلب[1] و تصرف کی بابت Lex julia de residuis

نوٹ نمبر ۱۰ کارندگی

کارندگی کا جدید تصور یہ ہے کہ اگر کوئی اصل شخص زید اپنے کارندہ عمرو کو مجاز بنائے کہ کسی شخص ثالث بکر کے ساتھ اسکی طرف سے کوئی معاملہ کرے اور اگر عمرو کوئی معاہدہ طے کرے تو زید اور بکر کے مابین عقد قانونی یعنی وجوب پیدا ہوجاتا ہے۔ Vinculum juris اور عمرو اس معاملہ سے بالکل علٰحدہ سمجھا جاتا ہے۔ نہ تو اس معاہدہ سے اسکو کچھ نفع ہوتا اور نہ اسکی بنا پر کوئی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے البتہ اس شرط سے کہ اُس نے اپنے اختیار سے تجاوز نہ کیا ہو۔

رومانی قانون کا عروج کبھی اس تصور تک پہنچ نہ سکا۔ ابتدائی قانون کے زمانہ میں جو تصور اسکے قریب پہنچا وہ اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عمرو زید کے زیر اختیار ہوتا تو جو فائدہ عمرو کے معاہدہ سے حاصل ہوتی اُس سے زید اسی اصول کی بنا پر متمتع ہوتا جس سے زید اپنے کسی زیر اختیار کے ذریعہ ملکیت حاصل کرسکتا یا اسکے قبضہ سے منتفع ہوتا تھا۔ اس لئے اگر زید بکر سے کوئی معاملہ کرنا چاہتا جو خالصًا ایک طرفہ اس معنی میں تھا کہ اُس سے پابندی فقط بکر پر عائد ہوتی تھی (یعنی وعدہ بطریق اقرار زبانی Stipulation عمرو ایسا معاہدہ کرسکتا تھا (یعنی اقرار زبانی Stipulation لے سکتا تھا) اور اسکی تعمیل کرانیکا حق خود بخود زید پر منتقل ہوجاتا تھا۔

بڑی ترقی یا اصلاح اُسوقت ہوئی جب کہ پریٹر نے نالشات مزید Adjectitiae qualitatis ایجاد کیں کیونکہ بعض صورتوں میں جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے جو نفع عمرو کے معاہدہ سے حاصل ہوتا تھا زید اسکو نہ صرف لے لیتا تھا بلکہ اسکی بنا پر مستوجب ادائی بھی ہوتا تھا۔

---

[1] دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۸ - ۱۰ - ۱۱ -

اور یہ بعض اوقات ایسی حالت میں بھی ہوتا تھا۔ جب کہ عمرو کسی معنی میں بھی زید کے زیر اختیار نہ تھا بلکہ ایک آزاد شخص ثالث تھا (نالش کپتان جہاز actio exercitoria اور نالش متعلق کارندہ Institoria لیکن یہ نظام بھی تصور جدید کو پہنچ نہ سکا کیونکہ عمرو کبھی بھی شخصی ذمہ داری سے بچ نہ سکا۔ کیونکہ زید کی ذمہ داری عمرو کی ذمہ داری کے عوض میں نہیں تھی بلکہ مزید براں۔ اور یہ بھی ذمہ داری چند خاص صورتوں میں زید پر عائد کیجاتی تھی۔

لیکن ایک بالواسطہ طریقہ وضع کیا گیا جسکے ذریعہ زید عمرو کے توسط سے گو وہ حسب ہو اور زید کا زیر اختیار نہ ہو کوئی معاہدہ بکر کے ساتھ اپنے لئے کرسکتا تھا۔ اس طرح کہ زید اس نفع کا مطالبہ کرسکے جو اس سے حاصل ہو زید عمرو کو وکالت نامہ دیتا ہے کہ بکر کے ساتھ معاہدہ کرے عمرو نے معاہدہ اپنے نام سے کیا اور اس کے بعد زید کو اپنا کارندہ Procurator بنایا کہ معاہدہ کی تعمیل کرائی جائے۔ پس اپنے آپ مختار کی حیثیت سے Procurator in rem suam زید کو بکر پر نالش کرنیکا استحقاق حاصل تھا اسکے بعد عمرو زید پر انتقال نصفتی کرسکتا تھا جسکی بنا پر زید بذریعۂ نالش مرمہ Actio utilis بکر پر اپنے نام سے نالش کرسکتا تھا لیکن اسوجہ سے کہ جو ذمہ داری معاہدہ سے پیدا ہوئی وہ ازروئے نصفت بھی قابل انتقال نہ تھی۔ لہذا بکر کے ساتھ معاہدہ کرنے سے جو ذمہ داری عمرو پر عائد ہوتی تھی اسکو زید کی ذمہ داری سے مبدل کرنیکا واحد طریقہ یہ تھا کہ بکر کی رضامندی کے ساتھ بطریقۂ حوالت Novation ہوسکتا تھا۔ اگرچہ حوالت Novation کے بھی زید بالواسطہ طور پر مستوجب تھا کیونکہ اگر بکر عمرو پر نالش کرتا تو آخر الذکر کو یہ حق حاصل تھا کہ زید کو اسکے نقصان کا معاوضہ ادا کرنے پر مجبور کرے۔ یہ وہ حق تھا جس کی تعمیل بوقت ضرورت وہ بذریعہ Actio mandati contraria کراسکتا تھا۔

نظام Legis actio کے زمانہ میں نزاع قانونی کے متعلق کارندگی ناممکن تھی "کوئی شخص کسی دوسرے کے نام سے مقدمہ نہیں چلاسکتا۔ Nemo alieno nomine lege agere potest مگر ذیل کی صورتیں مستثنیٰ تھیں :۔ Pro libertate

Propopulo: یعنی منجانب عوام (یعنی جرائم) Protutela منجانب ولی

مقدمات متعلق آزادی The vindex in manumissio vindicta اور ولی منجانب نابالغ۔ لیکن نظام نمونۂ ہدایتی کے نفاذ کے بعد اس قسم کی وکالت ممکن ہوگئی۔

اس طرح کہ وکیل cognitor یا مختار Procurator پیش ہو سکتا تھا۔ وکیل وہ شخص تھا جسکا تقرر کسی خاص نالش کیلئے فریق ثانی کی موجودگی میں با دائی الفاظ مقررہ کیا جاتا تھا۔ مدعی کہتا مثلاً "ہرگاہ کہ میں تم سے اس کھیت کا دعویٰ کر رہا ہوں eretis vertin میں تمھیں Maevius کو اپنے وکیل کے طور پر پیش کرتا ہوں"۔ مدعی علیہ جواب دیتا "چونکہ تم مجھ سے کھیت کا دعوے کر رہے ہو پس اس مقدمہ میں میں تمھیں Seius کو اپنے وکیل کے طور پر پیش کرتا ہوں"۔ یہ ضرور نہ تھا کہ اسوقت وکیل موجود ہو مگر نامزد شدہ شخص وکیل نہیں ہوتا تھا تاوقتیکہ وہ اپنی نامزدگی کو قبول نہ کرے۔ وکیل درحقیقت اصل شخص کی جگہ ہوتا تھا۔ اس طرح کہ اگر وہ مدعی کی جانب سے پیش ہوتا تو مدعی دوبارہ نالش نہیں کرسکتا تھا۔ اسکے برخلاف کارندہ کی نسبت یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ بالذات مقدمہ کی پیروی کر رہا تھا اور وہ نالش کرسکتا تھا۔ اور بربنائے فیصلہ اس پر نالش ہوسکتی تھی۔ اس لئے اسکے تقرر کے واسطے کوئی خاص الفاظ استعمال کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ فقط حکم کافی تھا۔ اگرچیکہ وہ وکالت نامہ بلا اطلاع فریق ثانی دیا گیا ہو۔ بغیر وکالت نامہ کے بھی وہ کام کرسکتا تھا بشرطیکہ اسکا فعل نیک نیتی پر مبنی ہو اور دوسرے کارندوں کی طرح اس نے ضمانت دی ہو کہ خود اسکا فعل اصل شخص منظور کریگا۔

Justinian کا زمانہ آنے تک قانون میں یہ تبدیلی ہوئی کہ اگر Procurator اپنے اصل کی اجازت سے کام کرے تو اسکے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ اصل کے بجائے کام کر رہا ہے اور اسلئے cognitor مفقود ہوگیا اسی لئے justinian کے زمانہ میں اگرچیکہ Procurator کا تقرر بیضابطہ طور پر ہوسکتا تھا (دیکھو Justinian دفتر چہارم ۱۰-۱) لیکن درحقیقت اسکا تقرر عموماً اس طرح ہوتا تھا کہ اس میں شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی تھی (مثلاً اسکا تقرر دفتر acta میں درج رجسٹر کیا جاتا تھا) کیونکہ اسکا اپنے اصل کی بجائے اصل کی طرف سے کام کرنیکا حق بالکل صاف اور واضح ہوتا تھا اور آخرالذکر نالش کرسکتا تھا اور اس پر actio judicati ہوسکتی تھی[۲]۔

تمت

[۱] اسکے متعلق آرا تھا (دیکھو Gaius دفتر چہارم فقرہ ۸۳)
[۲] ضمانت داخل شدنی کی نسبت دیکھو Leage صفحہ ۴۱۷۔

غلط نامہ قانون روما

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶	۱۳	کرلی	کرنی	۷۳	۱۵	کیجاتی تہی	کیجاتی تھیں
۱۲	۲۳	یڈکیم	ایڈکٹم	۷۵	۲	یاکواٹاڈیوی یا	یاکواٹاڈیوی پی
۲۹	۱۸	مستند اصول قانون کا زمانہ	مستند مقننین کا زمانہ	۷۷	۲	پرونکٹی کیم	پرونکٹی کم
۳۶	۴	ترائی نین	ترائی یونین	۷۹	۱۴	جوالگی	حوالگی
"	۱۶	پراکیولینیں	پراکیولینس	"	۱۵	انٹ	نٹ کا ام
۴۰	۱۷	اولیں بعد	اولین کے بعد	"	۲۰	کموڈاہیو	کموڈائی
۴۶	حاشیہ سطر ۱	معاشری	معاشرتی	۸۱	۲۳	فائیڈکیا	فائڈوکیا
۵۰	۲	نیٹوناٹینس	انیٹوناٹینس نہیں	۸۷	۵	ٹری ناگئی	ٹری ناکٹی
۵۶	۱۰	جونیائی	جونیانی	۱۰۵	حاشیہ سطر	نیائی	نیابتی
۵۶	۱۲	جونیا	جونیانس	۱۲۸	۶	اجزار	احراز
"	۱۳	لل تھا	حاصل تھا	۱۵۲	۷	لکنی امی منڈی	لگنی امی ٹنڈی
"	۲۰	جولیاٹینس	توجولیاٹینس	۱۶۲	۲۲	ایلیپو	ایپیٹو
۵۷	۲۰	ایکڈمی	ایڈمی	۱۶۵	"	سور	سُود
۵۹	۱۵	جوراپٹرونائس	جورائٹر وائس	۱۸۲	۲۳	یاپیچ	پانچ
۶۱	۱۴	پلی بیس	پلی بینس	۱۸۲	حاشیہ سطر	جو ابھی ابھی	جو وہ ابھی ابھی
۶۲	۴	بونا فالیدی	بونا فائیڈی	۱۸۸	حاشیہ سطر	فقرہ ۱۲۳	فقرہ ۱۲۴
۶۴	۲	پلاٹیا	پلاٹینیا	۱۹۷	۱۴	بینت	تبنیت
"	۷	لیاٹیٹیاس	لیاٹینیاس	۲۰۰	۱۳	باحل	باطل
۷۳	۱۱	۸۴۱	۸۴	۲۱۲	۳	لایاما	لا وما

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۱۲	۱۸	ایک سورورکے	ایک سور ورکے
		اندر تیفصہ	اندر فیصلہ
۲۴۰	حاشیہ سطر ۲	فائیڈی ای	فائیڈ ی
۲۴۴	۱۹	سوہوب	موہوب لہٗ
۲۴۵	۹	بایع	بائع
۲۵۳	۱۴	سورس ہیرس	سواس ہیرس
۲۵۸	۹	بلک	ملک
"	۱۷	انڈلبری	انڈی لیری
۲۶۴	۱۱	انبا	ابنا
۲۶۵	۱۹	تفاوتیں تہیں	تفادت تھے
۲۷۷	۱۹	اقرا	اقرار
۲۷۸	۲۴	متنا قرین	متعاقدین
۲۸۵	۱۳	جب	یاجب
۲۹۹	۲۲	دائن مقابل	دائن کے مقابل
۳۰۱	۱	دین ادائی	دین کی ادائی
"	۶	مکفول سےہیں	مکفول لہ ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۰۶	۱۰	معاہدہ جس کو تحریری معاہدہ کہتا ہے	معاہدات "جو تحریری" معاہدات جسٹینین کہے جاتے ہیں
۳۰۸	حاشیہ	کارنہ گی	کارندگی
۳۰۹	۱۷	ی ایسی	کی ایسی
۳۲۲	۲ حاشیہ	ور موکل	اور موکل
۳۵۲	۱۷	دعوی کا حق	دعوے کے حق
۳۶۱	۱۹	نیگو ٹیوام جسٹر	نیگوشیوریم جسٹر
۳۷۸	۴	کہی جائے	کہا جائے
۳۸۰	۱۹	ابتدائی	ابتدار
۳۸۳	۱۶	غیر ملکیوں کی	غیر ملکیوں کے
۴۰۷	۱۴	کے	کی
۴۲۰	۱۸	کے	کی
۴۳۰	۱۶	بہ	یہ
۴۳۹	۳	توثق	توثیق
۴۴۰	۱۱	لیس سیزرہ	جولیس سیزرہ